

روح شہاب غائب پر وہابی حجاب

انوار محمدی دہشت گردی کے خلاف
کشمکش کا شہید اور شہداء کی شہادت

لکھی انوار محمدی

[[[کامیاب کراچی سٹریٹ، سٹیٹ لائبریری]]]

جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا

دیوبندیوں کی محرکہ الٰہی شہادت کے بدلے و الباطل اور کابر
و بائیس کی کفری عہدہ کی تاویلات کے بدلے و مسکت جوابات کا مجموعہ

إِحْقَاقُ الدِّينِ عَلَى أَكْبَادِ الْمُرْتَدِّينَ ۲

ردِ شہادتِ قریب و بائیس خایب

مہر شہاد

اجمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المناظرین امام الواعظین
مفتی علامہ محقق الحق الدین مولانا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحبین مفتی ہند پور

رضا اکبر مسجد ۲۶۱ کا میکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

بلیض حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۰۵۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

فہرست

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	بھارت !	۱۲	۱۰	مصنف شہاب ثاقب کا	۴۳
۲	مسلمانو !	۱۳		ساتواں کذب و افتراء -	
۳	مسلمانو !	۱۵	۱۱	مصنف شہاب ثاقب کا	۴۵
۴	فہرست گالی نامہ -	۱۸		آٹھواں کذب و افتراء -	
۵	مسلمانو ! نتیجہ نمبر ۱ نتیجہ نمبر ۲	۳۲	۱۲	مصنف شہاب ثاقب کا	۴۶
	نتیجہ نمبر ۳ -	۳۵		فریب -	
۶	مصنف شہاب ثاقب کا	۳۸	۱۳	مصنف شہاب ثاقب کا	۴۸
	پہلا فریب -			تیسرا فریب -	
۷	مصنف شہاب ثاقب کا	۴۰	۱۴	مصنف کا علماء حرمین پر حملہ -	۴۹
	پہلا کذب و افتراء -		۱۵	مصنف شہاب ثاقب کی	۴۹
۸	مصنف شہاب ثاقب کا	۴۱		ناپاک ذہنیت اور جہالت -	
	دوسرا فریب کذب و افتراء -		۱۶	غایت المامول کی پہلی تحریف -	۵۰
۹	مصنف شہاب ثاقب کا	۴۲	۱۷	غایت المامول کی دوسری تحریف -	۵۱
	چوتھا کذب و افتراء -			اور غایت مضمون پر دوسری تحریف -	
	افتراء -		۱۸	مصنف کا الی حضرت فاضل بریلوی کا افتراء -	۵۳

نام کتاب : روشہاب ثاقب

مصنف : اجمل احمد صاحب حضرت علامہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب علیہ الرحمہ

ناشر : رضا اکیڈمی، ممبئی

پاجازت : حضرت مولانا محمد ازل شاہ صاحب خائف اکبر مصنف رحمۃ اللہ علیہ لا اور

تعداد : 1000

طبعات : صبا انیسٹ، دہلی

قیمت : Rs. 150/=

☆ ملنے کا پتہ ☆

فاروقیہ بک ڈپو

422، نیگل، جامع مسجد دہلی - 6

Ph. 23266053, 23267199

۱۹	مصنف کا علماء مدینہ پر افتراء۔	۵۵	۲۰	اس کا جواب۔	۴۲
۲۰	مصنف شہاب ثاقب کا بیب۔	۵۸	۳۱	مصنف شہاب ثاقب کے نزدیک	۴۳
	دھوکہ۔			قرآن و حدیث خلاف حق اور	
۲۱	اکابرین امت کی شان میں سب اہل	۶۰		غیر متبرجے۔	
	اور گستاخی۔		۳۲	اس کے جواب۔	۴۳
۲۲	مصنف کے نزدیک علامہ سید علی	۶۱	۳۳	مصنف کا لڑاں کذب و افتراء	۴۳
	و علامہ امیر اہم بابوی کا جواب ہیں۔			مع جواب	
۲۳	مصنف کے نزدیک سید الغریز	۶۲	۳۴	مصنف کا دوسرا کذب و افتراء	۸۱
	دباغ خانی کا کذب و غیرہ ہیں۔		۳۵	مع جواب	۸۲
۲۴	مصنف شہاب ثاقب کا اعلیٰ حضرت	۶۳	۳۶	مصنف کا گیارہواں کذب و	۸۳
	قبیلہ پر ایک اور افتراء۔			غریب نمبر	
۲۵	مصنف کا قاضی عیاض علامہ	۶۵	۳۷	مصنف کا بارہواں کذب و غریب نمبر	۸۴
	علامہ علی قاری پر شائبہ نصاریٰ کا فتویٰ۔		۳۸	مصنف کا تیرہواں کذب و غریب نمبر	۸۶
۲۶	مصنف کا شاہ عبدالحق دہلوی	۶۶	۳۹	مصنف کے نزدیک شارح عقائد	۸۶
	پر شائبہ نصاریٰ کا فتویٰ۔			ابو جہل کے برابر مشرک۔	
۲۷	مصنف کا شاہ عبدالسلام پر شائبہ	۶۷	۴۰	مصنف کے نزدیک علامہ حلی کا	۸۸
	نصاری کا فتویٰ۔			ابو جہل کے برابر مشرک۔	
۲۸	مصنف کا حقیرین پر افتراء اشرار عالم پر	۶۹	۴۱	مصنف کے نزدیک امام اعظم	۸۸
	بھی ناپاک عمل۔			ابو سفیر ابو جہل کے برابر مشرک۔	
۲۹	مصنف کا قرآن و حدیث کو ہلانا	۷۱	۴۲	مصنف کے نزدیک مفسر امام ابو	۸۸
	ضلال کہہ۔			ابو جہل کے برابر مشرک۔	

۳۲	مصنف کے نزدیک حمزہ بن کرم	۸۹	۵۵	مکتوب حق تصفیہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی	۱۳۱
	حلی بن عبدالمطلب کی ابو جہل کے برابر مشرک			بنا حضرت مولانا سید محمد علی ندوی	
۳۳	مصنف کے نزدیک ابراہیم الخلیل علیہ السلام	۸۹	۵۶	علامہ ابو حفصہ کی شان میں مصنف کا کتب	۱۳۲
	کے برابر مشرک۔		۵۷	اسماء بنتیان و یسویں اکابر	۱۳۵
۳۵	امام ابو ہریرہ سمیع دہلوی کا عامرہ	۹۱	۵۸	علامہ مدنی پر فتورہ کی شانوں میں	۱۳۶
	المسلمین سے اللہ تک سب کو قبول			مصنف کی گستاخیاں۔	
	کے برابر مشرک کہا		۵۹	اسماء بنتیان و مدنیوں و عفا و غنیمہ	۱۴۰
۳۶	مصنف کے نزدیک علامہ تفتازانی	۹۱	۶۰	مصنف کا سفیر حضرت امیر سید بنیاد	۱۴۳
	کافر و مشرک۔			ڈینگ۔	
۳۷	مصنف کے نزدیک شیخ عبدالحق	۹۲	۶۱	کید بہتان اڈل اور اس کی حقیقت۔	۱۴۵
	محمد ث دہلوی کافر و مشرک۔		۶۲	دوم دوم۔۔۔۔۔	۱۴۷
۳۸	مصنف کے نزدیک علامہ حلی	۹۳	۶۳	کید بہتان اور چوتھے بہتان	۱۴۹
	کافر و مشرک۔			کی حقیقت۔	
۳۹	مصنف کے نزدیک علامہ طبرانی	۹۳	۶۴	مرزا قادیانی کے عقائد میں بریلوی	۱۵۱
	علامہ مدنی قادیانی کافر و مشرک۔			مشرک ہیں۔	
۵۰	مصنف کے نزدیک علامہ بغوی	۹۵	۶۵	پانچواں بہتان اور اس کی حقیقت	۱۵۲
	علامہ مخازن کافر و مشرک۔		۶۶	چھٹا بہتان اور اس کی حقیقت	۱۵۳
۵۱	مصنف خود امام المفسرین ہے	۱۰۱	۶۷	سوال سوحوال۔	۱۵۴
۵۲	عقائد وہابیہ کی فہرست۔	۱۰۲		الجواب۔	۱۵۶
۵۳	حضرت بہتانوں کی طویل فہرست	۱۰۹	۶۸	ابن عبدالوہاب نجدی کا پہلا	۱۵۹
۵۴	عقائد اہل حق کی فہرست میں	۱۱۰		عقیدہ۔	

۴۹	دیوبندیوں و دیوبند کی شرک	۱۶۱	۵۰	اسماعیل دہلوی کے مقام مصطفیٰ	۱۸۱
۵۰	کاشین	۱۶۲	۵۱	صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید پانچ	۱۸۲
۵۱	دیوبندیوں کی کفری شین	۱۶۵	۵۲	حقیقہ	۱۸۸
۵۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا دوسرا	۱۶۶	۵۳	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۸۹
۵۳	عقیدہ	۱۶۷	۵۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۹۲
۵۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۶۸	۵۵	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۹۶
۵۵	عقیدہ	۱۶۹	۵۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۹۷
۵۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۷۰	۵۷	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۱
۵۷	عقیدہ	۱۷۱	۵۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۲
۵۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۷۲	۵۹	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۶
۵۹	عقیدہ	۱۷۳	۶۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۹
۶۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۷۴	۶۱	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۰
۶۱	عقیدہ	۱۷۵	۶۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۱
۶۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۷۶	۶۳	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۲
۶۳	عقیدہ	۱۷۷	۶۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۳
۶۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۷۸	۶۵	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۴
۶۵	عقیدہ	۱۷۹	۶۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۵
۶۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۸۰	۶۷	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۶
۶۷	عقیدہ	۱۸۱	۶۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۷
۶۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۸۲	۶۹	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۸
۶۹	عقیدہ	۱۸۳	۷۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۹
۷۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۸۴	۷۱	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۰
۷۱	عقیدہ	۱۸۵	۷۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۱
۷۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۸۶	۷۳	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۲
۷۳	عقیدہ	۱۸۷	۷۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۳
۷۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۸۸	۷۵	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۴
۷۵	عقیدہ	۱۸۹	۷۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۵
۷۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۹۰	۷۷	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۶
۷۷	عقیدہ	۱۹۱	۷۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۷
۷۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۹۲	۷۹	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۸
۷۹	عقیدہ	۱۹۳	۸۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۲۹
۸۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۹۴	۸۱	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۰
۸۱	عقیدہ	۱۹۵	۸۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۱
۸۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۹۶	۸۳	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۲
۸۳	عقیدہ	۱۹۷	۸۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۳
۸۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۱۹۸	۸۵	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۴
۸۵	عقیدہ	۱۹۹	۸۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۵
۸۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۰	۸۷	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۶
۸۷	عقیدہ	۲۰۱	۸۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۷
۸۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۲	۸۹	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۸
۸۹	عقیدہ	۲۰۳	۹۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۳۹
۹۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۴	۹۱	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۰
۹۱	عقیدہ	۲۰۵	۹۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۱
۹۲	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۶	۹۳	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۲
۹۳	عقیدہ	۲۰۷	۹۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۳
۹۴	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۰۸	۹۵	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۴
۹۵	عقیدہ	۲۰۹	۹۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۵
۹۶	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۰	۹۷	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۶
۹۷	عقیدہ	۲۱۱	۹۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۷
۹۸	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۲	۹۹	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۸
۹۹	عقیدہ	۲۱۳	۱۰۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۴۹
۱۰۰	ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ	۲۱۴			

۹۸	باب ثانی	۲۱۵	۹۹	تمام نانوتوی کی تحذیر ان سس	۲۱۶
۹۹	دال عبارت	۲۱۷	۱۰۰	خاتم النبیین کا ثبوت قرآن	۲۱۸
۱۰۰	خاتم النبیین کا ثبوت قرآن	۲۱۹	۱۰۱	مفسرین اہل سنت کے قلم سے	۲۱۹
۱۰۱	مفسرین اہل سنت کے قلم سے	۲۲۰	۱۰۲	لفظ خاتم النبیین کی تشریح مصطفیٰ	۲۲۱
۱۰۲	لفظ خاتم النبیین کی تشریح مصطفیٰ	۲۲۲	۱۰۳	صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے	۲۲۳
۱۰۳	صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے	۲۲۴	۱۰۴	علاحدہ شیخ ابن نجیم الاشباہ والنظائر	۲۲۵
۱۰۴	علاحدہ شیخ ابن نجیم الاشباہ والنظائر	۲۲۶	۱۰۵	میں فرماتے ہیں	۲۲۷
۱۰۵	میں فرماتے ہیں	۲۲۸	۱۰۶	حفاظہ ابو یوسف کی تفسیر القرآن	۲۲۹
۱۰۶	حفاظہ ابو یوسف کی تفسیر القرآن	۲۳۰	۱۰۷	میں ہے	۲۳۱
۱۰۷	میں ہے	۲۳۲	۱۰۸	لفظ خاتم النبیین کی تشریح مصطفیٰ	۲۳۳
۱۰۸	لفظ خاتم النبیین کی تشریح مصطفیٰ	۲۳۴	۱۰۹	شفیع دیوبندی کے قلم سے	۲۳۵
۱۰۹	شفیع دیوبندی کے قلم سے	۲۳۶	۱۱۰	تمام نانوتوی کی تکفیر حسین احمد	۲۳۷
۱۱۰	تمام نانوتوی کی تکفیر حسین احمد	۲۳۸	۱۱۱	نامہ مذہبی کے قلم سے	۲۳۹
۱۱۱	نامہ مذہبی کے قلم سے	۲۴۰	۱۱۲	جھوٹے دیوبندیانہ نبوت کو نانوتوی	۲۴۱
۱۱۲	جھوٹے دیوبندیانہ نبوت کو نانوتوی	۲۴۲	۱۱۳	نے نقویت دی	۲۴۳
۱۱۳	نے نقویت دی	۲۴۴	۱۱۴	اکابرین اہل سنت کی شان میں	۲۴۵
۱۱۴	اکابرین اہل سنت کی شان میں	۲۴۶	۱۱۵	نانوتوی کی زبان دلائی	۲۴۷
۱۱۵	نانوتوی کی زبان دلائی	۲۴۸	۱۱۶	پہلا جھوٹ	۲۴۹
۱۱۶	پہلا جھوٹ	۲۴۹			

۱۲۲	دوسرا جھوٹ -	۲۶۹	صاحب جہد المقل (میر حسن)	۲۸۸
۱۲۳	تیسرا جھوٹ -	۲۷۰	ویونندی (اجال) سے کن پوں سے	
۱۲۴	چوتھا جھوٹ -	۲۷۰	سید غبر ہے -	
۱۲۵	پانچواں جھوٹ -	۲۷۱	حسین احمد ٹانڈوی کی دیکھیں اور	۲۴۳
۱۲۶	چھٹا جھوٹ -	-	ان کا جواب -	
۱۲۷	ساتواں جھوٹ -	-	مفتی سید علی الرحمن کا فیصلہ کن فیصلہ	۲۹۴
۱۲۸	آٹھواں جھوٹ -	۲۷۲	کے لئے لکھا -	
۱۲۹	نواں جھوٹ -	۲۷۳	فیصل خاص اور برائین قاطع -	۲۹۵
۱۳۰	دسواں جھوٹ -	۲۷۴	حسین احمد ٹانڈوی اتالی بھرم	۲۹۸
۱۳۱	گیارہواں جھوٹ -	۲۷۴	ثابت ہو گیا -	
۱۳۲	بارہواں جھوٹ -	۲۷۵	حسین احمد ٹانڈوی کا جہالت آخر	۲۹۹
۱۳۳	تیرہواں جھوٹ -	۲۷۶	مطالعہ -	
۱۳۴	چودھواں جھوٹ -	۲۷۷	حسین احمد ٹانڈوی کے صریح	۳۰۱
۱۳۵	پندرہواں جھوٹ -	۲۷۸	جھوٹ کا جواب -	
۱۳۶	سولہواں جھوٹ -	۲۷۹	حسین احمد ٹانڈوی کے سلسلہ	۳۰۳
۱۳۷	استاد اور شاگرد میں جھوٹ	۲۸۰	مفتی کا فتویٰ -	
۱۳۸	ہونے کا تائب -	۲۸۱	ٹانڈوی کی مضبوط الحواس پر مبنی	۳۰۴
۱۳۹	مصنف شہابہ نقیب کا انوکھا	۲۸۲	صاحب کی گرفت -	
۱۴۰	دجل -	۲۸۳	معلومات متعلق روحانی حیدر علی	۳۰۵
۱۴۱	دہلیہ دیوبندی متقلز کے فرقہ	۲۸۵	وہایت دیوبندیہ	
۱۴۲	مزدحمہ کے بیج ہیں -	۲۸۶	فیصلہ کاروں کی ماریت برائین قاطع کی	۳۰۹

۱۵۱	قرآن سے استدلال میں ٹانڈوی	۳۱۲	۲۶۲	لفظی علم اور سب علم کی تفسیر	۲۶۸
۱۵۲	حسین احمد ٹانڈوی کی ایک	۳۱۳	۲۶۳	دیوبندیوں کو اسلام اور انسانی	۲۶۹
۱۵۳	اور عیاری -	۳۱۴	۲۶۴	العلوم کا مطلب بھی نہیں آتا -	
۱۵۴	مقلد علی قاری شرح شفا میں	۳۱۵	۲۶۵	ابلیس کی نعت کے نزدیک حضور علیہ	۲۷۰
۱۵۵	فرماتے ہیں -	-	-	علیہ السلام کے علم الحق ہونے	
۱۵۶	ٹانڈوی نے شیطان سے اپنی	۳۱۶	۲۶۶	فصل سابع اور عبارت ہرگز نہیں	۲۷۱
۱۵۷	خوش اعتقادی کا اظہار کر دیا -	۳۱۷	۲۶۷	قاطعہ کی دوسری بحث -	
۱۵۸	ٹانڈوی نے اپنا عقیدہ مکمل کرنا	۳۱۸	۲۶۸	بقول اسماعیل قتیل ٹانڈوی اور	۲۷۲
۱۵۹	کمر دیا -	-	-	انہی ٹانڈوی شکی میں -	
۱۶۰	قرآن وحدیث سے علم حفظہ	۳۱۹	۲۶۹	وہایت کی سماعت میں شکاف	۲۷۳
۱۶۱	علیہ وسلم کا نبوت -	-	-	ڈالنے والا اقتصاد -	
۱۶۲	حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور	۳۲۰	۲۷۰	انہی ٹانڈوی اور ٹانڈوی گٹھوی کی	۲۷۴
۱۶۳	شونی وعیاری -	-	-	نہیں -	
۱۶۴	ٹانڈوی کا وٹ پٹا نشان دینا -	۳۲۱	۲۷۱	ٹانڈوی کا نشانہ نشانی قول پیش کر	۲۷۵
۱۶۵	ٹانڈوی اور اس کے کامیاب گٹھ	۳۲۲	۲۷۲	کے لوگوں کو دھوکہ دینا -	
۱۶۶	عقیدہ -	-	-	بقول نازکی امتی اپنے ہی سے	۲۷۶
۱۶۷	فیصل احمد بیٹھی نے اپنی تفسیر	۳۲۳	۲۷۳	علی علیہ السلام پر جھجکا ہے -	
۱۶۸	خود ہی کر دی -	-	-	علیہ السلام قاری موضوعات کبیر	۲۷۷
۱۶۹	پھر مصنف علم کی تحقیق کرتے	۳۲۴	۲۷۴	میں فرماتے ہیں -	
۱۷۰	ہونے یا فخر کرتا ہے -	-	-	علیہ السلام میں جو علی افضل القری	۲۷۸
۱۷۱	-	-	-	میں فرماتے ہیں -	

۱۴۲	امام الکافینؑ مائتوی کا ایک	۲۴۹	۱۸۵	بقول اسماعیل دہلوی چار اور	۳۶۷
۱۴۳	تراخیم جھوٹ -	۲۴۶	۱۸۵	ظلم مجھے اور کرامت سے	۳۶۷
۱۴۴	مائتوی کے جھوٹے دعوے کی	۲۴۶	۱۸۶	زیادہ بالکل ہیں۔	۳۶۸
۱۴۵	حقیقت -	۲۴۹	۱۸۶	بقول اسماعیل دہلوی انبیاء کو	۳۶۸
۱۴۶	مفتی شہل کا دوسرا جلیقہ مناظرہ	۲۴۹	۱۸۶	قدرت تعریف ماننا شرک اور	۳۶۸
۱۴۷	فعلی تاسن اور تھانوی صاحب	۲۴۸	۱۸۶	کفر ہے۔	۳۶۸
۱۴۸	کا کلمہ درود۔	۱۸۶	۱۸۶	امام ابوالبابہ نے آیات کسے	۳۶۸
۱۴۹	تھانوی گستاخ کی خاشاک پانی	۲۴۹	۱۸۸	نکلتے تھے۔	۳۶۸
۱۵۰	یعنی امام المؤمنین جانشین رضی اللہ	۱۸۸	۱۸۸	حسین احمد مائتوی کی جڑ ابوالبابہ	۳۶۸
۱۵۱	لوہیا کی شان میں گستاخی	۱۸۹	۱۸۹	مائتوی صاحب کی پہلی جی میں	۳۶۸
۱۵۲	تھانوی کا شان رسالت پر ذکر	۳۶۸	۱۸۹	یا داؤ گوتیاں۔	۳۶۸
۱۵۳	تھانوی مجرم کا مائتوی کو دل کی	۱۸۹	۱۸۹	تھانوی کے دوسرے دلیل صفائی	۳۶۸
۱۵۴	مائتوی دجال کا شبہ ثانی دلیل	۱۸۹	۱۸۹	کی تحقیق۔	۳۶۸
۱۵۵	مائتوی دجال کا شبہ ثانی دلیل	۱۸۹	۱۸۹	تھانوی کے دونوں دلیل اور اہل	۳۶۸
۱۵۶	مائتوی کا دیوبندی قوم کو لکھی	۲۴۹	۱۸۹	فاروق کے جھوٹے ہیں۔	۳۶۸
۱۵۷	دینا۔	۱۸۹	۱۸۹	دیوبندی جو کہ دھند یعنی وبال	۳۶۸
۱۵۸	اصل عبارت حفظ الایمان لفظ	۲۴۹	۱۸۹	گنتی۔	۳۶۸
۱۵۹	شرح صفحہ صبر عبارت حفظ الایمان	۱۸۹	۱۸۹	مائتوی کی شان رسالت میں	۳۶۸
۱۶۰	لفظ اعلیٰ حضرت قلیل۔	۲۴۹	۱۸۹	گستاخی۔	۳۶۸
۱۶۱	تھانوی کی عبارت سے مائتوی کا	۱۸۹	۱۸۹	جلیل صفت کی پیش کردہ آیت	۳۶۸
۱۶۲	استدلال۔	۲۴۹	۱۸۹	اکابرین اہمت کی نظر میں۔	۳۶۸

۱۹۰	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین	۳۶۸	۲۴۹	علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۹
۱۹۱	جمعین کا ایمان افزہ بیان۔	۲۴۹	۲۴۹	کا موقف۔	۲۴۹
۱۹۲	علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں	۲۴۹	۲۴۹	علامہ عبارت باللہ شیخ احمد	۲۴۹
۱۹۳	فرماتے ہیں۔	۲۴۹	۲۴۹	صادی میں فرماتے ہیں۔	۲۴۹
۱۹۴	تمام دیوبندی لوہیوں اور تارکین	۲۴۹	۲۴۹	علامہ ابن حجر مزی وی حدیث	۲۴۹
۱۹۵	کا پوسٹ نام۔	۲۴۹	۲۴۹	میں فرماتے ہیں۔	۲۴۹
۱۹۶	فصل تاسع اور عبارت حفظ الایمان	۲۴۹	۲۴۹	علامہ قاضی عیاض شفا شریف	۲۴۹
۱۹۷	قاضی عیاض شفا شریف میں	۲۴۹	۲۴۹	میں فرماتے ہیں۔	۲۴۹
۱۹۸	حسلی قاری شرح شفا میں فرقتہ	۲۴۹	۲۴۹	سیدی عبد الوہاب شقرانی رحمۃ	۲۴۹
۱۹۹	ہیں۔	۲۴۹	۲۴۹	اللہ علیہ کا موقف۔	۲۴۹
۲۰۰	حضرت مولیٰ قاری شفا شریف	۲۴۹	۲۴۹	شرح عقائد نسفی و شرح فقہ	۲۴۹
۲۰۱	میں اسلئے الہی کے مخلوق پر	۲۴۹	۲۴۹	اکبر میں ہے۔	۲۴۹
۲۰۲	الطلاق کرنے میں مدعیان	۲۴۹	۲۴۹	جلیل صفت کا اعلیٰ حضرت	۲۴۹
۲۰۳	شرکت کا رو فرماتے ہیں۔	۲۴۹	۲۴۹	رحمۃ اللہ علیہ پر جلیل و رفیع	۲۴۹
۲۰۴	قرآن کریم میں مسکس اہل سنت	۲۴۹	۲۴۹	علامہ قسطلانی اور علامہ رفیع	۲۴۹
۲۰۵	کا موقف ہے۔	۲۴۹	۲۴۹	کا موقف۔	۲۴۹
۲۰۶	قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا	۲۴۹	۲۴۹	علامہ ابن حجر مزی قادی حدیث	۲۴۹
۲۰۷	موقف۔	۲۴۹	۲۴۹	میں فرماتے ہیں۔	۲۴۹
۲۰۸	شاہ عبد الحق محدث دہلوی	۲۴۹	۲۴۹	قطب شقرانی اور علامہ ستوبی	۲۴۹
۲۰۹	جلیل کا موقف۔	۲۴۹	۲۴۹	کا موقف۔	۲۴۹
۲۱۰	مائتوی صاحب دیوبندی قوم	۲۴۹	۲۴۹	تفسیر قرآن الہیان فی تحاقق	۲۴۹
۲۱۱	کو ایک اور دھوکہ دیتے ہیں	۲۴۹	۲۴۹	القرآن میں ہے۔	۲۴۹

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والصلوة والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کے خلاف عقیدۂ خارجیت کی ریشہ و انبیا کوئی نئی بات نہیں۔ اسلامی تاریخ نگاہ ہے کہ خارجیتوں نے اسلامی آبادی اور مذہب کو مہلکوں میں ہی رخنہ، نا اتفاقی اور افتراق کا بیج بویا۔ لمبی لمبی قزاقی طویل قیام و رکوع، ماسے پر مسجدوں کے سیاہ نشان، روزوں کی سخت پابندی، طبیعت میں کجی اور سختی، ظاہری صغے قطع اسلامی، زبان پر کلمہ اور اللہ کی حاکمیت کے دعوے، ایسے کاموں کا پھرہ ان کے جموں پر تو رہا لیکن ان کے دل محبت رسول سے یکسر خالی رہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیا و کرام، ان نفوس قدسیہ کی شان میں بے ادبی گستاخی اور توہین آمیزہ کلمات کہنا، گھانا اور ان پر کھٹے رہنا، خارجیوں کا شعار رہا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ خود فرماتے ہیں، ایک بار ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور حضور مابین وغنیمت، تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا آیا اور کہا یا رسول اللہ عدل کیجئے حدوتہ عالم نے فرمایا، تیری خرابی جو جب میں ہی عدل نہ کروں تا تو بھی کون (عدل) نہ کرے گا اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو کون ہو گا اور

۲۱۶	ایم الہامیہ دہلوی اور متحدہ دہلیہ	۴۴۲	۲۳۱	خاتمہ الکتاب -	۲۵۵
۲۱۷	گنگوچی کے اقوال -	۴۴۳	۲۳۲	مولوی حسین احمد فیض آبادی	۲۵۰
۲۱۸	ٹانڈوی دجال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی -	۴۴۴	۲۳۶	مصنف شہاب شاہ قصب کے جدید کفریات -	
۲۱۸	مفسرین کرام آئینہ کریم علیہ السلام کے تحت فرماتے ہیں علیہ السلام	۴۴۵	۲۳۳	حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں	۲۵۲
۲۱۹	علامہ صاوی کتاب کی تفسیر تحریر	۴۴۶	۲۳۴	حضرت علامہ امجدی کی ایک تحریر میں فرماتے ہیں	۲۵۳
۲۲۰	علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں -	۴۴۷	۲۳۵	مولوی حسین احمد پر دوینہ کا فتویٰ اور ان ہی سوالوں کا جواب، ملاحظہ ہو۔	۲۵۴

بدنفس ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! حکم دیجئے کہ اس کی گردن اردوں۔ فرمایا:

.... فقال واعرف ان له اصحابا يحق احدكم صلواته مع صلواتهم وصيامه مع صيامهم يقرون القرآن لا يجاوز تراقيهم..... (الحديث)

جانے دو اس کے رفقا ایسے لوگ ہیں کہ ان کی نماز اور روزوں کے مقابلے میں تم لوگ اپنی نماز اور روزوں کو بھول کر گئے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے کے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ باوجود اس کے اس جانور کے پیٹ کی آلاش و خون میں سے پار ہوتا ہے مگر اس کے پیکار (نوک) میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اس کے بدن میں جس سے پیکار باندھا جاتا ہے نہ گڑھی میں نہ پیر میں۔ نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے یا مثل گوشہ پازہ کے حرکت کرتا ہوگا وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرق ہوگا۔ حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور سہی گواہی دیتا ہوں کہ علیؓ کو کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے فوج کے بعد حکم فرمایا کہ اس شخص کو تلاش کیا جائے جس کی شہر حضور سید عالمؐ نے دی تھی چنانچہ جب اس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اس کی حضور عالمؐ نے بیان فرمائی تھیں

سب اس میں موجود تھیں۔ دکنہ اعمال شریف میں ہے کہ یہ دیکھ کر تمام اہل لشکر مارے خوشی کے سجدہ شکر میں گرے اور حضرت علیؓ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ شکر ادا کیا۔

اب غور طلب اور عبرت ناک بات یہ ہے کہ اس ایک گستاخی نے اس شخص کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا کہ وہ کثرت عبادت و ریاضت (نمازیں اور روزے) اس کے کسلی نام نہانی۔ خارجیوں کو اپنے تقویٰ و درج پر اس قدر غمناک تھا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ زیاد بن اُمیہ نے عروہ ابن ادبیر خارجی سے پوچھا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا۔ کہنے لگا اچھے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگا ابتدا میں چھ سال تک اس کو بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر جب انہوں نے نبیؐ نبیؐ باقیں اور بہتیں شروع کیں۔ ان سے علیؓ جدا ہو گیا اس لیے کہ وہ آخر میں نعوذ باللہ کا فریاد کرنے لگے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا کہ وہ بھی اوائل میں اچھے تھے جب تک کہ بنایا نعوذ باللہ کا فریاد نہ ہو گئے اس لیے ان سے بھی علیؓ کی اختیار کر لی رطل و نخل،

ایک اور روایت میں خارجیوں کی نسل اور تعداد کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانِ ذیشان، حضرت ابوجعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہر کی لڑائی میں شریک تھا جب علی رضی اللہ عنہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو فرمایا اس شخص کو تلاش کرو جس کا ہاتھ ناقص ہے چنانچہ اس شخص کی لاش ملی۔ وہ شخص سیاہ فام تھا اور اس سے بدبو آتی تھی اور اس کے ہاتھ کی جگہ بشکل پستان ایک گوشہ پازہ تھا جس پر چند

بال تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: یسبح من ربنا یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ امام حسن یا حسین (رضی اللہ عنہما) خدا تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے صرف تین ہی شخص جانیں ان میں بھی ایک شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا۔ وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور غور توں کے رحم میں ہیں۔ روایت کیا اس کو طرانی نے اوسط میں۔ اس حدیث شریفہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کرے گا۔

قاریین! پیش نظر کتاب "روشہات ثواب" اسی فتنہ خارجیت کی ایک شاخ کی تردید میں لکھی گئی ہے۔ جسے پڑھ کر انشاء اللہ العزیز آپ کو اندازہ ہوگا کہ سابقہ اور موجودہ خارجیوں کی فکر و سوچ، قول و فعل، اور ملتان میں کس قدر گنگناہ اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

قاریین کو! اس جگہ ان تاریخی تلخ حقائق کا ذکر کرنا انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے جو اس کتاب کے معرضہ وجود میں آنے کا اولین سبب بنے تاکہ قاریین کو کتاب کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ ہو سکے اور نئے متلاشیان حق کو صحیح منزل کے تعین کرنے میں آسانی بھی۔

آج سے تقریباً ایک سو سال پہلے اسی خارجی گروہ کے چار پیشواؤں نے امام الانبیاء حبیب مکی علیہ التجیۃ والسلام کی راہ اس سے مار دیکر احمد شکر، غلی، احمد ایشیوی، اسراف علی تھانوی اور محمد قاسم نونو تو می ہیں۔

شان ارفع و اعلیٰ میں انتہائی جسارت کرتے ہوئے سخت بے ادبی اور گستاخی کے کلمات کہے۔ گستاخانہ عبارات صحیح کہ جب خاص و عام میں بیخیں تو مذہبی دنیا میں ایک کلمہ بھی مردود و مذمنا مسلمان نے اپنے اپنے پیمانہ محبت کے مطابق بغض و کافراں کیا۔ علماء اہل سنت نے ان گستاخانہ عبارت کے رد کیے چھاپے، مواخذے کیے، کفری کلمات پر ان کے موجودین کو تنبیہ کیا۔ یہ سلسلہ حق گوئی و تردید باطل کئی سال جاری رہا۔ لیکن افسوس بڑا ہوا ضدیت اور ہٹ دھرمی کا۔ ان چاروں مشاغل میں سے کسی کو بھی اپنے کفری کلمات سے رجوع کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

خارجیوں کی گستاخانہ عبارات

عبارت "انکر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خابیت محمدی میں کچھ فرقہ نہ آنے کا چرچہ جانیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی بخیر کیا جائے۔" (تخیر الناس ص ۲۷ مقتطف مولوی محمد قاسم نونو تو می) نوٹ: "تخیر الناس" ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں تالیف کی گئی۔

جارت الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف انصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شکر مبین تو کون سا ایمان کا حق ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت عالم کی کوئی نص قطعی ہے۔ (امامین کا لفظ ص ۵۱ مقتطف احمد شکر غلی و غلی ایشیوی)

نوٹ: یہ کتاب ۱۸۹۶/۱۳۱۴ء میں شائع ہوئی۔ (مقتطف رشید احمد شکر غلی)

مقتدہ ہندوستان میں دین مصطفوی کی حمایت و نصرت اور
فتنہ و خارجیت کی سرکوبی کا سہرا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے سر بندھا۔
اخبارات و رسائل و خطوط کا وسیع ذخیرہ اس امر حقیقت پر شاہد
ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اولاً کئی سال تک ان خارجیوں کا پر
کوبہ و راست اپنی گستاخانہ عبارات پر غرور کیا پیشینگی دلائل قاطعہ سے انکی گستاخانہ
عبارات کا رد و تبلیغ فرمایا اور مقتدہ ہندوستان میں جو خارجی تھے انکی دھوکہ
دی لیکن ان میں سے کسی نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے استدلالات کا جواب دیا
نہ ایسی گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا۔ آخر حجب ان خارجیوں کا برکا
صریح کھڑا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو گیا تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے
شرعیعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اصولوں کی روشنی
میں ان خارجیوں کا برکے شان نبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں انتہائی
گستاخانہ عبارات مع فتویٰ تکفیر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء کرام
اور مفتیان نظام کے حضور پیش کیں تو ان حضرات قدسید و علمائے
حجاز مقدس نے سہایت خوش اسلوبی، غیرت ایمانی اور نصرت دینی
سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق فرماتے ہوئے
ذکورہ خارجی پیشواؤں کو کافر قرار دیا اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی اس
غلیظ الشان دینی خدمت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

حجرات آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید جمیع ہو
تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے کل غیب
اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا
علم غیب تو زید و عمرو و کلہ ہر جسی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے
لیے بھی حاصل ہے۔ (مصنف مولوی اشرف علی تھانوی)

نوٹ :- یہ رسالہ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

اس فتویٰ تکفیر المذنب المستند کو منظر عام پر آئے ہوئے
آج نوے سال سے زائد ہو گئے لیکن امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ان
اسلام پیشواؤں کے کسی ہم خیال عالم اور مفتی کو یہ بہت شیں بڑی
کردہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے دلائل کا جواب دیتا۔ مہر حال جو
کچھ ان سے ممکن تھا دینی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذات مجتہدہ کلمات
پر کھینچا چھلانا، گالی گلوچ دینا، افتراء کرنا، جھوٹا مذاہنا، بے
بنیاد و گزائم لگانا، چونکہ ان کا مورد فی شیوہ تھا، وہ کچھ کرتے چلے
آ رہے ہیں۔ انہی جھوٹ کے پلندوں میں سے ایک پلندے کا نام
"الشہاب الثاقب علی المسرتی" کا مذہب ہے۔ قارئین کرام! شہاب
ثاقب کے مصنف، خارجیوں کے پیشوا حسین احمد دہلوی کا دینی
و مذہبی و اخلاقی تفصیلی تعارف تو انشاء اللہ العزیز آپ کو اس
کتاب (رد شہاب ثاقب) کے مطالعہ کے بعد بخوبی ہو جائے
گا۔ سر دست کتاب رد شہاب ثاقب کے گہرے مطالعہ کے بعد یہ حق ضرور عین میں ہے
کہ حضرت مفتی محمد اہل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ نے اپنی اسی تصنیف
میں مصنف شہاب ثاقب، مولوی حسین احمد دہلوی کے جھوٹ
فریب، ادھوکے اور بہتان طرازیوں کے ایسے ایسے عجیب و غریب اثبات
کئے ہیں کہ مصنف شہاب ثاقب، مولوی حسین احمد کی تصویر اپنی ہی تحریرات
کے آئینے میں انتہائی قبیح اور مکروہ نظر آتی ہے۔ مزید برآں حضرت مفتی
صاحب علیہ الرحمۃ نے مولوی حسین احمد دہلوی کے اعتراضات اور
بے بنیاد الزامات کے ایسے مائل اور ٹھوس جوابات دیے ہیں کہ آج
تک کسی خارجی مولوی یا محقق کو جواب تک سوچنے کی جرأت نہیں ہوئی
قارئین! مہذرجہ بالا الفاظ پر اگر کسی خارجی دہلوی ہندی عالم یا مفتی
یا پیشہ ور قلم کار یا بزرگم خویش محقق کو اعتراض ہو اور وہ اس
(حاشیہ مصنفین)

حقیقت کو سراسر ظلم، خلاف واقعہ، جانبدارانہ سوچ اور بے بنیاد دعویٰ خیال کرتا ہو تو اس کے لیے مشورہ ہے کہ ایسی خوش فہمی اور ناپختہ خیالی میں مبتلا ہونے سے پہلے آرام و سکون کے ساتھ ردِ شائبہ شائبہ کا بغور مطالعہ کرے اور پھر اگر جمہوریت، انسانی عقیدت، امانیت اور شیخ پرستی کا اظہار مقصود نہ ہو تو اصرار دھڑلے پر یکساں ہونے کی بجائے تحقیق کی زبان میں بات کرے۔ باقی بفضلِ تامل ہم جانتے ہیں کہ طائفہ خارجہ دیوبند پر کی اس موصوع پر لکھی جانے والی ہر کتاب عذر گناہ بدتر از گناہ

کا قبیح شاہکار ہے۔ مزید اگر دینی و مذہبی نہیں بلکہ انسانی اور تاریخی نمونہ، طبیعت میں ظلمان پیدا کرے تو نسلی و اطمینان کے لیے نگاہیں کھول کر درج ذیل حوالے پڑھیے۔

حوالہ: جناب: جناب شاہ حمزہ مارہروی مرحوم تہذیب الاولیاء مطبوعہ کاپنور صفحہ ۵۸ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشماء ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کے دیکھ رہا ہے اس واسطے کہ آپ کو یہ ریزہ و گی کے امور خفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گرا ہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات لغو نہ ہوتی علم الغیب ہے۔

حوالہ: نمبر ۲: مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق، سیٹاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

۱۔ علماء و محرمین شریعتین کی تصدیقات کے مطالعہ کے لیے
— "سام الحرمین علی شجر الکفر والین" ملاحظہ کیجئے اور اسی منظر پر متحدہ ہندوستان کے اڑھائی سو سے زائد مشہور علماء کی تصدیقات کے یہ اصولام اللہ کا مطالعہ کیجئے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی وحی کی تخلیق معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مقضیٰ الی الکفر اور نقص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور پیر پیچ کرنا بے دین کا کام ہے۔

قارئین! کسی شریف النفس انسان کی غیرت اور رجا اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ وہ خود جھوٹ گھرے کسی دوسرے شخص کی غیرت منسوب کرے یا اس پر بہتان باندھے لیکن آپ کو یہ جان کر سخت حیرت ہوگی کہ رات دن اسلام، اسلام کا ڈھنڈو دہاتے والوں، شریعت، شریعت کا راگ آلاپنے والوں، بڑے بڑے مدرسوں کے کمرتا دھرتاؤں، تعویٰ اور پیر پیچ کاری کے بلند بانگ دعوے کرنے والوں اور دنیا کے غرضیت و دیوبندیت کے اکابر کا یہ شیوہ ہے کہ وہ کسی پر جھوٹ اور بہتان باندھنے میں کسی قسم کی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔

دلیل اس بات کی یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں کتابیں، ان کے اقتباسات، صفحہ ۵۸ میں بطریق بھی من گھڑت اور جعلی ہیں۔ اور یہ سیاہ کار نامہ کسی عام انسان کا نہیں بلکہ موجودہ طاغوتوں و دیوبندیوں کے پیشوا حسین احمد نانڈوی کا ہے۔ جسے دیا بزنیاں ہند مسیح الاسلام مگر مکر اسلام کی توہین کر رہی ہیں۔

ان زبان درازوں سے کوئی پوچھے کیا اسلام کی یہی تعلیمات ہیں کہ ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے دوسروں کے خلاف جھوٹ گھڑتے اور بہتان باندھتے ہو؟

کیا شریعت پاک میں ایسے کا ذنب اور بہتان طرز شخص کو
شیخ الاسلام کہنے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا کچھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ماننے والوں کا یہی طریقہ ہے کہ جھوٹ لکھو اور چھاپو ؟
لوگوں کو رات دن جھوٹ، افشاء، دھوکا اور بہتان تراشی
سے بچنے کا سبق دینے والو! کیا تم نے خود بھی کبھی جھوٹ اور بہتان
سے اتنی نفرت کی ہے اور اگر کی ہے تو تم نے اپنے شیخ کی
کذب بیانی پر عمل کتاب کے خلاف کیوں صدائے حق بلند نہیں

کی
لوگوں کو آخرت کی جواب دہی سے ڈرانے والو! ہذا اپنے
گرمیوں میں جھانک کر دیکھو! کبھی دل کے کسی گوشے میں تم نے
خود بھی آخرت کے خوف کو پایا ہے، اگر پایا ہے تو تم نے شبابِ ثاقب
کے مفتری، کذاب اور بہتان طراز کا کیوں ٹوکس نہیں لیا؟ کبھی تم
نے اس کے نام پر جھوٹ چھانے پر متنبہ کیا ہے؟

مذکورہ بالا دونوں فرضی کتابیں اور جھوٹے اقتباسات کی حقیقت
دیکھنے والوں کی طرف سے اس قدر اعتراضات مولوی حسین احمد ٹانڈوی
کے مزاج شناس شاگرد اور ماہنامہ "تجلی" دیوبند کے مدیر مولوی
عامر عثمانی کو بھی کمر ناپڑا ہے چنانچہ مدیر موصوف اپنی ضروری
ماریج ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں ردِ شبابِ ثاقب پر تبصرہ کرتے
ہوئے لکھتا ہے:

کتاب کے لب و لہجے سے سخت وحشت زدہ ہونے
کے باوجود انتہائی انصافاً ضرور کہیں گے کہ مصنف نے مولانا مدنی
پر ایک الزام بڑا عجیبانگ و فکر انگیز لگایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ
جن دو کتابوں خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام سے شبابِ ثاقب
میں بعض اقتباسات دیے گئے ہیں وہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں
جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انہوں نے کبھی ہرگز

ہرگز یہ کہہ نہیں سکیں گے..... حق یہ ہے کہ تحقیقی اور معقول جواب
یا تو مولانا مدنی کے بلند قبائل صاحبزادے مولوی اسعد طحطاہ کے
ذمے ہے یا پھر ان مزیدین و متوسلین کے ذمے ہے جو بجا طور پر مولانا
کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں۔

مذہبہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگی کہ مولوی عامر عثمانی
کو بھی اپنے استاد مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو جھوٹ اور بہتان طرازی
کے الزام سے بچانے کے لیے کوئی تحقیقی و معقول جواب نہیں ملا۔
اس لیے جھوٹ کی وکالت کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار کر مولوی

ٹانڈوی کے صاحبزادے اور برستاروں پر ڈال دیا ہے۔
کاش مولوی عامر عثمانی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے عاجزانہ
زاروں کو یہ مشورہ بھی دیتے کہ اگر استاد محترم پر الزام کی صفائی پیش
نہ ہو سکے تو صاف اقرار کر لیں کہ مولوی ٹانڈوی نے شبابِ ثاقب میں
کذب بیانی کی ہے یا مولوی ٹانڈوی صاحب سے غلطی ہوگئی ہے
تاکہ آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤ۔

لیکن ایسا کیونکر ممکن ہے؟ جبکہ اس طائفہ خارجیہ دیوبند پر
کے اصحاب و اکابر کا MOTTO (شیلو) ہے کہ
جھوٹ لکھو، چھاپو اور پیٹ کا دھنڈا چلاؤ۔

بے لوثی و شہادت کی کردار اور اس پر ڈٹ جاؤ۔
زیر نظر کتاب ردِ شبابِ ثاقب مولوی حسین احمد ٹانڈوی
کے تمام خوشتر چیلوں اور پرسناروں کو یہ دعوت دیتی ہے کہ آج
بھی وقت ہے کہ اپنے پیشواؤں کے باطل نظریات اور گستاخانہ
جہالات سے خود کو بری کر لو۔ عار کو نار پر ترجیح نہ دو۔ جھوٹوں
کی حمایت اور جھوٹ کی اشاعت سے تائب ہو جاؤ اور یہودیانہ جہاد

روش پر چل کر اپنی آخرت چاہ نہ کرو۔

رؤ شہاب ثاقب کی اشاعت کی وساطت سے اہل سنت و جماعت ایک بار پھر "شہاب ثاقب" کے متوالوں سے اپنے دیرینہ مطالبہ کا اعادہ کرتے ہیں کہ ان کے شیخ اور مقتدا مولوی حسین احمد غازی نے اپنی شہاب ثاقب میں اہل سنت کی جن دو معتد علماء ہستیوں پر جھوٹ اور بہتان باندھے ہیں۔ ان کا ثبوت پیش کرو۔ اور اگر ثبوت نہ لاسکو، تو اس فرمان الہی کو یاد کرو۔

فاذا لم ياتوا بالشهادة فاولئك عند الله هم الكذوبون۔
(جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں)۔

ہم جھوٹے اور بہتان پردازوں کے جواب میں فقط اتنا کہتے ہیں کہ :
لعنة الله على الكاذبين (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت)۔

مگدو غوث و رضا
محمد جاوید اکبر قادری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ارسل الينا سيد الانبياء والمرسلين
وبعث فينا حبيبہ الذي ختم به النبيين۔ وعلمه علوم
الاولين والآخرين۔ وفضلہ بخصاصہ علی جميع المعزين
والصلوة والسلام علی سيدنا ونبينا محمد رحمة للعالمين
قاسم الارزاق ومالك السموات والارضين عالمமாகا
ما يكون الي يوم الدين۔ واسطة الخلق وشفيع للمذنبين
وعلي آله الطيبين وصحبه الطاهرين وعلى ائمة المجتهدين
وفقهاء امة الکاملين وعلى اولياء ملتہ المرشدين
وعلماء اهل السنة المحدثين وعلينا معهم
وبهم اجمعين۔

امَّا بعد الفیہ الی اللہ عزوجل۔ المعتمد ذیل سید کل نبی
مرسل۔ ابو محمد اجل بن الحافظ الحاج الشافعی کل۔ استقی الخلف ذریعہ انوار
الرموزی مشرباً۔ المنظر فی بلدة بنسبل۔ اپنے برادران المسند وجماعت کی خدمت
میں عرض کرتا ہے کہ عرصہ ایک سال سے جناب صاحب مکتبہ قاری مولانا شاہ
عبد الغنی صاحب ساکن سیکری ضلع مظفرنگر کا اصرار تھا کہ رسالہ الشہاب
اشاقب علی المسترق کا کاذب مولانا مولوی حسین احمد فیض آبادی کا کمال دودھ چا
کہہ دیا جائے۔ لیکن میں اپنی عہدیم الفرستی اور کثرت اشغال کی بنا پر اس کو شروع
نہ کر سکا تو انہوں نے صدر المدرسین جامع مقبول و مقبول۔ حامی فروع و اصول
مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس اقل مدرس اسلامیہ میرٹھ سے شکایت کی
انہوں نے اپنی محبت سے زور ڈالا تو میں اپنے شاغل کی بنا پر مختصر طور پر اس کا
کاجواب شروع کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق وهو الموفق للمحقق والتحقیق۔

بھائیو! مدعیان اسلام میں اہلسنت و جماعت کا مقابلہ کرنے والے۔
 عقائد و احکام شریعہ کو نشانہ دالے۔ یحسانی علماء اہلسنت کے دینی مرد و فداکار
 گناہ نے دالے پیشوایان کثرت پرانفرا و بتان کرنے والے عقیدیان مذہب کو
 منہ بہ منہ کر گایاں دینے والے مفتیان شریعت کو منال و مضل کئے دالے حق
 کی حقانیت پر تردید دالے باطل کی حمایت کرنے والے عقائد باطلہ اور
 مسائل فاسدہ کی اشاعت کرنے دالے گمراہی اور بے دینی کی تبلیغ کرنے والے
 کفر و شرک کو دین دایمان علمائے دالے فرشتے صدیقوں سے برابر چلے آ رہے
 ہیں۔ ان باطل فرقوں نے ہمیشہ عوام مسلمین کو فریب دینے کی ناپاک سعی کی۔ ان
 گمراہ جماعتوں نے جیسے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام ترویر میں پھانسنے کی کوشش
 کی۔ ان بے دینوں نے حق کو باطل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کے زور
 لگائے۔ ان بد مذہبوں نے باطل کی تبلیغ کے لیے ہمیشہ زبردست جھجے جھگے
 اور ٹھکر و فریب کھڑے کیے اور انفرا و ہنسان کیے۔ لیکن رب العزت تبارک و تعالیٰ
 نے ہر زمانے میں اپنے دین حق کی محافظت کی اور اہل حق کی ہر فرقہ میں نصرت اُتار
 کی اور اہل کفر و ستمناک کیا اور اہل باطل کے مکرو فریب کا پردہ چاک کیا۔ اس دور
 پر فرقوں میں دیوبندیوں کی حیثیت نے جماعت المسلمین میں فتنہ و فساد پھیلا دیا۔ ان
 کے حمل سے ظاہر ہے انہوں نے جو اختلاف و انفرا کی کاغذ بویا دیا، حاوہ و خمر سے
 بہرہ ہے۔ یہ فرقہ لاشی فریب کاری اور گمراہی میں سابقہ فرقہ باطلہ پر سبقت لے گیا
 یہ فرقہ اپنی تلبیہ بانی احمد گامری میں رد افق کو بھی شرمندہ کر گیا۔ بلکہ انہوں نے
 تو اپنے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ اور کذب پر جمائی۔ انہوں نے تو اپنی بنیاد
 کی تعمیر ہی دجل و فریب پر بنائی۔ انہوں نے ہی انفرا کا رواج دیا۔ انہوں نے ہی
 بہتان طرازی کا بانا گرم کیا۔ کتب و تفسیریں تحریریں کرنا ان کی مخصوص عادت ہے
 عبادات میں کوتاہی کرنا ان کی شہو و خلعت ہے۔ یہ فرقہ جب اپنی مکاری پر اُتر آئے
 تو اپنے خصم و مخالف کا قول اپنے دل سے بنا کر لے آئے یہ جماعت جب اپنی

انفرا پر وازی پر آجائے تو خصم و مخالف کے آباؤ اجداد اور مشائخ کی طرف سے
 جو عبادات چاہے گزودہ کر لے آئے۔ ان کی تعابینت کے نام تراش لے پھر
 ان کے مطیع تک بنا ڈالے۔ چنانچہ اس بارنی کا سر جو کر تیار کیا ہوا رسالہ
 سیف النبی ان کے انفرا و ہنسان کا پورا کلیل ہے اس وقت بغور ملاحظہ اس کی
 چند مثالوں کا پیش کر دینا ان امور کی تین دلیل ہے۔

(۱) اس کے صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المتقین اعلیٰ حضرت قدس سرہ
 کے والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد رفیع علی خاں صاحب قدس سرہ کے نام
 سے گزھی اور یکمال بے حیائی لکھ دیا۔ ملبودہ مرجع صادق مینا پور صفحہ ۱۵

(۲) اس کے صفحہ ۱۵ پر ایک کتاب ہدایت الہریم ملبودہ لاہور
 اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کے نام سے گزھی اور اپنی خواہشیدہ جبارتیں
 اس کی طرف نسبت کر دیں کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں۔

(۳) اس کے صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المتقین اعلیٰ حضرت کے خواجہ
 حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب قدس سرہ کے نام سے گزھی اور
 یکمال بے شرمی لکھ دیا۔ ملبودہ کھنڈو صفحہ ۱۲

(۴) اس کے صفحہ ۱۴ پر ایک کتاب بنام مرآۃ الحقیقہ حضور سیدنا غوث
 اعظم رضی اللہ عنہ کے اہم گرامی سے گزھی اور یکمال بے ایمانی لکھ دیا۔ ملبودہ
 مصر صفحہ ۱۸

(۵) اس کے صفحہ ۲۰ پر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد قدس سرہ کی مہر مبارک
 میں دل سے گزودہ لی اور اس کی یہ صورت بنائی **فقہی علیٰ حقنی سنی** حالانکہ
 حضرت کی مہر مبارک یہ تھی جو بیشتر کتب پر طبع ہو چکی ہے۔

مروری مقابل خاں
 محمد رفیع علی خاں
 ۱۲۹۹
 لطف ہے کہ مگر گزھی اور پھر بات نہ کی کہ حضرت کی دنیا
 ۱۲۹۹
 شریف کے چار برس بعد مرکنہ ہوئی۔ واقعہ ہے کہ جھوٹ میں کچھ نہ کچھ کمی باقی رہ

جانی ہے۔ جس سے اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں! ذرا انصاف سے کھانیا ایسا جیسا انفراد ہستان کیا ایسی گندی اور گھنٹی کی تحریر تم نے کوئی اور بھی دیکھی ہو گی ایسا سرخ کذب اور جھوٹ کیا ایسی جانی اور ڈھٹائیوں کی نظیر تم نے کوئی اور بھی دیکھی ہو گی ایسی بے شرمی کا مسافر ہو تم نے کہیں اور بھی کیا کیا ایسی بے ایمانی اور مکر کو یکسر کا جھوٹ تم نے کہیں اور بھی دیکھا قابل توبہ یہ چیز ہے کہ یہ سارا انفراد ہستان۔ و جہل و غریب۔ مکر و کید۔ خرافات کذب محض اس سے ملے ہیں کیا کہ اسے اعجازت فاضل بریلوی تم تو یہ کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ لکھتے ہیں تمہارے جلد جلد فلاں کتاب کے فلاں فلاں کی تحریر فرماتے ہیں۔ تمہارے مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ زمان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہے نہ ان مطابق کا کہیں نام و نشان۔

مسلمانو! فرقی کجرات تو دیکھو کہ ان کتابوں کے یہ نام اور یہ عبارات ہیں اور ان کے فلاں فلاں صفحات ہیں اور اس جماعت کی اس دلیری کا ملاحظہ کرو کہ قدوة المحققین حضرت مولانا مولوی مفتی محمد رفیع خاں صاحب دتہ اللہ علیہ کی مرتبہ گوکہ دہلی اور محض اپنے دل سے اس کا سن اور عبارت تلاش لی۔ و آخر تو یہ ہے کہ کئی فرقہ واریہ میں نہ کچھ شرم دیا ہے۔ نہ ان کے نزدیک جھوٹ بولنا جرم و خطا ہے نہ انفراد ہستان باندھنا فعل جرم ہے۔ نہ جہل و غریب دنیا بڑا کام ہے اور ہر بھی کس طرح کہ جب وہ جھوٹ کیسے عیب کو اپنے خدا کی صفات ثابت کریں اور اس کے لیے غلط گوئی اور مکر جیسے نقص کو بردار لکھیں تو پھر ایسے کا ذنب باغض اللہ مکار خدا کے بجا دیں کہ جتنا جھوٹ بولتے۔ انفراد ہستان کرتے کیوں خوف و ہراس ہو اور شکر ہست کتاب میں اور عبارتیں آپ سے تراشتے ہوئے اور صفحہ شے مطابق جڑھتے ہوئے کس کا لحاظ دیا ہے۔ یہ جو کچھ محرم ہو یا سادہ فرقہ کا منحصر ہو یا تھا۔ اب باقی رہا مصنف شہاب ثاقب کا حال تو یہ تو فرقہ جہر میں انفراد کی شین

کا ٹھیکہ دار اور کذب کی ایک نسی کا مالک و مختار ہے۔ اس نے تو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب کے بنا ہی کذب و افتراء پر قرار دی اس کی تقریری انتہائی جہل و غریب پر مبنی ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کر دیں گا کہ شاید اس مصنف نے بوقت تصنیف یہ قسم کھائی تھی کہ وہ بھول کر بھی کبھی معذرت نہ لے گا۔ اور کذب افتراء کی کسی نوع و صنف کو باقی نہ چھوڑے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعوے پر کم از کم دو شاہد ایسے پیش کر دیں جو اس کے سرخ کذب ہوئے اور جیسا انفراد ہستان میں بے نظیر ہوں۔ تاکہ ہر ناظر کو میرے اس دعوے کی صداقت پر کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور ہر مخالف کو وہ اس دعوے کے تسلیم کرنے پر مجبور و دلیہ رہے۔ سیکھنا کسی شہاب ثاقب کے صلا میں ہے۔

جناب شاہ حمزہ صاحب مابہ روی مرحوم فرشتہ الیادیا مہجور کا بیٹا پھر صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب و الغیبا ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے اور غیب کا علم ہوتا تھا جو علم غیب کہتا کہتا رہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات نفوذ باشند عالم الغیب ہے۔ (الہجی)۔

یہ شاہد اول ہے شاہد دوم بھی ملاحظہ ہوا جس شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۴ پر ہے مولوی رضا علی خان صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ مجمع صادقیتا پورہ سوات میں فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تعالیٰ بقدریہ وحی کے تسلیم مسموم ہوتا تھا اور یہ علم تدریجاً مسموم کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بلا واسطہ کا اعتقاد رکھنا مفسد فی الکفر ہے اور نفس طغی کے خلاف اس میں تاویل اوصاف یہ کرنا بے دین کا کام ہے۔ (الحج)

مسلمانو! مصنف شہاب ثاقب کے ان دو جیسے جھوٹ اور کذب اور سرخ

افتراد و جہان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی تقدس سرہ کی نہ کوئی کتاب بنام غزنیۃ الاولیاء تصنیف ہوئی نہ وہ مطبع کان پور میں طبع ہوئی نہ اس کا نسخہ ۱۵۰۰ ہے نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اسی طرح جہاں بھر میں حضرت مولانا مولوی مفتی رضا علی خاں صاحب کی نہ کوئی جہانۃ الاسلام کتاب ہے نہ وہ بیتا پور کے مطبع صبح میں طبع ہوئی نہ اس کے نسخہ سو پر اس عبارت کا وجود ہے۔ لیکن اس مصنف شہاب ثاقب کی وہ ضخیم و کثیف بیانی اور افتراد ہدای و مہتاب طرازی اور بے شرمی و بے حیائی طالعہ کچھ کہ اس نے محض اپنے دل سے یہ دونوں کتابیں گڑھ لیں اور خود ہی ان کے مطابع بنالیے۔ ۱۰ چنانچہ آپ ہی ان کے صفحات جو بزرگ کر لیے محض اپنی طرف سے یہ عبارات تصنیف کر لیں اور کس جرأت و دلیری سے ان کو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نہایت جسارت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے خصم کے مقابل الزام دے رہے کہ مجدد صاحب آپ تو یہ کہتے ہیں اور آپ کے دادا پر حضرت شاہ حمزہ صاحب نے فری اور آپ کے جید اجداد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب پر ملی آپ کے خلاف یہ لکھتے ہیں۔ مسلمان اور نہ صرف مسلمان بلکہ جہاں کے تمام انصاف پسند و ذرا سوچو تو کہیں کسی بے شرم سے بے خرم و بے حیا سے بے حیا سے بھی اپنے خصم کے مقابل بے درجہ و بزرگ ایسی حرکات کیں۔ ایسا منہ پھانگ کر لولا۔ ایسا سر بازار شائع کیا۔ وہ واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یہ جیاباش آچہ خواہی کن

نیز اس کتاب شہاب ثاقب کی زبان نہایت گندی اور گھنائنی ہے کلام میں نہایت بے باکی اور آزادی ہے۔ خطابت میں سوقانہ روش اور یہود پن ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے گالی گوج کی کافی مشافی پیدا کر لی ہے اور اس نے گالیاں بیک باقاعدہ کسی بھی راہ سے سے سیکھ لی ہیں۔ چو گالیاں دیتے وقت اس کے داغ کا صبح تو اذان بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو گزند میں آیا کہہ دیا جو گالی

لیان پر آئی کب دی۔ نہ تہذیب و شرافت کا ذرہ بھر احساس ہے نہ فحاشی و علم و عبادت کا کچھ لحاظ و پاس ہے تو یہ کتاب کیا ہے گالی نام ہے۔ باناری گالیوں اور یہودہ و لٹو باتوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ یہ کتاب میرے پاس تقریباً ۲۸ سال سے ہے لیکن کبھی اس کے چند ورق یا التزام نہ دیکھ سکا اور یہ کچھ کہ اس کو اٹھا کر رکھ دیا تھا کہ یہ ایک حیا سوز انسان کی تہذیب کی سنگی تصویر ہے۔ اب جو بغرض تھا اس کو بامستی و بکھیا تصویر ہو گئی کہ اس کتاب کا شاید ہی کوئی نسخہ کسی گالی سے خالی ہو اس مطالعو میں جو چند موٹی موٹی گالیاں نظر سے گذریں صرف ان کو ناظرین کے سامنے پیش کیا ہوا ہے آپ لوگ بھی شرافت انسانی کو نظر رکھتے ہوئے اس مصنف کی تہذیب پر حکم کریں۔

فہرست کلمات گالی نلمہ و توہین امینہ الفاظ جہنم الامین علی
روس انیاطین المشہورہ الشہاب انشا قب علی المشرق

الکاذب بلادم مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۲۶ھ

ترتیب	اسم کلمات	صفحہ	تعداد	اسم کلمات	صفحہ	ترتیب
۱	ایشا لین روح شیطان	۱۵	۳	دجال برہمی	۱۶	۱۲
۲	المشرق دجور	۱۶	۴	حق کو قبول نہیں کرتا	۱۷	۱۳
۳	الکاذب (یعنی جھوٹا)	۱۷	۴	مرد دجال برہمی	۱۸	۱۴
۴	مجدد انکیز رکھ کر نہ سنے گا	۱۸	۵	اس دجال کے استدلال	۱۹	۱۵
۵	مجدد انکیز رکھ کر ہی سمجھے	۱۹	۸	یہ اہل بطلان میں ہے	۲۰	۱۶
۶	اعظمت مجدداستیل	۲۰	۱۷	بے علم	۲۱	۱۷
۷	ان کا دھوکا دینا	۲۱	۱۵	مجدد والدہ جالین و فریوس کا بیٹا	۲۲	۱۸
۸	المشرق دجور	۲۲	۱۶	دجال برہمی	۲۳	۱۹
۹	الکاذب و جھوٹا	۲۳	۱۷	دجال الحمد وہیں	۲۴	۲۰
۱۰	جناب مجددا انکیز صاحب	۲۴	۱۸	مسحق دوزخ و نار	۲۵	۲۱
۱۱	برہمی صاحب کی پوری	۲۵	۱۹	اعلیٰ درجہ کا دجال	۲۶	۲۲
۱۲	کلی مکمل گئی	۲۶	۲۰	عزیز دین دین کو خراب	۲۷	۲۳
۱۳	ان کی پوری حققت	۲۷	۲۱	کرنے والا	۲۸	۲۴
۱۴	مقدم ہر جا کے گی	۲۸	۲۲	اس کے اعمال باطل	۲۹	۲۵
۱۵	مافی شخص راوی شخص	۲۹	۲۳	دین کی منہ پر دین کی رکھنے والے	۳۰	۲۶
۱۶	حضرت عمام کی طرح	۳۰	۲۴	فساد عظیم پر پہنچا کر دے	۳۱	۲۷
۱۷	میں خاں صاحب	۳۱	۲۵			

ترتیب	اسم کلمات	صفحہ	تعداد	اسم کلمات	صفحہ	ترتیب
۱۸	کلم کھلا جھوٹ بولا	۳۱	۲۶	مجدد برہمی شیطان سے بڑھے	۳۲	۱۸
۱۹	تحریف کی اس نے	۳۲	۲۷	بہ کئے ہیں	۳۳	۱۹
۲۰	جامل	۳۳	۲۸	خاصہ حب برہمی مذکر	۳۴	۲۰
۲۱	تحریف کرنے والا	۳۴	۲۹	انشائی فی الدارین سے	۳۵	۲۱
۲۲	مجھے تمنا دے کر دے والا	۳۵	۳۰	برہمی مجددا انکیز پر دوار	۳۶	۲۲
۲۳	نا فرما کر دے والے	۳۶	۳۱	اہل دجل و ہجر کی گمراہ یادگار	۳۷	۲۳
۲۴	نیا دہ ترشہ یہ مخالفت تستیک	۳۷	۳۲	مجدد متحرکین کے سوا ہر امتیاز	۳۸	۲۴
۲۵	انداز کی کس مشابہ	۳۸	۳۳	اعظمت کے دست جفا	۳۹	۲۵
۲۶	صبر جھوٹی حد شوق کے صدق	۳۹	۳۴	یہ ریل کو شہر ہاں سمجھتے ہیں	۴۰	۲۶
۲۷	جمع حدیثوں کے حرف	۴۰	۳۵	دو تحریف قرآن و حدیث	۴۱	۲۷
۲۸	قرآن برہمی کا مسئلہ و باطل	۴۱	۳۶	کرتے ہیں	۴۲	۲۸
۲۹	مجدد برہمی اپنی غرائزات	۴۲	۳۷	مجدد انکیز و تنبیق	۴۳	۲۹
۳۰	بھری کتاب	۴۳	۳۸			
۳۱	وہ دلی نصاریٰ کے ہے	۴۴	۳۹	ذکر کلمات کے شمس لامہ	۴۴	۳۰
۳۲	برہمی اہل باطل میں ہے	۴۵	۴۰	برج عزایت کے بعد سامع	۴۵	۳۱
۳۳	برہمی اہل بطلان میں ہے	۴۶	۴۱	مجدد انکیز صاحب	۴۶	۳۲
۳۴	برہمی کے عقائد کلمات	۴۷	۴۲	انہوں نے عجیب مکر فریب	۴۷	۳۳
۳۵	مجدد انکیز اور دجال کی مخالفت	۴۸	۴۳	کے حال پھیلانے	۴۸	۳۴
۳۶	اصحاب شمال میں سے ہے	۴۹	۴۴	افواج انواع کے میل و مکر	۴۹	۳۵
۳۷	برہمی طالب شوق و شوقین	۵۰	۴۵	سے دھوکا دیا	۵۰	۳۶
۳۸	برہمی انائی تھکوں میں بڑا	۵۱	۴۶	ان کے دام ترویر	۵۱	۳۷
۳۹	اس کا علم سرور انشا میں ہے	۵۲	۴۷	حضرت مجددا انکیز	۵۲	۳۸

صفحہ	صفحہ	اسل کلمات	تفہار	صفحہ	صفحہ	اسل کلمات	تفہار
۷۳	۷۲	انہیں نے سخت سخت افزا	۹۷	۲۸	۱	اس بدگوئی گاہیں اور	۲۸
۷۴	۷۳	پردازیوں کہیں	۹۸	۲۸	۲	خوافات	۲۸
۷۵	۷۴	ان کی مکاریوں اور افزا	۹۹	۲۵	۳	رویل النسب	۲۵
۷۶	۷۵	پردازیوں	۱۰۰	۲۵	۴	قیح الاضلاق	۲۵
۷۷	۷۶	صورت بخدا تعالٰی	۱۰۱	۲۵	۵	جابل اجڈ	۲۵
۷۸	۷۷	اپنے احوالی قیہ	۱۰۲	۲۵	۶	رس سے طریقہ آمانی یعنی	۲۵
۷۹	۷۸	بریلوی نے سزا مجاہدین کو	۱۰۳	۲۵	۷	یقینوں الا نبیا کو زندہ کیا	۲۵
۸۰	۷۹	بکریوں کی لکھنا لکھنا	۱۰۴	۲۵	۸	یہ اعلیٰ درجہ کا خفا ہشت	۲۵
۸۱	۸۰	سخت و صو کا دینا	۱۰۵	۲۵	۹	انسانی میں مبتلا	۲۵
۸۲	۸۱	ان میں کیا کیا جو تعین تعین	۱۰۶	۲۵	۱۰	یہ بدعات شیطانی میں مبتلا	۲۵
۸۳	۸۲	غواہت مہرے ہوئے	۱۰۷	۲۵	۱۱	یہ مسلمانوں کی عورت اور ملاکی	۲۵
۸۴	۸۳	مجدد و اکفیر	۱۰۸	۲۵	۱۲	خصوصاً تعین تعین میں کہتا ہے	۲۵
۸۵	۸۴	مصدق قلم یعنی روبرئے	۱۰۹	۲۵	۱۳	اپنے خیالات فاسد	۲۵
۸۶	۸۵	مصدق قلم (رنگ گئے)	۱۱۰	۲۵	۱۴	عبدالملک کو کھیر اور سب و شتم	۲۵
۸۷	۸۶	مصدق قلم (رنگ گئے)	۱۱۱	۲۵	۱۵	میں رسائے کئے	۲۵
۸۸	۸۷	مجدد و تعالٰی	۱۱۲	۲۵	۱۶	عقار فاسد و صیلا ہے	۲۵
۸۹	۸۸	ان کی کجی کجی حالت	۱۱۳	۲۵	۱۷	روزانہ سے نئے نئے برکات	۲۵
۹۰	۸۹	ان کی افزا پردازیوں و	۱۱۴	۲۵	۱۸	یہ قید میں پڑ گئے	۲۵
۹۱	۹۰	ہرستان بندوں پر	۱۱۵	۲۵	۱۹	بہت سٹ پائے	۲۵
۹۲	۹۱	ان کی باتوں کو لایقی	۱۱۶	۲۵	۲۰	یہ نے کے دینے پڑ گئے	۲۵
۹۳	۹۲	غرافات	۱۱۷	۲۵	۲۱	یہاں غوی پیس گئے	۲۵
۹۴	۹۳	ان کی خود غرضی و طلب	۱۱۸	۲۵	۲۲	کس قدر فریب دہی و مکر کی	۲۵
۹۵	۹۴	شہرت و مہاد دینا	۱۱۹	۲۵	۲۳	یہاں باس	۲۵

صفحہ	صفحہ	اسل کلمات	تفہار	صفحہ	صفحہ	اسل کلمات	تفہار
۱۸	۱۷	یہ محسن افزا و بہتان	۱۲۰	۲۹	۲۸	تعمیل عالم کے یہ عقیدہ تحریر	۲۹
۱۹	۱۸	ہے	۱۲۱	۲۹	۲۸	کریں	۲۹
۲۰	۱۹	افزا پردازی ہے	۱۲۲	۲۹	۲۸	ایک ہی حرکت معنی دل پر لیں	۲۹
۲۱	۲۰	اس فتنی کتاب نے	۱۲۳	۲۹	۲۸	اس کمرہ خد کو خیال کیجئے	۲۹
۲۲	۲۱	یہ بہتان باز ہا	۱۲۴	۲۹	۲۸	یہ جبروت اور فریب نہ کہتے	۲۹
۲۳	۲۲	مجدد صاحب ممنوع عن شرف	۱۲۵	۲۹	۲۸	خدا را فضل تعین پر مکر ہاندھی	۲۹
۲۴	۲۳	ان پر بار آسمانی نازل ہوئی	۱۲۶	۲۹	۲۸	بھائی بائیں بتائیں	۲۹
۲۵	۲۴	مجدد صاحب بزاروں طرہ کی	۱۲۷	۲۹	۲۸	یہ بیکار و مکر دہی ہے	۲۹
۲۶	۲۵	یہاں اکیاں اور بہتان	۱۲۸	۲۹	۲۸	ان کا عاجز ہونا	۲۹
۲۷	۲۶	یہ بندہ یں کہیں	۱۲۹	۲۹	۲۸	بغلیں جھانکی	۲۹
۲۸	۲۷	شاہین نقاشیت و افزا	۱۳۰	۲۹	۲۸	فریبہ دینا	۲۹
۲۹	۲۸	پردازی	۱۳۱	۲۹	۲۸	میں کو دجیا جو نہ جھوٹ بولتے	۲۹
۳۰	۲۹	یہ اصحاب عقائد باطل ہیں	۱۳۲	۲۹	۲۸	سے کچھ گریز	۲۹
۳۱	۳۰	مجدد و العنقین	۱۳۳	۲۹	۲۸	شریف نے کہا اس کو نکال	۲۹
۳۲	۳۱	ان کے دام پردازی	۱۳۴	۲۹	۲۸	دینا چاہئے	۲۹
۳۳	۳۲	دہی طرہ فریب دہی	۱۳۵	۲۹	۲۸	بریلوی صاحب اس وقت ہے	۲۹
۳۴	۳۳	وہ فریب باز ہی	۱۳۶	۲۹	۲۸	دہی سے نکالے گئے	۲۹
۳۵	۳۴	مجدد کی بے اعتباری	۱۳۷	۲۹	۲۸	فریب نے انہیں منہ کانے	۲۹
۳۶	۳۵	اہل متکلف و فساد میں سے	۱۳۸	۲۹	۲۸	کے قابل نہ مانا	۲۹
۳۷	۳۶	مجدد و العنقین	۱۳۹	۲۹	۲۸	یہ نے نہا ہوں	۲۹
۳۸	۳۷	اسی کتاب	۱۴۰	۲۹	۲۸	یہ محسن افزا و بہتان بندی	۲۹
۳۹	۳۸	مجدد و العنقین	۱۴۱	۲۹	۲۸	ہے	۲۹

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ	نمبر شمار	اصل کلمات
۱۰۱	آپ کے بھوت	۳۴	۳۵	۲۰۶	جو بہتان اور تہمتیں
۱۰۲	آپ کے تھوڑے چرب	۳۵	۳۶	۲۰۷	چھوڑا تشیل کے مٹاؤ
۱۰۳	آپ کے بھوت کی نگر کی جاوے	۳۶	۳۷	۲۰۸	افعال پر لفظ پر چبے
۱۰۴	آپ کے بھوت و اطفال	۳۷	۳۸	۲۰۹	کیدی تباہ بہتان
۱۰۵	آپ کی لہن تو بیاں دروغ گو کیا	۳۸	۳۹	۲۱۰	علیم
۱۰۶	اور عادی باطل	۳۹	۴۰	۲۱۱	کیدی نالٹ و بتین
۱۰۷	روافق کے چھوڑے بھائی	۴۰	۴۱	۲۱۲	تبیح
۱۰۸	بہتان بنیادی برعلک	۴۱	۴۲	۲۱۳	چتا بڑھتا ہے
۱۰۹	دروغ گو بیاں برضا ط ہیں	۴۲	۴۳	۲۱۴	ظاہر میں کو دھڑک
۱۱۰	بہت بڑا کمر	۴۳	۴۴	۲۱۵	آپ کا ہمار
۱۱۱	پانچواں بہتان دیکر	۴۴	۴۵	۲۱۶	مستری
۱۱۲	دجال المجدین	۴۵	۴۶	۲۱۷	کتاب
۱۱۳	دجال المجدین	۴۶	۴۷	۲۱۸	بریلوی محمد انشیل
۱۱۴	بہتان چھٹا اور دکر	۴۷	۴۸	۲۱۹	مکر اور فرار
۱۱۵	علیم	۴۸	۴۹	۲۲۰	
۱۱۶	دجال المجدین	۴۹	۵۰	۲۲۱	دنیا کی رسوائی و آفریت
۱۱۷	دھوکہ دیکر روٹاں اٹھ آئی ہیں	۵۰	۵۱	۲۲۲	کا دہائی ساتھ لایا
۱۱۸	بریلوی محمد انشیل	۵۱	۵۲	۲۲۳	بریلوی محمد انشیل
۱۱۹	دھوکہ دیکر روٹاں اٹھ آئی ہیں	۵۲	۵۳	۲۲۴	شیطنت کجاں پھیلایا
۱۲۰	بریلوی محمد انشیل	۵۳	۵۴	۲۲۵	اس کو دیکھو دوا دیکھو
۱۲۱	دھوکہ دیکر روٹاں اٹھ آئی ہیں	۵۴	۵۵	۲۲۶	جو خدا بہتان اور فریب
۱۲۲	دھوکہ دیکر روٹاں اٹھ آئی ہیں	۵۵	۵۶	۲۲۷	محمد انشیل صاحب
۱۲۳	دھوکہ دیکر روٹاں اٹھ آئی ہیں	۵۶	۵۷	۲۲۸	آپ کی تصانیف سب دھوکہ
۱۲۴	دھوکہ دیکر روٹاں اٹھ آئی ہیں	۵۷	۵۸	۲۲۹	ابن اسام و یحییٰ و یحییٰ و یحییٰ
۱۲۵	دھوکہ دیکر روٹاں اٹھ آئی ہیں	۵۸	۵۹	۲۳۰	سے چرچے

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ	نمبر شمار	اصل کلمات
۱۵۸	اہل مٹول	۳۴	۳۵	۱۵۹	چھوڑا تشیل
۱۶۰	صاحب تہمت شیطانی	۳۵	۳۶	۱۶۱	بریلوی صاحب کا کھانا کھا ہے
۱۶۲	پاک نکل کر مل جائے گی	۳۶	۳۷	۱۶۳	خبر سترہ سے بھاگ آئے
۱۶۴	اس دروغ گو	۳۷	۳۸	۱۶۵	چتا بڑھتا ہے
۱۶۶	منظر سے فراکیا	۳۸	۳۹	۱۶۷	محمد انشیل
۱۶۸	یہ سب افرا اور	۳۹	۴۰	۱۶۹	دھوکہ دہی
۱۷۰	ان کی تشیل و تہمت	۴۰	۴۱	۱۷۱	ایک نقد
۱۷۲	گھر بھٹ	۴۱	۴۲	۱۷۳	حضرت محمد انشیل
۱۷۴	افرا پر داری	۴۲	۴۳	۱۷۵	دروغ گوئی
۱۷۶	بہتان بڑی	۴۳	۴۴	۱۷۷	بہتان بڑی
۱۷۸	ان کا کھانا	۴۴	۴۵	۱۷۹	ابن اسام
۱۸۰	بریلوی محمد انشیل	۴۵	۴۶	۱۸۱	سے چرچے

شمار	صفحہ	اسلام	اصل کلمات	صفحہ	شمار
۲۲۱	۸۶	۲۲۳	اس بہتان بندی	۱۱	۸۶
۲۲۲	۸۶	۲۲۳	میرزا یونس دلی قرین بریلوی	۱۳	۸۶
۲۲۳	۱۳	۲۲۵	نہ کی ہے	۱۳	۸۶
۲۲۴	۱۳	۲۲۵	شرف تہجد ہے ایانی	۱۳	۸۶
۲۲۵	۱۴	۲۲۵	کتاب	۱۴	۸۶
۲۲۶	۱۴	۲۲۶	یہ تہمت تراشی	۱۵	۸۶
۲۲۷	۱۴	۲۲۶	عقل کا دشمن	۱۵	۸۶
۲۲۸	۱۴	۲۲۸	کفر کے فتوے لے کر اپنے	۱۸	۸۶
۲۲۹	۱۴	۲۲۹	گئے کا طوق بنایا	۲۱	۸۶
۲۳۰	۱۴	۲۳۰	تیر ہواں بہتان	۲۱	۸۶
۲۳۱	۱۴	۲۳۰	یہ نکل افرا اور سفید	۲	۸۶
۲۳۲	۱۴	۲۳۱	جھوٹ ہے	۲	۸۶
۲۳۳	۱۴	۲۳۱	بریلوی کے کام چھوٹے بڑے	۲	۸۶
۲۳۴	۱۴	۲۳۱	شیاطین الایس و ایمن	۲	۸۶
۲۳۵	۱۴	۲۳۱	چودھواں بہتان	۲	۸۶
۲۳۶	۱۴	۲۳۱	بریلوی جھوٹا کوئی بھی تو	۱۳	۸۶
۲۳۷	۱۴	۲۳۱	شرم زانی	۱۳	۸۶
۲۳۸	۱۴	۲۳۱	بریلوی کے اس بہتان	۱۵	۸۶
۲۳۹	۱۴	۲۳۱	یہ انتہا دیر کا دہل و	۱۵	۸۶
۲۴۰	۱۴	۲۳۱	قریب ہے	۱۶	۸۶
۲۴۱	۱۴	۲۳۱	شوکت کیا آپ نے عیانی	۱۶	۸۶
۲۴۲	۱۴	۲۳۱	کے ساتھ	۱۶	۸۶
۲۴۳	۱۴	۲۳۱	جے اصل اور خارج از	۱۶	۸۶
۲۴۴	۱۴	۲۳۱	عقل انعام و انتہا لگائے	۱۶	۸۶
۲۴۵	۱۴	۲۳۱	اگر صحیح نسب ہے	۱۶	۸۶

شمار	صفحہ	اسلام	اصل کلمات	صفحہ	شمار
۲۲۳	۸۶	۲۸۲	پندرہواں بہتان	۲۰	۸۶
۲۲۴	۸۸	۲۸۵	عوام کو دھوکے اور	۵	۸۸
۲۲۵	۸۸	۲۸۶	پٹھانستانی حال میں	۵	۸۸
۲۲۶	۸۸	۲۸۸	چھٹا نے کے لئے بریلوی	۵	۸۸
۲۲۷	۸۸	۲۸۹	نئے صحن افرا لگایا	۵	۸۸
۲۲۸	۸۸	۲۹۰	اس کی تمام فوج شیطانی	۵	۸۸
۲۲۹	۸۸	۲۹۱	فضیہ اللہ تعالیٰ علیٰ علیہا	۵	۸۸
۲۳۰	۸۸	۲۹۲	اللہ تعالیٰ اس کو روزِ حشر	۵	۸۸
۲۳۱	۸۸	۲۹۳	سب مخلوق کے سامنے	۵	۸۸
۲۳۲	۸۸	۲۹۴	شرمندہ کرے	۵	۸۸
۲۳۳	۸۸	۲۹۵	وحد لہ فی اللہ امرین	۵	۸۸
۲۳۴	۸۸	۲۹۵	انتہا برمولانا فوتی	۵	۸۸
۲۳۵	۸۸	۲۹۶	اس مغزی نے یہ بہتان	۵	۸۸
۲۳۶	۸۸	۲۹۷	بانڈھا	۵	۸۸
۲۳۷	۸۸	۲۹۸	اس افرا کی قوت دینے	۵	۸۸
۲۳۸	۸۸	۲۹۹	کے واسطے	۵	۸۸
۲۳۹	۸۸	۳۰۰	اس مغزی کتاب نے قطع	۵	۸۸
۲۴۰	۸۸	۳۰۱	دہریہ کے پتہ بانڈھا	۵	۸۸
۲۴۱	۸۸	۳۰۲	فسلفہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ	۵	۸۸
۲۴۲	۸۸	۳۰۳	یکہ اس افرا فاس اور کویہ	۵	۸۸
۲۴۳	۸۸	۳۰۴	سفید ہے	۵	۸۸
۲۴۴	۸۸	۳۰۵	جھوٹا اللہ تعالیٰ	۵	۸۸
۲۴۵	۸۸	۳۰۶	اس شخص کو کھنڈہ عالم	۵	۸۸
۲۴۶	۸۸	۳۰۷	جھوٹا اللہ تعالیٰ کی جرات	۵	۸۸
۲۴۷	۸۸	۳۰۸	دودھ لگونی	۵	۸۸

صفحہ	اسلام	صفحہ	اسلام
۹۰	اس نہایت و نجاست	۹۰	کوکا کھانا
۹۰	جھوٹا عقلیت نے قطع	۹۰	دہریہ کے افرا بریلوی کی
۹۰	اپنے آپ کو شیطانی اس	۹۰	ثبت کیا
۹۰	طوق کھڑا منت گروں	۹۰	میں ڈالا
۹۰	خدا تعالیٰ فی اللہ امرین	۹۰	سودھوئی الگوین
۹۰	جھوٹا بریلوی انکھن ہیں	۹۰	دھول ڈال رہا ہے
۹۰	عند اللہ تعالیٰ فی اللہ امرین	۹۰	اللہ تعالیٰ اس پر دہواں میں
۹۰	عنت کرے	۹۰	اس مغزی کتاب
۹۰	عند اللہ تعالیٰ	۹۰	کتاب نے ان کے
۹۰	ساختہ کرک	۹۰	عز و طوق عنت میں گرفتار ہوا
۹۰	طریق کفر ہوا	۹۰	یہ عیانی اور افرا بندی
۹۰	مید و بریلوی غداں الہم	۹۰	پا سوتھ جہا

صفحہ	صفحہ	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ	اصل کلمات
۳۱۶	۳۱۹	خدا را شہد تعالیٰ	۳۱۹	۹۸	تجدد اللہ تعالیٰ الدارین
۳۱۷	"	تجدد الدارین کی عقل	"	"	اشداس کو دوجا میں رسا کرے
۳۱۸	"	وجاہ پر مدد جہالت پڑا ہے	۳۲۰	"	اس بریلوی دجال
۳۱۹	۱۹	تنبیہ شیطانی	۳۲۱	۹۹	جبل فتویٰ بنائے سے
۳۲۰	"	مقدمین دیا علیہ	۳۲۲	"	جھوٹی نسبت اور پشیمان
۳۲۱	۳۰	شہود (اللہ تعالیٰ و ہجو)	۳۲۳	"	بدری
۳۲۲	"	یعنی اللہ تعالیٰ ان کے چہرے	۳۲۴	"	تجدد اللہ تعالیٰ اور رئیس
۳۲۳	"	گو کا لاکرے	۳۲۵	"	لکڑا میں
۳۲۴	۲۱	مشر رونق ان کو عداوت	۳۲۶	"	عظیم نشان افتر آبادھا
۳۲۵	"	رسول ہے	۳۲۷	"	خاطر افسانہ ملحق کو کا
۳۲۶	۱	فصلیت رسول کو دیکھ کر	۳۲۸	"	جہد سازی
۳۲۷	"	دم نکلا جاتا ہے	۳۲۹	"	ایسا کذب سفید
۳۲۸	"	بنی اسرائیل میں سے ہیں	۳۳۰	"	سر بیخ خالص جھوٹ
۳۲۹	"	فصل کابائی پسند	۳۳۱	"	ایمان سے پہلے ہی ہاتھ دھو کر
۳۳۰	"	سلب اللہ تعالیٰ ایما	۳۳۲	"	بے حیائی بے ایمانی
۳۳۱	"	یعنی اللہ تعالیٰ اس کی لکھان	۳۳۳	"	"
۳۳۲	"	کو سلب کرے	۳۳۴	"	لے قرآنہ لغت
۳۳۳	"	ادخلہ فی الدار الا	۳۳۵	"	لے چکر کھینچو تہلیل
۳۳۴	"	سفل من الانوار صبح	۳۳۶	"	غدا تیرا منہ دنیا اور آخرت
۳۳۵	"	المسافقین والمشرکین	۳۳۷	"	میں کا لاکرے اور رسوا کرے
۳۳۶	"	اشداس کو دروغ کے کچے	۳۳۸	"	دجال بریلوی
۳۳۷	"	طبع میں منافق اور شکوکہ	۳۳۹	"	محض افتر آجی وازی
۳۳۸	"	کے ساتھ داخل کرے	۳۴۰	"	خبیث باطنی اور
۳۳۹	"	جہت برمولانا لکھو گی	۳۴۱	"	دروغ گوئی
۳۴۰	"	ایں جھوٹی پڑائیاں	۳۴۲	"	تجسس اللہ تعالیٰ

صفحہ	صفحہ	اصل کلمات	صفحہ	صفحہ	اصل کلمات
۳۴۱	۱-۱	تجدد التقلیل نے یہ نصیحت	۳۴۸	۳	تجدد اللہ تعالیٰ
۳۴۲	"	فتویٰ گزشتہ	۳۴۹	"	یہ خاصہ دجاہریت
۳۴۳	"	تجدد التقلیل صاحب	۳۵۰	"	شرع و جہاد کا ہمارا کار رکھا
۳۴۴	"	گالی گھوج و	۳۵۱	"	جو چاہا زبان سے بک دیا
۳۴۵	"	مشرقات	۳۵۲	"	اسب حیاء شرم کی نہ ہو
۳۴۶	"	بازاری باتوں	۳۵۳	"	سود اللہ جھوک فی
۳۴۷	"	کسی عالم نے ان کو اپنا علم	۳۵۴	"	الدوا میں اللہ شریعت چہرے
۳۴۸	"	سے غبار دیا	۳۵۵	"	گرد و غبار جہاں میں لاکرے
۳۴۹	"	چرواہوں	۳۵۶	"	جہت برمولانا سہا بد بوری
۳۵۰	"	ان کی گالیوں اور دشنام	۳۵۷	"	یہ جہت لگاتی
۳۵۱	"	تجدد التقلیل	۳۵۸	"	کذب محض اور
۳۵۲	"	محض کذب اور دروغ	۳۵۹	"	دروغ خالص
۳۵۳	"	خالص	۳۶۰	"	اس کا کذب
۳۵۴	"	تجدد التقلیل	۳۶۱	"	دجال بریلوی
۳۵۵	"	محض افتر اور جہالت	۳۶۲	"	اس دریدہ کا دہن
۳۵۶	"	"	۳۶۳	"	افتر برکت اور دروغ
۳۵۷	"	تجدد التقلیل کی قلت	۳۶۴	"	خالص
۳۵۸	"	واقعیت اور محض تجر	۳۶۵	"	دھوکہ دیا
۳۵۹	"	محض بے بنیاد محض دہم	۳۶۶	"	دجال بریلوی نے محض
۳۶۰	"	فحشی و دہم و اقیقت	۳۶۷	"	بے بھی اور بے عقل
۳۶۱	"	اپنے خیالات فاسدہ	۳۶۸	"	کے کام لیا
۳۶۲	"	وفا کا کادہ	۳۶۹	"	اور تحریف قطع و برید
۳۶۳	"	ان کو قاطعیت نہ ہو	۳۷۰	"	پر ہمارا اعتراضات کی بنا ہے
۳۶۴	"	بالکل غلط اور افتر	۳۷۱	"	تجسس اللہ تعالیٰ کی گولی پکار
۳۶۵	"	محض	۳۷۲	"	محض فسق و فجور ہے

شمار	اسلکات	سطر	نمبر	اسلکات	سطر
۴۹۰	یہ افرا و اجمال بر روی تھے مکیا	۱۹	۶	۵۱۲	۱۱۸
۴۹۱	افرا اور	۴	۵۱۳	۵۱۳	۱۱۸
۴۹۲	کذب	۵	۵۱۴	۵۱۴	۱۱۸
۴۹۳	مجدد الدجالیین	۱۱	۵۱۵	۵۱۵	۱۱۸
۴۹۴	اپنی آنکھوں کو ڈانپ لیا	۱۱	۵۱۶	۵۱۶	۱۱۸
۴۹۵	مجدد بر روی جیسا کو زعفر	۱۱	۵۱۷	۵۱۷	۱۱۸
۴۹۶	مجدد الدجالیین	۱۱	۵۱۸	۵۱۸	۱۱۸
۴۹۷	ان کی عقل دیا کچھ پر دے	۱۱	۵۱۹	۵۱۹	۱۱۸
۴۹۸	پڑے ہوئے	۱۱	۵۲۰	۵۲۰	۱۱۸
۴۹۹	مگر مجدد الدجالیین	۱۱	۵۲۱	۵۲۱	۱۱۸
۵۰۰	فقدہم اللہ تعالیٰ	۱۱	۵۲۲	۵۲۲	۱۱۸
۵۰۱	نجات کا کیزا محمد	۱۱	۵۲۳	۵۲۳	۱۱۸
۵۰۲	صاحب سے احکم	۱۱	۵۲۴	۵۲۴	۱۱۸
۵۰۳	مجدد صاحب گریان میں نہ	۱۱	۵۲۵	۵۲۵	۱۱۸
۵۰۴	دال کر کفر کریں	۱۱	۵۲۶	۵۲۶	۱۱۸
۵۰۵	برخی خود کار ہے	۱۱	۵۲۷	۵۲۷	۱۱۸
۵۰۶	نہیت ثانی بر مولانا سہارنپوری	۱۱	۵۲۸	۵۲۸	۱۱۸
۵۰۷	یہ بہت بھی لگا	۱۱	۵۲۹	۵۲۹	۱۱۸
۵۰۸	محض افرا آخام و	۱۱	۵۳۰	۵۳۰	۱۱۸
۵۰۹	دروغ سید ہے	۱۱	۵۳۱	۵۳۱	۱۱۸
۵۱۰	ذاتی مجھ سے کہہ نہ کیجے	۱۱	۵۳۲	۵۳۲	۱۱۸
۵۱۱	خود دجال بر روی	۱۱	۵۳۳	۵۳۳	۱۱۸
۵۱۲	مجدد الدجالیین علیہ	۱۱	۵۳۴	۵۳۴	۱۱۸
۵۱۳	کچھ بر روی	۱۱	۵۳۵	۵۳۵	۱۱۸
۵۱۴	اپنا نصرت دوتا یا عقل	۱۱	۵۳۶	۵۳۶	۱۱۸

شمار	اسلکات	سطر	نمبر	اسلکات	سطر
۵۲۸	یہ بہت لگا	۱۱	۵۳۷	۵۳۷	۱۱۸
۵۲۹	اس مبتدع	۱۱	۵۳۸	۵۳۸	۱۱۸
۵۳۰	محض دروغ افرا	۱۱	۵۳۹	۵۳۹	۱۱۸
۵۳۱	بر روی	۱۱	۵۴۰	۵۴۰	۱۱۸
۵۳۲	اس گزہ لکھ عالم	۱۱	۵۴۱	۵۴۱	۱۱۸
۵۳۳	بہتان بندی	۱۱	۵۴۲	۵۴۲	۱۱۸
۵۳۴	مجدد التقلیل نے	۱۱	۵۴۳	۵۴۳	۱۱۸
۵۳۵	تخلیل کر کے	۱۱	۵۴۴	۵۴۴	۱۱۸
۵۳۶	جناب مجر مستقیم صاحب	۱۱	۵۴۵	۵۴۵	۱۱۸
۵۳۷	جناب مجدد الدجالی	۱۱	۵۴۶	۵۴۶	۱۱۸
۵۳۸	یہ عبد الدجالی والدہ نام	۱۱	۵۴۷	۵۴۷	۱۱۸
۵۳۹	جناب بندہ درم دو سہار	۱۱	۵۴۸	۵۴۸	۱۱۸
۵۴۰	یہ عبد الدجالی	۱۱	۵۴۹	۵۴۹	۱۱۸
۵۴۱	قیالہ سائر الايام و	۱۱	۵۵۰	۵۵۰	۱۱۸
۵۴۲	اللیالی کام تیں اور دن	۱۱	۵۵۱	۵۵۱	۱۱۸
۵۴۳	اس کو چاکت جو	۱۱	۵۵۲	۵۵۲	۱۱۸
۵۴۴	کچھ بر روی نے تہیں	۱۱	۵۵۳	۵۵۳	۱۱۸
۵۴۵	دروغ خالص	۱۱	۵۵۴	۵۵۴	۱۱۸
۵۴۶	اس شخص کو گرد گرد شرم دیا	۱۱	۵۵۵	۵۵۵	۱۱۸
۵۴۷	خوب	۱۱	۵۵۶	۵۵۶	۱۱۸
۵۴۸	جو چاہے زبان سے	۱۱	۵۵۷	۵۵۷	۱۱۸
۵۴۹	بک ویتا ہے	۱۱	۵۵۸	۵۵۸	۱۱۸
۵۵۰	فدا سے خوف اور رسول سے	۱۱	۵۵۹	۵۵۹	۱۱۸
۵۵۱	شرم ہاکی نہیں کرتا	۱۱	۵۶۰	۵۶۰	۱۱۸

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

۱۲۳

شمار	اسلامیات	صفحہ	صفحہ	اسلامیات	صفحہ
۵۷۰	تجدید بریلوی اسی میں ثابت	۱۰	۵۹۳	آپ کی خدمت کمرنگ	۱۳۲
۵۷۱	نہیں رکھتے	۲۱	۵۹۴	اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے	۱۳
۵۷۲	خذله اللہ تعالیٰ	۱۳	۵۹۵	یہ محسن آپ کی بے عقلی اور	۱۳۴
۵۷۳	واخراہ فی اللہ ارمین	۳	۵۹۸	یہ بھی ہے	۲
۵۷۴	آخری ہے فہم تجدید پر	۴	۵۹۹	آپ کو کھڑی نہ ہو	۸
۵۷۵	محض دہل و فریب کا نتیجہ	۸	۶۰۰	محمد صاحب کو انا فہم کہاں	۱۸
۵۷۶	یہ یا عبادت و سوسہ بھی کا	۱۰	۶۰۱	جس کو بھیجیں	۲۱
۵۷۷	عبداللہ دینار	۱۰	۶۰۲	بہایت کی بھی اور	۲۱
۵۷۸	کچ فہم	۱۰	۶۰۳	کم عقل	۲۱
۵۷۹	یہ محسن بہالت ہے	۱۱	۶۰۴	علم کلام سے مس ہو نہیں	۳
۵۸۰	یہ کھڑا آپ نے اپنے	۱۸	۶۰۵	جولو تقدیر آپ کی محسن لائی	۱۳۵
۵۸۱	ہی پریش ماما	۱۹	۶۰۶	دوسروں کو ہندو سہارنہ کے	۱۳۶
۵۸۲	ہدیان تھے ہیں	۱۳۲	۶۰۷	کسی طالب علم سے کوئی کتاب	۱۳۷
۵۸۳	آپ کی کچ بھی	۳	۶۰۸	علم کلام میں پڑا ہے	۱۰
۵۸۴	اس پوچھت	۱۱	۶۰۹	تجدد تشکیل جلالہ دینار و الدینار	۱۳۸
۵۸۵	تجدد صاحب ال کل دینا	۱۳	۶۱۰	کے دو افتران کی بھی حکم عقل	۱۳۹
۵۸۶	ہوش میں آئیے اور سوچ	۱۲	۶۱۱	پر مبنی ہے	۱۴۰
۵۸۷	سمجھ کر باتیں سمجھتے	۱۲	۶۱۲	میں دجال	۱۴۱
۵۸۸	آپ ہی کا گھر و طابا بہا ہے	۱۸	۶۱۳	فسود اللہ و جہم	۱۴۲
۵۸۹	اپنی معصیت بیکاری ہے	۱۹	۶۱۴	فی اللہ ارمین تو اللہ اس	۱۴۳
۵۹۰	کچھ دینی بھی	۲۱	۶۱۵	کے چہرہ کو وہوں کہاں میں	۱۴۴
۵۹۱			۶۱۶	کا کرے	۱۴۵
۵۹۲	خواہ مخواہ دہل و دستورات	۱۳۳	۶۱۷	واسکتہ بچو حقتہ	۱۴۶
۵۹۳	بہالت پر پردہ پڑا ہو گیا	۳	۶۱۸	الدرك الاسفل من	۱۴۷
۵۹۴	ایسے کم فہم	۳	۶۱۹	النار مع اعداہ	۱۴۸

شمار	اسلامیات	صفحہ	صفحہ	اسلامیات	صفحہ
۵۹۵	الکونین اللہ اس کو دہلے	۱۸	۶۲۰	و قال بریلوی اور اس کے	۱۴۹
۵۹۶	کے نیچے کے دہلے کے	۱۸	۶۲۱	اتحاد کو حضور علیہ السلام	۱۵۰
۵۹۷	درمان حضور کے دشمن کے	۱۸	۶۲۲	سحقا تھا تو مارا ہے حوس	۱۵۱
۵۹۸	ساتھ ٹھہرائے	۱۸	۶۲۳	مورد و فرقتات محمد سے	۱۵۲
۵۹۹	دجال بریلوی	۱۸	۶۲۴	کون سے بدتر کے دستار	۱۵۳
۶۰۰	محسن افتران ہوتا ہے	۱۸	۶۲۵	ہیں گے جو ثواب و منال	۱۵۴
۶۰۱	امور لا یعین و مرشقات	۱۹	۶۲۶	و فہم حکم کے بتائیں گے	۱۵۵
۶۰۲	خیز	۱۹	۶۲۷	سود اللہ و جہم	۱۵۶
۶۰۳	تجدد صاحب نے طلب	۱۹	۶۲۸	فی اللہ ارمین	۱۵۷
۶۰۴	شہرت و طلب دینار و دہل	۱۹	۶۲۹	وجعل قلوبہم قاسا	۱۵۸
۶۰۵	افتران کی وجہ سے یہ کفر ہے	۲۰	۶۳۰	فلا یؤمنوا بھم قاسا	۱۵۹
۶۰۶	کیا ہے	۲۰	۶۳۱	العذاب الایم	۱۶۰
۶۰۷	اکو روکا و کفر کرانی	۲۰	۶۳۲	الشران کے چہروں کو وہوں	۱۶۱
۶۰۸	یہ سب کچھ ہیں اور فہمیں بریلی	۲۰	۶۳۳	جہان میں کا لاکرے اور ان کے	۱۶۲
۶۰۹	اور اس کے اتحاد کی طرف	۲۰	۶۳۴	وہوں کو سخت بنا دے تو	۱۶۳
۶۱۰	لوٹ کر قبر میں آئیے طلب	۲۰	۶۳۵	یہ ایمان نہ لائیں یہاں تک	۱۶۴
۶۱۱	اور بریلوی فخر و جہم	۲۰	۶۳۶	کہہ دے کہ غلاب بیکیں	۱۶۵
۶۱۲	ایمان و انار تصدیق و اللہ ان	۲۰	۶۳۷		۱۶۶
۶۱۳	ہوں گی	۲۰	۶۳۸		۱۶۷

ہم سے مفت اور کم قیمت پر کتابیں
حاصل کریں

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ اس رسالہ شہاب ثاقب کے کل ۱۱۶۰ ایک صد
چندیس صفحات ہیں اور اس میں یہ مونی مونی لکھائیاں ۶۴۰ چھ صد چالیس ہیں
اور اگر اس کی تمام کتابوں کو جمع کیا جائے تو تقریباً ایک ہزار کی تعداد پوری ہو جائے
گی لیکن ان ۶۴۰ چھ صد چالیس کتابوں کو دیکھ کر بھی ہر شریف انفس مہذب
انسان پہلا نتیجہ تو یہ اخذ کرے گا کہ ہر کتاب میں اس قدر لکھائیاں ہیں تو
کتاب کا کافی حصہ تو انہیں غفلت سے پڑھ چکا تو پھر اس میں اور علمی حقائق
کتنے ہوں گے علاوہ ہر عرب کوئی کتاب کسی کے رد جواب میں تصنیف کی جاتی
ہے تو اس میں اختلافی مسائل لکھے جاتے ہیں، پھر ان پر دلائل و براہین قائم کیے جاتے
ہیں، مخالف کے استدلالوں کے ملے کی جوابات دیئے جاتے ہیں، اس کی ہر بات کا
مستند و سنجیدگی معقولیت و تہذیب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے جب کوئی مسئلہ
اپنی کتاب میں بجا کہ ان باتوں کے سبب و شتم اور گالی گلوچ سے کام لے اور مزید
مکر و تدبیر و دلیل و طریقہ استعمال کرے تو پھر ہر چوہا تاج ہے کہ کتاب حقیقتاً
کی کتاب کا رد و جواب نہیں ہے بلکہ صرف اپنے معتقدین پر اپنا دھار باقی رکھنے
کے لیے ان چند اور اسی کو سیارہ گردیا گیا ہے اور براہ عباد اس کو جواب کے نام سے
مشہور کیا جا رہا ہے اور عوام جنہیں کو اس پر وہ میں فریب دیا جا رہا ہے۔
دوسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا جو مستند تحقیقی دلائل اور علمی بحثوں کے
پیش کرنے اور مخالفت کی ہر بات کا تہذیب و دماغت سے جواب دینے کے
بجائے سبب و شتم اور گالی گلوچ پر اتر آئے اور کید و فریب، کذب و افتراء کرنے پر
مجبور ہو جائے تو یہ اس کے انتہائی مجز و لا جواب ہونے کی بے دلیل ہے اور اسی
کے ضمن میں خود مستند کی ناقابلیت و نا اہلیت اور اس کی لاعلمی و جہالت بلکہ اس
کی گندی ذہنیت اور گھٹائی طبیعت کا بھی کافی اندازہ ہو جاتا ہے اور اس کی جیا
سوز اور سوزنا خفاقت اور بے باکا طرہ عبارت کو دیکھ کر خود اس کی دشمنی و عداوت
کا معیار بھی قائم ہو جاتا ہے۔

تیسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو جماعت ایسی گندی اور گھٹائی کتاب کی بار بار
طباعت کرے، اس کو دلیلی سے براہ شاعت کرے، اس پر اپنے مذہب کی
بنیاد چلائے، اس کو بغیر سبب و جواب مخالفت کے سامنے لائے اور اس کے مصنف کو
اپنا پیشوا و شیخ بنائے اس کی ہر ہر بات پر اپنا سر جھکا لے، اس کے ہر قول پر اپنا
لائے، اس کے ہر لفظ کو آنکھیں بند کر کے مانے، اس کی ہر غلطی کو صحیح جانے۔
اس کی ہر افتراء و بہتان کو حق سمجھے اس کی ہر گالی گلوچ کو حقیقت سمجھ کرے وہ
جماعت نہایت بے حس ہے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا، اس کی قوت تدبیر
کا جنازہ نکل گیا، اسے صحیح اور غلط کی معرفت کا احساس جاتا رہا، اسے حق و باطل
کا امتیاز باقی نہ رہا۔ اس نے تہذیب کا خون کر دیا، شرافت کو میٹھ دیا۔
انہوں نے دیوبندی قوم اور دینی جماعت کی بے بسی اور نا اہلیت اپنی انتہا کو
پہنچ چکی ہے کہ دنیا بھر کا ہر مصنف اور مہذب انسان تو یہ اعتراف کرتے کیلئے
مجبور ہے کہ یہ ۶۴۰ چھ صد چالیس کتابات، حکامات، صریح سبب و شتم اور گندی لکھائیاں
ہیں مگر مستند شہاب ثاقب ان الفاظ و کلمات کو نہ صرف ختم کرتا ہے نہ گالی
گلوچ لکھتا ہے نہ جیسا سوز اور خلاف تہذیب جاتا ہے نہ مذاقنا کے غضب اور
غصہ قرار دیتا ہے بلکہ شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۲۰ (ایک صد بیس) پر سبب کی گلوچ
ہیں اس طرح وصول ہو گیا ہے۔

غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب و علم کوئی لفظ مجید و بریلوی کے شایان
شان قلم سے نہیں نکلے دیتی ہے

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مستند نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ غصہ سے
منہیں کہا ہے بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ بصحت و جوش و حماس اپنی گندی ذہنیت اور
ناپاک تحریک کا اظہار کیا ہے اور پھر کوئی لفظ اس کی اپنی تہذیب و علم کے خلاف نہیں
ہے تو گویا اس کے یہ ۶۴۰ چھ صد چالیس الفاظ سب تہذیب و علم کے دائرہ

ہیں اور اگر مصنف غصہ میں آکر تہذیبِ علم کا جامہ بھانگ کر برہنہ ہو جائے تو اپنی زبان و قلم سے اول قول ماں بہن کی صاف صاف مخالفت گالیاں دیتے بلکہ چھاپتے اور شائع کرتے اور اپنی بے تہذیبی کا عملی الاعلان درس دے کر اپنے عزیز و دیوبند ہونے کا ثبوت دیتے مگر ان کی ہند جب علم نے صرف ۶۴۰ (چھ صد چالیس) سوئی گالیاں چھاپنے کی اجازت دی ہے۔

بالجملہ ہم مصنف کی گالیوں کا جواب دیکر اپنی شرافت و تہذیب کا خون کھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگرچہ مصنف کے لب و لہجہ میں گفتگو کرنے میں یہ بڑا فائدہ حاصل ہو جائے مگر مصنف کے مشفقین ہمارے الفاظ کو گالیاں کہتے اور ضرور کہتے تو شہابِ ثاقب کی گالیوں کا گالیاں ہونا خود انہیں بھی تسلیم ہو جائے اور ہماری آجہائی و بڑی ہونا بھی مگر ہم آپ کے اور اپنے عزیز اوقات کو ان لغویات میں صرف نہیں کرنا چاہتے علاوہ بریں جب ہمارے پاس ان کی ہر بات کا واقعی اور تحقیقی علمی جواب موجود ہے تو ہم کیوں ان لغویات میں پڑیں۔

ہم مصنف کی ان تمام گالیوں کے جواب میں اسی شہابِ ثاقب کے یہ الفاظ پیش کر دیتا ہی نہایت کافی سمجھتے ہیں۔ مصنف خود ہی فرماتے ہیں۔

”گالیاں کہنی ان کو مبارک ہوں جن کا پیشہ ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں بیش ارادل گالی کلوز میں دن و رات مشغول رہی“

اب مصنف صاحب کی رذالت اور گالیاں دینے کا پیشہ خود انہیں کی کتاب اور خود انہیں کے قول سے ثابت ہو گیا تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مصنف گالیاں گالیاں کہنے کا پیشہ انہیں کو مبارک ہو اور دخل ارادل گالی کلوز میں ہی مشغول رہیں۔ لہذا اس گالی نامہ کے جواب میں ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

غلامِ کلام یہ ہے کہ اس شہابِ ثاقب میں دل بھر کر جھوٹ اور کذب سے کام لیا گیا ہے۔ جی بھر کر کوہ کیا گیا ہے۔ انکھیں بند کر کے دخل و غریب دیا گیا ہے

بے حیا ان کرافت و آہن ہنگامہ ہے۔ منہ بھر کر مست و فخر اور گالیاں دی گئیں ہیں اسی وجہ سے کسی عالمِ اہلسنت نے اس گندمی اور گندمی کتاب کا کوئی رد و جواب نہیں لکھا کہ ان لغویات و مزخرفات کا جواب کسی عالمِ دین کے شایا بکان نہیں۔ قرآنِ کریم سے بھی یہی تعلیم دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِدْكُمُ رُوْبَاللَّحُوْمِ مَرَّوًا كَسْرًا مَّا

لیکن دیوبندی قوم نے اس سے یہ ناجائز فائدہ حاصل کیا کہ اس کا کسی سنی عالم نے جواب نہیں دیا اور اس پر کمال ہے جہاں تا ناز و افتخار کیا۔ میں نے اپنے احباب کے اصرا پر یہ ضروری سمجھا کہ اجمالی طور سے اس کتاب کی تمام غلطیاں اس کے سب اعتراضات و گناہوں اور اس کے کھوکھرا اور دل و فریب سے بچنے کے واسطے عام اہلسنت و جماعت کو واقف کر دوں اور وہ اپنے کے سارے ناجائز افتخار کو خاک میں ملا دوں اور حق و انصاف کا اعلان کا قریضہ ادا کر دوں۔

لہذا میں اس کتاب شہابِ ثاقب کی عبارتوں کو دو خطوں کے درمیان نقل کر رہا ہوں اور رد و جواب کی سرخی سے شروع کر دوں گا۔ تاکہ اس کتاب کی عبادت اور جواب میں امتیاز حاصل ہو جائے اور ناظرین کو سر و وجہ باتوں میں کوئی اشتباہ نہ ہو سکے مصنف و ناظرین، بعد خطبہ لکھتا ہے۔

ابا بعد حمد اہل اسلام ہند کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب مجدد و آئینہ بریلوی کی شان میں جو الفاظِ عامہ بریلوی نے نقل انداز اقیست و چار روڑی قافیات میں کہے تھے اور مصنف اخلاقی کرمیاد ان کی چند مانع لشی اپنی تعارض میں تحریر کی تھیں یا شاید و کتا یہ خطبوں میں ان کو بڑا ان کے جعلی عنوانوں کو کچھ لکھا تھا ان کا مفصل مجموعہ قہب میں کر کے دکھایا گیا ہے

جواب مصنف نے اس عبارت میں ایک تو اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت

شیخ الاسلام والمسلمین۔ وارث علم سید المرسلین۔ اعظم حضرت عظیم المرتبت۔ مؤید ملت
ظاہرہ۔ مجدد دہات حاضرہ مولانا مولوی سیدی دہر شادی الحاج الشاہ احمد رضا خاں صاحب
قدس سرہ کی شان میں علماء حرمین شریفین نے الفاظ مدح اپنی تحریروں تقریروں
خطبوں میں تحریر فرمائے۔ دوسرے اس امر کا اعتراف کیا کہ جو تہجد الایمان میں علماء حرمین
شریفین کی تقریریں بغیر نقل ہیں تو مصنف کو ان الفاظ مدح میں سے کسی لفظ کا
منکر ہے۔ نہ تقریر لکھوں گے کسی کلمہ سے اس کو انکار ہے اور یہ بھی ماننا ہے کہ جو تہجد
الایمان میں ان تقریر لکھوں کو نہایت دیانت داری سے بعد نقل کر دیا گیا ہے تو اس
پر لازم تھا کہ علماء حرمین شریفین نے اعظم حضرت قدس سرہ کی شان میں جو الفاظ مدح
لکھے ان کو مانا اور انہوں نے اس پر دوا بیہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی یحییٰ
احمد امین پٹی اور مولوی اشرف علی خاں نووی پر جو احکام صادر فرمائے ان کو حق
جانتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ان علماء حرمین شریفین ہی کو نہیں جانتا۔ اسی شہناز
شائق میں صاف طور پر کتاب ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا پہلا فریب

ان اسمی میں جن کو مجتہد صاحب نے اہل مکہ سے نقل کیے ہیں بہت
سے ایسے ہیں کہ جن کو قوت علیہ میں کوئی دخل نہیں نہ وہ دیکھ کر
تدبیر کے ساتھ مشتعل ہیں۔ علماء مکہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا
یہ تو مصنف نے ان علماء کو مظلوم کے متعلق کہا اب باقی رہے مصنفین علماء مدینہ
ان کے متعلق اسی شہاب ثاقب میں ہے۔

باوجود ان سب باتوں کے نہایت خفیہ طور پر اس رسالہ پر ہمیں کوئی
گھبراہٹ نہ ہو کہ ابتدا میں اس میں غلطی ہو گئی ہو یا نہ ہو
لوگ خالی الذہن تھے بعض لوگ فریب میں آ گئے اور اکثر علماء مدینہ باطل

لے شہاب ثاقب ص ۳۵

فریب میں دیکھیے

جواب ان ہر دو عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جن علماء مکہ کی مجموعہ تہجد الایمان
میں تصدیق نہیں ان کے اکثر باطل عالم ہی نہیں کردہ نہ تو علم میں کچھ دخل رکھتے
میں نہ درس دینے میں کا شغل کر سکتے ہیں نہ ان کا علماء میں شمار ہے یعنی وہ نہ پہلی
میں تو وہ کسی فتویٰ دینے کے اہل ہی کب ہوئے۔ باقی رہے علماء مدینہ ان میں بعض
لے فریب میں اگر ہمیں کڑی دیکھیں تو وہ بھی عالم کب ہوئے کہ جو فریب میں ان کو فتنے
دے دیتے وہ عالم کس طرح ہو سکتا ہے جب یہ حضرات مصنف کے نزدیک عالم
ہی نہیں بلکہ جاہل ہیں تو اب مصنف کا انہیں کو یہاں علماء حرمین شریفین کہنا فریب
نہیں تواد کیا ہے۔

اب باقی را مصنف کا قول کہ علماء حرمین شریفین نے اعظم حضرت قدس سرہ کی شان
میں جو الفاظ مدح لکھے وہ قبل از واقعت لکھے تو اس ضمن عقل سے دریافت کر دیا
تاواقعت میں کوئی کسی کے لیے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ دینا جاتا ہے کہ کسی کی تعریف
واقعت کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ لیکن مصنف نے جو لکھا ہے وہ اس کی دلی عداوت
اور کڑی بغضات کی ترجمانی ہے جس کا جواب کسی شاعر نے خوب دیا ہے۔

آ نکھ والا رہے جوین کا مٹا شاد دیکھے

دیدہ کو در کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ہر مصنف یہ عداوت تو بلا سوچے سمجھے لکھ گیا تھا کہ اس سے اعظم حضرت قدس سرہ
کی عظمت علماء حرمین شریفین کی نظر میں بھی ثابت ہو گئی۔ اب جو اس چیز کا ثبوت
کو احساس ہوا تو خود ہی اپنے اس قول کو بدلتا ہے اور اپنی افترا برداری کی عادت
کا اس طرح اظہار کرتا ہے۔

لے شہاب ثاقب ص ۳۵

مصنف شہاب ثاقب کا پہلا کذب و افتراء

مگر کچھ وقائع وہاں پڑاں کے خلاف یا ان کی شان کے امانت کے جو تھے
تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا اس لیے ہم نے مناسب جہان کا لالہ شہاب
ثاقب کے اجتماع میں چنداں وقایع ایسے بھی لایے کہ وہی سدا عظمت
و جود و تسلیل کی اس حالت کا اندازہ ہر فرد بشر کو معلوم ہو جائے جو کہ طواریق
منورہ کے نزدیک ان کی ہے یہ

جواب مصنف کے اس جیسے جھوٹ اور کذب مزید کے جواب میں اس
آیت کریمہ کا لکھا ہی جہت کافی ہے لعنة الله على الكاذبين حقیقت
یہ ہے کہ میں نے عام طور پر مساکین حرمین شریفین کو یہ کہتے سنا کہ زمین حرمین شریفین
میں المعظرت قدس شہزاد کا ہوازم داگرام ہوا ایسا کسی بھی عالم کا نہ دیکھا گیا کہ اگرچہ
نے ان کا بوقت آمد استقبال کیا۔ ان کو بوقت عداغ بیرون قہر تک رخصت کیا۔ ان
سے مشکل مسائل دریافت کئے۔ ان سے یہ بتیں لیں۔ ان سے سندیں لیں۔ جن کا
ثبوت آج رسالہ کفیل الغیبہ الغناہم فی احکام قرطاس الدرہم
اور رسالہ الاجازات المتینہ وغیرہ میں ہے۔

آپ رہا علماء مدینہ منورہ کی عقیدوں کا حال اس کے لیے حضرت فاضل کامل
عالم عامل حضرت مولانا الشیخ عبدالقادر صاحب شیخ طرابلسی قدس مسجد نبوی کے
کلمات طبقات وہی نہایت کافی ہیں جن کا ذکر خود مصنف نے بھی اسی شہاب ثاقب
کے ص ۳۸ و ص ۴۰ میں نہایت عنفیت سے کیا ہے اور ص ۴۱ میں یہ لکھا
ہے کہ واقعات کی تصدیق بلا واسطہ ان سے کی جائے۔ اتفاق یہ ہوا کہ میں مفتی محمد علی
صاحب دارالافتاء اعلیٰ علیہ مصنف کو شہاب حضرت فاضل ملیل عالم نبیل مولانا مخی
ضیاء الدین صاحب مہاجرہ فی کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا

اے شہاب ثاقب صرا

کہ کل حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب شیخ طرابلسی کی شہر آئی تھی کہ انہوں نے
آپ کے مناظرہ کار جو مسجد نبوی شریف کے باب مجیدی کے متصل مکان عالی شان
میں وہابی مناظر کے ساتھ دو دن تک رہا اور اس میں آپ کو فنی عظیم حاصل ہوئی
حال سادہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کے نام اور صاف سے پہلے
ہی سے واقف تھا کہ یہ متفرع عالم ہیں اور حضرت مفتی شافیع رحمہ اللہ سے بھی کے شاگرد
رشید ہیں اور تمام الحرمین شریف میں ان کی آخری تقریر نظر ہے۔ لہذا مجھے بھی ان کی
زیادت کا اشتیاق تھا۔ تو حضرت مولانا مافیہ الدین صاحب اور ہمارے مدین
نوجوان الحاج چودھری رشید علی خاں ریسید اعظم منبعل اور یہ فقیر بعد مغرب حضرت
مولانا عبدالقادر صاحب شیخ طرابلسی کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو ان سے مسجد
اور گفتگو و مباحث کے المعظرت قدس شہزاد اور قصہ طبقات حتام الحرمین کا ذکر
کیا تو حضرت شیخ صاحب نے فرمایا کہ علماء مدینہ منورہ نے نہ فقط حتام الحرمین پر
تقریریں لکھیں بلکہ المعظرت فاضل بریلوی کا پیشل اعزاز کیا ان کا استقبال کیا ان
کی خدمت میں اور بعض علماء نے یہیں بھی سندیں لیں۔
مصنف کا کچھ سفید جھوٹ اور صریح افتراء ہے لعنة الله على الكاذبين
اس کے بعد مصنف بکمال افتراء پر داندی لکھا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب دوسرا توہین کذب و افتراء

جناب مجدد الشیخ صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا الشیخ احمد ربیع
مفتی الشافعیہ ولست برکاتہم کی ہوئی اور وہاں مجھ صاحب نے اپنے
رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریر نظر و تصدیق پائی جو کہ مفتی
صاحب مباحث اہل حق تھے اس لیے انہوں نے اس مسئلہ میں مخالفت
کی اور مجدد بریلوی کے دلائل کا رد کیا اور یہ کہ گفتگو یہی ہے

لے شہاب ثاقب صرا

جواب مصنف کا یہ دوسرا فقرہ کذب ہے کہ حضرت مفتی شافیر اور یو بڑی عقیدہ علم غیب کے موافق ہیں العباد باللہ تعالیٰ اور اگر اس میں کسی ایک کلمہ یا ایک نقطہ میں بھی موافقت نہ ہو تو یہ مصنف اس کو نہایت علمی حرف میں نمایاں غلطی میں نہایت قلعی کے ساتھ پیش کرتا اور باطلوں اچھلی کودتا اور پھر فقرہ کذب کی شرمناک بات سے باز رہتا اور اپنی اس کتاب میں اس کی ایک عقل فصل ہی لکھتا اور جب بیٹیل ذکر سکا تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا کذب و افتراء اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بات ہے بھی نا ممکن کہ اہل حق و باطل میں ایسی موافقت ہو سکے اور باطل حق کے موافق ہو جائے۔

باقی رہا مفتی صاحب اور اعظمیت قبلہ کی گفتگو و مباحثہ یہ بھی کذب و افتراء ہے۔ بلکہ واقعہ صرف اس قدر معلوم ہوا کہ مفتی شافیر جو کچھ انکھوں سے محض دیکھ گئے تھے اور سید عبد اللہ صاحب ان کے دادا دتے ان کے مکان پر بعد نماز عشاء رسالہ الذور الکلیہ کا سناٹا بے ہوا تھا۔ اعظمیت قبلہ سے دو کتاب سانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے انہوں نے دریافت کیا اعظمیت قبلہ نے ان کے ایسے مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے بارہ بیچے یہ جلسہ ختم ہوا۔ صرف اتنا واقعہ گزرا۔ مصنف کا یہ کہنا کہ مجدد بریلوی کے دلائل کا مفتی صاحب سے رو کیا اور بریک گفتگو کی یہ حقیقت اس واقعہ کا رخ بدل دینا ہے اور لپٹے قلمی سنا کر کو کاٹنا ہے اور اعظمیت قبلہ سے اپنی عداوت و دشمنی کا اظہار کرنا ہے ورنہ ایسا علمی مذاکرہ جو مباحثہ علمائیں ہوا ہی کرنا ہے۔ یہ بات بھی کوئی قابل ذکر تھی جس کو مصنف نے اہمیت دی اور اس سے اعظمیت قبلہ کی توہین پیدا کر کے اپنی فحاشت قلمی کو ظاہر کیا اس کے بعد یہ مصنف لکھتا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا چوتھا پانچواں اور چھٹا کذب و افتراء
مفتی صاحب دایم فضلہ نے تمام اربعین پر جو تقریر لکھی تھی اس پر

سے اپنا نام ملا دیا اور بہت بڑی سخت اور سست ان کو کہا مگر دوسرے روز مجدد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی و فیروہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریر پر اپنی ہر کردی اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے اپنی تقریر میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر پر کچھ نفع نہ دے گی لہذا جواب یہ مصنف کا ایسا سرخ کذب ہے جس کو کوئی ذی عقل کسی طرح اور ہی نہیں کر سکتا کہ مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں مستقل طور پر حکم احمد قادیانی کے اپنی طرف دینی آنے اور دینی نبوت ہونے پر اور قائم نا تو قوی کے قول ختم نبوت کے بعد کسی کو نبوت مجددہ ہا زمان لینے پر اور شہداء احمد گویہ کے قول اللہ تعالیٰ کے لیے وقوع کذب کے معنی صحیح ہو جائے پر اور علیل احمد اربعی کے قول خطی ان کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے وسیع ماننے پر اور اشراف علی تھا فوی کے قول و مگر بعض علوم فیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کچھ تخصیص ہے ایسا علم غیب تو لید و مگر بلکہ ہر نبی و مبعوث بلکہ مبعوث حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے) پر احکام کفر دیتے اور اس پر اپنے دستخط کر دیتے۔ اب بقول مصنف مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام ملا دیا تو کیا اب ان کے نزدیک یہ اقوال ایاہان ہو گئے پھر بقول مصنف دوسرے روز مفتی صاحب نے پھر اس پر ممبر کردی تو کیا وہ ایاہات و خبر دن ہی چھ کفریات ہو گئے یا سب خلاف عقل حرکت تو کوئی معمولی علم والا بھی نہیں کر سکتا کہ ایک دن ایک چیز کو کفر کہے دوسرے روز اسی کو ایان قرار دے پھر دوسرے روز اسی کو کفر ٹھہرائے۔ پھر جائیداد ایسے تحلیل القدر مفتی شافیر کی طرف ایسی مالک حرکت کی نہایت کی جائے تو ظاہر ہو گیا کہ یہ مصنف شہاب ثاقب کا اس مفتی شافیر پر عینا جھوٹ اور سرخ افتراء و بہتان ہے۔

علامہ بریل اعظمیت قدس شرہ کی حضرت مفتی صاحب سے اگر کچھ گفتگو
لہ شہاب ثاقب ص ۴

بھی ہوئی تھی تو الدولۃ المملکۃ پر ہوئی تھی نہ کہ حاکم المجرین کی تصدیق پر اور حاکم
 المجرین کی تصدیقات تو پہلے ہوئی تھیں اس وقت الدولۃ المملکۃ پر تقریرات کا
 سلسلہ شروع بھی نہ کیا گیا تھا کہ خود مفتی صاحب نے حاکم المجرین پر تقریر کیا کہ کہہ
 فرمادیا تھا کہ (اس کتاب کی تائید میں) اسے ہمارا مستقل رسالہ کہہ کر کے شائع کرنا۔
 چنانچہ وہ حاکم المجرین میں مستقل رسالہ کی شکل میں طبع ہوا ہے۔ تو الدولۃ المملکۃ
 پر تقریر کے وقت جو گفتگو ہوئی اس کا اثر تصدیق حاکم المجرین پر جو اس سے پہلے
 ہے کس طرح پر کیا گیا مصنف صاحب آپ کی یہ بات تو کسی طرح نہیں جنتی اور نہ
 بھی کیسے کہ مرتب کذب و افتراء ہے۔

پھر مصنف کا چھٹا کذب و افتراء ہے کہ مفتی صاحب نے دو بار ہجرت کی
وقت یہ قرار دیا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریر میں شرط لگا دی ہے اس لیے کم عمری
تحریر پر کوئی دفعہ نہ دے گی۔ ہر ذی فہم جانتا ہے کہ اس تقریر میں یہ شرط تو پہلے ہی سے
موجود تھی۔ لہذا اگر یہ تقریر مسند میں سنائی تو مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام ہی
بیکل کاٹا تھا کہ وہ اس وقت بلا نام کاٹے بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے جو تقریر لکھی
دی ہے وہ کم عمر ہرگز دفعہ نہ دے گی چونکہ میں نے شرط لگا دی ہے اور اپنا نام اس
سے نہ کاٹتے۔ پھر جب اپنا نام ہی اس سے مٹا دیا تھا تو پھر دوسرے دن ممبر
مقتصد مسجد کے لیے بشت کی اور اس قول نے کیا افادہ کیا۔

مسلمانوں کی کسی مفتی کی یہ شان اور ایسا حال جو سنا ہے حاش اللہ
لہذا ثابت ہو گیا کہ مفتی صاحب پر اس مصنف کا یہ صریح افتراء و بہتان ہے۔
پھر مصنف کہتا ہے۔

مصنّف شہاب ثاقب کا سا تو ال کذب و افتراء

اکاش اہل مکہ شرفیہا اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح ان کے حالات سے مطلع ہو جاتے جیسے کہ وہاں کے خواص علما اور علماءِ مدینہ منورہ

مطلع ہو گئے تھے۔ ۱۰

جواب مصنف کا یہ ساقاں کذب ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس کو علماء مدعو ہوئے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ حضرات اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ان تصدیقاتِ حتمہ الحرمین سے سات برس پہلے سے خوب جانتے تھے کہ ان حضرات علماء مکہ مکرمہ نے اعلیٰ حضرت قبلہ کے فتوے نہ وہ پر تصدیق کی تھیں اور ان میں اعلیٰ حضرت قدس کو انہوں نے العالم العادل۔ العالم الکامل۔ العالم اللامع والجامع الامام الشہیر الفاضل قدس الافاضل۔ الخامی جمیع العلوم۔ عمدۃ المحققین۔ خلاصۃ اہل العلم والیقین۔ محی الضلالت۔ شریعۃ الطریقۃ الربیعیہ۔ عین الایمان۔ سراج الدیوان وغیرہ خطابات لکھے تھے اور بار بار یہ حضرات قبلہ کا ہر سال ۲۴ مرتبہ کتباً توجیہ اشخاصی ماہِ قیام یا دوریہ حضرت روزنامہ کی گاہ پر خطا کر کے لے آتے تھے۔ یہ مسائل مشکوٰۃ دریافت کرتے اور اعلیٰ حضرت قبلہ ان کے منقول جوابات دیتے۔ وہاں اعلیٰ حضرت نے الدولۃ الملکیۃ بالمادۃ الذبیحۃ والفیوضات الملکیۃ وانباء الخی ان کلامہ المسموعون بینا کی نکلانی تھی۔ وکلن الغنیۃ الفاضلۃ فی احکام قرطاس الدارہو رسائل تفسیر فرمائے انہوں نے ان رسائل کو پڑھا اور ان کی نقلیں کیں ان حضرات علماء میں سے اکثر نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے بیعتیں کیں اور سندیں حاصل کیں باوجود ان باتوں کے مصنف کہتا ہے کہ یہ حضرات اعلیٰ حضرت کے حالات سے مطلع نہ ہیں جو کہ یہ مرتع کذب نہیں تو اور کیا ہے پھر یہ مصنف کہتا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا آٹھواں کذب و افتراء

اب میں آپ کے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جو کوعلامہ مدنیہ
مستور نے رسالہ غائبہ الاموال میں مجتہد صاحب بریلوی کی شان میں اُتھا
کیے ہیں۔ جن سے ان کی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ

بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو جہل الفظ کی تعریف میں بعض علماء حرمین شریفین نے لکھے ہیں وہ بوجہ لاعلمی اور حسن اخلاق کے صادر ہوئے ہیں۔ مقتدو صاحب ان کے مستحق نہیں اور نہ ان کو وہ الفظ یا یہ افتخار ہو سکتے ہیں۔

جواب مصنف کا یہ اعلان یکذب وافتراء ہے کہ علماء دین نے مندرجہ ذیل حضرت
قدس سرہ کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہوں۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو
علاء کرام اپنی تقریظوں میں اعلیٰ حضرت کے فکرو العالی الفاضل، الفاضل الکامل، الجوال الفہم
مولانا العلماء المرشد الحق الفہار، العلماء الامام، الذی انعام، البیہ النیل، البیہ
الجیل، ذوالعقیق الباہر، العلماء الخیر، الذکر الشہیر العالم الفاضل الانسان الکمال
العلما الحق، الفہما تالذوق، صاحب المعارف والعوالم، الخ الاویہ اللغات
بافشکلات العلوم، مبین الشقوق منہاد المفہوم، سیدنا الاستاذ علم الدین وکریم العلماء المستوفی
ومقتد، وحید العصر والزمان وغیرہ بالفاظ محرمہ فرمایا ہیں۔ تو ان حضرات سے اس کے
خلاف کسی کلمہ توہین آمیز کا استعمال کس طرح ممکن ہے مصنف بھی جب متسام
الغیر میں اور اس کی تقریظوں کو مانتا ہے تو ان الفاظ سے کس طرح انکار کر سکتا ہے
چہر اس کا ان الفاظ کے تحت اس کی لفظ کا استعمال انہیں حضرت کی طرف منسوب
کرنا یکذب وافتراء نہیں قرار دے۔

اب رہا رسالہ غایتہ الماسی کا حال دارالکوا کی خدمت میں پہنچا کر
 کہ جب علماء حرمین شریفین نے حکام انجمن پر اپنی تقریریں کھدی، اور
 اس میں اکابر فرقہ وادیہ پر احکام کو فرما دیا۔ تو سارا خاکہ اپنا اپنا سرشتے
 اور چھتیاں پینڈے لگا کر لٹائے، اور لٹائے کے شہر کر دیں، ہمارا منہ کالا ہوا
 رسول پاک کے شہر پر نہیں، ہمارے سر پر چڑھنا تو پورا بیہوش۔ وہ نہ۔ مخافتہ بصیر
 انجمنہ، گنگوہی، دہلی، پنجاب وغیرہ کے سب شیخ جمع ہوئے اور سر جوڑ کر بیٹھے اور
 ان بچوں نے یہ دوائے طے کی اور حکام انجمن کے احکام کو کفر سے لٹائے

۱۰۰ شاب ثقات ص ۱۰۰

کی یہ تدبیر نکالی کہ حکمران کے علماء پر تو متبادرا کوئی مکر و خریب چلے گا نہیں کہ وہاں پر اعتراض کا دواہ سے زائد مہر رہے اور ان کے مشکل سوالات پر اعتراضات نے بے ثلغ قلم خاکاروہ متقاضیجاہات کھدی دیں، جن کو دیکھ کر وہ سب علماء دنگ ہو کر رہ گئے اور ان کے متبحر علمی اور فضل مہربہی کے خیل پر ٹھٹھنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اکثر اعلیٰ حضرت کے سرمد و شاگرد ہو گئے اور سنیہ حاصل کیں۔ ہاں متبادرا کو یہ کینہ اعلیٰ فریب بعض علماء دین پر چل جائے گا۔ اور محمودنا مفتی شافعیہ علیہ السلام مرزا خوجا ناہینا بھی ہو چکے ہیں تو انہی افراتفرائی مشین اور کذب کی ایک سی سے مفتی صاحب پر بیٹ بھر کر جھوٹ بولوں۔ دو کول کر افراتفرہاں کرد اور صاحب مرقہ علی دامپوری کو افراتفرہ کی مشین کا لنگ اور کذب کی ایک مینسی کا دھماکا دینا دے۔ جناب حسین احمد صاحب اوجہ مصنف شہسب شاہناب ہیں اکواس مشین اور ایک مینسی کا ٹھیکہ دار تجویز کرو۔ لہذا مرقہ صاحب اپنے سارے سامان کذب و افراتفرہ کی جھوٹ بانڈھ کر دینے طبعیہ پیچھے اور جناب حسین احمد صاحب فیض آبادی کا اس وقت وہاں عارضی طور پر قیام تھا ان سے امداد ان پر اپنی کٹھی کی ساری کاروائی کے راز ظاہر کر کے۔ تو یہ فیض آبادی صاحب اپنے عہدہ ٹھیکہ داری پر خوش ہو کر اچھے امدادوں کے واقعات بانگ بجو کر کے منہ سے نکالے۔

مصنف شہاب ثاقب کا دوسرا قریب

پھر ان دونوں نے حضرت مفتی صاحب سے رسالہ قایمہ الیہ مولیٰ کا اصل وصول حاصل کیا اور ان کو یہ بھیج دیا کہ حضرت ہم اس کا بیغہ کر کے ہندوستان میں طبع کروائیں گے وہ ایسی ظاہری دنیا بانی کی وجہ سے معذور تھے انہوں نے اعتماد فرما کر انہیں یہ رسالہ دیا۔ پھر کائنات کی منہ بانی مراد علی گنجی، مفتی محمد حاصل ہو گیا۔ اس رسالے کو سب کے ہندوستان بھاگے اور انہوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ جب ہمارے اکابر اور ہم خواہ رسول پر کد کب داخلہ کرنے سے نہیں ڈرتے تو اب ان مفتی زنجی پر کد کب داخلہ کرتے

ہوئے کیسے شرم و حق بجانبتے چہرہ کا چمکا کر انہوں نے اس کو اپنی افزائی میں لیا اور کذب کی ایک سی میں ڈھال لیا اور اس میں دل کھول کر افشا کیا پیٹ بھر کر جھوٹ بولا جو چاہا کم کر دیا جو چاہا بڑا کر دیا اور پھر ہندوستان میں ہی اس میں گھڑت رسالہ کو کج حال و بھلائی حضرت مفتی برزنجی صاحب ہی کے نام سے چھاپ دیا یہ اس رسالہ غایتہ الاماں کی حقیقت ہے کہ وہ بالکل ساختہ پر مآخذ تو انہیں دہلیوں کا ہے اور براہ فریب حضرت مفتی صاحب کی اس کو تصنیف ظاہر کر دیا۔ اس چیز کا اجمالی طور پر نہایت کڑا تے اور پختے ہوئے الفاظ میں ذرا سا اعتزاز خود مصنف نے بھی کیا ہے چنانچہ شہاب ثاقب میں ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا تیسرا فریب

وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجدد صاحب کے ہون لوگ مولوی منظور علی صاحب اسے چھپانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر اس روز فراہیں اب تک ڈالے رکھا۔ اب مولوی موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے یہ

جواب مسئلہ! یہ مولوی منظور علی وہی کاذب و مضری ہے جس نے سال سیف الحق لکھا ہے جس کے افزائے بہتان کے پانچ نیرانہ میں ہم نے پہل کیے کہ اس کو یہ کال حاصل ہے کہ جس کی طرف سے جو چاہے کتاب بنالے۔ اس کا نام تراش ہے اس کا مبلغ گڑھ ہے۔ اس میں اپنے مفید مطلب جاری ہیں بنا کر کھد سے مصنف کی عمر بالکل اپنی طرف سے بنا ڈالے۔ اس شخص کو جھوٹا دتے ہوئے شرم نہ ہو کہ اتہائی افزا کرتے ہوئے چنانچہ معلوم ہوتی تو ایسے شخص کے اہتمام سے چھپائی ہوئی کتاب غایتہ الاماں کا کوئی اعتبار کرے اس کی کسی بات پر جس طرح اعتماد ہو اس کا کوئی قول کیسے قابل استناد ہو مصنف نے ایسی ناپاک کتاب پر اعتماد کر کے اور

اس کے اقوال کو سند بنا کر مسلمانوں کو حقیقتہً فریب دیا اور اپنے عناد و لی اور فساد قلبی کا ثبوت دیا۔

مصنف کا علماء حرمین پر حملہ

بالجملہ علماء حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں اپنی تقریروں میں جو تعریف کے الفاظ لکھے ہیں وہ مصنف کے نزدیک بھی انہیں حضرات کے الفاظ ہیں لیکن وہ ان الفاظ کے لیے اپنی عداوت سے یہ کہتا ہے کہ انہوں نے بوجہ لاعلمی اور حرجین اخلاق کی بنا پر لکھ دینے میں لوگوں کو اس کے نزدیک ہر سب الفاظ کذب اور جھوٹ قرار پائے اور یہ وہ درج ہوئی جو شرعاً مذموم ہے تو مصنف کی نظر میں علماء حرمین شریفین کی یہ قدر و منزلت ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور لاعلمی میں کسی کی مدح کر دیتے ہیں۔ اسی کو ان کا حرجین اخلاق کہہ کر حقیقتہً وہ ان کی بھڑک کر ہے اور خود اپنے قلبی عناد کا ان الفاظ میں اظہار کر رہا ہے کہ مجدد صاحب ان الفاظ کے مستحق نہیں تھے۔ تو گو یا اس کے نزدیک علماء حرمین ان الفاظ کو کبیر مرتقن کے لئے لکھ کر مدح مذموم کے مرتکب ہوئے لہذا اس نے علماء حرمین پر یہ سخت ناپاک حملہ کیا اور انہیں گستاخانہ قرار دیا۔

الغیاء ذباشہ ثاقب کی شہاب ثاقب میں ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کی ناپاک ذہنیت اور بھالت

اب خیال فرمائیے کہ جن کی مدنی مفتی برزنجی صاحب کی نسبت مجدد صاحب بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں اور ان کی تقریر کو اعلم الخیر سے یاد کرتے ہیں وہ خود بھی ان کے رو میں رسالہ لکھتے ہیں

جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضرت مفتی صاحب کی شان میں جو جو الفاظ لکھے وہ بالکل صحیح ہیں اور وہ لی الواثق ان الفاظ کے مستحق ہیں لیکن کسی غری مسکون

ایک عالم کا اپنے مسلک کی تائید میں کیا کہ دینا دوسرے کے فضل و کمال کے منافی نہیں
ہے علماء حق میں فروغی مسائل میں بجز اختلافات جو تھے ہی رہے ہیں خود پکار
اکثر میں فروغی مسائل کے اندر اختلافات رہے اور ہر ایک نے اپنے مسلک
کی تائید میں تصنیفات کی ہیں اور قول مخالف کا رد بھی کیا ہے۔ مگر آج تک کسی نے
اس دوسرے دوسرے کے علم و فضل کی منتقص پر کسی کوئی استدلال نہیں کیا ہے۔ یہ
ناپاک اور گندمی ذہنیت کی ہے۔ پھر مصنف اسی غایتہ المامول کے صفحہ ۳۰
کی سطر ۲۷-۲۸ اور صفحہ ۳۱ میں صرف احمد رضا خاں سے یہ استدلال
کرتا ہے۔

غایتہ المامول کی پہلی تحریف

دیکھئے بیان پر کس طرح حقارت سے عوام کے اسما کی طرح مباح
نہی صاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر یہ انہیں نفساں کے ساتھ ملو
باقی رہتے جو اولاً علماء عربین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ کچھ ضرور
الفاظ تعظیمی استعمال کئے جاتے۔ لے

جواب حضرت مفتی بڑے نچے صاحب کی شام آخر میں کی وہ تقریباً جس کو خود
مصنف نے بھی شہادیت شائبہ کے اسی صفحہ پر ان کی تقریباً تسلیم کی ہے اسی
کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ حضرت مفتی صاحب ہمارے اعلیٰ حضرت قدس شریف کہتے ہیں
تقریب کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔

العلامة المحمدي والعلامة الشهير
ذوالالتحقيق والتحريرو والتحقق و
التجديد عالم اهل السنة والجماعة
جناب الشيخ احمد رضا خاں البریلوی
لدام انشاء توفيقه وادفعه
عالم کمال ماہر مشہور و مشہور صاحب تحقیق
تحقیق و تدقیق و تزئین عالم اہلسنت و
جماعت جناب حضرت احمد رضا خاں
بریلوی استدعا می اس کی توفیق و توفیق
ہمیشہ رکھے۔ لے

لے شہادیت شائبہ ۳۳ حتم آخرین صفحہ ۲۱۱

اوپر مفتی نے اپنے تعریف کے الفاظ تحریر فرمائے اس سے کس طرح ممکن ہے کہ
وہ ان کا صرف نام ہی لکھے۔ مگر یہ درحقیقت منقولی راہ پر ہی کی تحریف و شہادت
ہے کہ غایتہ المامول سے تعریف کے الفاظ ہی نکال ڈالے کہ انہیں یہ کہنے کا موقع
مل جائے۔ چنانچہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں اس کو لکھ بھی مارا اور غلط
استدلال کر ہی لیا۔ لہذا خود مصنف اپنے موہ پر ہی متحسک ہے کہ اس نے کہاں
تو علماء عربین کا یہ نہیں اطلاق قرار دیا صاحب وہ اس کو کون الفاظ سے تعبیر کرتے
گا اور مفتی صاحب کو بدعقل منکرانے گا یا انہیں بحیرہ مصنف غایتہ المامول کی
بدارت اور ترسہ اور اپنی عداوت کا پل اٹھا کر رہا ہے۔

غایتہ المامول کی دوسری تحریف اور قابل بریلوی پر افتراء

والله قلیل بحصولها لغيره لقائي احد من ائمة الدين
فلا يرجع عن ذلك واصرو عائد لغيره دیکھا کہ ان
معدلات غیر متناہیہ کے حاصل ہونے کو ضرور افتراء کی کہ لکھی
تے بھی دین کہہ المامول میں سے پس رجوع نہ کیا احمد رضا نے اس سے
اور صراحتاً اور عائد کیا اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ علماء
مدینہ منورہ کے نزدیک و قابل بریلوی تمام علماء دین و ائمہ شریع
کا مخالف ہے اور باوجود اس کے حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے
خیال باطل پر اصرار کرتا ہے اور معاہدین حق میں سے ہے بظلمات
ذرا غور فرمائیں کہ یہ الفاظ مجدد بریلوی کے کس شان اور کس مرتبت
پر دلالت کرتے ہیں۔ لے

جواب اس غایتہ المامول کے جواب میں ایک منقول رسالہ ۱۔

لے شہادیت شائبہ ۳۳

حاشم المفسری علی سید البری موجود ہے جس میں اس کی ہر ایک بات کا مفصل جواب ہے اور اس کتاب کے وہل و فریب، کذب و افتراء کو خوب اچھی طرح دیکھا گیا ہے اور یہ بات ظاہر کر دی گئی ہے کہ وہابیہ نے مفتی صاحب کے رسالہ کو بہت تحریف کر کے چھاپا ہے۔ چنانچہ مصنف کی اسی پیش کردہ عبارت بنی کا امتحان کیجئے اور دیکھ لیجئے کہ یہ غایت الامول کس قدر افتراء کرتی ہے کہیہ صریح جھوٹ ہے۔ غایت الامول بقول مصنف بلکہ بنجیال فرقہ وہابیہ رسالہ انوار المکیۃ میں اعلیٰ حضرت قبلہ تو یہ تحریر فرماتے ہیں۔

و معلوم ان علم الخلق لا یحیط
فی ان واحد بغیر المتناهی علم
الخلق الحاصل بالفعل وان
کثر لا ینکون خطا لا متناهی

و فیہا البیّن وقد اقتبنا الدلائل^۱
علی ان احاطۃ علم الخلق بجمیع
المعلومات الالافیہ محال قطعاً
عقل و سمعاً

و فیہا البیّن بان ادعی انہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد احاط
بجمیع معلومات اللہ سبحانہ و تعالیٰ
فانہ محال للخلق کما قد منا

لہ الدولۃ المکیۃ ص ۵

لہ الدولۃ المکیۃ ص ۵

لہ الدولۃ المکیۃ ص ۵

و فی حاشیہا ان علم الخلق لا
یحیط بغیر المتناهی بالفعل

و فیہا البیّن ان علم الخلق لا
یحیط بشئ من الامور الغیر
المتناہیۃ بالفعل ینظر ہرک

کذب من افتراء و انشی القول
بان احاطۃ سلمہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یشتمل منہ شئ غیر ذلک
تعالی و صفاتہ

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو ایک جگہ نہیں بلکہ چند
مقامات پر نہایت صاف اور واضح الفاظ میں تصریح فرماتا ہے کہ علم الخلق صرف
امور متناہیہ کو محیط ہو سکتا ہے اور عقل و نقل و محال ہے کہ علم الخلق امور غیر متناہیہ
الہیہ کا احاطہ کر سکے کہ امور غیر متناہیہ کا احاطہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ
خاص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارے دعوے نہیں کہ تمام امور غیر متناہیہ
و معلومات الہیہ کو آپ کا علم محیط ہے صرف علم ذات و صفات اس سے مشتق ہیں

بلکہ یہ بات محال ہے۔ لہذا اب مصنف غایت الامول اور اس مصنف کا باوجود ان
تصریحات کے یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے الدولۃ المکیۃ میں حضور علیہ السلام کے لئے تمام
مسودات غیر متناہیہ کا علم حاصل مانا گیا جیسا جھوٹ اور صریح افتراء و بہتان نہیں ہے
پھر اس افتراء پر کسی مبرہن یا بلکہ مصنف کی مزید جرات ملاحظہ ہو کہ اعلیٰ حضرت تلمذ مدینہ منورہ

اور تمام علماء و فن و انہ شرع شیعہ کے مخالف ہیں و بنجیال باطل پرست و منافق ہیں
تو کیا اس کا یہ دوسرا افتراء نہیں ہے بلکہ اس نے یہ افتراء صرف اعلیٰ حضرت قبلہ ہی پر نہیں

لہ انصاف الدولۃ المکیۃ ص ۵

لہ انصاف الدولۃ المکیۃ ص ۵

اور دولۃ المکیۃ کے حاشیہ میں ہے
بیشک علم الخلق غیر متناہی بالفعل کا احاطہ
نہیں کرتا۔ لہ

اور اسی میں ہے، بیشک علم الخلق امور
غیر متناہیہ بالفعل میں سے کسی چیز کا احاطہ
نہیں کرتا اور تیسرے لئے ظاہر ہو گیا اس
شخص کا جھوٹ جس نے مجھ پر اس بات
کا افتراء کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
علمی سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات
کے سوا اور کوئی شے مشتق نہیں ہے

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ تو ایک جگہ نہیں بلکہ چند
مقامات پر نہایت صاف اور واضح الفاظ میں تصریح فرماتا ہے کہ علم الخلق صرف
امور متناہیہ کو محیط ہو سکتا ہے اور عقل و نقل و محال ہے کہ علم الخلق امور غیر متناہیہ
الہیہ کا احاطہ کر سکے کہ امور غیر متناہیہ کا احاطہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ
خاص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارے دعوے نہیں کہ تمام امور غیر متناہیہ
و معلومات الہیہ کو آپ کا علم محیط ہے صرف علم ذات و صفات اس سے مشتق ہیں

بلکہ یہ بات محال ہے۔ لہذا اب مصنف غایت الامول اور اس مصنف کا باوجود ان
تصریحات کے یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے الدولۃ المکیۃ میں حضور علیہ السلام کے لئے تمام
مسودات غیر متناہیہ کا علم حاصل مانا گیا جیسا جھوٹ اور صریح افتراء و بہتان نہیں ہے
پھر اس افتراء پر کسی مبرہن یا بلکہ مصنف کی مزید جرات ملاحظہ ہو کہ اعلیٰ حضرت تلمذ مدینہ منورہ

اور تمام علماء و فن و انہ شرع شیعہ کے مخالف ہیں و بنجیال باطل پرست و منافق ہیں
تو کیا اس کا یہ دوسرا افتراء نہیں ہے بلکہ اس نے یہ افتراء صرف اعلیٰ حضرت قبلہ ہی پر نہیں

لہ انصاف الدولۃ المکیۃ ص ۵

کیا تمام علماء اور محدثین پر کیا اور حق کو باطل ثابت کرنے کی کیسی شرمناک سعی اونٹا پاک
کوشش کی۔

مسئلہ اول: یہ ہے اس رسالہ غایتہ الاموال کا مذہب و افہام کیا یہ کتاب حضرت مفتی
بزرگ صاحب کی ایجنٹ ہو سکتی ہے۔ خاصاً اہل اہلنا اب ثابت ہو گیا کہ اس کتاب
میں تو شرعی احکام سے تحریف کی ہے اور یہ حدیث بھی اس تحریف میں شامل ہے
جسکی توثیق دلیہ دلیری سے اس کی اور میں پیش کر رہا ہے۔

پھر مصنف نے اس غایتہ الاموال کے نسخہ کی اور صفحہ ۱ کی بطور کی جارا
کے چند ناقص جملے نقل کر کے یہ نتیجہ نکالے جو شہاب ثاقب کے صفحہ ۳۰۳ پر ہے۔

مصنف کا اعلحضرت فاضل بریلوی پر افتراء

جہہ دہری کی تحریرات و عقائد از قبیل گمان میں اور وہ بھی غلط اور
اس کے یہ شخص قرآن کی تفسیر پر جہری ہے بلا دلیل تفسیر کرنے کو تیار ہوتا ہے
ہے تو کافر ہو گیا غلطانا جالیو سے اپنا دور فرمیں۔ یہ اہل بطلان میں سے
ہے۔ ان کے دلائل منقوض اور غیر صحیح ہیں۔ لہ

جواب غایتہ الاموال کی عبارت تو اعلحضرت قبلہ پر اس وقت چہ چیاں
بڑیں دہریہ و ملاحدات غیر متناہیہ کا فہم کسی مخلوق کے لئے ثابت مانتے اور جب
وہ اس کو شرعاً و عقلاً محال قرار دے ہیں تو اعلحضرت کا یہ دعویٰ اور اس پر جو استدلال
میں وہی مفتی صاحب کا دعویٰ اور استدلال قرار پائے بلکہ ایک مفتی صاحب ہیں کیا
سامری اہست کا یہی دعویٰ ہے تو اعلحضرت قبلہ کی اس تحریر و عقیدہ کو از قبیل گمان
اور غلط گمان اور اسی بنا پر انہیں اہل باطل قرار دینا اور ان کے دلائل کو منقوض اور
غیر صحیح و مضمر ناگوار یا قائل است کہ عقیدہ کو گمان کنا اور غلط عقیدہ ثابت اور اس میں دلائل
کو منقوض اور غیر صحیح قرار دینا ہے اور تمام اہل اسلام کو از قبیل غلط ثابت کرنا ہے۔
مصنف اس پر وہی اصل نہ سب کو جان کر کیا کہ مصنف اور اس

کے کار کے نزدیک وہابی جماعت اور یونہی قوم کے سوا سامری اہست مشرک اور
باطنی اور اہل باطل و گمراہ ہے۔ اب باقی رہا مصنف کا اعلحضرت پر یہ افتراء کہ وہ
تفسیر بالرائے کرتے ہیں اور بلا دلیل تفسیر پر جہری ہیں۔ یہ منہج ان کی گالیوں کے ایک
گالی ہے۔ ورنہ اعلحضرت کی حد تصنیفات ہیں جو ملک میں عام طور پر شائع
میں لیکن آج تک کسی دیوبندی کو یہ جرات نہ ہو کہ کسی ایک آیت کے متعلق یہ
ثابت کرنا کہ اعلحضرت نے غلط آیت میں تفسیر بالرائے کی ہے اور نہ الشارح راشد غلطی
آئندہ ناخفاست کسی فرقہ بندی میں یہ ہمت ہو سکتی ہے۔

مصنف کو ہم بتائیں کہ تفسیر بالرائے کرنے پر جہری آپ ہی کا دادا استاد قاسم
ناٹوئی ہے جس نے منہج برائے اس میں آ یہ کر مرے ولیکن رسول اللہ و خاتم النبیین
الایہ میں خاتم النبیین کی تفسیر بالرائے کی اور تمام علماء دین فقہاء و تکلمین معضرتین و
محدثین بلکہ صحابہ و تابعین بلکہ خود رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اجماع
کی تفسیر کی مخالفت کی جس کا مفصل بیان آگے آگے کا ہے۔ اور یہ بات ثابت
کر دی جائے گی۔ تو کیا مصنف اپنی ان پیش کردہ احمادیث کی بنا پر ناٹوئی
صاحب کو بھی کافر اور دوزخی کہے کو تیار ہیں۔ یا یہ سارا غلط و مضرب
اعلحضرت قبلہ ہی پر ہے۔ پھر مصنف نے غایتہ الاموال کے صفحہ ۱۰-۱۵-۱۸
کی عبارات نقل کر کے اعلحضرت قبلہ کے متعلق یہ سو قیاد الفاظ اور گالیوں پر
جو شہاب ثاقب کے صفحہ ۵۵ و ۵۶ پر ہیں۔

مصنف کا علمائے مدینہ پر افتراء

اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء مدینہ مقودہ کے نزدیک دلائل بریلوی
ضعیف شبہ ہیں۔ وہ اس شخص کو اعلیٰ درجہ کا دجال اور مغرب
دین مکر رہے ہیں کہ اس کے افعال سلافی کو حیرت میں ڈالنے
والے اور دین کی مضبوط دہستیوں کو کھول ڈالنے والے اور شاد

شریعت سے ہوئے ذامحاب مقرر ملیر سے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی حیرت میں واقع کیا اور ان کی مضبوط رستیوں کو کھول ڈالا اور یہ فساد عظیم پر پونچھانے والے باطل ہیں۔ تو اب اس معصفت غایۃ الامول اور معصفت شہاب ثاقب سے درپنا کرو کہ تم نے یہ ناپاک الفاظ فقط المعصفت فاضل بریلوی ہی کی شان میں نہیں کیے بلکہ امام ابوذر کربا نووی اور علامہ ابن حجر مکی کی شانوں میں بھی کیے کہ اگر اپنی دیردہ جہنی کاشوت پیش کیا۔ پھر معصفت نے غایۃ الامول کے مفرہ ای ایک طویل عبارت نقل کی جس میں مفسر کے لئے پندرہ علوم کی جامعیت کا مفصل ذکر ہے اس سے المعصفت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

معصفت شہاب ثاقب کا عجیب دھوکہ

اس قول سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے تعریفیات تمام الحزمین میں متحدہ بریلوی کی تعریفیں کیں ہیں وہ سب قبل از تحقیق میں قابل اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنے کی شروط ہرگز موجود نہیں پس امام اور مجددین کیونکر ہو سکتا ہے اس کی تفسیر ہی موقوف ہے

جو اب معصفت نے اس عبارت میں پھر دوبارہ یہ اعتراف کیا کہ تمام الحزمین کی تعریفوں میں المعصرت قدس سرہ کی جو تعریفیں ہیں وہ فی الواقع علما حرمین شریفین ہی کی ہیں حقیقتہً اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور مسلمانوں جب معصفت جیسے شخص اس کا انکار نہ کر سکا تو اس کا اسباب یا آئندہ اور کون انکار کر سکتا ہے پھر خود ہی اس معصفت کو اس اعتراف کے بعد یہ خیال آیا کہ ہمارا یہ اعتراف تو خود اپنے ہی اوپر اقبال ڈگری کر لینی ہے کہ ان کے متبعین ہماری اس بات کو سنبھال کر دنیا بھر میں المعصرت کی تعریفوں کے خطبہ پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ایک یہی وہ ذات ہے جو شیخ الاسلام اور امام المسلمین احمد مجددات حاضرہ ہے اور جس کی تعریفیں ہندوستان، عراق، شام ہی کے علما نہیں بلکہ جرمہ المسلمین لے شہاب ثاقب مبرا

کے علما بھی کرتے ہیں۔ اس بات کا مخالفین کو بھی اعتراف و اقرار ہے تو اس اعتراض کو اس طرح انکار سے بدو اور اس کی اتنی تاویل تو کر ہی لو کہ علما حرمین نے المعصرت قبل از تحقیق کی ہیں وہ معصفت اپنے حسن اخلاق سے سرمدی ہیں وہ خدا کا قابل ترین لئے کہ ان کی ایسی تعریفیں کی جائیں پھر معصفت کو خود گوارا کر دے ہماری اس تاویل سے لوگ المعصرت بریلوی سے خوف نہ ہوں گے اور ہم سے ہوں کہیں گے کہ جس شخص کی حاد حرمین اپنے حسن اخلاق سے تعریف کرتے ہیں تم بھی حسن اخلاق ہی سے ان کی تعریف کرو تو پھر ہم سے کوئی بات بنا کے نہیں بنے گی تو اب اس پہلی میں غلطی والی تاویل ہی کا ذکر چھوڑ دو اور اب موت یہ بات ہو کہ علما حرمین نے المعصرت کی جو تعریفیں کیں عقل و سب قبل از تحقیق میں جو ناقابل اعتبار ہیں۔ تو معصفت کا یہ صریح کذب و فریب ہے ہم نے پہلے اس کو واضح کر دیا ہے کہ علما حرمین نے المعصرت سے خوب اچھی طرح واقف تھے کہ اپنے شکل مسائل اور لایخل مقدمہ سے انہوں نے المعصرت سے حل کر دئے تو ان کے تجربہ علمی کی تحقیق گے بعد ہی تو بعض علما حرمین نے المعصرت سے یہاں کہیں اور سندی ہیں بلکہ معصفت کا علما حرمین پر افترا ہے کہ انہوں نے قبل از تحقیق تعریفیں کیں۔

اب اپنی رہا معصفت کا یہ دعویٰ کہ المعصرت میں شروط تعریف موجود نہیں تو معصفت کے نزدیک اگر تمام التوقری اور کامل دہلوی میں شروط تعریف موجود ہیں تو المعصرت قبل میں بدرجہ اولیٰ موجود ہیں اور اگر ان دونوں میں شروط تعریف موجود نہیں ہیں۔ تو تا تو قری اس کے نزدیک جس اسلام کا مسلمین حضرت علی العالمین اور دہلوی امام و مقتدا کیسے ہو گئے اور ان کی مردود تعریفیں کس طرح حق اور ایمان مظہر الیں اور المعصرت قبل تو کوئی تفسیر بالراستہ فرماتے ہی نہیں بلکہ ہمیشہ اقوال مفسرین ہی کو نقل فرمایا کرتے ہیں معصفت میں اگر کچھ حیرت ہو تو اس باطل دعوے کے ثبوت میں ان کا کوئی ایسا قول یا ایسی تفسیر نقل کر کے اپنی بات کی بنیاد نہ کرے۔ پھر معصفت نے شہاب ثاقب مبرا سے صحت ایک غایۃ الامول سے علما حرمین اور علما حرمین کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ

ماصل نہ ہونے کی علامات نقل کیں اورا عظمت قدس شریف جو کہ ان علوم خمس کا مشور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قیامت فرماتے ہیں تو انہیں مصنف نے یہ انداز لکھتے۔

اس میں برعری کو کافی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ کہ حدود و شرع سے تجاوز
کیے ہوں کہ علم کھلا جھوٹ بولا یعنی ان لوگوں نے کہ دعویٰ علم کا کرتے تھے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی یہیں
تحریف کی اس نے یہ بہت بڑی جہالت سے ہے اور بہت بڑی تحریف ہے۔

اکابرین اُمت کی شان میں آبادی اور گستاخی

جواب: اعظمت قدس شریف نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علوم خمس کا
اشاعت کی تو اس مصنف نے بلکہ مسند غارہ الامول نے اعظمت قدس کو نہایت
مذکور کو کافی محدود و شرع سے تجاوز کہ علم کھلا جھوٹ تحریف کرنے والا بہت بڑی
جہالت والا کہہ دیا۔ لیکن انہوں نے یہ غور نہ کیا کہ اس کے قائل اور ثبت اکابر
اشاعت سے کون کون حضرات ہیں۔ مصنف شہاب ثاقب کے نزدیک شیخ احمد رضا
خانی بہت دامن الشریعہ کا ذہب محرف جاہل ہیں۔ یہ ہر دو مصنف لان کھول کر نہیں
حضرت عارف باللہ شیخ احمد رضاوی تفسیر ساوی میں یہ آیت نقل فرماتے ہیں
عِشْدَ الْاَنْفِ فَرَمَاتے ہیں۔

انہما ای الیامۃ من الامم الکلتوم جیسا کہ قیامت وہ پوٹیدہ چیز ہے جس کو
الذی استشار اللہ بعلمہ فلم یبلغ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص
علیہ احد الامن ارتضاء من فرمایا تو اس پر سراسر متعجب رسولوں کے
المرسل والذی یجب الایمان بہ اور کوئی اطلاع ہی نہیں ہوتا اور وہ بات
ان رسول اللہ لم ینقل من الدینا جس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے
حق علیہ اللہ یکیم المغنیات رسول دینا سے تشریف نہیں لے گئے

لہذا غیب ثاقب سزا و صلا لہما

اللتی تحصل فی الدنیا والاخرۃ
دنیا و دینا کا وہی عین یقین
ولکن امریکتان البعضی
مخلصا

یہاں تک کہ انہیں تمام وہ غیب جو دنیا
و آخرت میں حاصل ہوں گے اللہ نے
قدیم فرمایا دیے تو ضروری مست کو طے
ہیں جیسا کہ تعالیٰ صریح فرماتے ہیں لیکن بعض
غیب کے چھپانے کا حکم ہوا ہے

مصنف کے نزدیک علامہ سیوطی و علامہ ابوبکر علی کاذب محرف جاہل ہیں

فانہما اللذان حضرت علامہ جلال الدین سیوطی کتاب الخصائص اکبر میں
فرماتے ہیں۔

ذہب بعضہم الی انہ صلی اللہ
علیہ وسلم اوفی علم الخس
ایضا و علم وقت الساعۃ والروح
وانہ امریکتان ذلک
علامہ فاضل شیخ شیخ الاسلام حضرت شیخ ابوالہیثم باجری شرح قصیدہ بردہ
شریف میں فرماتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخبر
من الدنیا الا بید ان اعلمہ
اللہ تعالیٰ بہذہ الامور
الخصصۃ
جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ
اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان پانچوں چیزوں
کا علم دے دیا ہے

لہ تفسیر ساوی صریح ۲۸۶ کے الخصائص ص ۱۹۵ ۲

کے شرح قصیدہ بردہ صریح ۵۷

مستف کے نزدیک غوثِ زمانہ شجاع العزیز باغِ نلی کاذب محرف جاہل ہیں

حافظ الحدیث سیدی احمد اپنے شیخ قطب الاولیٰ سیدی عبد العزیز باغ
رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الامریز میں راوی ہیں۔

قلت للشیخ رضی اللہ عنہ قال
علماء الظاہر من الحائثین علیہم
اختلفوا فی البیہ وصلی اللہ علیہ
وسلم هل کان یعلم الخمس
المذکورات فی قوله ان اللہ
عندہ علم الساعة وینزل
الغیث ویعلم ما فی الارحام
وما تدری نفس ماذا تکسب
غدا وما تدری نفس ہاوی
تموت ان اللہ علیم خیر فقال
رضی اللہ عنہ وکیف یحیی
امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم الواحد من اهل القبر
من امته الشریفۃ لا یمکنہ
التصرف الا بمعرفة هذه الخمس

لہ ابو نعیم ص ۱۶

ان عبارت سے آقا کی طرح ثابت ہو گیا کہ غوثِ زمانہ کی ہر جملی اشاعت
و حکم کو اللہ تعالیٰ نے ان امور خمسہ اور خاص کر قیامت کا علم عطا فرمایا جن کا
ذکر اس آیت سورہ لقمان ران اللہ عندہ علم الساعة الا یہ میں
ہے لیکن ان کے چپانے کا حکم ہوا۔ اب یہ ہر دو مختلف آنکھیں کھول کر
دیکھیں کہ علم خمس کا اثبات صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مسلک ہی نہیں ہے
بلکہ ان انکار ہمارے کرم و مشائخ اولیاء عظام کا بھی یہی مسلک ہے تو کیا یہ مصنف
اسی ہمارے پرانے پیشوایان دین کو بھی غالی و متجاوز عن الشریعہ کہہ کر کھڑے ہو کر
بڑے جاہل کہنے کو تیار ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو اعلیٰ حضرت کے لئے اس
کے یہ الفاظ استعمال کرنا ولی حدوت اور قلی جفا کا قیہ ہے یہ مصنف نے
صفر ۱۳ و ۱۴ پر غایت الاموال سے واقعہ نزول آیت تہم اور فقہ الہی انک و تہم کو
امادیت اور آیات نفی پیش کر کے اعلیٰ حضرت کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے۔

مصنف شباب ناقب اعلیٰ حضرت قبلہ پر ایق اور افتراء

یہ نوگذاشتہ اور رسول کے علم کی برابری کر کے کافر اور منکر کے لئے جملہ
ماکان و ما لیون کا علم تفصیل ثابت کر کے کلم رسول کے ان زبان خلاف
سنت۔ مشابہت۔ تباری۔ متالیف وین احادیث کاذبہ کے مستحق بیاد
صیحر کے محرف ہیں اور ان کا قول ضلال و باطل ہے ٹھوسا ہے۔

بجواب دیا یہ سنے نفی علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاشیہ جانا
اعترافات کئے اور ہمارے علم کرام سنہ ان کے زیات شکست اور تحقیق ہونا
دیکھے۔ بلکہ ان پر ستم رسائے تسمیت کر کے شائع کر دیے۔ دیکھو فیوض
الکلیۃ انباء حاجی حاتم المقری۔ انباء المصطفیٰ فی الاعقار وغیرہ رسائل اعلیٰ حضرت
شخص تہم خاص کر اس واقعہ نزول آیت تہم اور فقہ الہی انک اور آیات نفی علم

غیب کے استادوں کے مکمل جوابات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صدرالامین کا نقل فرمایا
مراد آدمی قدس سرہ مطہرہ موجود ہے اور تالیف کرنا مکمل جواب میں نے رسالہ ردیف
یہاں میں طبع کر دیا ہے جس کو تحقیق حق مقدم ہو وہ ان رسائل کا مطالعہ کرے۔
مصنف کا اظہار حضرت قدس سرہ پر یہ اعتراض ہے کہ وہ اشد قناتی اور نبی کو رسولی اشد
علیہ وسلم کے علم میں مساوات اور برابری کو کہتے ہیں۔ دیکھو اعلیٰ حضرت الدور الکلیۃ میں
فرماتے ہیں۔

ان شبہ مساوات علوم الخلقین بعم
دجا الہ العلیین۔ ما کانت الخطریال
المسلمین امانتی العیان ان علم اللہ
ذاتی وعلم المخلوق عطائی۔ علم
اللہ واجب لذاتہ وعلم الخلق ممکن
لہ۔ علم اللہ ازلی سمدی یتیک
حقیقی وعلم الخلق حادث لان
الخلق کملہ حادث والصفۃ
لاستقدم الموصوف علم اللہ
غیر مخلوق وعلم الخلق مخلوق علم
اللہ غیر مقدور وعلم الخلق مقدور
ومستقور علم اللہ واجب البقا وعلم
الخلق جائز الفناء علم اللہ متبع البقا
وعلم الخلق ممکن التبدل۔
ومن صفہ التفرقات لا
یتوہم المساواة الا الذین
لکنہم اللہ واصمہم

ہمارے رب الالہائین کے علم کے ساتھ
مخلوق کے علم کی برابری کا شبہ مسلمانوں کے
دوران میں تو فطرہ پیدا نہیں کر سکتا کیا اللہ
نہیں دیکھ کر شیک اشد کا علم ذاتی ہے
اور مخلوق کا علم عطائی اشد کا علم واجب
لذاتہ ہے اور مخلوق کا علم ممکن ہے۔ اشد کا علم
ازلی۔ سمدی۔ قیوم حقیقی ہے اور مخلوق کا
علم حادث ہے اس لئے کہ مخلوق خود حادث
ہے اور صفہ مستوف سے مقدم نہیں
ہوتی۔ اشد کا علم غیر مخلوق ہے اور مخلوق
کا علم مخلوق ہے اشد کا علم غیر مقدور ہے
اور مخلوق کا علم مقدور و مستقور ہے۔ اشد کا علم
متبع البقا واجب البقا ہے اور مخلوق کا جائز الفناء
ہے۔ اشد کا علم ممکن التبدل ہے اور مخلوق
کا علم ممکن التبدل ہے۔ تو علم ذاتی اور
علم مخلوق میں اتنے فرقوں کے باوجود
برابری ہونے کا وہم وہی کر سکتے ہیں جن

واعلیٰ البسار ہمہ
پراشد نے لعنت کی اور انہیں ہر اگر دیا
اور ان کی بشارتوں کو لے لیا۔

ابراہیم حضرت قلد کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام ماکان و
ماکان کا تفصیلی علم ثابت کرنا تو یہ صرف اظہار حضرت ہی کا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ
حلف و غلف کا بھی محک ہے ہم چند اکابر امت کے اقوال نقل کر رہے ہیں۔

**مصنف کا علامہ قاضی عیاض علی قاری پر مخالف
دین و سنت مشاہیر انصاری محرف احادیث کے قوی و احکام**

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے اس کی شرح
میں فرمایا۔

او کذلتك واحبارہ من الغیوب
وانباءہ بما یکون، ای فی الاخرین
روکان، ای ماکان فی الاولین او
بما یکون فی الغیوب وبماکان من
العدم۔

ای طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیور
کی خبر دینا اسی ماکان یعنی پہلوں میں جو کچھ ہوا
جو کچھ ماکان میں ہو کچھ ہوا
ماجو کچھ غیوبوں میں آئندہ ہوگا اور جو کچھ
معدم ہو چکا ان سب کو بتایا۔ لہ

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔
واطلعہ علیہ من علم ما یکون
وماکان
اشد تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
علم ماکان و ماکیون پر مطلع کیا ہے
حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے اس کی شرح
میں فرمایا۔

لہ ان الذلۃ الیکسۃ ۱۵
شرح شفا شریف ص ۱۵

شرح شفا شریف ص ۲۳ ج ۱۴

وما اعلم عليه من العيوب اى
الاصول الخفية في الحال وما يكتفى
في سبيل في الاستقبال -
انہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
ان غیور پر جو اس وقت امور دینیہ
میں اور ان پر جو ائمہ ہوں گے سب
پر مطلع کیا ۔

مصنف کا شیخ محقق شایع الحق محدث دہلوی اور علامہ ابن حجر
پر مخالفین و مشاہیر نصاریٰ وغیرہ کو فتویٰ

حضرت شیخ محقق شاہ جلالی صاحب محدث دہلوی مدارج النبوة میں فرماتے ہیں
ہر کتاب کو نہ احوال شریف اور اذابتا
تا انتہا اور نہ بد کہ تعلیم کردہ است
اور نہ بد و نگار و افسانہ کردہ است
بدی علوم و اسرار ماکان دایکون
اعلمت قبلہ خود القول الکی میں حضرت امام غلام ابن حجر مکی کی کتاب
افضل القرانی کی عبارت پیش کی۔

لان الله تعالى اطلعنا على العالم
فما علم الاولين والآخرين
فما كان مما يكون
ان علامات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت تافہی میں حضرت علامہ صلی تباری حضرت
بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو عالم پر مطلع فرمایا تو انہیں ماکان
وما یکن اور اولین و آخرین کا علم سکھایا۔

لے شرح شامی ص ۶۹ ج ۱

لے مدارج ص ۱۸۳

سے افضل القرانی بحوالہ القرآن المکی

تو امر ابن حجر مکی حضرت شیخ محقق مرزا عبدالحق محدث دہلوی نے بھی حضور شاہ عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کو تمام ماکان و ما یکن کے علوم پر مطلع فرمایا تو یہ حضرات بھی صفت کے نزدیک مافراہان تبار
سنت۔ مخالفین و مشاہیر نصاریٰ۔ احادیث کا دین کے مصداق۔ احادیث صحیحہ کے تحریف
ظہر سے اور ان کے یہ اقوال منقول و باطل قرار پائے۔

مسلمانو! دیکھو اس صفت نے یہ ناپاک الفاظ اور گندی گالیاں اس طرف اعلیٰ حضرت ہی
کو نہیں دیں بلکہ ان حضرات کو بھی دیں کہ یہ حضرات بھی ان کے نزدیک اسی جرم کے مرتکب
ہوئے جو ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت قبلہ کا جرم تھا۔ پھر ان کے یہ الفاظ اور گالیاں کہاں
کس نے کہیں ہیں البیان ہاں نہ تعالیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و ما یکن کے
علوم کا ثبوت خود احادیث سے بھی ثابت ہے چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

مصنف کے نوشتار علیہ السلام پر بھی مخالفین و مشاہیر نصاریٰ وغیرہ
حدیث بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں
نے فرمایا۔

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مقاماً فاخبرنا عن الخلق
حتى دخل اهل الجنة منازلهم
واهل النار منازلهم
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس
میں قیام فرمایا کہ اتنے اہل جہنم سے بگڑ
جنتیوں اور دوزخیوں کے پاس اپنی منزلوں
میں داخل ہوئے جس کی خبر دی۔

حدیث مسلم شریف میں حضرت عمر بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے منبر پر کھڑے ہوا اور اس میں یہ بیان فرمایا۔
فانظر ما اھو کان
الی یوم الفیض
وتال ما علمنا
تو جو کہ جنتی امت تک ہونے والا ہے
سب کی خبر دی تو ہم میں زیادہ جانتے
والادہ ہے جو ان واقعات کو زیادہ یاد

لے بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۰

الحفظنا۔

کرنے والا ہے۔

حدیث ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ کلمات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔

فرايتہ عزوجل وضع کلمہ پھر میں نے اللہ عزوجل کو دیکھا کہ اس بین کفنی فوجدتہ برد نے اپنا دست قدرت میرے دونوں اعمالہ بین ثنیدنی فنجلی فی کزھوں کے درمیان دکھا ایمان لگ کر اس کے پردوں کی سروی اپنی دونوں کل شتی و عرفت چھاتیوں کے درمیان سلام ہوئی ہیں

حدیث ترمذی شریف روایت اللہ عزوجل کا ذکر فرماتے ہوئے یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

فعلت الاولین والآخرین مجھے اولین و آخرین کا علم اور ماکان و بونی (روایۃ) علم ماکان وما سیکون مایکون کا علم دے دیا گیا۔ تھ ان احادیث سے آفتاب کی طرح روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور رب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم عطا فرمایا گیا۔ تو کیا اب یہ صفت اپنے وہ ناپاک الفاظ اور گالیاں خود اُتار دینا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی استعمال کر کے اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کرے گا اور احادیث صحیحہ کو احادیث کاذبہ اور مضال و باطل قرار دے گا۔ پھر احادیث ہی پر بس نہیں خود قرآن کریم سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و مایکون کا علم ثابت ہو رہا ہے۔

۱۔ مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳

۲۔ ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴

۳۔ تفسیر روح البیان ص ۲۴۷ صفحہ ۱۵۷

مصنف شہاب ثاقب کا مفسرین پر لکھ اللہ تعالیٰ پر بھی ناپاک الفاظ محکمہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ

عَلِمَهُ الْبَيَانَ

اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان سکھایا۔ تھ

امام جلیل محی السنۃ علامہ رفیع تفسیر سالم التقریل میں تحت آیت کے بغیر فرماتے ہیں

قال ابن کثیر خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انہیں ماکان و مایکون کا بیان سکھا

لانہ کان یبین عن الاولین و الاخرین و مایکون کہ وہ اولین و آخرین کو اور قیامت کے دن کو بیان کرتے ہیں۔ تھ

علامہ ناصر الشریعہ علاؤ الدین خازن تفسیر لب الالباب میں ویل میں اس آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

و ماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

و ماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

و ماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

و ماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

و ماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

و ماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

و ماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام

صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے من خبر
کی خبر دیتے ہیں۔

الا توین والاخرین وعن يوم الدين

علمہ مارے باشند شیخ احمد سادی اپنی تفسیر سادی میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں
وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانہ
الانسان انکامل والمراد بالایان
علم ماکان وما یكون وما هو
کا معنی۔
اور جو ہونے والا ہے سب کا علم دیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وعلکم ما لم تکن تعلم وکان
فضل اللہ علیک عظیما

تفسیر حسینی میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

اور تم کو سکھادیا ہے وہ جو خود آپ نہیں

صلوات تکان تعلم انتم نہ بودی

کہ بخود بدائی از خبیات امور و

کائنات منہ از دور و بحر الحقائق میفرماید

آن علم ماکان وما یكون مست کہ حق

سبحانہ از شب اسرار اہل حضرت عطا

فرمودہ چنانچہ در مادہ شہ معراج آید کہ

کہ در زیر عرش پروردگار حق سبحی مقتدر

فصحت جا ماکان وما یكون پس دانستم

آنچہ درود آنچہ خواہ بود۔

تفسیر صمدی ص ۲۵۴ ج ۴

سورۃ اشعار اربعہ ۱۱۳

ان آیات و تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان وما یكون کا علم عطا فرمادیا گیا۔ اب مصنف اللہ تعالیٰ کی دیدگاہ میں بھی جتنا نہیں کہے گا سب کو
المحضرت قدس سرہ سے حضور ربیبہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان وما یكون مانا
یہی علم راہت کا مسلک ثابت ہوا۔ اسی کا حدیث شریف سے ثبوت ہوا۔ یہی قرآن
کریم سے ثابت ہوا۔ تو یہی تو دین و سنت اور حق و ہدایت ثابت ہوا اور یہی اللہ تعالیٰ
کا حکم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہوا اور یہی مصنف اسی کو خلاف دین و
سنت اور ضلال و باطل کہہ کر جو حکم و رسول کا نافرمان اور مخالف دین اور مشرک و پیرو دشمن
شعبہ اور معاویتہ سمجھ کا تحریف کرنے والا اس کے مقابل اپنے اکابر کی باطل اور گھڑی
بانوں کی تصدیق کرنے والا قرار دیا اور اس کی یہ ساری تقریریں ضلال و باطل ثابت ہوئی

مصنف شہاب ثاقب کذب و افتراء یعنی قرآن حدیث

کو باطل و ضلال کہنا

پھر مصنف نے غایت الامول کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ کے کچھ الفاظ و ناقص جملے شہاب ثاقب
ثاقب کے صفحہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ میں نقل کر کے المحضرت جلد کے لئے یہ نکات لکھے۔

تجدو بر طریقی ش نصاریٰ کے ہے حضور علیہ السلام کی حد سے زیادہ یعنی عطا
ای عجز و رذل سے مدح کرتا ہے۔ وہ اہل باطل میں سے ہے اس کے
حکم و کلمات جھوٹ و افتراء اور گڑبازی و دغا ہیں۔ وہ اصحابہ و متابعین
میں سے ہے۔ مجالد ہے کہ خلاف حق پر اٹھتا تھا جہاں اس کے قول کو
چھوڑنا اور روندنا ضروری ہے اس کے اقوال قبیل غرانات سے تھے۔
اور اقباس و شک کی انھیں میں مصنف غایت الامول نے اس
کے اقوال کو باطل کر دیا۔ اور شہادت کو جوڑے زائل کر دیا۔ اس کا خلاف
دین کا زندہ کرنے والا اور متوہنہا کے شرع کا مضبوط کرنے والا ہے ملخصاً

شہاب ثاقب ص ۱۶ و ۱۷

جواب: اعلم حضرت قدس سرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و
 مایکون کا علم عطائی مانتے ہیں جیسے حضرت فاضلی قیامی و علامہ علی قاری و علامہ ابن
 حجر و شیخ مغلطائی عدا الحق محدث دہلوی وغیرہ علماء کرام مانتے ہیں جس کا ثبوت قرآن
 و حدیث سے منقول ہوا تو اس مصنف کے نزدیک سب مثل نصاریٰ کے جوئے
 مصنف ہوتے تو اس کا احترام کرے پھر اپنی اس جہالت کا اقرار کرے کہ ماکان
 و مایکون کا علم جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے وہ اس کا علم ذاتی واجب ازل کی سرور و
 قدیم حقیقی غیر مخلوق و مقدر واجب البقاء متعین الشریع ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کو جو علم حاصل ہے وہ علم عطائی ممکن حادث مخلوق مقدر جائز الفناء ممکن متغیر
 ہے تو حضور کے اس علم کو معرفت عز و جل قرار دے دینا کسی بڑبڑست جہالت
 ہے کیا مصنف کے نزدیک علم جو معرفت باری ہے وہ عطائی ممکن حادث و غیر
 ہے اگر نہیں ہے تو مثل نصاریٰ کہہ دینا افتراء اور ضرب نہیں علاوہ برکت واجب
 اعظم کے یا یہ اعتقاد تصریحات علماء اور قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہے تو اعلم
 کے عقیدہ کو قبول فرمائیے۔ افتراء اگر آپ غیظان کا پہل متوال کر دینا گویا مصنف کا قرآن
 حدیث کو جھوٹ افتراء مگر آپ غیظان کا اہل متوال کہتا ہے اور اعظم حضرت کے
 اس قول کو چھوڑنا اور نہ اسے منسوی بتانا اور اس کو خرافات اور التباس و شک کا امیر
 بات ظہر بانگیا مصنف کا قرآن و حدیث کو چھوڑنے اور رد کرنے کی تخریب دینا اور
 خرافات و التباس و شک کی انھری بات قرار دینا ہے اور اعظم حضرت کے اس قول کی
 مخالفت کرنے والے کو یوں کا زندہ کر کے والا اور متوہنا کے شرع کو مضبوط کرنے
 والا کہنا گویا مصنف کا مخالف قرآن و حدیث کو دین کا زندہ کرنے والا اور متوہنا کے
 شرع کو مضبوط کرنے والا بتانا ہے اور مصنف غایت الاموال نے جب اعظم حضرت کے
 اس قول کو باطل کر دیا اور اس شیعہ کو جو سوسے فاضلی کر دیا تو گویا مصنف کے نزدیک
 مصنف غایت الاموال سے قرآن و حدیث کو باطل کر دیا اور جڑ سے ناک کر دیا۔

مسلما تو دیکھو یہ ہے اس مصنف کا عقیدہ اور مذہب کہ اس کا جو علم ہوا یا خدا

رسول علی جلالتہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا یا قرآن و حدیث پر ہوا تو یہ ہے اس کے بہتان علم
 و دل و تخریب اور گمراہی و ضلالت کی نئی تصویر اور اصل حقیقت العیا ذی اللہ تعالیٰ

مصنف شہادت کے نزدیک قرآن و حدیث خلافت اور امامت پر ہے

پھر مصنف نے غایت الاموال کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ کے کچھ الفاظ اور عبارت شہاد
 تاقب کے صفحہ ۱۹ پر مسند قین کے نقل کر کے اعظم حضرت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

بریلوی طالب خلافت حق کا ہے۔ ایسے امور میں جڑا ہوا ہے کہ صاحب
 حیا ان کے قیام کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوا ہے اور اپنے مقاصد میں
 یا رنعمہ و نعمت کا قصد کرنا ہے اور انفاقی جھگڑوں میں مبتلا ہے۔ اس کی
 رائے نہایت ضعیف ہے اپنے وسوسوں کا شیع ہے۔ ان امور پر عقیدہ
 رکھتے ہوئے ہے جس کو شیطان نے سکھایا اس کا استاد و معلم شیطان
 کا سردار ہے۔ بھڑو بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اسے ایسے قرآن
 و اہل مانتے ہیں جن کے اقوال قابل اعتبار نہیں انہوں نے حاکم بنایا عقل
 کو اور عقل گمراہی و ضلالت ہے۔

جواب: اعظم حضرت جبکہ کا عقیدہ کہ آقا و رسالہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا
 علم عطائی حاصل ہے۔ بالکل قرآن و حدیث کے موافق ہے جب کہ تمام شہادت کر کے
 تو اعظم حضرت کے اس عقیدہ کو خلاف حق و ناقابل اعتبار بتانا۔ اور انفاقی جھگڑا اور ضعیف
 رائے و وسوسوں قرار دے کر اور حکم عقل کہ کہ اسے شیطان کا سکھایا جو اعظم ابراہیم
 و ضلالت قرار دیا گویا مصنف کا قرآن و حدیث کو خلاف..... حق و ناقابل اعتبار
 انفاقی جھگڑا ضعیف رائے و وسوسوں حکم عقل بتانا ہے اور دوسری فی قبیلہ کو شیطان فی ظہر
 نظر لانا ہے تو اب ہم اس کا فیصلہ ناظرین کی انصاف پسند طبیعت پر چھوڑتے ہیں کہ
 شیطان اب کس کا معلم استاد ہوا اور کون شیطان سے بڑھا ہوا ثابت ہوا اور صاحب

لے شہادت شہادت علمنا اذکذا

جیسا کہ قاضی کی وجہ سے پسند ہو جائے گا اور کون دیا و سموع تعنت کا قصہ کرنا
ہے اور اس کے فرقہ کے اقبال قابل اعتبار نہیں پھر اس مصنف کا اقترا ہے کہ ایسے
ناپاک الفاظ کی ایسے علماء و محدثین کی خدمت میں نہ لایا جائے کہ وہ اس پر شرم نہ کی اور اپنی
طرف سے الفاظ کو رد کر ان حضرات کی طرف منسوب کر دیے۔ ھد اہل اللہ تعالیٰ

مصنف کا نواں کذب و افتراء

پھر مصنف نے غایتہ الاموال کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ کے کچھ الفاظ شہاب ثنائی
کے صفحہ ۷۰ میں نقل کر کے اعلیٰ حضرت کی تعقیب نشان میں یہ الفاظ لکھے۔

مجدد صاحب کو جیسا من مائل گمراہ اہل باطل۔ مبتلی گزار دیا اور ان کے نقل
کو گمراہی اور غفلت قرار دیا۔ (تنبیہ) واضح ہو کر یہ کچھ علماء مدینہ منورہ نے
غالب صاحب پر برسی غدار اللہ تعالیٰ فی شانہ کی شان میں لکھا ہے
یہ صرف اسی لشکر اور اخیر ملاقات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی صاحب کو تہ
مدنی کے مکان پر مفتی برزنجی صاحب سے حامل چہنی کو فی مخالفت
مجدد صاحب کے احوال کے قزو کو لے کر علماء مدینہ کے پاس لے گیا تھا
ندان کی تصانیف و خیالات و مظالم بریلوی جن کو ان کے سامنے پیش
کیا تھا یہ

جواب مصنف نے یہ تو کیا ہر کیا کہ یہ الفاظ معتدین علماء مدینہ کے ہر لیکن
اس میں ترمیم ہے کہ ان معتدین کے ہم بنام سے الفاظ نقل نہیں کئے اور یہاں
سے جیانی یہ کہہ دیا کہ یہ وہی علماء ہیں کہ جن کی تصدیق حسام الخیرین میں نقل کی گئی
اگر اس دعوے میں صداقت تھی تو ہر معتدق حسام الخیرین کا نام لکھ کر اس کے
الفاظ ظاہر کرنا تو اس کے دعوے کی صداقت ظاہر ہو جاتی۔ مگر مصنف نے یہ
بات خوب صاف کر دی کہ مفتی برزنجی صاحب اور معتدین نے جو الفاظ غایتہ

لہ و شہاب ثنائی ص ۷۰ و ۷۱ صفحہ

الاموال میں لکھے ہیں وہ اعلیٰ حضرت قبل کی تصانیف و خیالات پر مطلع ہونے کے بعد
قریر ہوئے ہیں نہ کسی مخالف اعلیٰ حضرت کے ان کے حالات سنائے کے بعد لکھے
جو صرف وہی اللہ و اللہ کے سامنے اور مفتی صاحب سے لشکر کے سبب سے
ہیں۔ اور اللہ و اللہ کیسے اعلیٰ حضرت نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم
نیب عطائی صورتاً ملائم اور کان و لیکن کا علم ثابت کیا ہے اور اس پر آیات و
امادیت و اقوال سلف و خلف پیش کیے ہیں جو کہ مفتی صاحب اور تمام عقول
نے اعلیٰ حضرت کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کان و لیکن کا علم عطائی اللہ
جو ہر شخص کے علم ثابت کرنے کی بنا پر یہ تمام الفاظ لکھے ہیں جو کہ مفتی صاحب اور
معتدین کا علم سلف و خلف کو بھی ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔ اور آیات و
امادیت کو بھی ایسے گندے الفاظ لکھ سکتے ہیں ہرگز نہیں تو ثابت ہو
گیا کہ یہ سارے الفاظ ان حضرات کے ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ یہ سب الفاظ مدعی
راہروی کے ہیں جن نے اس غایتہ الاموال کو طبع کرنا ہے اور اس کی شان سے
کچھ لکھ نہیں جیسا ہم اوپر ثابت کر چکے علاوہ بریلوی معتدین حسام الخیرین و دیگر علماء
مدینہ منورہ نے خود اللہ و اللہ کی بھی تصدیق نہیں کیا اس پر پھر تعقیب کھلیں تو کہیں
مصنف سے دریافت کر کہ ہرگز وہ سارے الفاظ جو اعلیٰ حضرت قبل کے لئے نقل
اس کے انہوں نے کبھی اپنے علماء و محدثین اور قریبیوں کے بعد کیا خود ان پر نہیں لوٹ
کر آجائیں گے۔ لہذا اب خوب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ علماء مدینہ منورہ نے اعلیٰ حضرت
قبل کے لئے کوئی ایسا کلمہ ہرگز نہیں لکھا۔ ان حضرات پر یہ صریح اقترا ہے۔ میں
نے خود مفتی برزنجی صاحب کے شاگرد و حیدر حضرت مولانا محمد تقی صاحب شہرہ
سے دریافت کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا جو وقار و
عظمت اہل مدینہ نے عموماً اور علماء مدینہ نے خصوصاً کیا یہ شان دیکھنے میں نہیں
آئی مصنف صریح جھوٹ بول کر ان واقعات پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے پھر صرف
ادھر میں اپنی صداقت قبی اور ثابت باطلی کا ان الفاظ میں انہار کرتا ہے۔

مجتہد بریلوی نے اہل حق کی شان میں افترا پر دازی کر کے علماء حرمین
شریفین کی خدمت میں پیش کیا اگر ایسا معاملہ ان کے سامنے کیا جاتا تو
شاہد اسفل آسمانین اور مقام سیمین کے واسطے کہیں ان کا ٹھکانہ نہ پڑتا
یہ انعام کو مختصر ہارنگہ نبوی اور فضیلتیں حضرت مسطفیٰ علیہ السلام
سے ان کو بغیر تحقیر و تعظیم ملا ہے۔

جواب مستفت اس میں یہ کہہ رہا ہے کہ علماء حرمین شریفین نے ان کا رد و نرد
قائم نہ کیا تو یہ رشید احمد گنگوہی اس طرف علی مقناوی کے تکیہ احوال کفر پر ان کے کافر
سرد چوڑے کے فتوے دیتے ہیں۔ جن کو حشام الحقین میں درج کیا گیا ہے تو ہم اہل
دیوبند پر ان فتوؤں کو دودھ سے تسلیم نہیں کرتے وجہ اول تو یہ ہے کہ یہ اقوال کفریہ
ہمارے ان اکابر ہی کے نہیں ہیں بلکہ ان اقوال کفریہ کو مولانا احمد رضا خاں صاحب
بریلوی نے اپنی طرف سے بنا کر اور کچھ کچھ ہمارے ان اکابر کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

تو مستفت کی وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ حاشا وکلا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان
اکابر علماء دیوبند کے یہ اقوال کفریہ نہ اپنی طرف سے بنائے نہ کچھ سے بلکہ ان کے اکابر
کی وہ کتابیں جو دیوبندیوں ہی کی تصدیق ہوئی آج بھی موجود ہیں اور وہ ہار بار باطبیع
ہوئیں اور اب بھی طبع ہو رہی ہیں ان کی بلفظ اصل عبارت کو نقل کیا اور ان کا معنی
میں ترجمہ کر کے علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا۔ لہذا جس کسی کو اصل کتابوں
کی عبارات اور اعلیٰ حضرت کی نقل کردہ عبارتوں اور عربی ترجموں میں مطابقت
کرنی منظور ہو وہ گھر گھر کر ان میں مطابقت کرے۔ اور بیچ جھوٹ کا فیصلہ خود اپنے
آپ کرے اور قطعی طور پر یہ طے کرے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کہتے ہیں یا مستفت
اور اعلیٰ حضرت افترا پر دازی کر رہے ہیں یا غیر دیوبند کا پیشوا مستفت مضری ہے۔
یاں رشید احمد گنگوہی کا وہ فتویٰ جس میں وقوع کذب باری تعالیٰ کے قائل کی مذمت ہے

لے (ادشہا بہ کتاب ص ۲۱)

ہے۔ اصل دستخطی مہری فتوے اعلیٰ حضرت کے پاس محتاج جس کے بہت سے فوٹو اب
بھی موجود ہیں اور وہ بھی ہر جگہ اسے تائید میں اور بھی وہاں کی عبارت
مطبوعہ موجود ہیں۔ اس کا انکار بھی کوئی دہائی نہیں کر سکتا۔ باقی مختصر ان سب باتوں
ملاحظہ۔ حفظہ الایمان کچھ شہرت ہزار کی قداد میں اب بھی موجود ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت
قدس سرہ کی اس آفتاب سے زیادہ روشن صداقت اور سچائی کو مستفت کا افترا پر دازی
کہنا اور مستفت کا کذب مرتکب اور بدست افترا ہے شرم نہیں آتی کہ وہ صریح افترا پر دازی
کرتا ہے اور وہ سرول کو افترا پر دازی کہتا ہے لہذا مستفت کی یہ وہ اول بالکل غلط
سر اسراطل ہے اور ان اکابر دیوبند کے یہ وہ اقوال کفریہ ہیں جو ان کی کتابوں میں
آج بھی بغیر و بغیر مطبوعہ موجود ہیں۔ تو علماء حرمین شریفین کے ان پر کفر وار تلافی
فتوے صحیح و حق ثابت ہو گئے۔

مستفت کی وجہ دوم یہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کے ان اکابر علماء دیوبند کفر و
ارتداد کے فتوؤں کو صرف حشام الحقین ہی میں اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں ہی نے
بریل میں طبع کیا ہے اس لئے ہمیں اس کا اعتبار نہیں ہے اسی بنا پر ہم ان فتوؤں
کو حق و صحیح نہیں مانتے اور اپنے اکابر کا فرمودہ نہیں کہتے۔ یاں ان کو اگر کوئی تہلیل
مستحق طبع کرنا تو ہم ان فتوؤں کو صحیح و حق مان جیتے۔ تو مستفت کی اس وجہ دوم کا
جواب یہ ہے کہ اگر تمہاری یہ بات صحیح ہے اور اس میں کچھ غلطی بھی صلاقت ہے
کہ علماء حرمین شریفین کے اکابر علماء دیوبند پر کفر وار تلافی کے فتوے اگر علماء حرمین
کے کسی اور کتاب میں دکھا دیئے جائیں اور وہ کتاب بھی دیوبندیوں کے نزدیک
معتبر مستند ہو اور اس کتاب کے طبع کرانے والے اور شائع کرنے والے بھی
دیوبندی عقیدہ کے شخص ہوں اور وہ شخص بھی دیوبندیوں کا مستند و مستند شخص
ہو تو دیوبندی خیال کے علماء اور خود مستفت بھی ان فتوؤں کو حق و صحیح مان
لیں گے۔ تو مستفت اور اس کی تمام دیوبندی قوم غیب اچھی طرح دیکھ لے
کہ تمہارے مذہب کی وہ معتبر کتاب غایۃ الاموال جس کے لفظ لفظ مستفت

کا ایمان ہے جس کے حرفِ برکت پر دیوبندی قوم کو اعتقاد ہے جس کو سند بنار
مصنف اسی شہاب ثاقب میں پیش کر رہا ہے جس کو متعدد مستند ہانکر یہ مصنف
اس کے حوالے دے رہا ہے۔ پھر اس کا طبع کرانے والا بھی وہ دیوبندیوں کا پیشوا
مولوی منظور علی رامپوری ہے جس کا ذکر خود مصنف نے اسی شہابِ ثاقب میں
ان الفاظ میں کیا ہے۔

مفتی برجی صاحب نے اور چند علماء مدنیہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ وہ مالک
(غایتہ المامل) اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے پہنچا
گیا مگر مجدد صاحب کے ہم وطن لوگ مولوی منظور علی صاحب اسے پہنچانے
کے واسطے لے گئے اور بالآخر امر دفرامیں اب تک ڈالے رکھا
اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے پھیرا ہے۔

تو اسی دیوبندیوں کی معتبر و مستند کتاب غایتہ المامل فی تخریج مسیح الرسول
فی تحقیق علیٰ غیبِ الرسول طبع کیا نہ مولوی منظور علی رامپوری مطبوعہ سعیدی رامپور

پرچہ ورد الی المدینۃ المنورۃ رجل ہندوستان کے علماء میں سے ایک
من سلام اللہ علیہ بدخ احمد رضا صاحب جن کا احمد رضا خاں کہا جاتا
خان غلام احمد جمعی فی اخیر فی اولایان ہے مدینہ منورہ آئے تو غیب وہ محمد
فی الہند اناسا من اهل الکفر سے ملے تو پہلے مجھے خبر دی کہ ہندوستان
الضلال منهم غلام احمد الغائبی میں کچھ لوگ کافر و گمراہ ہیں انہیں میں
فانہ یدی مماثلة للمسیح والوحی سے غلام احمد قادیانی ہے کہ وہ مسیح
الیہ والنبوة ومنہم الفرقة المسماة علیہ السلام کے مثل ہونے اور اپنی
بالاصحۃ والافۃ ۱۲۴۰ھ
بانتدیریۃ والفرقة المسماة
بالنصاریۃ یدعون انہ
لوفرض فی زمۃ صلی اللہ
لہ شہابِ ثاقب ص ۳

علیہ وسلم بل لوحدث بعدہ
فی جدیدہ لم یخل ذلك بخلافہ
ومنہم الفرقة الوهابیۃ
الکذابیۃ انشاہ رشید احمد
الکذوبی القائل بعدم تکفیر من
لیقول یوقوع الکذب من اللہ
بالفعل ومنہم رشید احمد
اللہی یدی فی ثبوت التمساع
العلم للشیطان وعدم ثبوتہ للنبی
صلی اللہ علیہ وسلم ومنہم
بشر فطی النابی القائل ان صم الکلم
علی ذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یعلم الخبیات لما یقول یہ زید فلان
عنه انه ما ان اراد یحدثا
البعض الغیوب ام کلہا فان
اراد البعض فای خصوصۃ فیہ
بحضرة الرسالۃ فان مثل هذا
اعلم بالغیب حاصل لہ زید وعمرو بل
کل صبی ولجنون بل جمیع الجیوانات
والہیام وانہ الف رسالۃ فی الرزق
علیہم والاطال افرالہم سماھا
المعتاد المستند ثم اطلعنی علی خلاصۃ
من تلك الرسالۃ فیہا بیان افادہ طبع

ہے جس کا نام فرقہ نیریہ ہے اور وہ طائفہ
ہے جس کا نام فرقہ قاسمیہ ہے، یہ سب
دعوت کرتے ہیں کہ اگر باطن میں آپ کے
زمانہ میں بھی بلکہ بعد از نبوی بھی کوئی
نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمت نبوی نہ ہوگا
فرق نہ آئے گا، اور انہیں میں سے فرقہ
وہابیہ کی یہ اس دشنام و گلوہی کے پیرو
ہیں جو اس شخص کی صم تکذیب کا قائل ہے
جو خدا کے لئے وقوع کذب بالفعل کا قائل
ہے اور انہیں میں سے رشید احمد ہے جو
اس بات کا مدعی ہے کہ شیطان کے لئے
علم کا وسیع ہونا تو ثابت ہے اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے علم کا وسیع ہونا ثابت نہیں
اور انہیں میں سے اشرف علی تھانوی آ
جیو کہ کہتا ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر
علیہ السلام حکم کیا جاتا اگر بقول نہایت ہو
تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب
سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر
بعض صم مذکور ہیں تو اس میں جس قدر کہ
کی خصوصیت ہے ایسا صم غیب تو زید و عمرو
پر نبی و جنون و حیوان و نبات و بہائم یکجہ
ہی حاصل ہے اور اس عالم احمد رضا خاں
نے ان کے درمیان اور ان کے اقوال کے

المذكورة فقط والرحم عليه على سبل
الاختصار وطلب تقریفاً و تصدیقاً
على ذلك حكينا له التقريظ والتصديق
المطلوب وحاصل ما كتبناه ان
ثبت عن هؤلاء تلك المقالات
الشعبة فجمعنا هل كقولنا لان
جميع ذلك خارق لاحكام الامة
واشترنا في صحتين ذلك الى جنس
الادلة في الطالقات وادله
اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا نام احمد طوافی ۱۰ میری نمبر ۱۰
تائید و رشید احمد لکھو ہی ۱۰ اثر علی نقانوی سے ہے بڑے اقوال ثابت ہوں تو یہ لوگ
کا فریاد گم ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب باتیں اجماع اُمت کو توڑنے والی ہیں اور ان
تقریظ و تصدیق کے ضمن میں ان لوگوں کے ان اقوال کے ابطال پر بعض دلیلین
کی طرف بھی ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔

پھر کسی سال غایتہ الاموال کے صفحہ ۳۲ سے ۳۳ تک سید احمد بن سید انبیل
برغنی مفتی الشاہ بالمدینۃ المنورہ اور علامہ عبدالحق دہلوی طرطوسی صفحہ ۳۴ سے ۳۵ تک
کا ذکر قاضی بن محمد طرطوسی صفحہ ۳۶ پر علامہ تاج الدین الیاس مفتی، تعلقہ بالمدینۃ المنورہ
علامہ محمد سید شیخ الدلائل، علامہ رشید الدین بن سید احمد رضوان اور علامہ سید عبداللہ سید
صفحہ ۳۷ پر علامہ عباس بن سید محمد رضوان، علامہ عربی جہان مالکی، علامہ احمد بن
محمد بن عباسی، علامہ محمد عزیز دہلوی، علامہ موصی علی شامی ازہری، علامہ محمد بن
عربی، علامہ محمد بن احمد، علامہ رشید احمد ازہری اور علامہ ضلیل بن ابراہیم زہری
سورہ علامہ مدینہ منورہ کی تصدیق تقریظیں محمد بن زکریا کے ہیں۔ الخ اسل اسی رسالہ میں
الاموال ہی میں علامہ مدینہ منورہ نے اکابر علماء دیوبند کا نام ناقانوی، رشید احمد لکھو ہی،

نقانوی کے انہیں اقوال پر ان کو کافر اور گمراہ کہنے کا فتویٰ دے دیا۔ لہذا مصنف کو
اس کی ساری دیوبندی قوم اپنی اس معتبر و مستند کتاب غایتہ الاموال کی کسی طرح تکذیب
نہیں کہتی ہے اور اگر کسی تکذیب کرتی ہے تو یہ کتاب شہاب ثاقب بھی جموئی قرار پاتی
ہے کہ اس شہاب ثاقب صفحہ اول کی ساری بنیاد ہی غایتہ الاموال پر موقوف ہے اور
اگر دیوبندی قوم غایتہ الاموال کی اس عبادت کی تصدیق کرتی ہے تو انہیں نے تمام
لوگوں کی تصدیق کر دی کہ غایتہ الاموال نے ان اکابر علماء دیوبند کی بالکل اسی طرح
تکذیب کی جس طرح حاتم اخوین نے ان کی تکذیب کی تو یہ مصنف کو اور تمام دیوبندیوں کو
قائم ناقانوی، رشید احمد لکھو ہی، اشتر علی نقانوی کا فر اور گمراہ ماننا بلکہ تکذیب کرنا

مصنف کا سوال کذب و افتراء

اب مصنف اگر اس غایتہ الاموال کو جو مانگتا ہے تو خود اس کی کتاب شہاب
ثاقب سخت جموئی و باطل کتاب قرار پاتی ہے اور اگر اس کو سچا مانتا ہے تو حاتم
اخوین کی کتاب ثابت ہو جاتی ہے اور اعطیست قدس سرہ ضابطہ ہے اور اس کتاب
ثابت ہونے میں اور خود مصنف کے نزدیک بھی قائم ناقانوی، رشید احمد لکھو ہی، اشتر علی
نقانوی کا فر اور گمراہ قرار پاتا ہے جس اور اس کو یہ اعتراف بھی کرنا پڑے گا کہ اگر مصنف
قدس سرہ نے ان اکابر دیوبند کے ہر اقوال پیش کئے تھے ان کی نقل کردہ عبارت صحیح
ہیں اور مطابق اصل ہیں اور تمام اخوین کے فتاویٰ بالکل صحیح ہیں۔

مسلمانو! خدا انصاف کو کہو کہ تمام اخوین میں قائم ناقانوی، رشید احمد لکھو
ہی، اشتر علی نقانوی کی جس طرح تکذیب کی ہے بالکل اسی کی تصدیق مصنف کی مستند
معتبر و مستند کتاب غایتہ الاموال نے کر دی۔ جواب مصنف اور ساری دیوبندی قوم کو کہنے
ان ہر اکابر کو جسی تمام عرب کے فتاویٰ کی بنا پر کافر و گمراہ کہنا فرض ہے اور اعطیست
قدس سرہ کو سچا اور راست گمانا لازم ہے اور ان کا بظاہر دینہ کے ان اقوال کفریہ
کی تائید و تائید سے انتہا کرنا اہم فرائض سے ہے اور مصنف کی کتاب شہاب

مفتاب کرم اور باطل ماننا اور کتنا بھی ضروری ہے۔

ان صلی علیہ وسلم قدس سرہ قریباً وعلیہ السلام میں ان کا بظاہر اور باطن کے اذکار کے پیش کرنے میں صادق اور سچے ثابت ہو گئے اب ان پر انفر کرنے والا مصنف ہی ثابت ہوا۔ قویہ مصنف اب اہل باطل کو الٰہی حق پر اور اہل حق کو مغربی کتاب بنار مشرور اسفل الشافین اور مقام سب کے در کے بین اور شکایت بنائے گا۔ ہند باد کلہ نبوی وخصومین حضرت مصنفی میں سے حضرت علامہ شیخ عبدالقادر علی نے یہ سب اس مصنف کو مغربی کتاب ہند۔ ہند رسول کے خطبات دیکھے تو اگر یہ بلا قوم کے دہنا سے بچا گیا تو ہر زنی دست مقرر سخت محنت مصائب و عذاب میں مبتلا ہو گا۔ وادخلہ اللہ فی دارک الاخلاص من النار مع المنافقین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وعلی الہ وصحبہ اجمعین امین۔

مصنف نے شباب ثاقب کے صفحہ ۲۲ پر توصیف طویل خطبہ ہی لکھا اور صفحہ ۲۳ پر اپنا دین صلی علیہ وسلم آباد ہونا اور تقیم مدینہ طیبہ کا واقعہ لکھ کر دیا۔

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ حضرت علامہ کرام مکان مدینہ منورہ زاد اب اللہ شرف فضل پوری طرح سے عقائد وغیرہ میں اہلسنت والجماعت اور اکابر اسلام کے تتبع میں اور حضرات اکابر علماء دیوبند و سہانہ جوہر کے کلمہ عقائد میں موافق ہیں بریائت و کلیات میں سر موافقت نہیں۔ لہ

جواب مصنف نے اس عبارت میں درج کیا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ علامہ مدینہ منورہ عقائد وغیرہ میں اہلسنت و جماعت کے پوری طرح متبع ہیں یہ بات مصنف نے فی الواقع صحیح کہی ہے ہمارے نزدیک بھی اس وقت علامہ مدینہ اہلسنت و جماعت ہیں سچے و حقیقت اس نے یہ ہمارے مسلک کا انہماک کیا۔ خود مصنف اداس کے اکابر اسکا مذہب اس بات پر بالکل خلاف ہے چنانچہ ہر ایک قاطع میں حضرات علامہ جرمین کے متعلق

لہ شباب ثاقب ص ۲

شبیبی صاحب نے اپنا اور اپنے اکابر کا خیال ان الفاظ میں ظاہر کیا۔

اور اکثر وہاں کے علماء کرام سب اس حالت میں نہیں کہیں کہ ان کا خلاف شرع اشہال آستین اور صدق کا چہرہ نہیں بلکہ کھتے میں کھسکا اکثر وہاں کے قیدی نے کم نماز ہیں بے اعتدالی۔ امر بالمعروف کا ہوا صفت قدرت کے نام و نشان نہیں۔ اکثر انہی کے چھلے میں شروع باغیوں میں پہنچے ہوئے ہیں قبیح مصنف شائع ہے۔ فتنے نویسی میں کچھ دے کر جو کچھ ہوا اگر ان کے قصیدان سے کوئی مطلع کر دے تو دہانے کو موجود ہو جائیں اور خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رفعت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی بخشنے نہیں اور بدنامی رافضی کے کچھ دے کر ابوالیاب کے کوموں کا دیا خلاف کیا ہے صحاح احادیث کے اور علی بذاکہاں تک لکھوں کہ غلط ہے اور خرم بھی آئی ہے کہ جو علماء جرمین کی لکھوں یہ

نیز اسی میں ہے گرد مسب علامہ ارباب باشندے وہاں کے ایسے دیندار کامل ہی ہوئے مگر وہاں پر دعوت اور ضابطہ شرع بھی لایا رہتے ہیں۔ لہ

یہ ہر ایک قاطع و قنات سب ہے جس پر مولوی رشید احمد لکھنوی یعنی مصنف کے دانا پیر نے تقریباً لکھ کر اس کو حق کہا اور اس کی طبیعت کا حکم دیا اور اس کے مصنف شبیبی صاحب کے متعلق ہمارے مصنف نے ان کا ان الفاظ میں اسی شباب ثاقب میں اس طرح خطبہ پڑھا ہے۔

فارس انہما بر صلیب زبدۃ العلماء الکاملین امام الغیبیۃ والفقہین رئیس الاصفیاء والمفسرین شیخ السنۃ البیضاء۔ قاض الدیوع العلماء حضرت مولانا الحاج ابی خلد المولوی خلیل احمد صاحب المجلد الانصاری الایوبی ابی القاسم القادری القندھری السمرودی السہارنوری۔ لہ

لہ ہما جی قاطع ص ۱۹۔ ۱۸۔ ۱۷۔ ۱۶۔ ۱۵۔ ۱۴۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔

لہ شباب ثاقب ص ۲

تو اب اس مہارت پر ایمان قاطعہ کے دیکھ لینے کے بعد ہر شخص یہ کہنے کے لئے مجبور ہے کہ لنگوئی اور بیٹھوی سہارنپوری صاحب نے علماء حرمین کو قاضی گنہگار خلاف شہداء فاجر تہادک امر بالمعروف و نہی عنکرہ غلط فتوے نہیں - طاع - اہل بدعت - مخالفت احادیث - کافر کومومن کہنے والا لکھا تو یہی مصنف کے نزدیک ان کا حال نہ ہے۔

مصنف کا گیارہواں کذب و فریب

اب مصنف کا علماء حرمین کو عقائد و فہرہ میں اہلسنت و جماعت اور اکابر اسلام کا متبع کہنا کیا اپنے اکابر کے مذہب کے خلاف نہیں ہے اور مصنف کا بھی یہی مذہب ہے جو اس کے اکابر کا ہے۔ لہذا اس مصنف کا اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے خلاف یہاں لکھ دینا دلیل و فریب نہیں قرار کیا ہے اور اس بارے میں مصنف سچا ہے یا اس کے اکابر سچے ہیں تو دوسرے تو پتے پتے جو نہیں سکے لہذا ان میں کا ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے۔

مصنف کا بارہواں کذب و فریب

اسی طرح مصنف کی دوسری بات کہ علماء حرمین علماء دیوبند و سہارنپور کے خلاف عقائد میں موافق ہیں مگر عقائد نہیں تو مصنف کی یہ بات تو واقع اور اس کے عقائد کے باطل خلاف ہے مصنف اس میں سرسبز کذب اور ہڈیاں تہ کیہ و فریب سے کام لے رہا ہے اسی پر ایمان قاطعہ میں ہے۔

علماء دیوبند کا حال کچھ یہ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہیں کہ ظاہر ہاں وہ بہت موافق شرع کے رکھتے ہیں اور تقاضا کو بخوبی ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف میں بشرط قدرت کوتاہی نہیں کرتے اور تحریر فتوے میں رعایت غنی فقیہ کی نہیں جتنی جواب دیتے ہیں اور جو ان کو کوئی شبہ کسی خطا پر بروئے تو بشرط محنت کے قبول سے دیر لے نہیں

بسر حتم معترف ہوتے ہیں۔ یہ سب اوصاف دافع ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لے۔
اسی میں ہے پس اگر کسی نے ایسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح فقہر اعتماد کے دے دی تو کون سا غضب کیا اہل فہم انصاف کریں کہ ایسی حالت میں علماء دیوبند کا فتویٰ قابل اعتماد ہو گیا علماء حرمین کا۔

اور مصنف کے دادا پیر موی رشید احمد لنگوئی کے ایک جواب خط میں یہ فتاویٰ رشید یہ پر مطبوع ہے۔

بندہ آپ کے واسطے دعا کرتا ہے آپ کے سفر حج کی خبر سے مسرور ہوا۔ حضرت زین العابدی علیہ السلام صاحب کی خدمت میں نیاز مذراہ حاضر ہوا اور اگر کوئی امر خلاف طہریت و کبیرہ تو سکوت اختیار کرنا اور میں بحیرت ہوں آنکھوں کا حال بدستور ہے فقط والسلام اور وہاں چند آدمی بدو متبع جمع ہیں ان سے مت اجنبنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکنا اور حافظ احمد حسین صاحب سے یہ اسلام کہنا اور ان سے طاع فقط والسلام۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ علماء دیوبند کا علی حال علماء حرمین کے باطل خلاف ہے۔ علماء حرمین میں جو جو بدعتی علی اس کے مخالف علماء دیوبند میں جو جو بدعتی علماء دیوبند کا علماء حرمین پر ترجیح حاصل ہے علماء دیوبند کے فتوے پر اعتماد ہے اور علماء حرمین کا فتویٰ غیر معتبر ہے۔ علماء دیوبند کے عقائد و اعمال اور ہیں

اور علماء حرمین کے عقائد و اعمال اور ہو گئے ہی ہے معلوم اس خط کے ان الفاظ (وہاں چند آدمی بدو متبع جمع ہیں ان سے مت اجنبنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں) لے کر ایمان قاطعہ

لے کر ایمان قاطعہ

فتاویٰ رشید یہ جلد اول ۱۸

وہی رہی رکنا، کا کہ وہاں یعنی عربین کے علماء اگر علماء دین ہند کے ہم عقیدہ وہم عمل ہوتے تو انہیں ملگو ہی صاحب بدو مت کیوں کہتے اور ان سے اچھے کا کیوں ذکر کرتے۔ بلکہ ان سے اچھے کا خیال ہی کیوں پیدا ہوتا اور پھر اس جگہ اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ہیں وہی رہی رکنا، کی ضرورت ہی کیوں ہوتی۔ لہذا اصناف ظاہر ہو گیا کہ یہاں علماء دلو ہند کے جیسے عقائد و اعمال ہیں وہی علماء عربین شریفین کے عقائد و اعمال ملگو ہی صاحب کے نزدیک نہیں ہیں۔

مصنف نے یہاں اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف علماء دلو ہند و سہارنپور کے ملگو عقائد و علماء عربین کے عقائد کے موافق بتا کر نہایت سچ بولا اور مسلمانوں کو بہت بڑا فربہ دیا۔ ورنہ مصنف خود ہی بتا کہ اس کا یہ کلام سچا ہے یا اس کے اکابر کے وہ کلام۔

مصنف کا تیسواں کتبہ فریب

پھر مصنف نے اسی شہاب ثاقب میں اپنے زبردست فریب کی ابتدا ان الفاظ سے شروع کی۔

جو کوک نہاد سلف میں اکابر و اہل حق کی تشیل و تفسیر میں گوشش
و سخی بیغ کی کرتے تھے ان کی عزت و اکبر کے خواہاں اور ان کی بدلائ
تکفیر میں عمر عزیز کو صرف کرنا باعث نجات و علو رتبہ سمجھتے تھے۔
ان کا کچھ غرض سے زبرد نہایت کم ہو گیا تھا۔ ان کی خوشیں قریب الاندک
ہو چکی تھیں۔

جو اب مصنف کی اتنی بات تو بالکل صحیح ہے کہ اکابر و اہل حق کی تشیل و تفسیر میں
میں سخی کرنے والے ان کی عزت و اکبر کو نہ چاہنے والے اور بانی و حقائق علماء کی بدلائ
تکفیر میں عمر صرف کرنے والے اور اس کو باعث نجات سمجھنے والے زمانہ سلف میں

ہیشہ سے اہل باطل ہی ہیں لیکن یہ بات غلط ہے کہ ان اہل باطل کا کچھ عرصہ سے ندر کم
ہو گیا تھا اور ان کی خوشیں قریب الاندک ہو چکی تھیں۔

اصل حقیقت تو یہ ہے کہ نہ سلف کے بعد جس قدر فتنے اور فساد روز بروز بڑھتے
ہے اتنی ہی اہل باطل کی بھی بے لوار زیادہ ہوتی رہی یہاں تک کہ مصنف کے زمانہ
میں پھر پھر نیاں تیار ہونے لگیں۔ یہ فتنہ خوں چکڑا دیوں وغیرہم باطل قوتوں کا کس قدر
نور ہو گیا۔ مگر مصنف کا انکار اکابر باطل حق کی تشیل و تفسیر میں سخی کرنا ان کی عزت
اکبر کے خواہاں ہونا اور ان کی بدلائ و تکفیر میں عمر صرف کرنے کو باعث نجات سمجھنا نظر
ہی نہ کیا۔ انہیں نہیں نظر آتا یا لیکن مصنف کے نزدیک پھر پھر ان کا اکابر باطل حق کی بدلائ
کرنا غیر متائدہ و کاذب نہ کہ ان کی تفسیر کرنا۔ رافضیوں کا کام یہاں کی تشیل کرنا تھا یا انہیں
چکڑا دیوں کا انکار یا کرام کی شانوں میں گستاخان کرنا۔ ہم یہی کہتے ہیں اور ان کے بطلان کی
بدلائ ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ مصنف کے اکابر و پیشوا تو ان سے بہت بڑے و چڑھے کراس کام کو
انجام دے چکے ہیں۔ اس کا تفصیلی بیان تو ہمارے اس رسالے میں آئے گا۔ یہاں بطور
اجمال صرف دو نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ تمام امت کا اتفاق اجتماعی و مقاصد ہی مسئلہ ہے کہ حضرات دنیا کا کرام گنہگاروں
کی شفاعت اور سفارش فرمائیں گے۔

مصنف کے نزدیک شارح عقائد اہل کے برابر مشرک

شرح عقائد میں ہے۔

الشفاعة تاجة للرسول و اغیار و اولیاء کی شفاعت اہل
الاحیاء فی حق اہل الکبرائر کہ ان کے حق میں ثابت ہے یہ

مصنف کے نزدیک علی قاری اہل کے برابر مشرک

علی قاری شرح شفاعت میں فرماتے ہیں۔

اشاعة ثابتة على ما اجمع عليه اهل السنة
السنن کا اس بات پر اجماع ہے
کہ شفاعت ثابت ہے۔

مصنف کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ ابو جہل کے برابر مشرک
حضرت امام ابو اسحاق اللہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
شفاعة نبی علیہ الصلوۃ
والسلام للمؤمنین المذنبین
ولا ھل الکبار ثم بعد السجود
العقاب حق ثابت
بہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت کبھی گناہگاروں اور ان
کے بڑے گناہگاروں کے لئے جو
عذاب کے مستوجب تھے حق اور ثابت ہے۔

مصنف کے نزدیک مفسر امام بغوی ابو جہل کے برابر مشرک
امام جہل حضرت محمد بن مسعود بغوی تفسیر عالم التذیل میں تحت آیت فرماتے ہیں۔
وہو سوف یعطیک رب تک فترضی
قال عطاء عن ابن عباس ہو
الشفاعة فی امته حتی یرضی و
هو قول علی والحسن۔
آپ کو سوف یعطیک رب تک ہے۔
مترقب تھو اور اب نہیں اتنا دیکھا
میں راضی ہو جاؤ گے کہ یہ حق حضرت
عطاء نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس سے
مردی ہے کہ وہ امت کے حق میں
شفاعت ہے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں گے اور یہی حضرت مولانا علی اور حضرت
حسن بصری کا قول ہے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابن کرام۔ علامہ داؤد اور علامہ کا تحقیق
عذاب و اہل کبار کی شفاعت و مفادش کرنا اجماع السنن کا ثابت ہے اور حق ہے

۱۵۴۲ شمسوی سنہ ۱۲۴۲
کہ فقہ اکبر ص ۱۲

۱۵۴۲ (۱۵۴۲ء)

یہ عقیدہ بالاتفاق تمام امت کا ہے تمام علماء دین و ائمہ مجتہدین ملکہ صحابہ و تابعین
کا اس پر اجماع ہے۔ یہاں تک کہ خود عمران بن الدین صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی
ثابت ہے۔

مصنف کے نزدیک حضور نبی کریم علیہ السلام بھی ابو جہل کے برابر مشرک
بخاری و مسلم شریف میں ایک طویل حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
واعطیت الشفاعۃ للحدیث
ترمذی شریف و ابوداؤد شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
شفاعتی لا ھل الکبار
من امتی
ان ماجہ شریف میں امر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
یشفع لیوم الفیضۃ ثلثۃ
الا ینبذ ثم العلماء ثم الشہداء
ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت
عطا فرمادی گئی اور امت کے اہل کبار کے لئے وہ شفاعت ہوگی اور قیامت کے
روز صرف سیدہ انبیاء بلکہ اور انبیاء علماء شہداء بھی شفاعت کریں گے۔

مصنف کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی ابو جہل کے برابر مشرک ہے
بکہ قرآن کریم سے یہی ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۵۴۲ شمسوی سنہ ۱۲۴۲
۱۵۴۲ (۱۵۴۲ء)

۱۵۴۲ شمسوی سنہ ۱۲۴۲

استغفرلہ ذلک یلموہین
مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی
واللمومات

اس آیت اور آیہ وسوت لیلطیک ربک فرشتوں سے نہایت روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن دے دیا اور حضور شفاعت یہاں تک کریں گے کہ جو خوش ہو جائیں گے اور حضور کے خوش ہونے کی یہ حد ہے جو حضور نے خود بھی ظاہر فرمادی جس کو عمار بنی اسلمہ نسفی نے تفسیر مالک الترمذی میں نقل فرمایا۔

وَلَنَسُوءُ فَعَلَيْكَ رَبَّكَ تَكَرُّمًا
فِي الْآخِرَةِ مِنَ النَّوَائِبِ وَ
مَقَامِ الشَّعَاعَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ
وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارَضٰى قَطُّوْ
وَلَحْدَمِنْ اَمْتِي فِي النَّارِ

اگر جب میرے ایک اہل گھر بھی روزِ حق میں رہے۔
بالخصوص انبیاء کرام کا لنگھنا گلوں کی شفاعت و سفارش فرمانا ایسا اعتقاد
اجماعی ہے جو نہ صرف علماء دین اور فقہاء و مجتہدین اور صحابہ و تابعین کی تصریح
سے بلکہ احادیث شریفہ و مسلمات اللہ علیہ وسلم اجماعین سے بلکہ قرآنی حکم
رب العالمین سے ثابت ہے اب دیکھو امام ابو یوسف رحمہ اللہ جو توفیق الایمان
میں اس اعتقادی اتفاق مسئلہ کے مقابل میں نکلتا ہے۔

لہ سورہ محمد ۲۶ ج

لہ (ہمارے مری ص ۲۷۰ ج ۴)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاتقہ اسلام کے

اللہ تعالیٰ تک سب کو ابو جہل کہنا

ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا جو کوئی
کسی سے یہ معاملہ کرے گا اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی کہے
ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ لہ

مسلمانو! دیکھو اس امام ابو یوسف نے تمام امت کے ہمارے علماء دین اور علماء
صالحین - ائمہ و مجتہدین - صحابہ و تابعین کو بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ
خود رب العالمین حزا سر تک کو کیا ابو جہل کہے برابر شرک نہیں کہا چکنا اور مشرک
کہا اب مصنف سے دریافت کرو کہ نہ فقط اکابر اہل حق کی فضیلت و تکریم بلکہ
اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم تک کو ابو جہل کہے برابر شرک و کفر نہ کرنے
کے فتوے کیا سمجھو اس سے نہ اندازہ کار ہیں تو مصنف اپنے اکابر کی ایسی
تذلیل و تحقیر کی پیش مثال کے موجود ہے کہ جو نہ نبیوں و افاضیوں،
قادیانیوں، کچھڑا لوہوں، غیر متقدموں کی تذلیل و تحقیر و فضیلت و تکریم کو کس نظر میں
لاتا اور اپنے اکابر کی بات دیکھتے ہوئے ان کی کس منہ سے شکایت کر لیا ہے جسے ثابت
کی بہرہ تصویر۔

(۳) اسی طرح تمام امت کا اجماعی اعتقاد یہ مسئلہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم
السلام میں اللہ تعالیٰ نے انہیں منیبات کا علم عطا فرمایا ہے۔

مصنف کے نزدیک علامہ تفتازانی کا کفر و مشرک

شرح عقائد میں ہے۔

لہ (توفیق الایمان ص ۸)

بالجملة العلم لغيب امر مقصوبه
الله تعالى لا يسئل اليه للعباد
الا باعلام منه او الهمام
بطريق المعجزة او الكرامة

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب الہام
ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مقفد
ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں
مگر اسی کے علم دینے یا الہام کرنے سے
بطریق معجزہ یا کرامت کے۔ لہ

مصنف کے نزدیک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فتروہ
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مارج النبوت میں فرماتے ہیں۔

ہرچہ در دنیا سے از زمان آدم تا
آوان لغز او سے ہرے وصلی الشیخ
و علم و کشف ساختہ نہ تا بہ
احوال را از اول تا آخر معلوم کردو
یا از خود یا از بعضی از اہل احوال
خبر داو۔

یعنی آدم علیہ السلام کے زمانے سے پہلے
صور تک جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا۔
یہاں تک کہ تمام احوال اہل اول سے آخر تک
حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب
کو ان میں سے بعض کی خبر دی۔ لہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کے جاننے
والے اور شیونات ذات الہی اور
احکام و صفات حق اور اسماء افعال
آثار اور تمام علوم ظاہر و باطن اول سے
آخر تک ان کے احاطہ علمی میں داخل
ہے اور ان پر فوق کل ذی علم علم صادق
آگیا۔ یعنی وہ ہر علم والے سے اوپر جانتے
والے ہیں۔ ۳۵

وہو بکل شیء علیم
و سے اللہ علیہ وسلم ذات نامست
ہر چیز از شیونات ذات الہی و
احکام و صفات حق و اسماء افعال
آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر
احاطہ نمودہ و مصدوق و فوق کل ذی
علم علیم شدہ

لہ شرح صفحہ ۲۳
۳۵ داز فہم مارج النبوت ص ۱۹۵

۳۵ دارج النبوت لہم مارج ص ۱۹۵

مصنف کے نزدیک علامہ احمد صاوی کا فتروہ
عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

والذی یجب الاعیان بہ ان
رسول اللہ لم یستقل من
الدنیا حۃ اعلمہ اللہ جمیع
الغیبات اللتی یحصل فی الدنیا
والاخرة
اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے
کہ اللہ کے رسول دنیائے تشریف نہیں
لے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں تمام غیبات
جو دنیا و آخرت میں حاصل ہوں گے ان کا
لے لیم فرمادیتے۔ لہ

مصنف کے نزدیک علامہ قسطلانی اور علامہ قزاقی کا فتروہ
علامہ قسطلانی کتاب التذکرۃ میں اور علامہ قزاقی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

فکل ما ورد عنہ علیہ الصلوۃ
و السلام من الانباء المنبئۃ
عن الغیوب لیس هو الا من
اعلام اللہ لہ بہ المستوثق
الغیوب را علما ماعلی ثبوت
نبوتہ و دلایل ای علامہ
صلی صدق رسالتہ و وقد
تواترت الاخبار و التثبت
معانیہا علی اطلاعہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی الغیب
پس تا کہ باتیں جو غیب کی خبروں پر حق
ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہوئیں تو وہ انہیں اللہ ہی کے علم سے
سے ہیں مگر یہ غیب حضور کے نبوت
ثبوت اور صدق رسالت پر نشانیاں
اور علامتیں ہو جائیں اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے غیب پر قطع ہونے پر علامت
تواتر امدان کے معانی تحقیق ہو چکے
ہیں۔ ۳۶

۳۶ تذکرہ ص ۱۹۶

لہ تفسیر صاوی ص ۱۹۵

علامہ قطلان متاخر میں فرماتے ہیں۔

وقد اشتهر وانتشر امره اوصحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ
عليه الصلوٰۃ والسلام بین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیوں کا علم ہے
اصحابہ بالاطلاع علی الغیب (یعنی وہ غیب پر مطلع ہیں)

فاما اصحابہ المؤمنون فانهم صوابہ کرام یقین کے ساتھ حکم کرتے تھے
جانہون باطلہ علی الغیب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ غیب انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی عطا
سے بطریق معجزہ اولیاء کرام الہام سے بطریق کرامت حاصل ہوتا ہے اور ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ دینا میں شہدنا آؤم علیہ السلام کے وقت سے پہلے
موجود ہوگا ان ازل تا آخر تمام حالات روشن ہو گئے اور ہر شے کے جاننے والے

ہیں اور تمام اول و آخر ظاہر و باطن کے علوم ان کے احاطہ علی ہیں اور اس
بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دنیا سے منتقل ہونے

سے قبل ہی وہ تمام غیب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونے والے تھے تعلیم
فرما دیئے تھے تو جن غیوں کی خبریں آپ سے نارد ہیں وہ اللہ ہی کی تعلیم سے
ہیں تاکہ یہ غیب حضور کے نبوت، نبوت اور صدق رسالت پر نشانیاں اور دلائل
ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر احادیث متواتر ہیں
اور ان کے معانی متفق ہیں یہی عقیدہ علامہ دین اور اکرم مجتہدین کا ہے اور صحابہ
کرام بھی اسی عقیدہ پر جرم کرتے تھے کہ اور ان میں بھی بات مشہور تھی کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں تو یہ عقیدہ ساری امت کا قرار پایا اب باقی ہے
خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے بھی اس کا اقرار ان الفاظ میں فرمایا۔

(حدیث) فعلمت ما فی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں
السموات والارض اور زمین میں ہے

لے مشکوٰۃ ص ۶۹

لے مشکوٰۃ ص ۶۹

فقبل لی کل شیء فعرفت مجھے ہر چیز روشن ہو گئی تو میں نے پہچان لیا۔

حدیث فعلمت علم الاطین مجھے اولین و آخرین کا علم دیا۔
والاخرین (وفی روایۃ)

فعلمت ماکان وما سیکون میں نے ماکان و ما یكون کو جان لیا۔
دجو ہوا اور جو ہوا ہے اور جو ہونے
والا سب کو جان لیا۔

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیں
نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا اور کچھ میرے رشتہ رکشن ہو گئی اور
مجھے اولین و آخرین کا علم کما دیا گیا اور میں نے جان لیا جو ہوا اور جو رہا ہے
اور جو ہونے والا ہے تو معلوم کا غیب پر مطلع ہونا ان احادیث سے بصراحت
ثابت ہو گیا۔ اب دیکھئے ان کا اعطاف مانے والا رب العالمین ہی فرماتا ہے۔

وما هو علی الغیب یغنیبن اور یہ ہی غیب کے بتانے میں کفیل
نہیں ہے

مصنف کے نزدیک علامہ بغوی و علامہ خازن کا فرمودہ شرک

امام حنفی السنۃ علامہ بغوی لینی تفسیر معالم القبول میں اس آیت کے کبر کے تحت
فرماتے ہیں۔

بقول انہ یا تہ علم الغیب اللہ فرماتا ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خلا یجزل بہ عذکم غیب کا علم ہے وہ تمہیں بتانے میں غفل
ہل یعلمکم و یخبرکم نہیں فرماتے کہ تم کو بھی اس کا علم دیتے
ہے و لا یکتہم۔

اور میں السنۃ علامہ ابن تفسیر معالم القبول میں اور علامہ خازن تفسیر لباب التاویل

لے مشکوٰۃ ص ۶۹

لے مشکوٰۃ ص ۶۹

لے مشکوٰۃ ص ۶۹

لے مشکوٰۃ ص ۶۹

میں آیا نہ کرے علیحدہ ایک مکان کے تحت میں فرماتے ہیں۔

امام بالانسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انہیں مساکین و مساکین کا بیان
بیان مساکین و مساکین لانا تعلیم کیا اسی لئے تو وہ اولین و آخرین اور
کان یسین عن الاولین روز قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔ لے
والآخرین وعن الاولین۔

ان آیات اور ان کی تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
مساکین و مساکین پر مطلع فرمایا اسی لئے تو وہ اولین و آخرین اور روز قیامت
کامیاب کرے ہیں اور وہ ہم پر عمل نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیں بھی سکھاتے اور فرماتے
ہیں اور اس کو چھپاتے ہیں۔

بالجملہ انبیاء اور حضور سید الانبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کی تعلیم و عطا
میں غیب پر مطلع ہونا ایسا اعتقادی مسئلہ ہے جو نہ صرف علماء دین بلکہ صحابہ و تابعین کی
تفسیرات سے بلکہ صریح قرآن و حدیث سے ثابت ہے اب دیکھو امام ابوالبابہ رحمہ اللہ
دہلوی اس اعتقادی مسئلہ کے ہاتھ پاؤں کھتا ہے۔

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کبھی خبر نہ

کسی انبیاء و انبیاء امام یا پیغمبروں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ
وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی
ہرگز نہ رکھے تھا

پھر خواہ لوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے نہ خواہ اللہ کے دینے
سے عرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے
مجدد مذہب و انبیاء و انبیاء شیعہ احمد گنگوہی صاف طور پر کہتے ہیں۔

لے فقیر خاؤن مصری ص ۷ ج ۷ لے فقیر الامان ص ۶۹

۷۷ فقیر الامان ص ۳ لے فقیر الامان ص ۷۸

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے لے
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم غیب ہونے کا مستند ہے۔ سادات
حنفیہ کے نزدیک علم شرک و کفر ہے لے
انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہوتے

مسلم نو دیکھو! اس امام ابوالبابہ اور مجدد فرقہ دہلوی نے علماء دین
صحابہ و تابعین کو بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود رب العالمین
جل جلالہ کو بھی کیا کافر و مشرک نہیں کہا۔ کہا اور ضرور کہا۔ اب مصنف سے پوچھو کہ
ذات خدا کا برابر اہل حق کی تعظیم و تکریم کی بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم
بلکہ و شرک و کفر کرنے کے فتوے کیا جھے اس سے اور زائد چاہئیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب مصنف کے اکابر تمام اہل سنت کے علماء اور اکابر اہل
حق کی تعظیم و تکریم میں اس قدر طبع کو شمش کو پھینکے اور انہیں کافر و مشرک
جانتے ہیں اپنی عمر صرف کر چکے اور انہیں اکرام و سید الانبیاء علیہم السلام و سادات
کی جناب میں بلکہ خود رب العالمین جل جلالہ کی شان میں ایسے کشتا خوارانہ افکار اُٹھانے
کر چکے تو مصنف کو کچھ بولیں۔ رائیضوں۔ قدامتوں۔ بچوں اور یوں غیر مقدسوں کی اکابر
اہل حق کی تعظیم و تکریم کرنا کس طرح باغی اور وہ ان کے کفری و شرکی فتوؤں کو کتب
نظم میں لانا کراہی تعظیم و تکریم تو اس کے نزدیک کوئی جرم ہے۔ نہ تقدیر شکایت
بات ہے بلکہ تو اس کا مذہب و عقیدہ ہے اب مصنف کے نزدیک جرم اور عظیم
شکایت تو وہ لوگ ہیں جو اس کے اکابر کے لئے شرعی احکام بیان کریں۔ چنانچہ
وہ اس کے بعد کہتا ہے۔

ان اعلمت ربی نے ان کی بوسیدہ پائیوں کو زندہ کیا ان کے
اصناف کو قوت سے بدلا۔ ابلسنت پر وہ انوار و احسام

لے فقیر رشیدیہ ص ۱ ج ۲ لے فقیر رشیدیہ ص ۳ ج ۳

لے مستطعم غیب ص ۷

انظم و جماعت کے ایک یاد گار کہ اپنے اسلاف اہل دلیل و جود کی حمد
یا دغا راہ و مجدد بلکہ مجددین سابقین کے مایہ افتخار بنے کوئی ہی
عالم باطل و محقق متقی علماء ہند کا ایسا بے نصیب ہو گا جو ان اخص
کے دست و پائی سے شہید نہ ہوا ہو بلکہ کوئی طائفہ فرقہ ناجیہ ان
دیار میں نہ ہو گا جس کو ان بریلوی مجدد اور ان کے اتباع کے علاوہ
والتہ نے ذبح نہ کیا ہو۔

جواب :- اہلسنت و جماعت کے فاضل کامل عالم عامل حامی
سنت و ملت مائی کفر و منالالت۔ مجدد مائے مامورہ یوہی قلیٹ طاہرہ علیہ
عظیم البرکت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی قدس
سرتہ جنہوں نے عمر بھر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست حمایت
کی اور اہلسنت و مذہب سے بغضت کی بہت بڑی خدمت کی۔ خدا برائے
و ہزار بافتائے تحریر فرمائے۔ تمام اہل باطل اور گمراہ فرقوں کے زور و کار
کی حقیقت و بد مذہبیت کو آشکارا فرمایا۔ حق کا استحقاق باطل کا ابطال فرما
کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ کر دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا
اسلام ہند۔ سندھ مصر و شام۔ عرب و عجم ان کی حمایت دین و ملی کالائت
کے معترف ہیں۔ علماء اہلسنت نے ان کے رویہ و اپنے سرشار رحم کر دینے
اور ان سے سب سے حاصل کیں ان سے جیتیں کیں اور ان کی طرف سائل
مشکل میں رجوع کیا۔ جیسے اہلسنت نے ان کی ذات کو ابر و رحمت سمجھا۔

اہل مخالفین اسلام باطل فرقوں کے گمراہ جاعقل کی گرم بازاری ان کے سامنے
سر ہو گئی ان کی فزیب کاریاں ان کے زمانہ میں بے حجاب ہو گئیں اور
گمراہی و بیہوشی کا سیلاب بند ہو گیا اسی بنا پر تمام فرقہ باطلہ کو ان کی
ذات سے انتہائی عداوت و دشمنی تھی۔ راشنی۔ قادیانی۔ پیکڑا لوی۔

نہ قہار باقیہ مسد

و اہل غیر مقلدین وغیرہ گمراہ فرقے ان کے رویہ و مذہب کے ہر ایک کا ایسا
مرد بینہ کر دیا کہ پھر اس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے مجاہدین
فرماتے ہیں۔

وہ رما کے نیزے کی مار ہے کہ عد کے سینے میں غار ہے

کے چارہ چوٹی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے بار ہے

اعلیٰ حضرت قلیہ نے قادیانی۔ پیکڑا لوی۔ راشنی۔ پیچیری غیر مقلدین کے
رو میں مستقل رسالے تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے عقائد باطلہ اور سائل
فاسدہ برقرآن و حدیث و تصریحات سلف و خلف کو نقل فرما کر احقاق حق
و ابطال باطل فرمایا اور ان کے اقوال کفر و منالالت کی بنا پر ان کی عقل و
تفکر کی اور اس طرح اہل کفر و منالالت کی عقلیت و تفکر کو ناسبت انبیاء کر
ہے بلکہ خلق الہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی مشرک و کافر کی حضرات
انبیاء کریم نے عقلیت و تفکر نہیں کی۔ کتنی آیات و احادیث میں اہل کفر
منالالت کی عقلیت و تفکر فرمائی تھی۔ یہ حضرات انبیاء کریم کے سچے متبعین
نے جیسے اہل باطل کی عقلیت و تفکر کی۔ اعلیٰ حضرت قلیہ بھی انہیں میں سے
ہیں۔ لہذا انہوں نے بھی اہل منالالت و کفر کی عقلیت و تفکر کی اور غارت خانہ
کو ان کے فتنے اور شر سے محفوظ کیا۔ فرقہ واریہ کے کفر و منالالت اور غلط سائل
کی طرف خاص طور پر اس وجہ سے توجہ کی کہ وہ فرقہ باطلہ کو عام بھی
پہچان لیا کرتے ہیں کہ پیچیری انکار اسلام کا محض اپنی ناقص عقل سے انکار
کر دیا کرتے ہیں۔ وادھان انبیاء رحمتی علیہ السلام کی وہ تو بہن کیا کرتے ہیں تو
عوام کے لئے ان کی اتنی ہی بات کافی ہے اسی طرح غیر مقلدین کا
تقدیر امام سے انکار کرنا۔ قرآن و حدیث کے سوا تمام شیعہ مذہب کو ناسنا ہی
ان کی معرفت کے لئے کافی ہو جاتا ہے راشنی کا صحابہ کی شان میں گستاخانہ
کرنا اور اپنی مخصوص غارت و افعال کرنا ہی ان کو پہچاننے کے لئے کافی ہے قادیانی
کا غلام احمد کو بھی ماننا اور اپنے خاص افعال کرنا ہی انہیں جاننے کے لئے کافی ہے پیکڑا لوی

کا حدیث سے انکار کرنا نبی کو صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منکر ہونا اور صرف قرآن کا ماننا ہی ان کی زبردست معرفت ہے۔

لیکن فرق دیوبندیہ و بابیہ کا اہلسنت میں ایسا خلط ہے کہ یہ انصاف کو اہلسنت کہلاتے ہیں جسے پہنچے ہوئے کا دم بھرتے ہیں۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عقائد و فرائض کی باتوں کو ماننے کا اظہار کرتے ہیں۔ عمل سلف و خلف کی تصنیفات کے قبول کرنے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہندوئی سنی نماز و روضہ حج ادا کرتے ہیں۔ قادری و چشتی نقشبندی و سہروردی جتنے ہیں۔ تعلیم قرآن و حدیث اور دینی کتابوں کے درس کا شغل رکھتے ہیں۔

لہذا ان کی معرفت عوام کے لئے نہایت مشکل تھی۔ ان کا اہلسنت و عہد سے امتیاز کرنا۔ ان کے اقوال و کلام و مسائل کا سمجھنا۔ ان کے عقائد و باطل کا جاننا۔ ان کے غلط مسائل سے واقف ہونا عام المسلمین کے لئے سخت دشوار تھا۔

اعلیٰ حضرت قدس شرف نے ان سے فروعی اختلاف مبرا اور شریعت قائم رکھنے کی ہرگز شریعت میں نہ تھی۔ دسوال۔ چالیسواں باب رسول اللہ کا مبرا اور شریعت پر ردی کرنا۔ چارویں ڈالنا اولیاء سے امتحان کرنا۔ توسل کرنا۔ عیدین کے روز معافہ کرنا وغیرہ ہر ہر مسئلہ پر رسالے تحریر فرما کر اور ان میں قرآن و حدیث اور

تفسیر حکمت و حلف سے ان کے حجاز کے کافی ثبوت دے کر ان کے غلط استدلالوں کا بوطیع فرمایا اور اسوئی اختلاف اللہ و رسول جلال اللہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالوں میں گستاخیاں کرنے، بکیر آیات و احادیث کے انکار کرنے، تصریحات کتب اسلام کے ممانعت کے دوسو تیس اقوال کفر و ضلال کا اظہار فرمایا اور اس

کو ایک سالہ الاستعمدا جعلی اجیالہ الاولیاء میں جمع فرمایا اور ان کے صرف اہام و اویاہ اسماعیلیہ و بلوی کے ستر (۷۰) اقوال کے لئے ایک رسالہ لکھا

الشبہات فی تفریقات ابی الوبابہ تحریر کیا اور ایک رسالہ المعتمد المستند لکھا جس میں غلام احمد نادانی، رشید احمد گنگوہی، غنیل احمد مدنی، اشرف علی تھانوی کے اقوال کفر و ضلال کی کفری اور اسی پر علماء حرمین شریفین سے تصدیقیں حاصل

ہیں جس مجموعہ کا نام مہتمم پھر میں علی مخر الکفر والین ہے مصنف کو اعطرت ملے اسی بناء پر عداوت و دشمنی ہے اور وہ یہ سب کچھ اسی عداوت کے

بطن میں کھد رہا ہے اور دل کھول کر افسر کر رہا ہے۔ مصنف کا یہ صریح افسر ہے کہ اعطرت نے اے اکابر علماء و اہل حق کی تفصیل و تفسیر اور دلیل و تفسیق کی جتنی ہے اس کی کوئی تفسیر قائم نہیں دیکھا اسکا مصنف کا اعطرت پر یہ بھی صریح

افسر ہے کہ انہوں نے اہلسنت پر انواع و اقسام کے نظام و جھٹکے مصنف اس کی بھی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا مصنف کا اعطرت پر یہ بھی صریح افسر ہے کہ انہوں نے کسی سنی عالم یا علما و محقق سنی علماء پر جملہ تحقیر و تفسیل کی ہو مصنف اس کے ثبوت دینے سے بھی ہمت عاجز رہے گا مصنف کا اعطرت

پر یہ بھی صریح افسر ہے کہ انہوں نے فرقہ ناجیہ کے کسی فرد پر فتویٰ لکھ دیا ہو۔ مصنف اس کے ثابت کرنے سے بھی تاقیامت قاصر رہے گا مصنف کو ایسے صریح افسر کرتے ہوئے شرم نہیں آتی خود تو بقیۃ العریضین و خاتم النبیین ہے اور اس کی نسبت اعطرت کی حاجات کے لئے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مصنف نے شباب ثاقب کے صفحہ ۲۱ میں جی ممبر کر بیٹھ بولا اور دل بھر کر اعطرت قہقہہ لگایاں دے کر جو افسر اس کے ان کو نقل کیا جاتا ہے۔

میرا کوئی شہادہ نہیں ہے۔ تحریف معانی قرآن و حدیث اور تخلیق میرے الفاظ علم پر مستند کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرات علماء دیوبند اور ان کے اکابر پر سخت سخت افسر و دانیوں کی تھیں۔ لے

مصنف خود امام المفسرین ہے

جواب۔ مصنف کا اعطرت پر یہ صریح افسر ہے کہ انہوں نے راجا کوٹھیار اور سمجھا۔ اے مصنف کے اس دعوت میں ذمہ بھریاقت لے۔ شباب ثاقب صفحہ ۲۳

ہے تو اس کو ثابت کرے اسی طرح مصنف کا یہ بھی بہتان عظیم ہے کہ علحضرت نے معانی قرآن وحدیث میں تحریف کی اگر مصنف کی اس بات میں پچائی کا شائبہ بھی ہو تو اس کی کوئی مثال پیش کرے اسی طرح مصنف کا یہ بھی بہت بڑا افترا ہے کہ علحضرت نے علماء مستند کے الفاظ میں کہیں قطع برید کی ہو۔ اگر مصنف کے اس قول میں راست بازی کی ہو بھی ہو تو اس کی ایک نظر تو لائے اسی طرح مصنف کا یہ زبردست بہتان ہے کہ علحضرت نے علماء دیوبند پر افترا برداری کی۔

مسلمانو! افترا پر دازی تو جب ہوئی کہ علحضرت قبل ان علماء دیوبند کی عبارتیں خود اپنی طرف سے بنا لیتے یا ان عبارتوں میں ایک لفظ بلکہ ایک حرف کا بھی انحراف دیتے اور جب وہ عبارتیں بلفظ آج بھی ان علماء دیوبند کی تصنیفات میں موجود ہیں اور خود ان عبارت کے لفظ لفظ کے درست و صحیح ہونے کا وہ اعتراف کرتے ہیں تو پھر اس کو کوئی شریف طبیعت انسان تو افترا پر دازی کہہ نہیں سکتا لیکن مصنف نے یہ مانع نہیں کیا یا نہیں ہے کہ وہ ایسی عبارتوں کو تو افترا پر دازی کہتا ہے جو انہوں میں بلفظ موجود ہیں جن میں ایک لفظ ایک حرف کا تغیر ہوا ہو۔ جن کا نہ صرف ان کے مصنفین بلکہ ساری قوم اعتراف کرتی ہو۔ آج بھی جو اسی مصنف ہی کے نام سے وہ کتاب مطبوعہ کتاب خانوں میں بیچی ہو اور جو عبارت ایسی ہوں کہ ایک لفظ تو ایک ایک حرف بھی اس کے مصنف کا نہ ہو عبارت بھی خود سامنے ہو اس کا مصنف بھی مرضی ہو اس کا مطبع بھی گڑھ لیا جائے۔ اس کے صفحہ بھی اپنی طرف سے بنا لئے جائیں تو وہ عبارتیں افترا پر دازی نہ ہو سکیں۔ جیسا کہ اس مصنف ہی نے اسی شہاب ثاقب کے ص ۱۲۱ پر جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی فرماتے ہیں کہ اس کے ایک کتاب خرمیہ اولو لیا گڑھی اور اس کا مطبع کا پتہ دیا اور اس کے صفحہ ۱۵۵ کی ۳ سطر کی عبارت جس اپنی طرف سے بنا ڈالی اور شہاب ثاقب صفحہ ۱۲۲ پر حضرت مولانا رضا علی خان صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب

دین الاسلام کو علی اور اس کا مطبع صبح صادق پتہ پورہ ڈالا اور اس کے صفحہ ۱۰۳ کی ۳ سطر کی عبارت جس اپنی طرف سے تراش لی جس کو ہم پہلے تصدیق میں لے کر چکے ہیں۔

مسلمانو! زرا انصاف سے کہنا کہ افترا پر دازی یہ ہے جو مصنف نے کسی کے کہنے کے عبارت ان کے مصنفین کی نہ ان کا نام صحیح شان کا مطبع پتہ شان کا پتہ کا کہیں دنیا میں وجود ہوا مصنف خود کو نام کا فقرہ لکھیں جسے اور دوسروں کو فقرہ کی ثابت کرنے کی ناکام سعی کرتا ہے۔
پھر یہ مصنف اسی صفحہ کے آخر میں اپنی معرفت کرتا ہے اور علماء دیوبند سے اپنے تعلق کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

اگرچہ جو کہ حضرات اکابر دیوبند و گڑھی کا غرضہ چین اور ان کے بھی واسطہ عافیت کا متنبہ ہے۔ بات اظہار برس ملک ان اکابر کے ہار گاہ کی فکری اور ان کی جوتیوں کے سیاہی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ لے

جواب۔ یہ تو حق ہے کہ مصنف نہایت متعجب و ابی دیوبندی ہے اس کے عقائد و خیالات وہی ہیں جو دیوبندیوں کے عقائد و خیالات ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے کے دوستوں سے احوال فقر و مصالہ علحضرت قبلہ نے استعمال میں جمع فرما دیتے ہیں مگر جس آگاہی عوام کے لئے ان میں سے اٹھا لیس ہی نقص کرتے ہیں۔

نمبر	ذکر و نامہ	اسل عبارت و نامہ	فلا مر و افتادات
۱۔	وہابیہ کے	سوائے کے کمر سے ٹورا	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے کہ جس کا واجب انابت کیا کوئی جاہل بھی نہ کرے

۱۔ شہاب ثاقب ص ۲۵-۲۴
۲۔ رفیع الدین صاحب دکنی پریس دہلی ص ۱۲۱ اور مولانا سید سلیمان دہلوی

شمار	عقائد و دہائیہ	اصل عبارت دہائیہ	خلاصہ مواخذات
۸	دہائیہ کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں	انبیاء امام زادہ پر شریعتی بیشے اللہ کے قرب بندے ہیں سب انسان ہی میں اللہ کے عاجز و بے اختیار ہوتے ہیں اور بے اختیار ہونے میں ہم اور بت الہیہ سب برابر ہیں۔ کہہ	مخدوم فاضل کو بیان نہ کرو صرف ان کی بشریت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔
۹	دہائیہ کے نزدیک انبیاء گرام بے خبر اور نادان ہیں	ان باتوں میں بھی سب جندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں ہیں۔ خبر میں اور نادان کے	اس میں بڑے کہہ کر انبیاء ہر اولے کو بندوں میں بڑے انبیاء ہی ہوتے ہیں تو انبیاء کی علیٰ ضلالت کا انکار کر کے اپنے برابر انہیں بھی نادان کہا اور ان کی ذوقیت کو مٹایا۔
۱۰	دہائیہ کے نزدیک انبیاء گرام کی سروای چودہری اور زمیندار ہیں	جیسا کہ ہم چودہری اور کاؤں کا زمیندار ہوں معقول کہ ہم خبر پرانی کا سردار ہیں۔ کہہ	اس میں انبیاء گرام کی سروای کی قدردانی نہ کیے انہیں چودہری اور زمیندار کے ساتھ وی ورنہ ایسی تشبیہ کسی مخلص سے ممکن نہیں۔

لے تقریر الایمان ص ۶۵
تقریر الایمان ص ۶۵
تقریر الایمان ص ۶۵

شمار	عقائد و دہائیہ	اصل عبارت دہائیہ	خلاصہ مواخذات
۱۱	دہائیہ کے نزدیک انبیاء گرام کی سروای چودہری اور زمیندار ہیں	سب انبیاء راہی اس کے دو برو لکھ ذوق ناپسند بھی کمتر ہیں لے	اس میں انبیاء گرام کے شرف تقریب اور فضائل خاص سب کو مٹا کر انہیں نہ صرف ذوق کی برابر بلکہ ذوق ناپسند بھی کر کے ظہر اپنا یہ کوئی مسلمان تو کہہ نہیں سکتا
۱۲	دہائیہ کے نزدیک انبیاء گرام چارہ بھی زیادہ ہیں	ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے سے بھی زیادہ ذلیل ہے بھی زیادہ ذلیل	اس میں بڑی مخلوق سے مراد انبیاء ہی ہیں کہ مخلوق میں انبیاء سے بڑا اور کم ہے تو انہیں چار سے زیادہ ذلیل کہہ کر ان کی برابر الہی کی وجاہت سے انکار ہے
۱۳	دہائیہ کے نزدیک انبیاء گرام کی سروای چودہری اور زمیندار ہیں	انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سواں کی بڑے بھائی کی کسی تعظیم کی ہے تعلیم ہے۔	اس میں بڑے بزرگ سے مراد انبیاء ہیں تو انبیاء کے تمام فضائل خصوصیات کو بے پشت ڈال کر ان سے برادری اور بھائی بندی کا رشتہ جو ناسکی غلام کا کام نہیں
۱۴	دہائیہ کے نزدیک انبیاء گرام کی سروای چودہری اور زمیندار ہیں	بسیار چیز است کہ لہو ان اور مقبول حق اور قبول شرع عادت عمر و پیشہ سے بڑے کہہ	اس کا ترجمہ ہے بہت چیزیں کہ مقبولوں کا معجزہ حق جانی ہیں ایسی بلقوت و کمال میں ان سے بڑے کہہ جادوگر اور طلسم دے لے سکتے ہیں بلکہ اقویٰ و اعلیٰ اراں امام اس میں معجزہ کو جادو و طلسم کی نہ

لے تقریر الایمان ص ۶۵
تقریر الایمان ص ۶۵
تقریر الایمان ص ۶۵

نمبر شمار	عقائد و باہرے و لہ بندے	اصل عبارات و باہرے	خلاصہ مواخذات
۱۵۔	و باہرے کے نزدیک اعمال میں اشیائے انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔	انبیاء و اہل بیت علیہم السلام سے انگڑتاز ہوتے ہیں تو انکی اعمال کا نام اور اعمال میں انبیاء کو اہل بیت ہی میں ممتاز ہوتے ہیں کی برابری نامیکہ اہل بیت کو انبیاء سے باقی را عمل اس میں برابر اوقات انہا پر اشیائے انبیاء ہو جاتے ہیں بڑھ جاتے ہیں	سبحا و صاحب علم و نور ہر طرفت و کمال میں بڑھ کر رہا اور ہی کو چاہو اگر اور نام و نامہ کی نہ صرف برابر بلکہ قوت و کمال میں بڑھ کر رہا دیا۔ ہر انبیاء کی متقیوں میں شان ہے۔
۱۶۔	و باہرے کے نزدیک اعمال میں اشیائے انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔	انبیاء و اہل بیت علیہم السلام سے انگڑتاز ہوتے ہیں تو انکی اعمال کا نام اور اعمال میں انبیاء کو اہل بیت ہی میں ممتاز ہوتے ہیں کی برابری نامیکہ اہل بیت کو انبیاء سے باقی را عمل اس میں برابر اوقات انہا پر اشیائے انبیاء ہو جاتے ہیں بڑھ جاتے ہیں	اس میں منہیں مانے والے نہ درو تیار کرو یا اسے انبیاء کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھو وائے سب کو اور جہل کی برابری مشترک لہذا اور یہ بھی صحت کر دیا کہ انبیاء کو جو امت کا بندہ اور مخلوق آیت کرے کہ باوجود جہل جو انہیں اپنا وکیل و سفارشی سمجھے گا۔ وہ بھی انہیں کے برابر مشترک ہے اور یہ تمام امت کا عقیدہ ہے تو سب امت مشترک مظہر ہے۔

لہ قادی رشیدیہ ص ۳۵۸
لہ تقوید الایمان ص ۳

نمبر شمار	عقائد و باہرے و لہ بندے	اصل عبارات و باہرے	خلاصہ مواخذات
۱۷۔	و باہرے کے نزدیک اعمال میں اشیائے انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔	انبیاء و اہل بیت علیہم السلام سے انگڑتاز ہوتے ہیں تو انکی اعمال کا نام اور اعمال میں انبیاء کو اہل بیت ہی میں ممتاز ہوتے ہیں کی برابری نامیکہ اہل بیت کو انبیاء سے باقی را عمل اس میں برابر اوقات انہا پر اشیائے انبیاء ہو جاتے ہیں بڑھ جاتے ہیں	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصہ امتیازات الانبیاء ہوتا خیال عوام غلط اور یہی وہ معنی میں ہوا اشیائے اور انہا صاحب اور اجماع مسلمین سے ثابت ہیں تو اس نے تمام امت اور جہل تالیعن بلکہ خود رسول امین کو بھی عوام قرار دیا اور اہل بیت کے خلاف عقیدہ یا بدعتی نسبت یا وہ کوئی کا استہلال کیا تو اس نے حضور کی عظمت ہی کا انکار کیا اور زمانہ انکار بعد از مائتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہی پید ہو تو پھر بھی عظمت محمدی میں جو فرق نہ آئے گا انکار کروا اور یہ صریح کفر ہے
۱۸۔	و باہرے کے نزدیک اعمال میں اشیائے انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔	انبیاء و اہل بیت علیہم السلام سے انگڑتاز ہوتے ہیں تو انکی اعمال کا نام اور اعمال میں انبیاء کو اہل بیت ہی میں ممتاز ہوتے ہیں کی برابری نامیکہ اہل بیت کو انبیاء سے باقی را عمل اس میں برابر اوقات انہا پر اشیائے انبیاء ہو جاتے ہیں بڑھ جاتے ہیں	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصہ امتیازات الانبیاء ہوتا خیال عوام غلط اور یہی وہ معنی میں ہوا اشیائے اور انہا صاحب اور اجماع مسلمین سے ثابت ہیں تو اس نے تمام امت اور جہل تالیعن بلکہ خود رسول امین کو بھی عوام قرار دیا اور اہل بیت کے خلاف عقیدہ یا بدعتی نسبت یا وہ کوئی کا استہلال کیا تو اس نے حضور کی عظمت ہی کا انکار کیا اور زمانہ انکار بعد از مائتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہی پید ہو تو پھر بھی عظمت محمدی میں جو فرق نہ آئے گا انکار کروا اور یہ صریح کفر ہے

لہ تقوید الایمان ص ۳
لہ تقوید الایمان ص ۳

شمار	عقائد و بابہ و یونہیہ	اصل عبارات و بابہ	خلاصہ مواخذات
	کالم کالموت اور شیطان سے کم ہے۔	نقص قطعی ہے۔ قطعی سے ثابت ہے اور حضور کی جس سے تمام خصوص کورد کو کہ ایک شرک ثابت کرنا ہے وہ بھی چیز شیطان و کالموت کے شرک نہیں۔	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو زبرد و مرد پچوں پانچوں اور عا جاوہوں اور چوپایوں کے برابر دیا اس میں نہایت حماقت اُردو میں حضور کی تہمتیں نشان کی ہو صریح تو زین کی کہ علم الخلق کے علم کو کہ علموں بلکہ بے علموں کے برابر ثابت کر دیا۔
۱۹	و بابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں	پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بھول کر یہ صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب کا علم کون ہے۔	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو زبرد و مرد پچوں پانچوں اور عا جاوہوں اور چوپایوں کے برابر دیا اس میں نہایت حماقت اُردو میں حضور کی تہمتیں نشان کی ہو صریح تو زین کی کہ علم الخلق کے علم کو کہ علموں بلکہ بے علموں کے برابر ثابت کر دیا۔
۲۰	و بابہ کے نزدیک لے	جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس میں پہلے تو نام اقدس کس لے	بہرین کا حوالہ دے لے

شمار	عقائد و بابہ و یونہیہ	اصل عبارات و بابہ	خلاصہ مواخذات
۲۱	و بابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں	و اپنی طرف سے حضور کا یہ قول دل سے گزر کر کرمی میں طے والا ہو گئے۔	اس میں ایک نواپے دل سے گزر کر یہ حضور کا قول عظیم الیا پھر آپ کے حجات ہونے کا انکا کیا اور حدیث نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار کیا۔
۲۲	و بابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں	سبحان اللہ اطراف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کی تو اس کے و رہا میں یہ حالت ہے کہ ایک کتوار کے منہ سے آتی بات سننے ہی مانے و بہشت کے بے حواس ہو گئے۔	اس میں نہایت حماقت اُردو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کے لئے جو اس کا لفظ استعمال کیا جو کسی نیا زمین غلام سے نہیں اگر یہ یہ جو اسی میں کہتا تو یہ جو اس کی طر ہوتی ہیں یہ تو بدستی حواس کہتا ہے کیا یہ قوی نہیں ہے۔
۲۳	و بابہ کے نزدیک لے	اللہ چاہے جو کر ووں ہی لے	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لے

عقائد و باہر درویش	اصل عبارت و باہر	خلاصہ مواخذات
نور کی حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی ہی جی گنگو ہی جی کا کالا غلام ہے۔	مقبول ایسے ہوتے ہیں عقیدہ سو دکان کے لقب ہے۔ یوسف ثانی لے غلام یوسف ثانی میں اور گورے تو گورے ہی چوں گے۔ تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تو این ہے۔	غلطی ہے مطلب یہ ہے کہ گنگو ہی جی کے کالے، چھوٹے سے چھوٹے غلام یوسف ثانی میں اور گورے تو گورے ہی چوں گے۔ تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تو این ہے۔
۲۸۔ دباہر کے نور کی گنگو ہی جی کی بجائی حضرت مسیح علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ گئی	مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس کی بجائی کو دیکھیں۔ ذری ابن میر لے	اس میں گنگو ہی جی کا حضرت مسیح علیہ السلام سے مقابلہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح کی مسیحائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ نہ مارتے تھے اور گنگو ہی جی کی ایسی ہے کہ یہ مردوں کو زندہ بھی کرتے۔

لے مرتبہ درویش

لے

عقائد و باہر درویش	اصل عبارت و باہر	خلاصہ مواخذات
مسلما تو یہ ہے اکابر زندہ باہر کے عقائد و خیالات کا نورد نہیں ہیں کہ ہر ماہو مذہب مسیح الا حق و انسان کے بدن کے روئے کھڑے ہر سائیں گے کہ انہوں نے اللہ عزوجل اور انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہ وعلیہم السلام کی شانوں میں کئی بجلیا کیسی گستاخیاں کی ہیں۔ ادا ان کے کہتے گندے خیالات اور ناپاک عقائد میں اور خیالی اقتصاد مروت اسنے ہی پر کھنکھایا گیا۔ ورنہ دوسرا ایسے ہی ان کے عقائد و خیالات الاستدلال میں اور درج میں اور میر سے رسالہ شافعیہ میں دعا بیت میں ان کے عقائد و خیالات ... جی کر دینے گئے ہیں۔	میں اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے یہ حضرت مسیح کی تو این نہیں تو کیا	مسلما تو یہ ہے اکابر زندہ باہر کے عقائد و خیالات کا نورد نہیں ہیں کہ ہر ماہو مذہب مسیح الا حق و انسان کے بدن کے روئے کھڑے ہر سائیں گے کہ انہوں نے اللہ عزوجل اور انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہ وعلیہم السلام کی شانوں میں کئی بجلیا کیسی گستاخیاں کی ہیں۔ ادا ان کے کہتے گندے خیالات اور ناپاک عقائد میں اور خیالی اقتصاد مروت اسنے ہی پر کھنکھایا گیا۔ ورنہ دوسرا ایسے ہی ان کے عقائد و خیالات الاستدلال میں اور درج میں اور میر سے رسالہ شافعیہ میں دعا بیت میں ان کے عقائد و خیالات ... جی کر دینے گئے ہیں۔
جب قریش میں بنا اور ان کے واسی عقائد پر جب نازل ہوا اور ان کی بارگاہوں کی خاک ریزی کرنے اور ان کی جوتیوں کے سپردی کرنے کی خدمات پر جب اقتدار کو اپنے ترنابہ ہو گیا کہ مصیقت کے بھی وہی عقائد و خیالات، میں جو ان کے ان اکابر کے ہم نے بلور نمونہ ۲۸ پیش کیے ہیں، اور مصیقت نے یہ عقائد ناواقعی کے حال میں نہیں مانے بلکہ بخوبی واقف ہو کر مانے میں۔ اس کے بعد مصیقت نے عقائد و خیالات پر تمام اہل حق پر تصدیق اور تحفظ کی یہ توجیہ اپنی لغت سے ان الفاظ میں پیش کی۔		اسی وجہ سے اُس زمانے میں ہی ان کی کتابوں اور افتخار و داروں کا اعتبار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا اور رسائل اکابر لوگوں کو دکھانے گئے تھے مگر جو لوگ قبل از اطلاع و استدلال چنگے تھے وہ لوگ مجبور ہو گئے اور انہوں نے بعد از اطلاع ہی کہا کہ ہم نے اپنی اپنی تفریطوں

اس شرط لگا دی ہے

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علماء حرمین شریفین کے سامنے لکھوئی انہیسی
مقامی وغیرہ کی کتابوں کی اصل عبارت پیش کی کہ وہ کتابیں ملبومہ موجود ہیں
ان میں ہر شخص دیکھ سکا ہے کہ جو عبارت اعلیٰ حضرت نے پیش کی تھیں وہ آج تک
ان میں ملتئم موجود ہیں تو مصنف کا اس کو کٹاری اور خنجر پر دوازی ہونا دلیل و قریب
نہیں قرار دیا کیسے علماء حرمین شریفین نے ان عبارتوں پر حکم صادر فرماتے مدینہ منورہ
ہی کے علماء ربیعہ بنی مشقی شافعیہ کی تقریر پر مد لیجے کہ انہوں نے ان کی اصل عبارت
کو نقل کر کے نکل دیا ہے۔ قرآن ہم کو میرے یہ ہوگی کہ آخر مدینہ منورہ میں اظہار ہوا
کس چیز کا۔ اگر قبول مصنف رسائل اکابر و پیر و بزرگوں کو دکھائے گئے تو ان رسائل
میں یہ عبارت تھیں یا نہیں اگر مصنف کہے کہ وہ عبارت ان رسائل میں تھیں تو ال بدینہ
کہ اعلیٰ حضرت کی صداقت اور سچائی کا اظہار ہو جانا چاہیے تو ہم ان کا یہ کہنا کہ ہم نے
اپنی اپنی نقلوں میں شرط لگا دی ہے۔ علماء قرار پاتے ہیں کہ سب انہوں نے اپنی آنکھ
سے وہ اصل رسائل دیکھے ہیں تو شرط لگا دی ہے۔ کا اظہار کیا نظر تائیں اور شرط کی
تعلیق ہی غلط ہوتی ہے کہ ان کا علم متعلق بشرط کے درجے سے عمل کو کھلی حکم قرار پانا
ہے۔ علاوہ بریں جب اس شرط کا ذکر و ثبات تو قورح حکم سے کون چیز مانے ہے۔ اور
اگر مصنف کہے کہ وہ اصل عبارت ان رسائل ہی میں نہیں تھیں تو یہ بھی کذب مرتکب
ہے کہ وہ اصل عبارت تو آج بھی ان رسائل میں ملبومہ موجود ہیں تو مصنف کا یہ کہنا
مرتکب ہے کہ وہ رسائل انہیں دکھائے گئے۔ اور اگر یہی فرض کریں کہ انہیں وہ رسائل
دکھائے گئے۔ لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حاکم الحرمین کی نقل و نقلوں کے بعد
گئے اھو و متعلقہ کے عہد ہو گئے تھے تو انہیں علماء ربیعہ بنی نے ان رسائل کے دیکھے
کہ باوجود مہر غایۃ المامل میں واقعیت کے بعد کیں لکھوئی۔ انہیسی۔ مقامی وغیرہ

لے :- از شہاب ثاقب ص ۲۵۰

کے اور کھڑی فتویٰ دیا۔ اور دیگر علماء مدینہ نے اس کی تصدیقیں کیں جس کی عبارت
ہم نقل کیجے۔ اظہار مصنف کہ بات نہایت ملوکوتی پر مبنی ہے۔

علمائے حرمین شریفین کی توہین | مصنف نے اسی ص ۲۵۰ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کے
سفر حجاز پر اپنی عادت کی بنا پر مذہب شگافی کرتے

ہوئے اور اس پر غیب وافی کا اظہار کرتے ہوئے علماء حرمین کی یہ توہین کی انہوں
نے حسن ظن سے کام لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کی مثلاً مصنف ان حضرات
علاء حرمین شریفین کی یہ توہین کر رہے کہ غیر عاقل ہیں۔ انہوں نے اشخاص پر کھڑی فتویٰ
دیتے ہیں کہ تحقیق جنہیں کی جگہ عقلی ہے کی کرمات اعلیٰ حضرت قبلہ کی ذات پر حسن ظن کر لیا
اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کر دی۔ اب مصنف ہی سے دریافت کرو کہ اگر یہ بات
واقعی ہے تو جب مصنف ذکر و نقل ان حضرات کو اکابر و پیر و بزرگوں کے رسائل دکھائیے
تو اس کے بعد غایۃ المامل میں ان علماء مدینہ نے یہ لکھوئی۔ مقامی انہیسی وغیرہ کی تحقیر
کس بنا پر کی۔ اس وقت تو بقول مصنف ان حضرات کا اعلیٰ حضرت پر حسن ظن بانی رہا
شاید ان کا قول و فعل قابل التمسک و رافقا تو ان حضرات کا غایۃ المامل میں ان اکابر و پیر
کی تحقیر کرنا کس بنیاد پر تھا۔ مصنف اس لکھی کہ تو سنبھلتے۔ درجہ اپنے اوپر حدتہ اللہ
علیٰ السکذبین پڑھ کر دم کر لے۔

پھر مصنف اپنے بند وستان واپس آئے کہ تذکرے اور اس کتاب کے
نکے کا سبب ذکر کرتے ہوئے۔
اپنے اکابر کی صفائی میں کہتا ہے۔

حضرت علماء درویش و دسہار پیر وغیرہ... کے دامن صحت کو مجھ سے
صاحب و صاحبہ لگنا چاہتے ہیں۔ وہ ان تجاوتوں سے مائل پاک صاف
ہیں وہ اکابر ان خیالات فاسدہ سے کوسوں دور ہیں۔ غلط

لے :- شہاب ثاقب ص ۲۵۰ - شہاب ثاقب ص ۲۵۰

جواب :- ان اکابر و علوہ بند کے جو کفری اقوال و خیالات ہیں اور بقول مصنف
مخاسات میں وہ آج بھی ان کی منہ میں مضبوط موجود ہیں جس کا دل چاہے
تغذیر القاسم - مغفل الامان - براہین قاطعہ وغیرہ رسائل میں ان اقوال و خیالات کو ذکر
کے پر چڑھے۔ اعظمت فقیر نے اس کفری و حقیر کا اظہار فرمایا اور ان نجاستوں کو کرب
ہے۔ اب خود دنیا فیصلہ کرے گی کہ اکابر و علوہ بند ان نجاستوں سے ملوث ہیں یا پاک
صاف ہیں۔ اور ان خیالات کو فاسدہ کو سر پر لیے پھرتے ہیں یا کوسل و دور ہیں۔ اور ان
کے نجس دامن پر ان نجاستوں کا دھبہ لگا ہوا ہے یا نہیں ہے۔

پھر مصنف نے اس شہاب ثاقب کے واقعات کی بنیاد اور اس کی زبان کی
سختی اور اپنی طبیعت کے جذبات کا ان الفاظ میں ذکر کیا۔

اب تجھے بھی لازم ہوا کہ ان کی (اعظمت کی) حالت سچی سچی میں کر
میں نے مشاہدہ کیا ہے یا معتبر ذریعوں سے واپس سنا ہے آپ
حضرات کے گوش گزار کئے کہ ان کی افترا پر دازیوں اور بہتان بندیوں
پر عمل کروں۔ مگر آپ حضرات اگر کوئی کمر سخت ان کے اور ان کے کردہ
کی نسبت ملاحظہ کریں تو اس میں اس قدر کمر و سوز و خیال کریں۔ میں اپنی
طبیعت کو نہایت شام اور شعلہ شعلہ کر گشت کر رہا ہوں بلکہ

جواب :- مصنف کے کذب و افترا کی دو شہادتیں تو ابتدائے تہذیب میں پیش
ہو چکی ہیں کہ اس کتاب میں اعظمت قدس سرہ کے جیاد احمد قدس سرہ کے نام سے
کتاب نہایت الاسلام اور داد واپس کے نام سے کتاب غزنیۃ الاولیاء و کرمی ان کے
مطلع بنایا ہے ان کے کفر و تراشی لیے اور پھر کذب و افترا کے ان کی حیا میں اپنے
دل سے گڑھ وین تو ایسے کا زب و منفی سے کیا امید ہے کہ وہ اعظمت کی سچی
حالت میں حاتمہ کھدے اور واقعی مشاہدہ کا ذکر کر دے اب رہا ان کا معتبر ذریعہ

ملہ :- شہاب ثاقب علیہ السلام ۲۵۶ - ۲۵۷ -

لو اس کے معتبر ہونے کا حال آگے آئے گا۔ اور مصنف خود افترا پر دازی اور بہتان
بندی کا انتہائی مشفق ہے تو اسے دوسرے بھی ایسے ہی نظر کرتے ہیں کسی نے
کہا ہے غ۔

اپنے اور کتابے سب کو تباہ

مصنف پر پہلے تو یہ لازم تھا کہ اعظمت قدس سرہ کے افترا و بہتان کی کوئی
مثال پیش کرنا پھر ان الفاظ کا استعمال کرتا جس طرح ہے اس کے افترا و بہتان
کی یہ دو مثالیں اپنے لوگوں ہی پیش کر دیں اور صرف ان حدیثہ الاسلام اور
خفیۃ الاولیاء و کرمیہ مذکور اور ان کے ان صفات پر یہ عبارات و کلمات پر
مطلع سورہہ کا انعام انہیں کے معتقدین کو میں نے تحریر کر دیا لیکن اب تک تو کیا
مباحثات وہ نہیں دیکھ سکے اور جب یہ مصنف کوئی مثال پیش نہ کرے تو یہ افترا
بہتان کے الفاظ بول کر گایاں دیتا ہے کہ میں سے معافی مقبوضہ نہیں ہیں۔

مزید مصنف شہاب ثاقب کے لب و لہجہ کے متعلق نہایت جزم کے ساتھ
دعویٰ کر رہا ہے کہ میں اپنی طبیعت کو نہایت شام اور شعلہ شعلہ کر گشت کر رہا ہوں
اور واقف ہو کہ تو اس وعدہ پر عمل کر گئے ہو گئے کہ جب اس کتاب میں مصنف
نے نہایت طبیعت کو تمام کر اور شعلہ شعلہ کر گشت کر رہی تو اس کتاب میں اپنے
خفا و کفر کوئی حق کو کسی طرح تنہا سے گرا ہوا کھنا ہوا۔ اور اس کا لہجہ اور
ملی و تہذیبی خاک سے بہترین ہو گا لیکن جب ان نادانوں کی نظر کے سامنے ہمارا
پیش کردہ مصنف کا ۱۰۰۰ کلمات کا لکالی نام آئے گا تو انہیں سخت حیرت ہوگی۔ اور
ہر صفت مزاج اس فیصلہ کے لیے تیار ہو جائے گا کہ جس نے طبیعت کو تمام کر اور
شعلہ شعلہ کر گشت کر کے کا قصد کیا تھا وہ یہ ۱۰۰۰ کلمات کھد رہے۔ اور اگر نادانوں
وہ طبیعت کی حکام ڈھیلی کر دیتا اور خوب اچھٹا کر ڈھاکا کتاب کے سامنے صفات
کامیوں سے پر کر دیتا تو خود مصنف نے بھی اپنی دشنام دی اور وہ کوئی پروردہ نالہ
کے لیے یہ الفاظ کہے آپ حضرات اگر کوئی کمر سخت ملاحظہ کریں تو اس قدر کمر و سوز و خیال کریں

اس میں خود مصنف نے یہ اعتراف کر لیا کہ شہاب ثاقب میں عظمت اور
اہمیت کی نسبت سخت کمالات کا استعمال کیا گیا ہے۔ اب کسی دیوبندی کو یہ حق
نہیں ہے کہ وہ یزید نہ کہل کر کہے کہ شہاب ثاقب میں کوئی سختی کو نہیں ہے۔
مصنف کی چونکہ عادت ہی دشنام دہی اور افراط و تفریط ہے تو مصنف
اپنی عادت کے پورا کرنے کے لیے اپنی مذہبی کو حجاب اور غدار قرار دیکر گایاں
دینا چاہتا ہے۔ اور اپنی برأت ثابت کرنا چاہتا ہے۔

پھر یہ مصنف اپنے آپ سے دشنام دہی کے الزام کو ان الفاظ میں افشا
کی سعی کرتا ہے۔

مگر کیا کروں کہیں اس بدگوئی کا یوں اور خرافات کی دوسرے سے طبیعت
تاکڑ سے نکل جاتی ہے۔ میں مجاہد ہوں تاکہ ہم وہاں بھی جی الہامی
شرافت و علم کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اور پورا اعتبار اس باب میں
قرآن کا وہی کر سکتا ہے جو زمین القتب و قریح الافاق جاہل اُمیہ پر ملے

جواب :- مصنف کا اعطرت قدس سرہ پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے اپنی تصنیفات
میں کسی عالم دین کو کیا حکم کسی علما کے لیے بھی کوئی گالی اور خرافات بھی ہر مصنف
اگر سچا تھا تو اسے چاہیے تھا کہ اپنی اس کتاب میں اعطرت کی گایاں اور خرافات
کی ایک جھپٹی سی فہرست بقیہ صفحہ وسط پر پیش کرنا جس طرح ہم نے مصنف کے
گالی نامہ کی ایک فہرست ابتدا میں پیش کر دی ہے تاکہ دنیا اس کی صداقت
کو جان لے۔ اور اسے مذکور متفقہ کر لی مگر جب مصنف نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہو
گیا کہ بعض اس کا کذب و افراط ہے اور خود گایاں اور خرافات لکھنے کا ایک میل
بناتا ہے۔

ناظرین کرام تو جانیں کہ یہ مصنف ۴۰۰ گایاں اور خرافات لکھ کر بھی شرافت و علم

ملکہ و شہاب ثاقب مسئلہ

کے حدود سے تجاوز نہیں ہوا اور اگر کہیں شرافت و علم سے تجاوز ہو جائے تو پھر
مجاہدوں مختلفات لکھ مارتا۔ دیکھئے کہ ہے دیوبندی شرافت و علم کے حدود کا منہ نہ
پہ مصنف اپنی مزید عداوت کا اظہار کرتا ہے۔

محمد صاحب نے اپنے طریقہ آگاہی کو جو جی اسرائیل کا ہمیشہ سے تھا

یعنی یسوعی الا نبیاء بدیعہ حق زند کیا

اے کاراؤ کو آید و روان پیشیں کشند لہ

آخر خود ہی اسرائیلی ہی میں۔

جواب :- مصنف کی انھوں پر اگر عداوت کی عینک دیکھی جوتی تو انہیں نظر آجائے گا کہ
اعطرت قدس سرہ نے اہم آپ کے آداب سے جو عظمت و شان انبیاء علیہم السلام کا درس
دیا وہ فقط اہل مذہب کے تمام عرب و عجم و اقوام و ممالک کے زمین کے اہل اسلام پر
پوشیدہ نہیں ہے آج ان کی تصنیفات اس قدر موجود ہیں جن کا کوئی لکھ کر مفہوم حضرت انبیاء
کی عظمت و درفت اور تکریم و ادب کا بہترین درس ہے میں نے بہت سے اہل علم و فضل کو
کہتے ہوئے سنا ہے کہ اعطرت علیہ السلام کی خرافات و بیانات مذہبی تو ہم لوگ بزرگان دین
انبیاء و رسولین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی شانوں کی اس قدر عظمت اور ایسے آداب سے
واقف و خبر ہے۔ جو یہ طریقہ کے بعض حیل و القدر ناقص نے فرمایا کہ اعطرت میں حضرت
انبیاء کرام علیہم السلام کی عبادت اور ان آداب و دنیا ایسا کسی دوسرے شخص میں نظر نہ آیا۔

لیکن مصنف اپنے میں ان کا برا خورشید میں بنا ہے اور جس کی جو کتابیں سیدھی لکھنے
اور میں کی درجہ ہوں کی شان کوئی کرنے پر غور کرے کہ ان کی شان حضرت انبیاء کرام
میں گستاخوں کا بھی تو ذکر نہ کرنا کہ وہ حضرت انبیاء کرام کو اپنے برابر عاجز و بے اختیار اور
بے خبر و نادان کہتے ہیں انہیں چارے زیادہ ذلیل و ذلتنا چیز سے کسر نمونہ راستے ہیں
ان کی پروردہری اور زمیندار کبر سے بھائی کی سختی تسلیم نہ تاتے ہیں۔ ان کے مجاہدوں سے

ملکہ و شہاب ثاقب مسئلہ

بڑھ کر جائزہ اور علم والوں کو قدرت ثابت کرتے ہیں۔ اعمال میں اُمتی کو ان سے بڑھاتے ہیں۔ ان کا علم بچوں، باگلوں، جانوروں کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ ان کا علم ملک الموت اور شیطان سے گھٹاتے ہیں۔ انہیں دیرینہ ہی طوں کا شاگرد اور یاد دہی قرار دیتے ہیں وغیرہ مخالفت جن کی جہازت بظاہر ہم متاثر و دایرہ کی مختصر قیمت میں نقل کر چکے الیاذناہ من ہذا الخلقات۔

تو مصنف اپنے ان نصیحتی آکام کے طریقے کو بھی مستحق کرتا کہ انہوں نے غفوری کارنامے کو ناز کر دیا یا ابوجہل طریقیہ کو زندہ کیا یا شیطان کی خدمت کو انجام دیا اور آخر یہ خود اہل غفون ہی سے ہیں یا فزندان ابوجہل سے ہیں یا قدرت شیطان سے ہیں۔ مصنف نے شہاب ثاقب کے صفت سے صفت سے صفت تک اعلیٰ عزت قبلہ کے تکرار و تکرار ہر سہ کے وقت سے پورے دن شام کے وقت تک اعلیٰ عزت قبلہ اور ان واقعات کی سند کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

اس تمام فقرہ کو آخر نے جملہ عرفین کیا ہے۔ میں کا بھی چاہیے
 تفصیل وار شیخ شعیب صاحب ابی مدرس حرم شریف کو مخطوبہ شیخ
 احمد قتیبہ یا شیخ عبدالقادر عسکری یا شیخ محمد معصوم صاحب مودودی
 منقول صاحب حضرت امام تہجدی سے یا ان لوگوں سے جو شریف صاحب
 کے اس زمانہ میں مصاحب تھے تو پھر میرے لیے

جواب :- دنیا جاتی ہے کہ ہر قدر کی محنت و علمی کا دار و مدار اس کے بیان کرنے والے کی صداقت، پاکذب پر موقوف ہوتا ہے آپ نے بار بار اظہار سے متاثر ہو کر میرے کی محنت کا دار و مدار مادی کی صداقت پر ہے اسی بنا پر علماء محدثین نے فتنہ مجال میں صد ہا کتابیں لکھیں اور ادیانِ ہدایت کے حالات میں انتہائی مستحضر و حق پرستان کر کے ان کا عادل و غیر عادل ہونا نام بنام متعین فرما دیا بلکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لے۔ شہاب ثاقب ص ۳ و ص ۴۔

یا ایہذا الذین آمنوا انکم
 فاسقین بینا فقیہوا ان لعلیہا
 قوم یا یجھالونہ قصص احمل
 ما فعلتو ناد میت لے

آیت کریمہ لے یہ تعریف فرمایا کہ ہر شخص کو کسی کو اعزاز دے بیٹھ کر اگر فاسق کی طرح ہو کر اس کی پیروی کرے گا اور بلا تحقیق فاسق کی خبر کو معتبر نہ جانے لہذا ہم پہلے اس قصہ خزانہ صفت شہاب ثاقب کے متعلق صرف اتنا کہہ دیتا ہوں کہ ثابت کافی سمجھتے ہیں کہ اس کی ہماری کتاب کے ابتداء ہی میں مصنف کے دو کتبہ مضامین اسی شہاب ثاقب سے پیش کیے ہیں کہ اس نے دو کتابیں چھاپنے اسلام اور فزندان الاولیاء میں اپنے دل سے گڑھ کر پیش کی ہیں ان کے کتبہ تلاش لیے ان کے صفات بنا ڈالے ان کی عبارتیں اپنی طرف سے تصنیف کر کے لکھ ماریں تو کیا مصنف کے کذب و افتراء اس سے زائد مریدانہ دشمن ثبوت و کار ہے تو یہ مصنف نہ فقط فاسق و دشمنی بلکہ امام اہل حقین اور رئیس المفسرین ثابت ہوا۔ اور یہ بات کوئی عداوت یا عناد سے نہیں کہی ہے بلکہ جس کو اس کی صداقت دیکھی ہو وہ کہیں روئے زمین سے ان خاص کتابوں کی پیش کر دے۔ اور ہم سے دو ٹوک رویہ کا انجام حاصل کر لے۔

اب مصنف کے راویوں کے احوال سننے ان سب میں حقیقتہً دراصل اہل حق میں جن کا اس کتاب شہاب ثاقب میں بار بار تذکرہ کیا ہے۔ ایک شیخ محمد معصوم امام پوری خود مرے مولوی منقولی محدث راہپوری پیران و دول میں بھی ہر اعتبار سے ممتاز مولوی منقولی محدث راہپوری ہیں۔ اور یہی وہ شخص ہیں جس نے غایۃ المارسل کو ہندوستان میں لکھ لکھ کر لایا ہے جس کا ذکر شہاب ثاقب کے صفت میں آئے گا

لے۔ سورہ عزرا ص ۶۶۔

اور یہی وہ شخص ہے جس نے اس غایت الماس میں دل کھول کر تحریک میں لیا۔
اگر اس کے کذب و افتراء کا ذکر معاشرہ کرنا تو ان کی تصنیف کردہ کتاب میں
(جس کا ایک فرضی مصنف خلیفہ امجری کو گڑھ دیا ہے) میں کے کذب و افتراء کے
پانچ نمبر سے اپنی ابتداء کتاب میں نقل کیے ہیں کہ الماس نے اپنے ادا
اور شایع کی طرف عباریں لکھیں۔ ان کی تصانیف کے نام تراشیلے، ان کا
کے شیعہ فرض کر لیے۔ سعادت اپنی طرف سے بنالے۔ بلوچہ کے نمونے زمین پر
ان کتابوں کا نام و نشان نہیں۔ بعض فرضی و شبالی تراشیدہ اور غلطیوں میں تو
نہایت معتبر ذیل سے معلوم ہوا ہے کہ یہ سبب اللہ تعالیٰ انہیں منکر علی راسدہ کی
تصنیف کردہ ہے تو ان منکر علی کے کذب و افتراء کے ثبوت کے لیے اس سے
بڑھ کر اور کیا دست و پیر کی جا سکتی ہے لہذا یہ منکر علی بھی نہ فقط فاسق و فاجر
بلکہ سلطان الفاسقین، عیونہ المفسدین ثابت ہوئے۔ تو جس کو ذرا صبر شک ہو سکے
اسے ان کتابوں کے نام و ذکر کو دیکھ کر دلی بندگی قوم سے ان کتابوں کا مطالعہ کرے۔ اور
خود امتحان کرے کہ سبب اللہ تعالیٰ میں کس قدر جیسا جنم اور مرجع افتراء کیا گیا ہے۔
اب باقی رہے شیخ مصنف راسدہ کی یہ نہ قدرت نہ مولوی بلکہ ایک جاہل و دانی
مٹاس کی بد مذہبی اور گمراہی اہل مکہ معظمہ پر ہوا ہے جو جسکی حق سی بنا پر مٹاسے حرم خلیفہ
نے اس کا نام ہی بدل کر مجاہدے مصنف کے مضمون تک و باعقا اس نے الماس
پر جنم دے لئے اور دل بھر کر افتراء کرنے میں کوئی کمی اٹھا نہ رکھی تو اس کا کذب و
مفتزی ہر ناچاری ظاہر ہے تو اس کے فاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اسی طرح شیخ احمد فقیہ کریم بھی جاہل و بلی غنا اس کی بددہی اہل حرم ظاہر ہو چکی تھی۔ یہاں تک کہ اس کو علماء مکہ منکر اہل حق سفید کہتے تھے کہ اس کا یہ لقب ہی اس کے غیر مشہور ہونے کے لیے نہایت کافی ہے۔ فیر اس کے تذکرہ میں سب علماء حرم و خراسان صنعت گراؤے شاہد بنا تے ہوئے شرم کرنی چاہتے تھے۔ اور شیخ محمد باقادر شیرازی نائب مرید ایک ناخداہ شخص تھے ان کو منزل دین و عزم و اذیت

نے وصل و فریب سے اپنا موافق بنایا تھا یہاں تک کہ فاضل جلیل عالم نبیل
مولانا سیدنا جلیل حافظ کتبہ حرم اس کو بھائے نائب حرم کے نائب الحرم کہتے
تھے قرآن شاذ بد کے غیر مترجم ہونے کے لیے یہ الفاظ بہت کافی ہیں شیخ شعیب
کا حال کسی سے معلوم نہ ہو سکا بہت ممکن ہے کہ ان کو کسی حریب سے منوعی
و غیر نے اپنا ہونا بنالیا ہو اور وہ حقیقت حال سے ناواقف ہوں جیسا کہ دانیہ
نے ہمارے شہرہ کاسرہ انقصہ سید العلماء کا تحقیقین امام المسلماء العالمتین علامہ شریح
صلیہ کمال مفتی حنفیہ و سابق قاضی کلمہ کو فریب دے کر حضرت مولانا مولوی مسلمان اللہ
صاحب راہ پوری پر کلمہ کا منوعی حاصل کرنے کی سعی کی لیکن ان پر دانیہ کا فریب
ظاہر ہو گیا اسی طرح شیخ شعیب کو اپنے فریب سے اپنے موافق بنایا جو نیزہ
بھی ممکن ہے کہ ان شیخ شعیب کو کچھ اشرفیاء دیکھ کر منوعی و غیر نے اپنا ہمد بنالیا
ہو اور یہ بات بعد از قیاس نہیں ہے کہ تو دانیہ بھی صاحب حضرت مفتی شعیب
صلیہ کمال کے پاس کچھ اشرفیاء نذرانہ لے کر پہنچے تھے اور مفتی صاحب کو اپنا ہمد
و معاون بنانا چاہتے تھے لیکن انہوں نے اس نذرانہ کو شکردیا جو اس کا ذکر آگے
آئے گا اسی طرح شیخ شعیب صاحب کو نذرانہ دیکھ کر دانیہ کو بالحدیہ شیخ
شعیب کو از کم مجبور الی الحال ہیں قرآن کی شہادت بھی غیر مترجم الی حال جب حضرت
کے پیش کش کو شاہدین بد مذہب اور منافق ہیں اور کوئی اسیں مجبور الی حال ہونے
تو شہادہ الیہ سے کسی کو شہادت معتبر نہیں۔

حضرت مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی نے اپنے اس سفر حجاز کا اصل ملاحظہ یہ ہے کہ اس سال ملاحظہ
 حضرت مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی نے اپنے اس سفر حجاز کا اصل ملاحظہ یہ ہے کہ اس سال ملاحظہ
 حضرت مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی نے اپنے اس سفر حجاز کا اصل ملاحظہ یہ ہے کہ اس سال ملاحظہ

مفتی صاحب سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دیجئے اور کتب مثل میں بیکر بالا خانہ پر آدم کے لیے تشریف لے گئے۔ تشریف صاحب کا یہ دربار عام تھا کافی لوگ اس میں موجود تھے۔ جب کہ کوئٹہ میں شہر و بھاگ دوایہ پر اوس پر گئی۔ سب کے سب شہر سے پڑ گئے۔ شہر کے گلی کوچے میں اُن کے ان سے تشریف کرتے تھے کہ اب کچھ نہیں کہتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے۔ اب وہ مسئلے اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علوم غیبی ملنے والوں کو کھڑا کرنا اور کھڑا کرنا نہیں پر پنا۔ دوایہ میں اپنی گولان کے لیے یہ کہہ دیتے کہ اس شخص نے اس کتاب میں منطقی تکریریں ہیں مگر تشریف صاحب پر تازہ کر دیا ہے۔ پھر علاء کام نے اس کتاب پر موصوم و حام سے تقریریں کھنکی شروع کیں۔ بالآخر تشریف صاحب کے یہاں تو دوا یہ کو مکتبہ دولت ہوئی اور دوا یہ کی بار بار بی سب غلام میں مل گئی۔ اب انہوں نے یہ خیال کیا کہ تشریف صاحب تو فریالطیف تھے کتاب سن کر مستعد ہو گئے۔ احمد راتب پاشا جو گورنر کو مستعد بنے۔ یہ ایک زمیندار ناخاند فریالطیف آدمی ہے یہ ہمارے بڑے کلمے سے بھوک مایہ نگار۔ ایک روز بعد عصر یہ طواف سے فارغ ہوا تو دوا یہ کے نائب حرم نے ان سے گزارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت سے لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور وہ اب اہل کفر کے عقیدے خراب کرنے کیلئے یہ کہہ کر دوا یہ میں اس کے ساتھ ہی دل میں یہ سوچا کہ اس بات کو کوئی کیسے گوارہ کرے گا کہ ہندی عالم اور سکوں کے عقیدے بگاڑ دے۔ لہذا مجھ کو یہ کونا پڑا کہ چند اکابر کو کشیش شیخ العلماء سید محمد سعید باعلی اور شیخ حنیف مولانا شیخ صالح کمال اور فاضل بیل مولانا ابوالخیر مراد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ یہ سنیے یہ احمد پاشا نے بجا مال غنیمت ایک قیمت اس کی گردن پر ملا اور کہا یا حقیقت ابنی انک بنیت یا کلت ابن الحکلب اذا کانت حقاً لا ی معاً حقاً یحییٰ حقاً یصلح حقاً یعنی اسے غنیمت ابن غنیمت اور اسے کلمہ ابن کلمہ جب یہ اکابر اس کے ساتھ میں تو دہ خرابی دلائے گا یا اسلام کرے گا۔ یہ وہی دوا یہ کی فتنوں کے واقعات ہیں کا اگر ذکر کیا جا دے تو کتاب بہت طویل ہو جائے۔

اصل اعلمت قدس سرہ کا کہ کرم میں تقریباً دو ماہ اور قیام رہا اس میں تمام اراکین اعلیٰ سے سلسلہ ملاقات رہا اکثر حضرات تو خود یہاں تشریف لاتے اور کتب اعلمت بھی تشریف لے جاتے برابر ان ملاقاتوں میں مذاکرہ علمی رہتا۔ وہاں کے حضرات نے حضرت درویش میں اور سندیں میں جیتیں کیں اعلمت کو کہ مکتبہ میں جو اراکین ملاوہ کسی کو نصیب نہ ہوگا۔ پھر ۱۳۴۲ھ کو حاضری مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے تو وہاں کے بعض علماء اور دیگر حضرات شہر سے باہر دھڑک برسہم دوا یہ تشریف لائے یہ اعلمت قدس سرہ کے قیام کو مکتبہ کے مختصر واقعات ہیں اللہ تعالیٰ علیم و بصیر ہے کہ اس میں کوئی کلمہ بالندہ آئینہ نہیں ایک نظر محوٹ نہیں کوئی بات خلاف واقعہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ تعالیٰ علیہ پر بہتانوں کی طویل فہرست

مفتی نے اعلمت قدس سرہ کا جو واقعہ تو شانور ورق میں لکھائے غلط باطل ہے۔ اس میں پہلا کذب و افتراء تو یہ ہے کہ اعلمت قبل کے خلاف ایسا ایک حق پرستانہ بیان کیا جو صحیح کتب ہے کہ اس میں بہت سی جہوں اور دستخطے ہیں۔ یہی کتب ہے کہ وہ حضرت تشریف صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ پھر یہی کتب ہے کہ تشریف صاحب نہایت غضب ناک ہوئے اور ارادہ قہر کرنے کا کیا۔ پھر یہی کتب ہے کہ مکتبہ عقیم اور مکتبہ ملی نے اعلمت کی حمایت کی۔ پھر یہی کتب ہے کہ تشریف صاحب نے تین سوالات کیے اور یہ کہا کہ جب تک اس کا جواب نہ دے دو اس وقت تک تم کو یہاں سے سحر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر یہی کتب ہے کہ اعلمت سحر کرنے کے بعد کر دیئے گئے ایک قسم کی قید میں پڑ گئے بہت سٹ پٹائے۔ یہاں کے دینے پڑ گئے۔ وزیر ملاقات پھر اعلمت قبل کی طرف جرح و بات منسوب کیے ہیں یہی کتب و افتراء ہیں مگر اعلمت نے ہوا بائو علم غیب میں تحریر فرمایا ہے

وہ اللہ ولے المکیہ میں موجود ہے تو یہ جہاں بعض معصوم کے اپنے خیال سے
گڑھے ہوئے ہیں۔ پھر یہ بھی کذب افزا ہے کہ مفتی حنفیہ شرع صالح سے وہ باریں ہیں اور
فقیر کی بات کا جواب نہ بن پڑا اور وہ بخیہ اور کبیہہ خاطر ہوئے۔ پھر یہ بھی کذب افزا
ہے کہ شریف صاحب نے فرمایا کہ اس شخص (اعلیٰ حضرت) کو یہاں سے نکال دو مگر یہ
بھی کذب و افزا ہے کہ وہ بدر شریفی سے نکلا گیا کہ ترجمہ یہاں سے چلے جاؤ پھر یہ بھی کذب
افزا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے زلت سے نکالے گئے معصوم کے مروج کذب و افزا
کہاں تک شمار کرائی جائے کہ خود ہی مسئلہ میں یہ افزا ہے کہ اعلیٰ حضرت سے نکلے
ہو چکے تھے اور اس کے بعد اسی ماہ ذی الحجہ میں یہ واقعات پیش آئے اور انہیں
آٹھ دس روز میں جہانگیر کی فخر لاسی ہو گئی تھی باوجودیکہ اعلیٰ حضرت قبلہ حضرت میں پہنچ
تک مقیم رہے اور مروج خلافت بنے رہے تو دو ماہ تک وہ شریفی حکم کیوں نہ جاری
ہو سکا تو معصوم نے یہ کیا مینا جھوٹ اور مروج افزا و بہتان کیا۔ قطعاً اللہ علی
الکذیبین۔

خیل احمد انیسوی کی مکہ معظمہ میں زلت اور اسکے واقعہ کا جواب

معصوم نے ۱۳۳۵ھ سے ۱۳۳۶ھ تک پورے ایک درق میں دل کھول کر جھوٹ بولا
اور مروج افزا کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ پر یہ بھلا افزا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے شریف صاحب
کے پاس خیل احمد انیسوی کی شکایت پہنچائی ہے تو مروج کذب یہ ہے کہ انیسوی
صاحب نے خدا کو جھوٹا اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہم نہیں
کہا یہ ان پر محض افزا اور بہتان ہندی ہے باوجودیکہ انیسوی نے اسکی دہری کی ایک
دہری اور گھنگھری کے ٹوٹنے کی تصدیق کی اور خود برائین کا طالع کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ
کے لیے اسکا کذب کو جائز دیا۔ اور اسی برائین کا طالع کے مسئلہ میں شیطان اور کھلاوت
کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہم کہا جن کی اصل جہارات مقامیہ وہابیہ کی فہرست

میں گذر چکیں اور اس پر مزید بحث آگے آئے گی۔ مگر مروج کذب یہ ہے کہ خیل احمد
نے معصوم حنفیہ سے کہا میں ہرگز اسکا قائل نہیں ہوں یہ محض افزا اور بہتان ہے۔ باوجودیکہ
برائین کا طالع معلوم موجود ہے اس میں یہ دو باتیں موجود ہیں جو چاہے اسے دیکھ کر
نکلتا آئے علی اسکا ذہن پڑے۔ پھر جملہ متکلمین پر یہ مروج افزا کیا کہ جہاں حضرت و غیر
کے غلط متکلمین قائل ہیں۔ معصوم اس کو تاقیاست کسی معتد کتاب سے ثابت نہیں
کر سکا۔ پھر یہ بھی مروج کذب ہے کہ خطے ہذا قیاس مسئلہ مذکور میں میں مولانا ہندو
نے حسب عقیدہ اہل سنت والجماعت فقہیری کی اس کامیاب گذر کیا کہ عقیدہ اہل سنت
میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مالکان و مالکین کے علم ثابت نہیں جس کی
جہارات ہم نے اسی کتاب میں نقل کیں اور انیسوی صاحب اس کے متکلمین کو یہ
اہلیت کے ہم عقیدہ کب ہوئے۔ یہ کذب مروج نہیں قرار کیا ہے۔ معصوم کا یہ بھی
جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ بوقت روانگی انیسوی شریف صاحب کی طرف سے معصوم علی
تھے۔ یہ معصوم نے مفتی حنفیہ پر یہ افزا کیا کہ مفتی صاحب علیل احمد کی گفتگو میں سخت
شرمندہ ہو گئے اور کبیہہ خاطر معلوم ہوئے تھے اور مروج جھوٹ بولا کہ خیل احمد لک
دار اکین جعفریہ کے باطنیان تمام باہر عزت و شرف روا نہ ہونے و راہوت
طے صاحبہ العلاء و فاسلام ہو گئے۔ اس کی کذب کے لیے ہم خود حضرت مفتی حنفیہ
کا خط جو بنام حضرت مولانا سید السید علی صاحب کتب پتہ اس کی نقل پیش کرتے ہیں۔

مکتوب مفتی حنفیہ حضرت محمد صالح کمال بنما حضرت مولانا سید علی ہندی

صاحب الفضیلۃ والاخلاق	بزرگی اور اخلاق اور محبت و جہاد
والجلیۃ الجلیلۃ حضرت السید	وہ حضرت اسلمی آفندی خانہ
اسلمی آفندی حافظ الکتاب	اکتاپ آیا ہمارے پاس آگے سے
حضور عندنا قبل تادمہ وجہ	پہلے ایک شخص ہندی ہو خیل احمد

من اهل السنة يقولون ان الله
احمد مع بعض علماء الجند
الصغار ومن عجلة يستعطف
خاطرنا عليه لانه قد بلغنا
اننى قد يد الفخط عليه ذاتا
لا اوهىه شخفا فقلنا يا سيدى
بلغنا انك راحل دن على وذلغ
يحب انى ذكيت ما وقع منه فى
البراهين القاطعة لى
حضور الامير حفظه الله فقلنا
له لعلك خليل احمد الانبىه
فقلنا نعم فقلنا له و يملك
كيف فقلنا فى البراهين القاطعة
تلك المقالات الشريفة و
تجزئ لكذب على الله جل جلاله
كيف لا اعتناظ عليك ولفند
كثيت عليها بانك رجل ذليل
وكيف تشدد وتكفر و هم قد
طبعيت و شاعت عنك فقال
يا سيدى همى ف و لكن ليس
فيها تنجوى انكذب على الله و
لان كان فيها فاننا شيد رابع
عمادها فمنا يظالف

کہا ہوا ہے ہر اہل میں بعض علماء
ہند کی جو کہ میں مجاہد میں وہ ہر بیان
کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے
اوپر پاس لیے کہ اسے خبر پہنچی کہ میں
سخت آرام میں ہوں اس پر تو اس
نے کہا اس کے سر وار مجھے یہ خبر
پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں
اُس کے کہنے کا سبب یہ تھا کہ برہمن
قافلہ میں اس سے جو کچھ دلائل ہوا تھا
میں نے حضرت امیر محمد اللہ سے اس
کا ذکر کر دیا تھا پس میں نے اس
سے کہا شاید تو فطرت اللہ تبارک و تعالیٰ سے
کہا ناں
میں نے کہا مجھ پر افسوس ہے
تو برہمن قافلہ میں یہ گندھی باتیں
کیوں کر کہتا ہے اور اللہ جل جلالہ
پر کذب کرنا تو رکھتا ہے جس کو
پر کیوں کر ناراض نہ ہوں اور میں
اس پر کچھ نہ کہتا ہوں کہے فک کہ تو
زمنہ بزم آدمی ہے اور تو کس طرح
غبار کرتا ہے اور اہل کفر کا ہے مالک
برہمن قافلہ چپ کر تری جانب سے
شک نہ ہوگی تو اس نے کہا اسے

اهل السنة والجماعة فقلنا
له ان الله يحب الناس الذين
والبراهين موجودة و سلخج
للك مشاهد الذى انكروا و
تجاسرتم به على الله
جل شانہ فصار يتصل ويتذ
و يقول ان كان فهو مكذوب
على ذاتا رجل مسلم موحد من
اهل السنة والجماعة ما قلت
فيها هذا ولا غير لا مما قالنا
اهل السنة والجماعة فتجيب
منه كيف ينكر ما هو مطبوع
فى رسالت البراهين القاطعة
المطبوعة بلسان الاعداد وقلنا
انه انما قال ذلك تقيية
كانهم مثل الانفة بيرون
التقيية واجبة وادوات
احضرها و احضروا يفسد
ذلك اللسان لا قدر ما
فيها ما يستبينه لكفى فى شانى
يو من يمينه عند تاهرب
الى جد و لا حصول و لا
قوة يا الله! جبنا

میرے سر وار وہ کتاب تو میری ہے
گو کہ میں مکان کذب کا مستند نہیں ہے
اور اگر اس میں ہے تو میں
تو کہہ کر باہوں اور اس میں جو کچھ فالت
مذہب البتہ و جماعت ہے اس
سے تہرج کرنا ہوں تو میں نے اس
سے کہا کہ بے شک اللہ تو برہمنوں
کو دوست رکھتا ہے اور برہمن ہرے
پاس موجود ہے میں ابھی نکالتا ہوں
وہ جس کا تو نے انکار کیا ہے اور تو
نے اللہ جل شانہ پر کج بات کی تو وہ
مذہب خردا کر کے نکلا اور لو کہ وہ
برہمن قافلہ میں ہے تو مجھ پر افسوس
ہے اور میں شکان آدمی سرمد سختی
ہوں میں نے اس میں نہ یہ کہا نہ کچھ
اور عرفان مذہب البتہ ہے
تو مجھے تعجب ہوا کہ کسے انکار کرتا ہے
اس بات سے جس کے رسالہ برہمن
قافلہ میں چابی جا چکی ہے جزا ناں
ہندی میں کج ہوا اور مجھ پر کھل گیا
کہ وہ یہ باتیں قیاس سے کہتا ہے
گو یا وہ شل رواض کے ہے تو میں کو
واہب مانتے ہیں اور میں نے ان کو

اعلام مسکوید للہ و محمد
محمد صالح کمال
۲۸ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ
کہ میں اپنے قافلہ لاؤں اور اس شخص
کو چاہوں جو اس زبان کو کہتا ہے۔
مگر اس سے انکار ہوا اس کا جو کچھ
میرا ہے قافلہ میں ہے اور قریبوں
لیکن وہ ہمارے پاس آئے کہ وہ
دن ہی مدہ کو مبالغہ کیا دلاؤں والا باللہ ہم نے اس واقعہ پر آپ کا
خبردار کرنا محبوب رکھا اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمد صالح کمال ۲۸ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ
اس خط سے غلیل احمد بیٹے کے حالی زار اور اس کا قافلہ ہر کی تقریبی عزت و وقار
اور حضرت مفتی عزیز کے سامنے ہر ایک کی عبارت کا صاف انکار اور انہوں نے
جب اس کتاب کے پیش کرنے کا ارادہ کیا تو قربہ کے لیے اہل بار اور پیر و عہدہ کی طرف
مجدد فرمایا۔ تمام ائمہ خوب ظاہر ہو گئے اور حضرت غیب شاہ کا مہربان کتب اور
انہما ہر بیان کی بھی بڑی حقیقت ممل گئی لیکن ناظرین کو یہ دکھانا ہے کہ اور حضرت
اپنے اکابر کی اس قدر جھوٹی تقریبیں کرتا ہے۔ اور ان کے مقابل میں دیکھی کے وقار
علی کرمانتا ہے دیکھی عالم دین کا احترام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ علماء کو مکتوبوں
نے تمام ائمہ کی تصدیق کی کہ ان کی سخت ترین کتاب ہے۔

علمائے مکہ معظمہ کی شان میں مصنف کی گستاخیاں

مصنف نے شباب ثاقب کے صفحہ ۳۳ سے ۳۵ تک ان اکابر علماء کو متذکر
کے لیے جنہوں نے القلم المستند پر لکھیں اور اکابر دینیہ کی تحقیر کی کہ اس
موجودہ شام المہربان ہستہ یہ مژدہ گستاخیاں ہیں۔

| جس سے بڑے مشہور و معروف علماء و مہربانوں کا خطاب لیاقت نے ہرگز |

ہرگز ان کی تصدیق و موافقت نہیں کی۔ جو لوگ غالباً شہرت سے
یا کچھ اپنی سادگی کے ان کے مزدور ہیں آگئے۔ انہوں نے مہربانوں
میں تاخیر ہرگز نہ کی۔ ان کما می میں جن کو عہدہ صاحب نے اہل کمر سے
انقل کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوت ملیں کوئی دخل نہیں
اور نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشغول ہیں۔ مگر اگر ان کا شمار
یہی نہیں ہوتا اگر ہم اس درجہ کے ان علماء کو ذکر کریں جنہوں نے ان کی
خالفت کی حق قرائب و خسر مشغول تیار ہر جائے (خفا)

مصنف کا سفید جھوٹ اور مہربان کتب و تحفے کو اس نے فعل اس جرم میں کہ
جن علماء کو متذکر کی تمام طریق میں تصدیق ہیں۔ ان کی شانوں میں اس قدر افتاد
تھے کہ بڑے بڑے علماء انہیں مشہور و معروف مدرس نہیں۔ اصحاب لیاقت نہیں
وہ غالباً شہرت سے۔ یا ان میں سادگی و بے وقوفی تھی وہ نزدیک قریب میں پہلے
واسے ہیں۔ یہ حکمت میں مہربانوں کو دیتے ہیں۔ انہیں قوت ملیں کوئی دخل
نہیں۔ وہ درس و تدریس کا مشغول نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ وہ علماء میں شمار بھی نہیں
یعنی یہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہیں۔ مدرس نہیں بلکہ علم سے آنا تھا ہیں۔ انہیں کسی طرح
کی لیاقت نہیں۔ یہ شہرت طلب اور بے وقوف لوگ ہیں۔

اب میں تمام طریق کے کہ مصنف نے ہر مدرسین بلکہ استاد و تلمیذین میں اور علماء کو
متذکر کے احام و اکابر میں اور مفتیان و مہربان آئمہ میں ان کے چند اسامہ شمار کرتا ہوں۔

اسماء مفتیان و مدرسین اکابر علماء مکہ معظمہ

(۱) العلامة الفہام۔ ابو الطحان المہربان الفہام شیخ العلماء الکرام بیلہ اللہ العظام سیدنا و

ملہ۔۔ شباب ثاقب ۳۳ تا ۳۵۔

مولانا الشیخ محمد سعید بائیس مفتی الشافعیہ

(۲) مقدمہ العلماء المحققین۔ تمام ائمہ اربعہ المذہبین۔ نامہ مستندہ کا سرافقت مولانا العلماء الشیخ صالح کمال مفتی الحنفیہ۔

(۳) اوجہ العلماء المحققین۔ اقوال العلماء بالزبانۃ۔ فخر الاماثل صدر الافاضل شیخ الفیاض والادب بکرتہ القوم مولانا الشیخ احمد الباقی الخیراد۔

(۴) الافاضل کمال۔ العالم السامع۔ العلامة المحقق۔ الغنیۃ الدقیق مولانا الشیخ عابد بن حسین مفتی المالکیہ۔

(۵) امام الفضلاء۔ استاذ العلماء۔ العیال الزاخر۔ والیہ الزاخر۔ الشیخ مولانا مولوی ابوالحسن مبارک آبادی مصنف اکمل وغیرہ کتب۔

(۶) العلماء الجلیل۔ الغنیۃ البلیغ مولانا الشیخ السید اسماعیل عارف کتبہ جرم شریف

(۷) جامع العلوم العقلیہ۔ معادی الفنون العقلیہ مولانا الشیخ اسعد بن احمد الدھان مدرس جرم شریف۔

(۸) العلماء المحققین۔ الغنیۃ الدقیق۔ استاذ الاساتذہ۔ مولانا الشیخ محمد سعید مدرس مدرستہ العلومیہ۔

(۹) البحر الغنیۃ۔ والبحر العلماء مولانا الشیخ احمد الکی۔ مدرس مدرستہ الحرم مدرس احمدیہ اعلیٰ علماء حاجی شاہ اہلوالہ اللہ صاحب مہاجر۔

(۱۰) فخر المدرسین۔ صدقات العلیین۔ مولانا العلماء الشیخ عبدالکرم اراغستانی مدرس جرم شریف۔

(۱۱) مدرس المحتفل والمنقول۔ تعلم الغریب والاصول۔ مولانا الشیخ محمد علی بن حسین الکی مدرس سید جرم شریف۔

(۱۲) العالم الخیر۔ الافاضل صاحب التقریر والتحریر مولانا الشیخ جمال بن محمد بن مدرس جرم شریف۔

(۱۳) ذوالعلم الراع۔ والعقل الشارح۔ والکرم والحق۔ والخلق الحسن۔ مولانا العلماء

استاذ الرزوقی ابوالحسن مدرس جرم

(۱۴) الافاضل کمال۔ البالغ مثبتي الامانی مولانا الشیخ محمد سعید بن محمد علی مدرس جرم شریف۔

(۱۵) العلماء المحققین۔ الغنیۃ الدقیق۔ مستاذ القوم مشرق ذکا والعلوم۔ ذوالعلوم والافاضل مولانا الشیخ علی بن صدیق کمال۔

تمام الحرمین میں علامہ کمال کے کل بیس تفسیریں ہیں جن میں سے مذکورہ بالا پندرہ حضرات وہ ہیں جو مدرسین ہیں جن میں میں مشائخ مذاہب بھی ہیں اور امام غزالی بھی ہیں اور اساتذ الاساتذہ بھی ہیں۔ اور یہی کمال کے وہ بڑے بڑے علماء اور مدرس

جرم شریف و مدرسہ مولویہ وغیرہ کے وہ مشہور و معروف مدرسین ہیں جن کے علم و فضل و کرم و نظیر میں شرفین مگر دنیا کے اسلام جاتی تھے۔ مگر اس متصف کی درجہ و درجہ

ملاحظہ ہو کہ وہ ان علماء کا نام کو قابل کہتا ہے۔ انہیں علم سے نا آشنا سمجھتا ہے۔ انہیں علم سے نا آشنا سمجھتا ہے۔ انہیں علم سے نا آشنا سمجھتا ہے۔ انہیں علم سے نا آشنا سمجھتا ہے۔

بے وقوف اور بے لیاقت بتاتا ہے۔ جس کا مزید جتنا جھوٹ اور مزید کذب و غلطی ہو کہ یہ حضرات درس و تدریس کا شغل نہیں رکھتے تھے بلکہ یہ اکابر اس کے نزدیک

مثلاً یہ کہ جن میں شمار نہیں تھے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مصنف کے لئے اسی کے وہ مقدمہ فیل احمد شریف سے ان حضرات کے نام کے بارے میں دریافت کریں

جن کی تعریف اور فضائل وادوات میں اس نے تین سو سے اسی شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۰ پر سیلاب میں ہیں۔ مفتی شافعیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

یہ ایک شیخ العلماء و معزز محمد سعید بائیس تمام علماء مگر کرم و زید شرفاء و فضلاء کے مدار اور ان کے امام ہیں۔ لیکن ان کی تصدیق و تقریر کے بعد

کسی عالم کی غلطی نہ ملے۔ میں سے تقریر کی حاجت نہیں ہے۔ اور مفتی کا مولانا عابد الدان کے بھائی مولانا محمد علی مدرس جرم شریف کی تفریدیں

لے۔ السید مطہر علی پریس ساڈہ پورہ سندھ۔

مکین اور مفتی مشافیر کے کتاب پر تھے۔ الشیخ الاجل۔ الفاضل الاجل۔ الامام الصلا۔
مقام الغفر۔ رئیس الشیوخ اکرام المستند الاصفیاء العظام۔ عین ایمان الزمانی کلمت
فلک العلوم والرفان حضرت مولانا الشیخ محمد سعید البعلبعل الشافعی شیخ العلماء وکبرائے
والامام والمفتی علیہ اور مفتی مالکیہ کے یہ اوصاف تھے۔ مولانا الاسلام الامام الہامد الغفر
الراشد۔ والفاضل العابد حضرت مولانا الشیخ محمد حامد مفتی مالکیہ اور مفتی مالکیہ کے بھائی کے
یہ اوصاف تھے الشیخ الاجل۔ والرحمہ الاجل حضرت مولانا محمد علی بن حسین مائتہ مدرس
حرم شریف تھے

اسی بالزور غور فرمائیں کہ مصنف کا یہ پیشوا انہیں توہن کے اس قدر اوصاف تھے
اور یہ مصنف انہیں کہ علماء کو جس شمار کرے۔ وہ انہیں مدرس ماننے نہ ان میں کیا نسبت
علی جانے نہ ان میں جس قدر جس کی قوت نصیر کرے بلکہ انہیں جاہل قرار دے تو ان
میں کون سنا ہے اور کون جھوٹا ہے یعنی اگر انہیں مری سنا ہے تو یہ مصنف جھوٹا ہے
اور اگر یہ علماء تھے اور مدرسین حرمین سے نہیں ہیں بلکہ جاہل ہیں تو اہلند میں انکی تصدیق
کیوں درج کی ہیں کیا یہ حضرات اس وقت علماء تھے اور مدرسین حرمین میں سے شمار تھے
اور مصنف کے پیش کردہ چار مشہور اور بہت بڑے بڑے علماء بلکہ شیخ صاحب الشافعی
الشافعی شیخ شیعہ المالکی شیخ احمد فقیر شیخ علیہ الجلیل آندی ان میں شیخ احمد
فقیر کا ذکر تو پہلے گزر چکا کہ ایک جاہل و دانی ہے اور باقی حضرات کامل ہیں مگر یہ
کہ یہ بھی عالم ہی نہ ہوں یا ہوں تو وہاں کے مشہور علماء میں سے نہ ہوں صرف مصنف
کی تو کوئی بات قابل اعتبار ہی نہیں اور اگر وہاں کے مشہور علماء میں شمار ہوتے
تو اہلند میں ان کی تصدیق ضرور ہوتی۔ اور جب اہلند ہی میں ان کی تقریریں مروجہ
نہیں ہیں تو تمام المومنین میں ان کی تقریروں کا نہ ہونا تک قابل شکایت چیز ہے۔
کہ تمام المومنین میں تو مکر کے متنبیان مذاسب و مدرسین حرم شریف اور مشہور علماء و علماء

س۔۔ الہند صلا۔ س۔۔ الہند صلا و صلا۔

کی تقریریں ہیں مصنف کی یہ درود غوثی اور کلاب بیانی بے کس اس نے علماء
علاء کو منکر کے درود عالم و مدرس ہونے کا اعلان کیا بلکہ ان سب کو جاہل قرار
دیا۔ اسی طرح یہ مصنف تمام المومنین کے متنبیقین علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں
نقصاتی کرتا ہے۔

علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں مصنف کی گستاخیاں

مصنف نے شباب شائب کے صفحہ ۳۵ کے اخیر مسطور سے صفحہ ۴۱ تک
ان اکابر علماء مدینہ منورہ میں کی تمام المومنین میں تصدیق و تقریریں درج ہیں کہ
متعلق یہ مصنف یہ الفاظ نکلتا ہے۔ ان صفحات سے صرف ان الفاظ کو نقل
کیا جاتا ہے۔

بعض لوگ فریب میں آگئے جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف
ہیں ان کے نام بھی ہیں ذکر و شمار اکثر اہل مدینہ نے شرط لگا دی
کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہو تو ایسا محکم ہے۔ ہونا مستحکم اور راجح
معنی شواہد نے ان کے رسالہ کی تصدیق فرمائی اور لوگوں کو ترغیب
اس کی دی کہ جب ان کی آخری ملاقات سیدہ عبداللہ مدنی کے
مکان پر ہوئی اور مسئلہ علم فریب میں محفل ہوئی اسی وقت
تقریر اپنی منکر اپنی ہر کلام و لالی قول بلاخراس کی عاجزی و
تذلل پر مشرک ہو کر فرمایا کہ میرے چچا ہوں۔ بعض لوگوں نے
خداوندین کی شان میں اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے الفاظ کہہ دیے
تھے اور بعض نے ناواقفیت اور سادہ لوحی کی بنا پر ذکر کیا تھا۔ فی الحقیقہ
ان کے اکثر مستندین و علماء مدرسین ہیں

س۔۔ اعلیٰ از شباب شائب مستحکم۔

جواب : مصنف کا یہ مروج کذب اور جیٹا جھوٹ ہے تاہم اسی کتاب میں
صفحہ پر ملاحظہ کر چکے کہ مفتی برزنجی صاحب نے یہ تمام اعرظین کی تصدیق پر سے
اپنی مہر کو ٹھاپا وہ دوبارہ مہر کو ثبت کیا نہ ان کفریات پر کوئی بحث و گفتگو کی بکواس
ہم کو حکیم کو کافیۃ الاموال میں بھی تحریر فرمایا جیسا کہ اس کتاب کے مقدمہ میں پوری عبارت
درج ہے قویہ مصنف کا حضرت مفتی برزنجی پر مروج افتراء بہتان ہے ہم اس کیلئے
اس آیت کریمہ کی تلاوت کرونا کافی سمجھتے ہیں۔ بسم اللہ علیہ السلام

اب علما و مدینہ معتمدین تمام اعرظین مفتیان غلام و غلامہ مذکورین کرام کو فریبت
میں آکنے والے غیر مشہور غیر معروف مفسران جو مستند اور ناواقف اور سادہ لوح و خیار
ہیں اور جن اخلاق سے جھوٹی تحریف کرنے والے کہنا اور انہیں غلام اور مدرسین
میں شمار نہ کرنا سربا غلط اور باطل ہے اور خلاف واقعہ اور مروج کذب و افتراء ہے
اور ان الفاظ میں ان حضرات کی سخت توہین اور کشتیاں ہیں۔

اب میں تمام اعرظین کے وہ معتمدین جو اکابر علما و مدینہ اور مدرسین کرام و
مفتیان مقام کے چند اسماء شمار کرتا ہوں۔

اسماء مفتیان و مدرسین و علما و مدینہ طیبہ

(۱) تاج المفتین۔ امام المفتین۔ مولا مفتی تاج الدین ایلیاس
مفتی اعظمیہ۔

(۲) اہل الافاضل۔ اشل الاصل۔ العالم الزبانی مولانا عثمان بن عبدالسلام مفتی
سابق مفتی مدینہ۔

(۳) المفتی الامامی۔ المفتی القدوسی۔ جامع العلوم العقلیہ۔ فاضل الفنون العقلیہ مولانا
سید شریف احمد برزنجی مفتی انصافیہ۔

(۴) الفاضل الکامل۔ باہر الفضائل طاہر الشامل۔ مولانا سید احمد الجزائر شیخ المالک

(۵) کبیر العلماء۔ گمنام معارف۔ معدن المعارف۔ مولانا الشیخ فطیل بن البرک
الجزبونی۔

(۶) العنبر المشر۔ والروح العنبر۔ مولانا سید محمد سعید شیخ الدلائل۔

(۷) الفاضل الجلیل۔ والعالم البلیل۔ مولانا محمد بن احمد الحموی۔

(۸) الفاضل العقول۔ اعدا العقول۔ العالم الزکی۔ الفطن الذکی مولانا عمر بن عدنان
الحموی المدرس بالمسجد النبوی۔

(۹) الفاضل الکامل۔ العالم العادل مولانا السید محمد بن محمد الدفی۔

(۱۰) جامع العلوم الباری۔ امدالایار من خیار الباری مولانا الشیخ محمد بن محمد القوی
القیاری المدرس بالمعالم البیاری۔

(۱۱) الفاضل المفسر۔ سلطان العلم شل و وزیر مولانا الشیخ محمد العزیز اور وزیر لفظی
الاندرسی المالکی۔

(۱۲) العالم المدرس۔ مولانا الشیخ الفاضل حمید الدار الشلیبی الطرابلسی المدرس
بالمسجد النبوی۔

یہ وہ مشہور اکابر علما و مدینہ طیبہ ہیں جن میں مفتیقین بھی ہیں اور مدرسین بھی ہیں
ان کے دستخط خود مصنف کے پیشوا فطیل احمد انبشلی نے العہد میں بھی پیش کیے

ہیں و پھر اس کا صغر سہ قرآن کے لیے مصنف کا یہ ٹھکانا کہ یہ حضرات غیر مشہور و
معروف ہیں اور ان کو غیر معتمد اور ناواقف اور سادہ لوح قرار دینا یہاں تک

کہ ان کو علما و مدرسین شمار نہ کرنا مروج کذب نہیں ہے تو اور کیا ہے۔
پھر ان کی تصدیقیں اگر تمام اعرظین کے لیے قابل اعتراض ہیں تو البتہ کے

لیے بھی قابل اعتراض ہونی چاہیں۔ اور اسی بنا پر حضرت مقدس سرور پر جس نے تیزی
سے اعتراض کیا ہے۔ انہیں الفاظ میں اپنے پیشوا انبشلی پر بھی اعتراض کرنا

موجب انبشلی کے اس مثل پر مصنف نے اعتراض نہیں کیا کہ معلوم ہو گیا کہ حضرت
قدیر اعظم نے انہیں مصنف کی عداوت دہلی اور شامیت علی کا نتیجہ ہے۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے ۱۳۵۰ سے ۱۳۵۱ تک میں مشہور صاحب
دوس و مترسین کے اسرار شمار کرائے ہیں۔ ان میں اکثر وہ ہیں جن کی تصدیق بہت آہستہ
پر نہیں ہیں تو بقول مصنف ان مشہور علماء و محدثین پر غلیل احمد انیسویں کے متلا و
فساد کی قلمی کھلی محی اسی بنا پر یہ انیسویں کے قریب ہیں نہیں آئے اور انہوں نے
المہند پر دم ہر کی تصدیق کی تھی اور خیال مصنف انیسویں صاحب بھی اسی خوف کی
وجہ سے مدینہ شریف سے جاگ آئے کہ کہیں اور تصدیق بھی نہ چیں جائیں۔ لہذا یہ
مصنف جس طرح اظہرت کو نہ ہر صاحب کو کتاب ہے اپنے پیشوا انیسویں کو بھی تو سمجھے
اور چاہے تو اس کے کذب و افتراء کی خود قلمی کھلی جائے اور انیسویں اصل واقعہ
حوام کے سامنے آجائے۔

پھر مصنف نے رسالہ غایۃ المامل کی حقیقت ان الفاظ میں صاف طور پر
ظاہر کر دی۔

مولوی منور علی صاحب اسے (یعنی رسالہ غایۃ المامل کو) چھپوانے
کے واسطے لے آئے اور بالآخر فراموشی میں ایک ڈالے رکھا
آپ مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنا ہتام سے (ہندوستان
میں) چھپوایا ہے۔

جواب :- جب رسالہ غایۃ المامل معتقد مصنف سید احمد برزنجی کو ان منور علی
صاحب نے اپنے اہتمام سے ہندوستان میں چھپوایا ہے تو اس رسالہ کی
کون سی بات پر امتداد کیا جائے کہ یہ منور علی صاحب اس جماعت دہا بیہ میں وہ
یہ شخص ہیں کہ جنہوں نے اس کو کبھی قبول کر بھی نہیں بولا ہے۔ عرصہ ہر اس کی کذب
افتراءیں گدڑی ہے ہماری اس کتاب کے شروع میں ان کی کتاب سید کا نسبی
کے چند حوالے پیش کیے گئے ہیں جن سے ظاہر ہو چکا کہ عبارات کا بنا لینا کتاب

سے (از شہاب ثاقب ص ۲۰)۔

کا گوارہ لینا۔ اس کا نام تجریر کر لینا۔ اسکا مصنف غرض اپنے دل سے تجریر کر لینا
میں تراش لینا۔ منور اور سطر کا نام لیکر عبارات گزرو لینا ان کی غفلت ہے تو قریۃ المامل
میں مصنف کے الفاظ کا بدل دینا۔ اس کی مراد کو متغیر کر دینا، ہر طرح کی تحریف عقلی و
سفری کر دینا و فقط عقل بلکہ یقینی ہے تو کوئی مصنف مزاج اس غایۃ المامل پر
کسی طرح اعتماد ہی نہیں کر سکتا کہ اہل عقل کے نزدیک بہت بکذب و افتراء کی کوئی
بات کوئی شہادت قابل اعتبار اور لائق اعتماد نہ بھی ہوئی نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔
تو مصنف نے یہ عبارت نکھ کر بڑی حقیقت کا اظہار کر دیا۔

مصنف کا سفید جھوٹ اور بے بنیاد ڈینگ

مصنف نے شہاب ثاقب میں یہ سفید جھوٹ بولا اور بے بنیاد ڈینگ
تحریر کیا ہے۔

منشی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد صاحب نے بذریعہ
سید اسحاق صاحب بر دوانی مناظرہ کی استدعا کی تھی تو کہیں مناظرہ
سے لاطفرت فاضل بریلوی نے فرار کیا تھا۔

جواب :- میں نے مولوی عبدالقادر صاحب غلجی شاگرد منشی برزنجی صاحب سے
دریافت کیا تھا کہ اظہرت قدس سرہ سے مولوی حسین احمد صاحب نے مدینہ
مدینہ میں مناظرہ کی استدعا کی تھی اور اظہرت نے مناظرہ سے فرار کیا تھا انہوں نے
فرمایا یہ سب کذب و محض ہے فاضل بریلوی سے کون مناظرہ کر سکتا ہے۔ یہاں کوئی
ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ علاوہ بریں حسین احمد صاحب نے اگر کہیں ہر منشی کوئی مناظرہ کیا
ہو تو یہ ان کا ڈینگ مانا کوئی باور کر سکتا ہے۔ لیکن میں کونانا کوئی سیم موت

سے (از شہاب ثاقب ص ۳۰)۔

ظہر آتی ہے وہ کیا مناظر کی استہکار کرتا ہے۔ اور ان کا مناظرہ کی خواہش اس ذلت اقدس سے جس کے مقابل کبھی مصنف کے برابر کسی آنے کی ہمت نہ ہوئی اور مکان میں چپ چاپ اپنی جان بچائی مصنف صاحب کا سال گذشتہ کا واقعہ ہے کہ شہل میں جملہ میرت میں آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی علیہ وسلم کے لیے درجہ تابع میں شریک ہونا اور حضور کا ہاں مکہ کی انجبت پر بکریاں چرانا بیان کیا تھا مجھے یہ طرح ہوا۔ تو میں نے چند اشخاص کے ذریعہ سے ان ہر دو باتوں کا حوالہ طلب کیا تو کسی دن ایک جملہ مغزوہ جہود کر شہل سے فرار کر گئے اور میں نے فتویٰ لکھ کر بھیجا تو آپ تک اس کا جواب نہ دیا گیا۔ لہذا حیرت ہے کہ یہ مصنف اور مناظرہ کا نام لے اور وہ بھی اعظمت اقدس شرف سے ہیں۔ انہیں ہر دو باتوں پر صحیح مناظرہ دیتا ہوں کہ وہ میرے ان مطالبوں کو پورا کر دیں اور اپنے اکابر کا اور اپنا اسلام ثابت کر دیں اگر کبھی انہوں نے مناظرہ کیا ہے تو تیار ہو جائیں گے۔ ورنہ بے بنیاد ڈینگ بنے اور سفید جڑ ٹ پئے۔

پھر مصنف نے یہ دو واقعات اور خواب گڑھ کر پیش کیا ہے۔

۱۔ حضرت کے رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے اسی مجلس میں جس میں شیخ عبدالغفار صاحب طرابلسی غشی بھی موجود تھے۔ بیان کیا کہ اس سال ایک فقہ تہذیبیہ نے ہوا ایک ایسا گڑھ پیش کیا تھا اور تمام فقہ بیان کر کے کہا کہ بعض تو مکرنا تجربہ کار اور بعض مترسارہ لوح اس کے ساتھ ہو گئے تھے لیکن شریعت صاحب نے ان لوگوں کو ہیبت تہذیبیات کیل در وہ لوگ اپنے فضل پر پشیمان ہوئے۔

شیخ عبدالغفار صاحب طرابلسی غشی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چند پاشا ملے ہوئے ہیں اور ہر لوگ اس راہ پر تشریف کر رہے ہیں وہ لوگ ان پاشاؤں میں جاسے میں چنانچہ

میں بھی جاتے کا قصد کر رہا ہوں اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو شبہ ہوا۔ اور ہیبت مثال شول مہر کرنے میں کی لیکن جب مفتی صاحب نے زور دیا تو غرور نظر نہ بھی جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے بلکہ

جو خواب ناظرین کا مناظرہ کر رہے ہیں وہ ان میں سراسر جھوٹ اور کذب ہیں لیکن مصنف کی جرات کا مناظرہ ہو کر وہ ان کو کھوکھرا کر ان کی تصدیق کے لیے صاف ٹھکے ہیں۔ صاحب ان دونوں واقعات کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ کا واسطہ ہو گا کہ شیخ عبدالغفار صاحب طرابلسی سے دیندہ میں درافت کریں بلکہ

میں جب مدینہ میں بعد حج کے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت مولانا مولوی فیض الدین صاحب مہاجر اور جناب پیر میری خورشید علیا صاحب شہل میرے ہمراہ تھے میں نے حضرت مولانا عبدالغفار صاحب طرابلسی سے ذکر کیا کہ شہاب شامی صاحب مدینہ حبیب اللہ صاحب کے اس واقعہ اور عرفان کا خواب جو چھایا گیا ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے اور کیا خواب صحیح ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہر دو مصنف کے مرض کذب و اختراع ہے میں نے ایسا خواب دیکھا وہ شیخ حبیب اللہ صاحب نے میری موجودگی میں ایسا بیان کیا۔ تو آپ مصنف کی یہ جرات و دہریہ دیکھئے کہ مرض جھوٹ اور اختراع تہذیبیہ اداس کی تصدیق کی دہمت دیکر اپنے آپ کو ستیا ثابت کرنے کی ناپاک سعی بھی کرنا چاہتا ہے تو ہمارے لیے ان کے خواب میں اتنا کھوکھرا بہت کافی ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔

پھر مصنف نے ملا اور ملا پر شہاب شامی کے بھنے کے سبب اور اس کے باپوں اور فعلوں پر قسم کرنے کی فہرست ذکر کر کے باپ اہل کی ترقی لکھ کر کید اہل شرع کیا جس کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔

کید و بہتان اول اور اس کی حقیقت

ملا۔ شہاب شامی صاحب مدینہ۔ ۱۳۵۔ شہاب شامی صاحب ملا۔

کیونکہ اول میں عالمانہ دینی کی نسبت کفر کا فتویٰ حرمین سے حاصل کیا
ہے ان پر وہ مجبور نے الزام اور اتہام ٹھکانے گئے ہیں۔ میں سے
وہ باطل بری اور پاک بھی اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف
منسوب کیے گئے ہیں میں سے وہ مقدس عالمانہ ہندوستان حرمین
میرزا بھی اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں جو میں شریعت کے عالموں نے
اسی سوال کے مطابق جواب دے دیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں
پر کفر و شرک کا حکم نکالا۔

جواب۔ یہ مصنف کو یہ فرض ہے کہ علماء حرمین شریعت کے احکام تکفیر جو تمام
الحرمین میں جاری ہیں وہ واقعی علماء حرمین شریعت ہی کے احکام ہیں ان میں علماء حضرت
قدس سرہ کا کوئی تفرق نہیں ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ وہ کبریات باطل ہیں یہ
اور میں عبادت پر انہوں نے کفر و شرک کا حکم نکالا ہے کہ یہ تکبر ایسا صریح اور جہتی ہے
کہ خود مصنف اور اس کے اکابر بھی اس تکبر کی تصدیق کرتے ہیں اور ایسی عبادت
والوں کو کافر سمجھتے ہیں اور ان عبادت کو کفر مانتے ہیں۔ چنانچہ اسی شہاب ثاقب
میں صاف اقرار کر لیا کہ سوال میں ایسی باتیں تھیں جو بالاعتقادی کفر ہیں مستند
تو اب الطغرت قدس سرہ کا لکل حکم علماء حرمین میں کوئی تفرق کسی طرح کا کید و فریب
نہیں متفق ہوا۔ اب موت پر تحقیق باقی رہ جاتی ہے کہ سوالات میں میں عبادت
کو پیش کیا گیا ہے وہ عبادت فطرت و بعید حفظ الایمان اور براہین قاطعہ اور
مشرقیہ راتس اور فتویٰ جھنگ بھی میں موجود ہیں یا نہیں اور حفظ الایمان کے مصنف
مولوی اخرف علی متاوی اور براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد انیسوی
اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور متحدہ راتس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی
ہیں یا نہیں۔ تو ہر اردو و غلام شخص تمام الحرمین کے سوالات کی مقتولہ عبادت

لے۔ شہاب ثاقب ص ۳۴۰

اور اصل کتاب حفظ الایمان و براہین قاطعہ و متحدہ راتس کی عبادت سے
مطابقت کر لے اور ہر کتاب کے مصنف کا نام اس مطبوعہ کتاب پر دیکھ لے
اور مزید ایمان کے لیے دلہندہ سارا اپنے شہر کے مشہور دینی مولوی سے
دریافت کر لے تو اس کو یقینی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ حفظ الایمان کے مصنف
اخرف علی متاوی اور براہین قاطعہ کے اصل مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی اور
مشہور مصنف مولوی خلیل احمد انیسوی ہیں اور متحدہ راتس کے مصنف مولوی
قاسم نانوتوی ہیں تو ہر ایسے شخص کو کتاب سے زیادہ روشن طور پر بات ہو جائے
کہ علماء حرمین شریعت کے احکام تکفیر جو تمام الحرمین میں موجود ہیں وہ واقعی انہیں
کتابوں کی عبادت اور یقینی انہیں متاوی گنگوہی و انیسوی و نانوتوی پر جس جہاں
صریح اور حق ہیں، الطغرت قدس سرہ کا کید و فریب جب ہر نامہ کی نقل مطابق
اصل نہ ہوتی یا ان کتابوں کے مصنفین یہ لوگ نہ ہوتے ہیں جب فی الواقع حکم القرآن
کی نقل مطابق اصل ہے۔ اور ان کے مصنفین بھی یہی لوگ ہیں تو اس جہتی بات اور
واقعی چیز کو کید و فریب کہہ دینا خود مصنف کا ذہن مست کید و فریب ہے اور
تا دفتوں کی آنکھوں میں دھوسل بھر کرنا ہے۔ اور اپنی کیا ہی اور فریب کاری کا
میں ثبوت پیش کر دیتا ہے۔

اور ص ۳۳۰ میں مصنف کا یہ کہنا کہ علماء حرمین شریعت کو اپنے ان اکابر کا عقیدہ
مشرقا دینا خود افترا و بہتان اور الزام و اتہام ہے اور عامۃ المسلمین کو بہتان و زور و
دھوکہ دیتا ہے یہ مصنف کے کہنا کو بالکلیہ منکر ہے کہ یہ کتاب کی حقیقت کا غلط سمجھتے ہیں۔

کید و بہتان ثانی اور اس کی حقیقت

کید و دم جو بہتان اور بہتیں ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتویٰ حاصل
کیا گیا ہے (شہاب ثاقب ص ۳۴۰) سطوت اسی صفحہ کے وٹ
میں (کید ثانی و بہتان ظہیم سمجھا ہے) کہ سب لوگ ضرور بات دین کا
انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

گالی دیتے ہیں دھڑا سی سنا سناست میں ہے، مگر اتنی جہت نہ ہونی
کر کوئی شال بھی دے دے جبکہ مولانا رشید احمد مولانا اشرف علی صاحب
یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب وغیرہ نے کوئی ضروری بات نہ دین کا انکار
کیا ہے بلکہ

جواب :- جب جواب کیہ تو دل میں یہ ثابت کر دیا گیا کہ تقاضی کی عبارت
مخلوق الایمان اور مخلوق نبی و انبیاء کی عبارت پر ان فرائض کی عبارت تھی جو ان
کو نقل کر کے فرائضی حاصل کیا گیا ہے تو اس کو بہتان یا بہمت کہنا مصنف کا بہت
جھوٹ اور مریخ کذب ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان عبارات میں اللہ و رسول
یعنی مخلوق و صلے اللہ علیہ وسلم کی مریخ تو ہیں ہوتے اور انہیں گالی دینا ہے اور اللہ
تعالیٰ کے لیے وقوع کذب کے مانتے سے اس کے صادق ہونے سے انکار اور
حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں یا گلوں اور جانوروں پر چرایوں کی
برابر مانتے اور شیعان و کائنات الموت کو حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ
علم ثابت کرنے سے حضور کے علم خلق ہونے سے انکار اور حضور صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ذمے ہیں یا بعد میں کوئی اور نبی جو میر کر لینے سے حضور کے خاتم الانبیاء
ہونے سے انکار ہے اور یہ سب ضروریات دین میں سے ہیں تو تقاضی و فرائضی و
اشیائی و فرائضی نے نہایت صاف طور پر ضروریات دین کا انکار کیا، اور یہ عبارت
ان کے قائلین کے کتب ضروریات دین ہونے کی نہایت واضح اور روشن مثالیں
ہیں تو اس میں اطلاعیت قدس متو کا نہ کسی طرح کا کید و فریب پایا گیا نہ بہتان معلوم
متحقق ہوا اور جب عبارت پیش کر دیں تو ان میں ضروریات دین کا انکار اور
توہین و گالی دینا تو یہی ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ مصنف کی یہ ساری
تفسیر لغو و باطل نظریہ بلکہ خود مصنف کا کید و کذاب ہونا روشن ہو گیا پھر ملے
وہ بقول خود اپنے ہی اس ناشائستہ فعل پر لا حول و پھر ملے۔

ملہ :- شہاب اشاقب ص ۵۵۔

پھر مصنف شہاب ثاقب ص ۵۵ سے ص ۵۶ تک کید ثالث اور چوتھے بہتان
میں ساڑھے تین صفحات اس طرح سبایا کرتا ہے۔

کید ثالث اور چوتھے بہتان کی حقیقت

علامہ حرین کو دھوکہ دینے کے لیے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان
بزرگانِ اہلسنت کے ساتھ غلط طرز کے سمجھائے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور خیال کے لوگ ہیں نہ کہ ضعیف و طاقتور
ہوں گے چونکہ مرزا غلام احمد باحق اہلسنت و جہالت گراہے اور انہی عقیدت
ضروریات دین کا انکار ہے لہذا اہل حرین نے لغو و زائد فرائضی دے
دیا اور سب پر ایک حکم لگا دیا ہے

جواب :- مصنف اپنی عادت کذب بیانی و افتراء پر داری کے علاوہ یا در گوئی اور
بے فائدہ اور غیر شعلی باتوں پر زور آتا ہے جن کے جواب کی طرف متوجہ ہونا سولے
تفسیر اوقات کے اور کچھ نہیں ہے رہا یہ امر کہ اہل حرین میں غلام احمد قادیانی کے
عقائد اور شیوہ ایان و دواہیہ کے عقائد کو غلط طرز کے سمجھائے یہ مریخ کذب اور بیجا افتراء
ہے کہ سب متاخر اہل حرین بخیر و موجود ہوتے اس میں شخص دیکھ سکتا ہے کہ فرقہ مرزاویہ
کو علیحدہ مریخی قائم کر کے تخریب کیا ہے اور فرقہ دواہیہ کو جدا مریخی کے تحت سمجھا ہے۔
اور ہر ایک کے اقوال فرائضی ہر ایک مریخی کے تحت درج کیے ہیں اس کو غلط طرز
کہنا مریخ کذب و افتراء ہے بلکہ فرقہ اس کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

فصل اول فی التہذیب و التعمیر	(ترجمہ) ایک دفعہ مرزاویہ ہے اور
تسمیہ السلامیہ نسبتہ	ہم نے اس کا نام غلام نبی رکھا ہے
الح غلام احمد القادیانی	غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے
وہاں حدیث ہے ہذا الزمان	وہ ایک وہاں ہے جو اس زمانہ

ملہ :- شہاب اشاقب ص ۵۵۔

نادعی اولاً حائلاً المسح^۱

میں پیدا ہوا کہ ابتدا میں مسیح
ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے
بعد اس کی کتابوں سے اور اس کے
اقوال سے شک اٹھ گیا ہے۔

اور تمام المیزین کے منہ سے اسے علیحدہ کرتی تمام مذکورہ فرقہ واریہ کا ذکر ان الفاظ
کے شروع کیا گیا۔

و منہجہ الوعایۃ الانانیۃ
والعواشیۃ وهو
مقتسمون الی الامیریۃ
نسبۃ الی امیر حسن
وامیر احمد الیہو انیسین
والنذیین یثۃ النسبۃ
المنذیون حسن
الدهوی والنسبۃ
العنوبۃ الحسن
قاسم النافقوی صاحب
تعدیون الناس الام

ترجمہ دوسرا فرقہ واریہ انشائیہ یعنی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
چچ یا سات شل موجود ماننے والے
اور غلام (یعنی حضور کے سوا اور بیٹا)
قرین میں چرخا تم انیسین موجود
ماننے والے اور وہ کی قسم ہیں
ایک امیر یہ امیر حسن و امیر احمد ہوا
کی طرف منسوب اور دوسری یہ نذیین
دوسری کی طرف منسوب اور قاسم
قاسم نافرمانی کی طرف منسوب ایک
تعدیون الناس ہے (اس کے بعد
ان کے اقوال نقل کیے)۔

مکلف و دیگر کہ جس کو یہ اندیشہ سرخیز میں ذکر کیا گیا ہے اس کو مصنف غلط
کہہ کر کہ عریج کذب بیانی اور افراط پر واری نہیں کرنا چاہیے اور خود کو یہ صریح اور
بیستاب و عریج کے تمام المیزین پر کید و بھائی کا غلط الزام نہیں دیکھا رہا ہے اور نیز غلام

سہ : تمام المیزین ملکہ بریلی ملکہ متا : ملکہ : ملکہ متا

عریج شریعتین کے پاک دامنوں پر یہ ناپاک وجہ نظر رہا ہے کہ وہ اس قدر جاہل و
بے تہیز نہیں کہ ان شریعتوں کی علیحدگی کا امتیاز نہ کر سکے اور انہوں نے اس کو غلط طور پر
اور اپنی کم علمی کی بنا پر دوسری فرقوں پر ایک غلط حکم اور باطل فتویٰ دے دیا تو یہ مصنف
کا غلام عریج پر نہایت بے باکی کے ساتھ بہت زیادہ ناپاک حکم ہے۔ البتہ قابلہ تھا
اور اس کے ساتھ اپنے دلیوبندی مولوں کو غلام عریج پر فضیلت دے کر انہیں ذی علم
اور صاحب تہیز اور حقیقت میں حق قرار دیا۔

پھر مصنف نے اسی منہ پر اپنی عدالت کلی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

البتہ مرزاقا دیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہے جواب : مصنف کا
یہ دعویٰ البتہ غلط ہے
کہ جس پر وہ مذکورہ دلیل پیش کر سکا۔ اور نہ آئندہ کبھی کوئی دلیل قائم کر سکتا ہے بلکہ
حقیقت یہ ہے کہ قادیانی کے عقائد میں اگر شرکت ہو سکتی ہے تو دیوبندیوں کی ہو سکتی
ہے اس لیے کہ قادیانی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کی تہیز
جائز دیتا ہے اس بنا پر اس نے اپنے آپ کو نبی تہیز کر لیا اور دیوبندی بھی تقدیر اناس
کی بنا پر یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انزال انبیاء نہیں ہیں ایک
کے زمانے کے بعد اور دوسرا نبی تہیز کیا جاسکتا ہے۔ تو قادیانیوں کا عقیدہ عقلا
وہی دیوبندیوں کا عقیدہ ثابت ہو گیا تو عقائد قادیانی و عقیدہ دیوبندی میں اس
بنا پر شرکت متفق ہو گئی البتہ مرزاقا دیانی کے عقائد میں دیوبندی شریک نہیں اور
مرزاقا دیانی کو اس عقیدہ کی بنا پر مصنف اور اس کے ابابہ و سرور و ملازمین نے شکر
مردہ یا بدین قرار دیتے ہیں تو مصنف کو چاہیے کہ اپنی عقائد کی بنا پر دیوبندیوں
پر بھی کافر و مرد اور کفر و شرارت دین ہونے کا فتویٰ صادر کر لے اور اپنی شرکت
کا اعلان کر لے۔

سہ : شبہ ثابت و ثابت

پھر مصنفت اپنے اکابر کے کثرت پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ غلط سمجھ کر رہے۔

مقدمہ صاحب کو غیظ و غضب اہل متعال سے نہیں لیا ہوتا تو پھر یہ کے اقوال کو جو سراسر دھرمیت سے پر اور ان کے رئیس کی تحریک لغویں کو جو صراحتہ عقیدت کی مخالفت سے مجھ سے منکر و ذکر کرتے علی بن ابی طالب غیر معتقدین و روافض قرائیہ وغیرہ کے حالات اور تردیدات کی ضرورتیں کیا لائق رہتیں بلکہ

جواب :- مصنف نے ایک صفحہ سے زائد بعض ہزلیات و سبب و شتم نام میں سیاہ کردیا اور غلام کو فریب میں مبتلا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا جتنے اور کوئی جملہ راست بازی کا نہ دیکھا اور اس نے اپنے غیظ و غضب میں جلی جھڑک کر جھوٹ بولا ہے۔ باوجودیکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس فتاویٰ سے تمام الحرمین سے سات برس پہلے فتاویٰ الحرمین پر صحت ندرۃ المین میں پچھڑیوں غیر معتقدوں و رافضیوں کے خلاف اذکار پر نقشہ دے کر علماء و محدثین شریفین سے تصدیق کرائی ہیں جو مبلغ موجود ہے شمس کے علاوہ دیگر پھر یہ میں مفسر دینے اور روافض میں رد و افسار اور غیر معتقدین میں چابک لیٹ اٹا سب العیبت البقی الاکیدہ النعل الوہبی وغیرہ چند رسائل تحریر فرمائے جو ملک میں طبع ہو کر شائع ہونے اور بار بار طبع ہونے لگیں مصنف کو جتنا جھوٹ بولتے ہوئے دھرم کافی ہے نہ خدا و رسول بنی خدا و علی علیہ السلام کا کچھ خوف و ڈر نہ پھر یہ مصنف نہایت تجرات و دلیری سے سفید جھوٹ بول رہے اور اپنی ذہن و عقل کا خود پریش کرتا رہے۔

مقدمہ التسلیل صاحب نے ان کی تردید میں یا دنیا نیت کے خلاف میں آریوں کے جواب میں یا غیر معتقدوں کے ابطال میں رسائل تصنیف کیے۔

سہ۔ شباب و ثاقب و صلیح و صلیح۔ سہ۔ شباب و ثاقب و صلیح۔

جواب :- معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تصنیف کے وقت شاید یہ قسم کھائی تھی کہ اس کتاب میں کہیں ایسے نہیں بول جائے گا اسی بنا پر یہ ساری کتاب کذب و افتراء سے پر ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تو ہر بد مذہب بے دین کے مدد میں فتاویٰ و رسائل کی کثرت سے تحریر فرمائے ہیں کہ چند خطوں کا ذکر یہ کہتے سنتا ہے کہ ایسا پھر معنی و مصنف کئی صدی میں نظر میں آیا۔ مصنف انہیں کھول کر قفا سے رضویہ جملہ اقل مغیرہ جو دیکھ لیتا کہ اس میں پورا ایک رسالہ باب العقائد و اعلام ہے جس میں فلاسفہ اکریم جوسہ۔ پیرو۔ نصاریٰ۔ نجری۔ یحزائی۔ تادیانی۔ رافضی و غیرہ فرقوں کا مدعا ان کے اقوال کفریہ کے رد موجود ہیں تو اس کو یہ سر پر کذب خود بولنا پڑتا مگر جہنم نے خدا کے پجاری سے جھوٹ کی کیا شکایت مصنف کو چاہیے کہ کونسا دین علی النکاذین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور اپنے شیخ النکاذین ہونے کا اعلان کرے۔ پھر مصنف شباب و ثاقب میں اپنی فریب کاری کا پورا جھڑک اس طرح پیش کرتا ہے۔

آ خرا بل اہل بدعت کے فرقہ عکبر مثالہ روافض کے چھوٹے بھائی آپ حضرات ہی میں ہے۔

جواب :- مصنف نے یہ سارا صفحہ سب و شتم اور موعظی میں سیاہ کیا ہے۔ اور اپنی یاد دہانی کا پورا اثبات پیش کیا ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ روافض کو کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیں ان کے رد و ابطال میں رسائل تحریر فرمائیں وہ ان روافض کے بھائی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ان ہم یہ دکھائیں کہ روافض کے بڑے بھائی دایہ و دایہ بڑے ہیں کہ روافض صرف صابریہ کی شانوں میں ہے اوب و گستاخ ہیں اور مصنف اور اس کے اکابر صحابہ اہلسنت۔ اہل اہل کلام۔ سیدہ الانبیاء علیہم السلام علیہم السلام علیہم السلام کی شانوں میں انتہا درجہ کے بے اوب و گستاخ ہیں دیگر رسالہ

سہ۔ شباب و ثاقب و صلیح۔

الاستعداد کا شائبہ نسبت و دوامیت وغیرہ سائل تو دایمہ روافض کے بڑے بھائی
بلکہ باپ شہرے کو انہوں نے تو تمام پیشہ داریاں دین اور بائیان مذاہب کی توہین و
تنتیض کا درس دیا ہے اور ہر کتاب کو راسخ و کھانا ہے ہر شخص کو کہتا ہے۔

پانچ خال بہتان اور اس کی حقیقت

الحاصل یہ جملہ اکابر زناور و زلیخا ہی آتشی، فتنائی، ایک روج۔ اور
چند قالب اور ایک منہ اور چند الفاظ ہیں ان کے خیالات و عقائد اعمال
ایک ہی ہیں ان کے مہربین مستحقین کلام سب یک خیال و یک عقائد
ہیں قبلہ اوقات ان کے اعمال مبالغہ و مریضات نبویہ سے مستحکم ہیں نہ ان میں
خلفت فرستے ہیں اور نہ ان کی مخالفت وائیں ہیں۔

جو اب۔ فرخز کا اختلاف ایک بات کی بنا پر بھی ہو جایا کرتا ہے۔ جیسے خوارق
روافض ایک خیال و یک عقائد ہیں مگر ایک ایک بات کی بنا پر وہ روافض و خوارق
۲۴ فرستے ہو گئے اور ہر ایک کا نام پلیدہ ہو گیا جیسے نفیر، علویہ، شیعہ، اسماعیلیہ، زیدیہ
عیسائیہ، امامیہ، لائبر، وغیرہ فرخز نے روافض کو سب چوتھے بھائی میں اس قدر فرستے
ہو گئے تو بڑے بھائی دایمہ دلیہ نبویں میں ہی مختلف فرستے اور مخالفت وائیں ہو گئیں
تو اس قدر قبلہ کا اس میں بہتان و دکر کیا ہے کہ انہوں نے ہر پیشہ کو اس کے سنے
اعتقاد و ایمان کے اعتبار سے اور اس کے مہربین معتدین کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ
فرقہ مندرجہ جیسے سلف نے انہیں ایک عقیدہ روافض کے لحاظ سے مختلف فرقہ قرار دیا
اب نہ صرف کا بہتان و دکر ہے کہ وہ اپنے اکابر کے مخصوص عقائد و اقوال کو سب
کر یک خیال و اعتقاد دیکھا کر نام کو زہیب دینا چاہتا ہے اور ہر ایک کے مخصوص شعری
عقیدہ پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جس کا منقول بیان آگے آئیگا۔

پچھٹا بہتان اور اس کی حقیقت

پھر معتقد اسی شہاب ثاقب میں چٹا بہتان اور دکر عظیم کی ترقی قائم کر کے

فخرین عبد الوہاب نجدی کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

ما جو فخرین عبد الوہاب نجدی ابتدا تیرہویں صدی میں نجد عرب
سے ظاہر ہوا اور پھر خیالات باطلہ و عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے
اس نے اہلسنت و جماعت سے لڑی و تکی کیا ان کو باطلہ اپنے خیالات
کی تکلیف و تباہی کے احوال کو نہایت کمال اور سلاطین کھانگیا
ان کے قتل کر دینا باعث ثواب و رحمت شمار کرتا تا اہل عربین کو فتنایا
اور اہل حجاز کو فتنایا اس نے تکالیف شاذہ پر پناہیں سلف صالحین
اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال
کے بہت سے لوگوں کو پھر اس کی تکالیف شاذہ کے مدینہ منورہ
اور مکہ معظمہ چھوڑ کر پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے
استغاثہ شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی و خوارق فاسق شخص
تھا۔

جو اب۔ اس عبارت میں نہ صرف نے فخرین عبد الوہاب نجدی کے خیالات کو
باطلہ اور عقائد کو فاسدہ قرار دیا اور اس کو اہلسنت کے مالوں کو مال نہایت اور سلاطین
بگھنے والا اور ان کے قتل کو باعث ثواب و رحمت شمار کرنے والا اور اہل عرب کو تکالیف شاذہ پہنچانے
اپنے باطل خیالات و فاسدہ عقائد کا منواسے والا۔ اور اہل عرب کو تکالیف شاذہ پہنچانے
والا۔ اور سلف صالحین کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والا۔ اور ہزاروں کمال
کو شہید کر دینا اور اہل اور اس کو ظالم و باغی و خوارق فاسق شخص کہا۔ اور انرا و دکر و زہیب
عوام کو یہ باور دیا کہ ان کا نام دایمہ دلیہ نبویں میں فخرین عبد الوہاب کو لایا ہی جانتے ہیں۔
تو اکابر و دلیہ نجدی کے خیالات باطلہ و عقائد فاسدہ کو بہت بڑا جانتے ہیں چنانچہ
یہ نہ صرف اسی کتاب میں صاف طور پر لکھا ہے۔

حالا کہ عقائد و مابہ اور ان اکابر کے عقائد و اعمال میں زمین آسمان
بکرا اس سے زائد کافرق ہونے لگے

تو مصنف کے نزدیک اکابر و دیوبند یہ کے عقائد اپنے اور عقائد میں اور عقائد
نہید پر پورے اور باطل و فاسد ہیں۔ لہذا یہ مصنف کا زبردست فریب اور ہر حکیم اور
جسٹا جبروت اور مریخ کذب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اکابر و دیوبند یہ کے عقائد باطل
و ہی ہیں جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد ہیں۔ چنانچہ دیکھو اسے مصنف و فرقہ
دیوبند یہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ میں صاف طور پر موجود ہے
سوال و جواب بیہیمہ و بلفظ نقل کیے جاتے ہیں۔

سوال سولہواں دہائی کن روگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ

تھا اور کن مذہب تھا اور وہ کیا شخص تھا اور اہل
نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب۔ مستندین عبدالوہاب کے عقائد میں کو وہابی کہتے ہیں۔

ان کے عقائد عقائد حقہ اور مذہب ان کا منہلی تھا البتہ

ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مستندی اپنے حق میں بکر

باں ہر حد سے بڑھ گئے ان میں فساد اُگیا ہے اور عقائد سب کے متحد

ہیں اعمال میں فرق حنفی شافعی مابکی منہلی کا ہے بے

پیشوائے فرقہ دیوبند یہ نے اس فرقے میں یہ چند امور صاف کر دیے۔

۱) دہائی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ماننے والوں کو کہتے ہیں۔

نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد عقائد حقہ ہیں۔

۲) ان کا مذہب منہلی تھا۔

۳) ان میں سے بہت سے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی ہے وہ بھی اپنے حق میں۔

۴) یہ تباہی و فساد ہے۔

۵) جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد اُگیا ہے ان کے عقائد نہیں باطل
ہیں بلکہ عقائد ان کے بھی بادر فساد آجائے کے عقائد ہی باقی رہے۔

۶) ان اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کچھ فرق نہیں۔

۷) سنی حنفیوں اور اہل نجد میں حنفی شافعی مابکی منہلی ہونے کا فرق صرف اعمال میں ہے

تو گنگوہی جی کے نزدیک اہل دیوبند ہر اپنے آپ کو سنی حنفی کہتے ہیں ان

کے عقائد میں اور اہل نجد محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد

میں کچھ فرق نہیں بلکہ اہل نجد کے عقائد کی مددگی اور ان کا مذہب اچھا ہونا اس اعلیٰ

حد پر پہنچ گیا ہے کہ جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی ہے اور جن میں حد سے

بڑھ جانے کی وجہ سے فساد بھی اُگیا ہے وہ بھی عقائد عقائد حقہ اور اپنے ہی مذہب

قرباب اس کتاب مصنف سے دریافت کر دو کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی

کے عقائد کو بالکل اور عقائد کو فاسد کہتا ہے اور اس کو غلام مابکی فرعون کہہ کر

بڑا کہتا ہے اور اس کو اکابر دیوبند کا مذہب بتاتا ہے اور پیشوائے اکابر دیوبند

گنگوہی جی اس کے عقائد کو عقائد اور اس کو اچھا کہتے ہیں لہذا تم میں کون سچا ہے

اور کون جھوٹا کذاب ہے یہاں پہلے کہ گنگوہی جی پیشوائے اکابر دیوبند ہیں ان کی

یہ بات سارے فرقہ کو تسلیم کرنی پڑے گی اور یہ بھی الظہر من الشمس ہے کہ عقائد

عقائد حقہ اور عقائد باطل کا دانی ہونا گنگوہی جی کے فتوے سے

ایسا ثابت ہو گیا جس کا کوئی دیوبندی یا محمد بن عبدالحق نہیں کر سکتا قرباب مصنف کے

اس کذب و فریب کی حقیقت کا پردہ فاش ہو گیا کہ عقائد و مابہ اور ان اکابر دین

اہل دیوبند کے عقائد و اعمال میں زمین آسمان، بلکہ اس سے زائد کافرق ہے

یہ مصنف کے اس ہر حکیم و مکیہ و مکیہ کی عقلی فہم گئی اور ساری دہائی کی توجہ

میں مل گئی کہ وہ غلام کو یہ بادر کرنا چاہتا ہے۔

۱) یہ حضرات دینی دیوبندی قوم، باطل سنی صالحین کے عقائد پر

ابن امام اعظم رحمہ اللہ علیہ اور فقہاء حنفیہ کے طریق پر ہر طرح علما و علماء
کار بند ہیں مگر کوئی تفاوت کرتا نہیں چاہتے مسلک اکابر طریق اور فقہ حنفی
پیشینہ مبارک ان کا مکتوب بن جائے۔

لنگوی جسے نجدیوں کو چچا کہہ کر اردن کے عقائد کو عقیدہ بتا کر یہ واضح کر دیا
کہ وہ نجدیوں کی جماعت سلف صالحین کے عقائد پر برگز نہیں ہے بلکہ نجدی عقائد
پر ہے جن کو معتقد بنیالات باطل و عقائد فاسدہ کہتا ہے۔ اور جب نجدی کے
عقائد باطل و فاسدہ ہونے تو فرقہ دیوبندی و امام اعظم اور فقہائے طریق پر ہر طرح
علما و علماء کار بند قرار پائے مسلک طوائف اربعہ کا مکتوب کیا مصلحتاً لہذا معتقد کا دل
فریب نام پر لگا کر لنگوی صاحب کے فتوے سے دیوبندیوں کا وہابی بننا ثابت
ہو گیا پھر حضرت قدس سرہ نے اگر دیوبندیوں کو وہابی بتایا تو اس میں بہتان اور کذب
کس طرح ہوا۔ بلکہ خود معتقد بھی اپنی جماعت کے وہابی ہونے کا اس طرح عرض کرتے۔

صاحبو شراب پیو۔ داڑھی منڈھاؤ گور پرستی کر ذرا بغیر اللہ مانو دنیاوی
انعام بازی، ترک جماعت و موم و صلوة جو کچھ کر دے سب علامت
الہیہ و الجماعت ہونے کی ہر ادا اتباع شریعت صورتہ و عملات
کو حاصل ہو وہ وہابی ہو جاوے گا۔

معتقد نے اس بات میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اتباع شریعت صورتہ
و عملہ کا وہابی ہونے کی علامت ہے اور سارے دیوبندی اتباع شریعت صورتہ
و عملہ کرنے کے ذریعہ دست برداری تو وہ وہابی قرار پائے اور لنگوی صاحب نجدی
کے معتقدوں کو وہابی کہتے ہیں تو نتیجہ عمل ایک اتباع شریعت صورتہ و عملہ نجدی کی تہا
سے حاصل ہوتا ہے کہ وہابی ہونے کا وہابی قرار پائے۔ اب باقی راہ معتقد کا
اہل سنت و جماعت کی علامت شراب پینے داڑھی منڈانے زنا کاری انعام بازی

ملہ۔ شہاب ثاقب ملہ۔ ملہ۔ شہاب ثاقب ملہ۔

کرنے ترک جماعت و موم و صلوة کرنے گور پرستی کرنے ذرا بغیر اللہ ماننے کو قرار
دینا یہ باطل غلط و باطل اور شراب و بیہوشی عظیم ہے اور اس طرح ہے کہ کوئی انعام بازی
بیس دیوبندیوں کے شراب پینے داڑھی منڈانے بیہوشی عظیم ہے۔ ترک موم و صلوة
اور زکوٰۃ پانے کرنے اور دیوبندی کے اساتذہ کی انعام بازی و زنا کاری کرنے اور لنگوی مہتا
کی گور پرستی اور ذرا ذرا وغیرہ کو دیوبندیہ و بیہوشی کی علامت و شمار قرار دے اور ان
سب کو اپنے خرافی مشاہدے سے ثابت کر دے اور ان پر شہادتیں پیش کر دے
تو کوئی مائل ان امور کو علامت دیوبندیہ و وہابیت نہیں سمجھ سکتا ہے کہ بدل
فرقے میں ہوتے ہیں تو ان کی بر علی مذہب کی علامت نہیں ہوا کرتی ہے معتقد
کو اگر اتنی ہی عقل رکھتا ہو تو ایسی شریعت بھی زبان پر نہ لانا۔

پھر معتقد محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد شمار کرنا کہے اور دیوبندیوں
کو ان عقائد جماعت ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرتے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا پہلا عقیدہ

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان ديار
شُرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتل کرنا ان کے اسوال کو ان سے
چھین لینا حلال اور جائز ملک واجب ہے۔

جواب :- معتقد نے یہ ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ پیش کیا اور اپنے اکابر
و تابعیہ دیوبندیہ سے اس عقیدہ کے مخالفت میں لنگوی جی کے رسالہ مخالفت رشیدیہ
کی ایک فویل عبارت پیش کی اور اس کے بعد معتقد نے ان الفاظ میں اس
کا نتیجہ نکال کر محرم کفریہ بیان کیا۔

ملہ۔ از شہاب ثاقب ملہ۔

حضرات غر فرما میں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز زائد
اور ان کے اتباع کس قدر تکبر اور تشکر کہنے وغیرہ میں اعتقاد فرماتے ہیں
اور کس طرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں غلاف و دایہ کے
کو نام کو ادلتے سبے بغیال سے کافر و شرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و
دار و کرمال چلتے ہیں غر
ہیں کثافت راہ از کجاست تا برگاہ

جواب:۔ مصنف نے اپنی خراب کاری سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ اکابر
دوبند یہ دایہ اس عقیدے کے باطل مخالفت ہیں۔ لہذا یہ مصنف کا عریض جھوٹ
اور مخبر عقیم ہے۔ ہم مصنف کے پیش کردہ گنگوہی صاحب کی مسئلہ کتاب قتال و جہاد
سے امام الزیاریہ کی کتاب تقویت الایمان کا اچھا ہرنا سچا ہوا دھماکے میں تقویت الایمان
نہ کہ کتاب ہے جسے اگر شرک و کفر کی مشین کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ محمد
گنگوہی اس کی قرینیت میں یہ تحریر کرتے ہیں۔

کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور دہرے شرک بدعت میں
لا جواب ہے۔ استدلال اس کے باطل کتاب الزلہ اور احادیث سے
ہیں اس کا رکنا اور بھٹنا اور مل کرنا حلین اسلام ہے۔ داسی میں سلا
پر ہے تہ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح میں اور تمام
تقویت الایمان پر عمل کرے۔

اس میں انہیں گنگوہی صاحب نے تقویت الایمان کے تمام مسائل کو صحیح مانا کہ کتاب
پر عمل کرنے کا حکم دیا کیلئے اس کے مقلدوں کو کہہ کر اس کے چہرے کو کھڑکھڑاتے رکھے کہ میں اسلام
توڑ دیتا تو جس کتاب کا پڑھنا اور مل کرنا توڑ کرنا کہہ کر کھائی میں اسلام پر گواہ اسکے دشمنین و
مسائل تو حبان اسلام ہو گئے۔ لہذا اس تقویت الایمان میں ہے۔

ملہ:۔ شہاب نقاب ستہ۔ ملہ:۔ فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ کس دہلی ج ۱۱۵

دیوبندیوں و دایہوں کی شرک کی مشین

پھر کوئی کسی پیر و پتھر کو: نبوت وبری کو یا کسی چکر یا جھڑی قبر کو یا
کسی کے بتان کو یا کسی کے چکر یا کسی کے ستان کو کسی کے تبرک کو یا کشتان
کر یا آئوت کو سمجھ کر سے یا زکریا کر سے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا
باتو باندھ کر کھڑا ہو کر یا جانور چراوے یا ایسے مکانوں میں دور دور
سے قصد کر کے جاوے یا دواں روکشی کرے۔ غلاف ڈالے۔ چادر
چڑھاوے۔ ان کے نام کی چھری کھڑی کر کے زخمت ہووے وقت
نشتے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسے دیوے مور بھیل بھیلے اس پر شامیانہ
کھڑا کرے۔ پوکھٹ کر بوسے دیوے۔ باتو باندھ کر اٹھا کرے۔ غراوانے
جاوے ان کے پیڑ بوسے۔ دواں کے گرد و پیش کے بھنگ کا ادب کرے
اور ایسی قسم کی باتیں کرے اس پر شرک ثابت ہو جائے۔ اس کا شرک
فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی ہی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں کہے
کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا میں کہے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم
کرنے سے اللہ خوش ہو جائے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ تعظیمیں قبول
رہتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے ملہ

- اس عبارت میں امام الزیاریہ اسماعیل دہلوی نے ایسے مسلمانوں کو شرک قرار دیا ہے
(۱) جو مسلمان کسی نبی ولی کی حج کر کے آگے باتو باندھ کر کھڑا ہووے مشرک ہے۔
(۲) جو کسی نبی ولی کی قبر کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے جاسے وہ مشرک ہے
(۳) جو کسی نبی ولی کی قبر پر روکشی کرے وہ مشرک ہے۔

ملہ:۔ تقویت الایمان معجمہ مذکور ص ۱۱۵۔

- (۳۰) جو کسی نبی ولی کے مزار پر وضو کر ڈالے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۱) جو کسی نبی ولی کے مزار پر چڑھائے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۲) جو کسی نبی ولی کے مزار سے رخصت ہوتے وقت اٹھنے پاؤں برائے اوب پٹے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۳) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۴) جو کسی نبی ولی کی قبر کو ہر چہل چلے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۵) جو کسی نبی ولی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۶) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۷) جو کسی نبی ولی کی قبر پر ماتہ باندھ کر کھڑے کرے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۸) جو کسی نبی ولی کی قبر پر کسی طرح کی کوئی شراعت مانگے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۹) جو کسی نبی ولی کی خدمت کے لیے عمارت بن کر دے وہ مشرک ہے ۔
 (۴۰) جو کسی نبی ولی کے مزار کے اوپر رکے منجل کا اوب بٹے وہ مشرک ہے ۔
 (۴۱) جس پر بھی صاف کر دیا کر اٹھایا کر ام وادیا و مقام کر دیا کا بندہ اور قلعہ جو جو کر اور یہ جان کر کہ ان کی تعلیم سے اللہ غرض قبول ہے ۔ ان کے ساتھ یہ معاملہ کرے وہ بھی مشرک ہے ۔ یہ قرد ایوں دیر بدیلوں کی شرک کی مشین ہے ۔ اب گزری مشین غاصطہ ہو

دوبندوں دیوبندوں کی گفرتی مشین

اس زمانہ میں ہندوستانی مسلمانوں میں ہزاروں نبی باتیں اُرد
 نئے عقیدے اور دم و دم جو رائج ہیں اور ایک جہان اس میں گرفتار
 ہے جیسے لاکھ بیدار ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا ۔ اور بندہ تین چھوڑنا
 چھٹی کرنا ۔ اور نام فلاں بخش اور غلام فلاں رکھنا ۔ سب سے اللہ کی شادی
 کی عقل کرنا ۔ اور غصہ میں شادی اور عقل اور دم و دم لڑ رہی ہو مگر بہر حال غصہ

شاہی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا جنم کی عقلیں کرنا اور بیت الاقل ہیں
 مولود کی عقل ترقیب دینا ۔ اور حسب واپا ذکر حضرت کے پیدا ہونے
 کا اوسے کھڑے ہو جانا ۔ اور ریح الشانی کو گویا ربوب کرنا ۔ شعبان میں ملوا
 پکانا ۔ اور رمضان میں اخیر جیکو خطبہ اوداع اور غنا مری پھٹنا ۔ شوال
 میں حید کے روز تیریاں پکانا ۔ اور بعد نماز صبحین انگلی ہر کرنا یا بعد نماز
 کرنا ۔ لیکن کے ساتھ جاننا اور عبادت بھی ضرور پکانا ۔ کبھی بڑا بڑا وغیرہ نکھنا
 اور قبر میں قتل کے دھیسے اور شجرہ رکھنا ۔ اور تہجد و سواں ۔ چالیسواں اور
 چھ ماہی اور برسی عرس موقوف کے کرنا ۔ قبول پر عبادتیں قرآن ۔ سترے
 پکانا ۔ قبول پر تاریخ نکھنا ۔ واپا چارٹا سلانا ۔ اور دور دور سے سفر کر کے
 قیروں پر جانا ۔ اور مسئلہ کے حق میں تقلید ہی کو کافی جاننا ۔ مہر عورتوں کا
 لایہ معز کرنا ۔ ایسے ہم و مکان اور ساری وغیرہ کی زینت بہت سی کرنا
 لاد چند باتیں شمار کر کے دیکھتے ہیں آخر میں کہ یہ باتیں اور سوا اس کے
 ہزاروں ترسیں رائج ہیں جو ہزاروں آدمی یہ ترسیں کرتے ہیں (پچھلے باتیں
 کے کرنے والے کا حکم آخر میں یہ دیکھتے ہیں) جو شخص اس کی بڑائی و باریت
 کے کے تاخوش اور غنا ہو اور ان کا ترک کرنا بڑا گھٹے قوصات جان لیا
 چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب سلطان نہیں رہی (کافر ہے) لہذا

اس مبادت میں کس قدر مسلمانوں کو کافر بنایا ۔ اس کو اس طرح شمار کیجئے ۔
 (۱) جو سلطان بوقت پیدائش خرد کر ذبح کرے وہ کافر ۔ (۲) جو اس وقت بندہ تین
 چھوڑے وہ کافر ۔ (۳) جو چھٹی کرے وہ کافر ۔ (۴) جو چھوڑ کر باطل بخش یا حسین بخش
 یا نبی بخش یا غلام محمد یا غلام احمد یا غلام شمسٹے یا غلام نبی یا غلام رسول یا غلام علی
 یا غلام امام یا غلام حسن یا غلام حسین یا غلام محمد بن علی یا غلام جیلانی یا غلام حسین بن علی

لے ۔ یہ تذکرہ الاخوان بقیہ تعویذ الایمان مطبوعہ مکررانہ ۱۳۵۸ء

یا غلام صابر وغیرہ نام رکھے وہ کافر (۵) جو بسم اللہ کی فعل کرے وہ کافر
 (۶) جو مشرک کی فعل کرے وہ کافر (۷) جو عیسیٰ کی رسم کرے وہ کافر۔
 (۸) جو سہرا یا ندر سے وہ کافر۔ (۹) جو عیسیٰ شادی برادری کو کھانا دے وہ کافر۔
 (۱۰) جو عیسیٰ کی مجلس کرے وہ کافر (۱۱) جو ریح الاول میں مولود شریف کی فعل منعقد
 کرے وہ کافر۔ (۱۲) جو برکت ذکر ولادت قیام کرے وہ کافر۔
 (۱۳) جو ریح الاخر میں گیا رہی کرے وہ کافر۔ (۱۴) جو شیشیاں میں ملنا پکائے وہ کافر۔
 (۱۵) جو رمضان میں آغیر منہ کو کھلتا اوداع پڑھے وہ کافر (۱۶) جو قضا عری پڑھے وہ کافر۔
 (۱۷) جو عید کے دن سوتیاں پکائے وہ کافر (۱۸) جو بعد نماز عید مصافحہ کرے وہ کافر۔
 (۱۹) جو اس دن مصافحہ کرے وہ کافر۔ (۲۰) جو کفن کے ساتھ نماز جنازہ پڑھے وہ کافر۔
 (۲۱) جو کفن کے ساتھ چادر بنائے وہ کافر (۲۲) جو کفن پر کلہ رکھے وہ کافر۔
 (۲۳) جو قبر میں قل کے ڈھیلہ رکھے وہ کافر (۲۴) جو قبر میں شجرہ رکھے وہ کافر۔
 (۲۵) جو قبر کرے وہ کافر۔ (۲۶) جو دریاں کرے وہ کافر۔
 (۲۷) جو چالیسواں کرے وہ کافر (۲۸) جو چہرہ مای کرے وہ کافر۔
 (۲۹) جو بری دماغ کرے وہ کافر (۳۰) جو قبر پر چادر ڈالے وہ کافر۔
 (۳۱) جو مقبرہ بنائے وہ کافر۔ (۳۲) جو قبر پر تار پکڑے وہ کافر۔
 (۳۳) جو قبر پر چار بجائے وہ کافر (۳۴) جو قبر پر درود در سے سر کرے وہ کافر۔
 (۳۵) جو مقدسہ حق میں تقلید کو مانے وہ کافر۔ (۳۶) جو مردوں کا مہر زان مقرر
 کرے وہ کافر۔ (۳۷) جو اپنے جسم کو زینت دے وہ کافر۔
 (۳۸) جو اپنے مکان کو بہت زینت دے وہ کافر۔ (۳۹) جو اپنی سواری کو زینت دے
 وہ کافر۔ (۴۰) جسے ان باتوں کا شرک کرنا پڑ جائے وہ کافر۔
 قریہ انام الوابیہ و پیشوا ابان دیوبند کی مشرک کی مشین اور کفر کی مٹھال کا
 صروت نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جس سے قبل اہل عالم اور تمام اہل اسلام مشرک و کافر
 ٹھہرتے ہیں اور جب تمام اہل اسلام مشرک و کافر ہوئے تو ان سے قتل و کتل کرنا اہل

ان کے احوال کو ان سے چھین لینا بھی حلال تھا۔ تو مصنف نے ہر عقیدہ نجدی کا
 ملکی مٹا باطل دیوبند کا برادریہ دیوبند کا ثابت ہوا۔ لہذا مصنف کا اپنے اکابر
 کو اس عقیدہ نجدی کے خلاف ثابت کر دینا پاک سنی کرنا کیا مریض کذب بیانی اور
 کلمی برائی خرب کاری نہیں ہے۔

الحاصل مصنف کے اکابر ابن عبدالوہاب نجدی کے پڑے پڑے شیخ ہوئے
 اور اس کے قدم بقدم چل کر تمام مشافہوں کو مشرک و کافر بنائے والے ثابت ہوئے۔
 اب مصنف ہی بتائے کہ اس کے یہ اکابر حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور
 حامیان دین کہلانے کے شقی ہو سکتے ہیں اور کیا شارح علیہ السلام دعا کر گئے
 اور سلف صالحین نے اسی کی تعلیم دی تھی کہ اہل اسلام کو مشرک و کافر بنانا ہرگز نہیں
 ہرگز نہیں۔

مصنف کا یہ کہنا کہ علامت قدس سرہ نے تفسیر تفسیل کی اور علماء دیوبند
 کی تفسیل و تخریج و تفسیق کی تو علامت قدس سرہ نے جو حکم دیا اس کی تصدیق تمام
 علماء کرام و مشائخ اعلام عرب و عجم نے کی و حکم مقام الحرمین و قضاوئے الحرمین موجب
 اندوہ الدین و القلوب البتہ و خبر و رسائی نیز حسب المصطفیٰ قدس سرہ عقائد نجدیہ کو کفر
 فرماتے ہیں اور نجدی کو کافر کہتے ہیں تو وہ شیخ نجدی کس طرح ہوئے ان میں
 نجدی وہ اکابر دیوبند ہیں جو اس کے عقائد کو عقائد بتائیں اور نجدی کو اچھا کہیں۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ

پھر مصنف محمد بن عبد الوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ لکھ کر اپنے اکابر کو اس کا
 منافع اس طرح ثابت کرتا ہے۔

(۱) نجدی اور اس کے اتباع کا ایک یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام
 کی حیات فقلا اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں

وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات بنے تو وہی حیات برزخ ہے جو آحاد و امت کو ثابت ہے بعض ان کے عقائد پر ہی کے قائل ہیں مگر بلا امتداد و تردد اور عقائد لوگوں کے زبان سے بغافل کر کے جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارہ ریاست نبوی علیہ السلام نہایت آسان ہے اور انہوں نے اپنے رسائل اور تصانیف میں لکھا ہے۔ اب غور فرمائیے کہ ان کے رسائل اور اعتقادات بالکل اس کے خلاف ہیں۔

جواب : مصنف کا یہ کلام بجا و درست اور دلیل و فریب ہے کہ اگر دیوبندی عقیدہ کے اس عقیدہ کے خلاف ہیں۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے جو نجدی کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ بلدانوں کی عبادت میں منقول ہوئی کہ گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ نجدی کے عقائد عقائد و فتوے گنگوہی جی کے نزدیک نجدی کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ ہوا۔ اور اہل عقل جاننا ہے کہ باطل عقیدہ کو عقیدہ کہنا اس عقیدہ کی موافقت سے نہ کہ مخالفت سے۔ اہل دیوبند کے حکیم اللہ تعالیٰ اشرف علی تھانوی نے تصانیف لکھ دیے۔

حضرت مولانا محمد علی دہلوی کی قرینہ دل میں گفتگو یہی ہے کہ آپ

نہایت قوی حیات برزخ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔

دیکھو تھانوی نے نہایت صاف الفاظ میں حضرت مولانا محمد علی دہلوی علیہ وسلم کی حیات شریف کو حیات برزخ مانا جو آحاد و امت کو ثابت ہے۔ یعنی وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ لہذا جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل وہی تھانوی اور تمام دیوبندی قوم کا عقیدہ ہوا۔ بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بھی مدد حاصل کر کے امام الوابیہ اسٹیل دیوبندی نے تو یہ برائت کی کہ اپنے ناپاک عقیدہ کو حدیث بنا کر حضرت علی علیہ السلام

کی طرف نسبت کر دی کہ حضور فرماتے ہیں۔

یعنی میں ہی ایک دن کرکشی میں ملنے والا ہوں۔

اور ظاہر ہے کہ کرکشی میں ملنے کا یہی مطلب ہوا کہ حضور کا جسم اقدس ریزہ ریزہ ہو کر کرکشی کے درختوں میں مل گیا تو امام الوابیہ کے نزدیک جسم اقدس محفوظ نہ رہا۔ تو نجدی عقیدہ میں تو یہ بھی عقائد اور بعض ان کے عقائد بھی جی کے قائل ہیں اور امام الوابیہ نے اپنا عقیدہ یہ بنایا کہ ہم جی پر ہرگز مشروط نہیں رہا بلکہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر کرکشی کے درختوں میں مل گیا۔ ایسا ذرا باندہ اور گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ کی عبادت میں منقول ہوئی کہ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقریرہ الامانیان) کے صحیح ہیں۔ اور ہم اس تقریرہ الامانیان پر عمل کرے۔ گنگوہی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہوا۔ امام الوابیہ اور گنگوہی صاحب اور تھانوی صاحب وغیرہ تمام اہل اہل دیوبند کا عقیدہ ہوا۔ بالکل نجدی عقیدہ کے موافق ثابت ہوا بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے مدد حاصل کر کے قرار پایا۔ قرابہ مصنف کا یہ قول کہ ان اکابر کے رسائل و اعتقادات بالکل اس کے خلاف ہیں۔ کس قدر جیتا جھوٹ اور دلیل و فریب ہے اور آجائبات و غیرہ الشہ و آجہم الرعین و طائفہ قاسمہ و زبیرہ الناسک وغیرہ رسائل میں جو لکھا کہ ہے وہ سب مکر و فریب ہے کہ عوام کہیں قبضہ سے نہ نکل جائیں۔ درود گنگوہی جی اور ساری دیوبندی قوم جن کو بھیج جانے اور قرآن و حدیث کا مستحق نہ مانے اور میں اسلام اعتقاد کرے۔ اس کی مخالفت کیسے کر سکتے ہیں۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا تیسرا عقیدہ

پھر مصنف شہاب ثاقب جی نجدی کا تیسرا عقیدہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔

۱ (۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضور اقدس
 شریف و علامہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ دعوت و اہم و غیرہ سمجھا ہے
 اس طرف اس نیت سے سفر کرنا غلط و منحرف جاننا چاہئے بلکہ تفسیر
 الرجال الاہل للخدمة مساجد ان کا مسئلہ ہے یعنی ان میں
 کے سفر زیارت کو مسافر اللہ تعالیٰ زمانہ کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اگر
 مسجد نبوی میں جیسے ہی توسل و سلام ذات اقدس نبوی علیہ السلام و
 السلام کو نہیں پہنچتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا و نیروں مانگتے ہیں
 شفقت اس عقیدہ کو نکھ کر اپنے اکابر و پیروں کو اس عقیدہ نجدی کا خلاف
 ثابت کرنے کے لیے حوام کا اس طرح قریب دیکھتے ہیں۔

صاحبوہ جاسرے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالفت اس طائفہ
 باغیر کے ہیں (پہلے کے بعد میں ہے) ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر
 حضور اکرم علیہ السلام افضل استیجابات میں سے ہے بلکہ قریب واجب
 ہے (شہاب ثاقب صفحہ ۱۵۵) اور وہ یہ کہ نہیں ہے (حضر
 مولانا گنجوی صاحب) قدس اللہ تعالیٰ عنہما الحزینہ مرتبہ مخالفت ہو کر
 فرماتے ہیں کہ قضا زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہوئی یا بیٹے اب دیکھئے
 دو فرق ہیں جس کی قدر فرقی ہو گیا ہے

جو اسباب - معصفت نے اس جہات میں کھلا ہوا جھوٹ اور مرتکب کذب ہو کر
 دیوبندی اکابر کا عقیدہ عقیدہ نجدی کے مخالف ہے اور مذہب نجدی و مذہب
 دیوبندی میں فرق ہے یہ اس کا اثر اکراد کھلا ہوا قریب ہے ہم نے جب فتاویٰ
 رضویہ کی یہ عبارت پیش کر دی کہ نجدی کے عقائد عقائد سے اور وہ اس کے مقتدی
 اپنے ہیں تو نگاہی ہی کے حکم سے نجدی کا یہ عقیدہ بھی مذہب اہل ان کے نزدیک

نہ۔ شہاب ثاقب صفحہ ۱۵۵۔ نہ۔ شہاب ثاقب صفحہ ۱۵۵۔

زیارت قبر اہل کے لیے سفر کرنا دعوت و اہم و غیرہ منحرف قرار پایا بلکہ ان کے
 عقیدہ میں بھی یہ سفر زیارت زمانہ کے درجہ کو پہنچانے اور انہوں نے بھی مسجد نبوی میں
 جاکر نہ سزا و سلام پڑھا ہوگا اور نہ دعا اقدس کی کثرت مستحب ہو کر دعا مانگی ہوگی
 کہ نہ تو عمدہ عقیدہ کی مخالفت کی جا سکتی ہے نہ اپنے کے فعل کو بڑا کیا جا سکتا ہے
 بلکہ اپنے کے فعل پر عمل نہ کرنا بھی رہتا ہے۔ بلکہ عقیدہ دیوبندی عقیدہ نجدی سے
 بہت زیادہ بدتر ہے کہ عقیدہ نجدی میں تو سفر زیارت قبر غلط و منحرف اور بدعت و
 حرام اور زمانہ کے درجہ کے برابر ہے اور عقیدہ دیوبندی میں یہ سفر گنہگار
 ہے و حکیم امام ابو ہاشم اسیل دہلوی کی تقریرت الایمان کی عبارت جو شرک کی مشین
 میں ۱۵۱ پر منقول ہے اس میں صاف موجود ہے کہ ایسے مکالموں میں دور
 دور سے قصد کر کے عبادت اور اسی تقریرت الایمان کے صفحہ پر ہے کسی کی قبر
 پر یا جیل پر یا کسی کے مکان پر جانا اور دور سے قصد کرنا (ان کا آخرین حکم تھا) یہ سب
 شرک باقی ہیں اور کفری مشین میں بھی تقریرت الایمان کی عبارت منقول ہے
 کہ دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا اور پھر گنجوی صاحب کا فتویٰ کہ تقریرت الایمان
 کے مسائل بندہ کے نزدیک صحیح ہیں اہل ان پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ تو حق ہے
 کی طرح روشن ہو گیا کہ اکابر دیوبندی کے نزدیک سفر زیارت قبر اہل نجدی
 شرک ہے نہ لہذا اب ان اکابر دیوبندی کا سفر زیارت قبر اہل کو مقبہ بلکہ قریب لہذا جب
 کہنا مرتکب کذب اور درانکہ قریب ہے اور اپنے عقیدہ عقیدہ کے خلاف ہے
 بلکہ گنہگار شرک کو مقبہ و واجب عقیدہ لہذا ہے تو اب معصفت اور اس کے اکابر کا دل
 قریب ہو کر روشن ہو گیا۔

پھر معصفت اسی سلسلہ میں اپنے اکابر دیوبندی اور نجدیوں کا ایک یہ فرق اور ظاہر
 کرتا ہے کہ دیوبندی شفاعت کو ثابت کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

مستحکم کہ شفاعت حضرت رسول مقبول علیہ السلام کی ثابت ماننے
 میں بھلائی دیا ہے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلات اور گزرت

اگرستے ہیں اور قریب قریب انکار شفاعت کے باطل، چرخ ہلنے ہیں۔
 جواب در مصنف کی یہ بھی کذب بیانی اور فریب کاری ہے کہ اکابر و تابعین
 دیوبند یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کو ماننے میں کجب عجزی و
 میں شفاعت کا انکار ہے تو کجی صاحب کے نزدیک بھدی کا یہ عقیدہ بھی غلط
 ہے قرآن شفاعت کا عقیدہ اکابر مصنف کے نزدیک غلط عقیدہ ثابت ہوا شفاعت
 کو ثابت مان کر کیا یہ اکابر عقیدہ دینی عنی لغت کر سکتے ہیں تو مصنف کو یہ قول غلط
 باطل ہے بلکہ اپنے اکابر پر بہتان و افتراء ہے۔ اگر ہم تو مصنف کو یہ دکھائیں کہ اکابر و تابعین
 دیوبند یہ عقیدوں سے بہت بڑھ کر بڑھ کر کج شفاعت میں۔ چنانچہ امام ابو ایوب اسلمیل
 دیوبندی اسی تقویٰ ایمان میں صاف طور پر لکھتا ہے۔

بیشمار خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے نبیوں کو اللہ کے برابر نہیں مانتے
 تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل
 کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور
 تضرع و تضرع کرنا اور اپنا دلیل اور سفارشی کہنا بھی ان کا کفر و شرک
 تھا سو جو کہ کسی سے یہ معاملہ کرے تو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق
 ہی سمجھے سو انہیں اہل شرک میں براہرہ بنے

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اللہ کے کسی بندہ و مخلوق کو چاہے
 وہ دلی بڑی بھی یا سید الانبیاء ہی کیوں نہ ہوں جو کوئی اپنا دلیل و سفارشی کہے یعنی
 ان کی شفاعت کو ماننے تو وہ اہل جہنم کے برابر شرک ہے کہ اکابر و تابعین دیوبند یہ کفر و
 عقیدہ ہر اکابر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا دلیل و سفارشی ماننے والا
 اہل جہنم کے برابر شرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ میں تقویٰ ایمان کی یہ بات در صحت
 صحیح بلکہ سبب اسلام ہونے کو تقویٰ دیوبندیہ میں انکار شفاعت عقیدہ دیوبندیہ سے

لے۔ شہاب شاہ صاحب ملاحظہ۔ تقویٰ ایمان معلومہ مذکور ہے۔

مرد و عورت بڑھ کر کج ثابت ہوا جواب مصنف کا کہ قدر و جل و فریب ہے کہ اکابر
 دیوبند کہ بھدیوں کا عادت ثابت کرنے کی سعی کرتا ہے۔ علاوہ بریں مصنف
 کے نزدیک جب اکابر دیوبند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شفاعت کو ثابت
 مانتے ہیں تو خود اپنے امام اعظم دیوبندی کے حکم سے یہ اکابر دیوبند اہل جہنم کے برابر
 شرک قرار پائے قرآن مصنف اپنے اکابر دیوبند کے حکم کو صحت ماننا ہے یا امام دیوبندی
 کے حکم کو؟ دونوں کے حکموں کو۔ کسی کے حکم کو نہیں مانا۔ غلط تقویٰ ایمان کے حکم
 سے قرآن صحت کر نہیں سکتا وہ اس کے نزدیک مین اسلام ہے۔ لہذا مصنف اس غلطی
 کو نہ سمجھتا ہے ورنہ اس کو سب اکابر دیوبند کو اہل جہنم کے برابر شرک کہنا پڑے گا۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا چوتھا عقیدہ

۴۳، شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں دایہ
 نہایت مستثنیٰ کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو
 حاصل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت حضور ہی عظمت
 زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اور اپنی شقاوت قلبی و متعصب اعتقاد و
 کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔
 ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق آپ ہم پر نہیں اور
 نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور
 اسی وجہ سے قریل دعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات مانا جاتا
 کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے عذرا اللہ معاذ اللہ نقل کرنا
 نہ باد شد کہ ہمارے اہل کی لائق ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام
 سے ہم کو زیادہ فائدہ دینے والی ہے ہم اس سے تو سکتے کو بھی دین
 کر سکتے ہیں اور ذات غفران علیہ السلام سے تو یہ بھی نہیں

اگر کہتے ہیں

جواب :- اس عقیدہ نجدی میں اسنے امور ہیں۔

- ۱- شانی نبوت میں نجدی نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔
- ۲- نجدی اپنے آپ کو حضور ہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل خیال کرتے ہیں۔
- ۳- نجدی اپنے اور حضور علیہ السلام کی نہایت حضور ہی کی فضیلت و زائد تبلیغ کی ہفتہ میں
- ۴- نجدی اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔
- ۵- نجدی حضور کو خدا کا اپنے اور پر زکریٰ حق مانتے ہیں و کوئی احسان۔
- ۶- نجدی حضور کی ذات پاک سے بعد وفات کوئی فائدہ نہیں مانتے۔
- ۷- نجدی بعد وفات خدیجہ کے آپ کی ذات پاک سے دعا میں توسل کرنا باز کرتے ہیں۔
- ۸- نجدی اپنے دھڑکی لائی کہ حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔
- ۹- نجدی اپنی لائی کہتے کہ بے داعی مانتے ہیں۔
- ۱۰- نجدی حضور خرم عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو لائی کی برابر بھی داعی نہیں مانتے ہیں۔

ترجمہ یوں کہ عقیدہ گویا ان کے عقائد کا جو صہ ہے، مصنف اس عقیدہ کو کھنکھارے اپنے اکابر و تابعیہ دیوبند کی صفائی کے لیے شباب ثاقب میں اس طرح لکھا

میں ہے جب اس کے مقابلہ میں ان ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائے۔ مثلاً پر ہے اس تمام عبارت میں مخالفت دایہ بابت بات سے ناہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور زبان کا یہ عقیدہ ہے مثلاً پر ہے کیا وہ ایسے عقائد و خیالات کہتے ہیں اگر نہیں۔ مثلاً پر ہے ہرگز مولانا دیوبند کے متعلقین کا عقیدہ نہ نسبت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کے وہ نہیں کہ جو دایہ خیر

مثلاً پر شباب ثاقب ص ۵۵

کہتے ہیں مثلاً پر ہے وہ کوئی گستاخی کا بہ نسبت حضور سرور کائنات علیہ السلام کہ ہر گستاخی و گستاخانہ ہے۔ مثلاً پر ہے یہ اکابر باطل اور گستاخانہ و باغی عقیدہ و دایہ کے ہیں۔ یہ کل عبارات شباب ثاقب میں ماسی عقیدہ نجدی کے ضمن میں ہیں مثلاً

مصنف نے اس عقیدہ نجدی کے ضمن میں اپنے اکابر دیوبند لکھی و نافذی و ذریعہ کی عبارت اور اشعار، قصائد اور حکایات و واقعات کے نقل کرنے میں ایڑی پھری کا ذکر کیا ہے اور شباب ثاقب میں گزشتہ بیانیہ و غریب کاری اور ہر طرح کے جعل و کید کا استعمال کیا ہے اور شباب ثاقب کے صفحہ سے صفحہ تک اپنے اکابر کے عقائد و اقوال کو کھنکھارے اور عام کو یہ یاد کرانے کا ذور لگا دیا ہے کہ اکابر دیوبند اس عقیدہ عقیدہ کے باطل مخالفت ہیں۔ ان کے عقائد و اقوال عقیدہ نجدی کے از سر تا مقابل ہیں یہ شان رسالت کے گستاخوں کو کا ذور کرتے ہیں لیکن ہم مصنف کے صحت

کے اس قول و بعد تصانیف حضرت اکابر موجود ہیں اور پچی ہوئی جگہ دستیاب ہوئی ہے پر عمل کر کے اس مصنف کو بتایا حضرت اور مرتبہ کذب اور جعل و غریب اور کر و کید کا مظاہرہ کر لیتے ہیں اور ان اکابر دایہ دیوبند کی شان رسالت میں تخری ہوئی کا بیان اور ہر تریش گستاخیان اور انتہائی بے ادبیاں انہیں کی ملبورہ تصانیف سے پیش کش کرتے ہیں۔

مثلاً فرما اگر ہم اس عقیدہ نجدی کی مجرمی اعتبار سے مخالفت اور تائید ان اکابر دیوبند کے قول سے پیش کریں تو پھر اس کے لیے لکھی صاحب کا ذور تخری جو فتنے و تفریق سے صاف نقل کیا ہے نہایت کافی ہے۔ کہ محمد بن عبد الوہاب کے متبعین کو دانی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عقائد تھے وہ اور ان کے مقتدی اپنے تھے

مثلاً پر شباب ثاقب ص ۵۵

اس میں حجب گنگوہی صاحب نے بخیر عقیدہ کہا تو یہ عقیدہ نجدی بھی ان کے نزدیک عمدہ مضمر اور وہ باوجود اس عقیدہ کے اچھا قرار لایا۔ تو اس عقیدہ نجدی کی ہر بات ہر گستاخی ہر بددلی ہر توہین گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ ہوئی اور وہ نجدی یا جو اس توہین و گستاخی کے اچھا ہوا تو اس عقیدہ نجدی کی اس سے زیادہ موافقت و تائید اور کیا ہو سکتی ہے تو مصنف کا ان گنگوہی وغیرہ اکابر و رویداد کو اس عقیدہ نجدی کے مخالفت بتانا۔ اور اس کے مقابل گنگوہی وغیرہ اکابر کی عبارات اور اقوال پیش کرنا مزید کذب اور کلمہ برا کر دفریب نہیں ہے تو اور کیا ہے بلکہ مصنف کا اس عقیدہ نجدی کو گستاخی و توہین بتانا اگرچہ اپنے اکابر گنگوہی وغیرہ کو گستاخ و توہین کرنے والا کہہ کر انہیں کا فرد مرتد بتانا ہے۔ بلکہ ان اکابر کو خود ان ہی کی دوسری عبارات و اقوال سے کافر بتانا ہے اور اپنے اکابر پر باقی توہین کرنا ہے تو ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے کہ مصنف نے اس کتاب میں اپنے اکابر کی حدیث نہیں کی بلکہ ان پر انہیں کے اقوال سے گستاخت کر دیا۔

اگر نجدی عقیدہ کے ہر مرضی عقائد کی موافقت و تائید ان اکابر و رویداد سے دیکھنی مقصود ہو تو ان کی مطبوعہ عبارات دیکھئے کہ اس نجدی عقیدہ کا (۱) یہ تھا۔ "نجدی شایع نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں؟" اس میں کوئی شک نہیں وہ انی و رویداد اس سے بہت زائد شایع نبوت میں گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور دیکھ کر چاہتے ہیں۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ میں انہیں گنگوہی صاحب کا فتویٰ مطبوعہ موجود ہے۔

رشید گنگوہی کا مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مذاکرہ

استغناء کیا فرماتے ہیں ثلاثے دین کہ فقط رحمۃ اللہ علیہ ہمنوس اہل معرفت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

الجواب منہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء و اولاد و اولاد و اولاد میں بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہذا اگر دوسرے پر اس مقدار کو بتا دیں تو دوسرے تو بائز نہیں فقط۔

بندہ رشیدیہ گنگوہی عفی عنہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کریم نے رحمۃ اللہ علیہ ہونا ہمارے بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مصنف خاصہ بیان فرمائی فَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی ہم نے آپ کی کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس میں اور انبیاء و انبیاء میں نہیں ہوا بلکہ اور اولیاء و اولاد و اولاد گنگوہی صاحب نے اس میں مصنف خاصہ کو اس لیے قدری سے مذاکرہ کرتے ہیں آپ کو اور ہر رویداد نے کہ رحمۃ اللہ علیہ ہونا ضرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر سارے برابر کر دیا کیونکہ مصنف صاحب کی گنگوہی نے شان نبوت میں گستاخی کا کلمہ استعمال نہیں کیا؟

کیا کسی کی مصنف خاصہ کا بنا دینا اس کی توہین و گستاخی نہیں ہے؟ کیا اس میں حضرت کی ہمسری اور برابری کا دعوے بغیر نہیں ہے؟ تا تو قی جن کے بہت سے اشعار مصنف نے نقل کیے ہیں اور ان میں نبوت عاشق سرکار رسالت ثابت کیا ہے وہ نجدی رائے میں سمجھتے ہیں۔

قاسم ناتووی کا شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ

انبیاء اپنی اہمیت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی راعل اس میں مساوات بظاہر امتی سادی (برابر) ہوجاتے ہیں

ملاحظہ فرمائیے رشیدیہ ہمنوس مطبوعہ قادی و رویداد

بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

مسلمانو! اس عبارت میں نانوتوی نے فضل و کمال علم و عمل میں ضرر کیا ہے۔ علم میں اشیاء کو نہ فقط انبیاء کی شکل نظر آیا بلکہ انبیاء کو انبیاء سے بڑھا دیا۔ تو انبیاء کا انبیاء کو علم سے مقابلہ کرنا ہی کوئی گستاخی تھی اور عہد انبیاء کو انبیاء کو علم سے بڑھا دینا تو شانِ نبوت میں گستاخی و سبہ ادبی ہے۔ کیونکہ مصنف متناہی جہاں علم میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں وہ علماء و دانشور ہی ہوں گے۔ چونکہ اہل سنت تو آپ کے عندیہ میں کافر و شرک ہیں تو ہمارے اہل کب قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں تو نانوتوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ انبیاء پر علماء و دانشور کو علمی فوقیت حاصل ہے۔ اب باقی راہی اشیاء اس کو اس طرح ختم کیا۔ یہی جستجو ہی اور اندیشی صاحب جن کی تعریفوں سے مصنف نے ورق کے ورق سیاہ کر دیئے ہیں وہ براہین قاطعہ میں سمجھتے ہیں۔

رشید گنگوہی اور شیخ کا شانِ مصطفیٰ علیہ السلام کی مخالفت کو اس

شیطان و ملک الموت کو یہ وسوسہ نص سے ثابت ہوئی غرض عالم کی وسوسہ ملک کی کوئی نص قطعی ہے۔

اور چند سطر بعد ہے۔

افضل ہونے کی وجہ سے برگزائیت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو جو ہائیکہ زیادہ ہے۔

مسلمانو! انبیاء اور گنگوہی جی نے اس عبارت میں شیطان و ملک الموت کو

سلب :- عذرا تاں سلوہ غیر خواہ پڑیں سہا پور سلب۔

سلب :- براہین قاطعہ مطبوعہ ساؤ ہورہ سلب۔

علم میں حضور علیہ السلام سے بڑھا دیا تو شیطان و ملک الموت کو حضور علیہ السلام سے علم میں بڑھا دینا شانِ نبوت میں کیسی سخت گستاخی و سبہ ادبی ہے۔ اب کوئی شخصیت سے دریافت کرے کہ نانوتوی نے تو حضور کی علمی فضیلت و فوقیت کو کسٹ دیا اور گنگوہی نے علمی فضیلت و فوقیت کو ختم کر دیا۔ تو کیا یہ شانِ نبوت میں گستاخی اور سبہ ادبی اس کو کفر نہیں آتی۔ مولوی اشرف علی تھانوی جن کو حکیم الامت کا لقب مشہور کر دیا ہے وہ اپنے رسالہ شفا الایمان میں لکھتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی کی شانِ مصطفیٰ علیہ السلام کی گستاخی

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا ہوا اگر بقول زید مصحح ہو تو دریافت طلب یرام ہے کہ اس غیب سے مراد بعین غیب ہیں یا کل غیب اگر بعین علم غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تعلیم ہے۔ ایسا علم غیب تو زیر و علو بلکہ برسی و بیخون بلکہ جیسے معانات و دیباہ کے لیے بھی حاصل ہے۔

مسلمانو! تھانوی جی نے اس عبارت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غریب کو زیر و علو پر مبنی ہے اور باہل اس تمام جادوں و چاروں کے برابر کر دیا۔ تو کیا شانِ نبوت میں یہ طریقہ گستاخی و سبہ ادبی نہیں ہے۔ اب چند گستاخیاں دیکھیں جو ان کی مین اسلام کتاب توحید الایمان سے پیش کیا جاتی ہیں۔

اسماعیل دہلوی کی چھ گستاخانہ عبارتیں

اولاً :- عیسا پر دم کا چمک رہی اور گاؤں کا زمیندار سوان معزول کر

سلب :- عقائد الایمان سلب۔

میں جو اپنی امت کا سردار بنے۔
 ثانیاً۔ ہر غفلت بڑا بھڑا ذوق اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی
 زیادہ ذلیل بنے جگہ
 ثانیاً۔ اولیاء و انبیاء و امام زادہ پر وشید یعنی جتنے اللہ کے عزیز
 بندے ہیں، سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں
 ثالثاً۔ یمن اللہ شرف الملکات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی قراس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گھوڑے کو حضرت اسی
 بات سینے ہی مارے دھشت کے بے خاص ہو گئے ہیں۔
 غایت۔ جس کا نام مسند یا غسل ہے۔ وہ کسی
 چیز کا متاثر نہیں ہے۔
 ساوٹا۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے رو بہ و ایک ذوق ناچیز سے
 بھی کم نہیں ہے۔

اولاً۔ ان محلات میں امام الہادیہ کا حضرات انبیاء کرام کو عاجز اور اپنا بھائی
 کہنا انہیں بے خاص نکھنا۔ انہیں بڑھ بڑھایا اور زمیندار سیسا بنا کر انہیں چار سے زیادہ
 ذلیل بنائے انہیں ذوق ناچیز سے کم قرار دیا کیا ضعف کے نزدیک تو ہیں اور گستاخی
 نہیں ہے تو یہ ضعف کے نزدیک گستاخی دینے والی ہے یہ کلمات نہیں ہیں تو
 کیا ایسے کلمات علماء و لوہند کو کہہ جا سکتے ہیں اور اگر یہ کلمات گستاخی کے ہیں تو
 دیوبندیوں نے یہ وہ کلمات گستاخی استعمال کیے جنہیں نجدی نے بھی استعمال
 نہیں کیا۔ تو ثابت ہو گیا کہ شانِ جہت میں دیوبندیوں نے بھی گستاخی کے کلمات

- ۱۔ تقریر الایمان ۲۰۔ ۲۔ تقریر الایمان ۲۱۔ ۳۔ تقریر الایمان ۲۲۔
 ۴۔ تقریر الایمان ۲۳۔ ۵۔ تقریر الایمان ۲۴۔ ۶۔ تقریر الایمان ۲۵۔

استعمال کیے اور اپنی کتابوں میں چھاپے۔
 ثانیاً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کا مثل خیال کرتا ہے۔ تو دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ یہاں کہتا دے رشیدیہ
 سے نقل ہوا کہ گنگوہی نے اپنے آپ اور دیوبندیوں کو اگر حضرت للعالمین بنا کر حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسدِ مثل بنایا۔
 شیخ الہند نے تو صاف لکھ دیا۔

بقول محمود گنگوہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی تھا

زبان پر اہل ہوا کے ہے کہیں اہلِ میلِ شاہ۔
 اٹھا عالم سے کوئی باقی اسلام کا ثانی ہے۔
 مسلمانو! اس میں ثانی بننے مثل کے ہے تو دیوبندی اکابر نے بھی حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل گنگوہی کو قرار دیا تو نجدی عقیدہ ستاد ہی دیوبندی
 عقیدہ ہوا۔

ثانیاً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ پر حضور علیہ السلام کی مہارت
 مقروضی سی فضیلت زما تہذیب کی جانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ دیگر
 انہیں گنگوہی کے مین اسلام تقویر الایمان میں صاف موجود ہے۔

”انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ سوال میں
 بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ جانتے ہیں اور ہر سے پہلے کاموں
 سے واقف ہیں۔“

مسلمانو! اس میں امام الہادیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت و بڑائی

کے ہر قرینہ گنگوہی ملبور ساوٹا و صرور ۲۶۔ تقریر الایمان ۲۷۔

صرف اتنی مانی کہ وہ راہ خدا جانتے ہیں یعنی تبلیغ کرتے ہیں تو جو نجدی عقیدہ
مقتدا بالکل وہی دیوبندی وہابی عقیدہ ہوگا کہ اس سے تمام معجزات اور خصوصیات
اور فضائل و محاسن کا انکار ہے۔ بلکہ رسالت کا بھی انکار ہے کہ ایسی راہ جانتے کہ
لیے رسالت کب ضروری ہے ہر عالم میں کی یہ شان ہے۔

واللہ اعلم۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت
کرنے کے راہ پر لا رہے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔ دیکھو حشرہ لنگوی کہ

خدا ان کا مرقی وہ مرقی تھے خلافت کے

موسے مولا سے ہادی تھے بیگم رشخ ربانی

جبرہ کو آپ مائل تھے اور صریحی حق بھی دائرہ خدا

موسے قبلہ سے کہہ تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے وہ ہونڈی وہ سے باہر ہرگز

وہ میرزا ابیہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی نہ

مسلمانو! اس میں رشخ الہیہ نے لنگوی جی کو ہدایت کرنے والا بتایا کہ یہ حق
کے تابع نہیں تھے بلکہ حق ان کا تابع تھا۔ اور اپنی ہدایت سے تمام مخلوق کی
ترتیب کرتے تھے اور ہدایت کا صریح بھی ایک ایسا پر نامہ تھے کہ ان کے
سوا کہیں ہدایت نہیں مل سکتی تھی تو یہ دیوبندی عقیدہ تو نہ فقط نجدی عقیدہ کے
موافق بلکہ ہدایت جبرہ پر مبنی تھا۔

خاموش!۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے
اوپر نہ کوئی حق نہ ماننا ہے نہ احسان۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ فقیر نے ایمان کی

سلفہ۔ حشرہ لنگوی ص ۱۸۰ دیوبندی عقیدہ۔ اس بات کا منکر لنگوی ہے اپنی زبان
سے فراموش کیا ہے۔ حق حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ
کچھ نہیں بولیں۔ اس زبان میں ہدایت و نجات موقوف ہے کہ یہی امتداد پر نہ کرنا حشرہ لنگوی ص ۱۸۰

جہاد متفرق ہوئیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کسی چیز کے مختار نہیں
وہ عاجز ہیں ورنہ تاخیر سے کس پر بھی اسی میں انہیں ناکارہ بھی کہا جاتا ہے فقیر نے ایمان
میں ہے۔

”محض بے انصافی ہے کہ کالیے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ سے دوگن

کو ثابت کیجیے جہلہ

قریباً اعتبار عاجز ہوں۔ ورنہ تاخیر سے کس پر بھی ناکارہ ہوں تو ظاہر ہے

کہ کالیے بے اختیار و عاجز اور ناکارہ سے اور ورنہ تاخیر سے کس کا نہ کسی پر کوئی حق ہو

سکتا ہے نہ کوئی احسان تو دیوبندی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو

نہ کوئی حق نہ ماننے میں نہ کوئی احسان تو دیوبندی عقیدہ بھی نجدی عقیدہ کے باطل

موافق ثابت ہوا۔

مسافر!۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات

پاک سے ابد ذات شریعہ کوئی قائمہ نہیں مانتے اور دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے

چنانچہ لنگوی کے مبین اسلام یعنی فقیر نے ایمان میں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو بے اختیار عاجز ناکارہ و محدود قرار دیا تو ثابت ہو گیا کہ ان کی ذات سے کوئی قائمہ

نہیں قائم ہو سکتا پھر اور مواظف تھا۔

اسماعیل دیوبی کے مقام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مزید پانچ حملے

اقول :- رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے

دوم :- اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں

تمہارے نفع و نقصان کا کچھراک نہیں کرتا

سلفہ۔ فقیر نے ایمان ص ۱۸۰۔ سلفہ۔ فقیر نے ایمان ص ۱۸۰۔ سلفہ۔ ایمان ص ۱۸۰۔

سیدم۔۔۔ نفع و نقصان کی امید رکھنی اسی وعدہ سے چاہیے کہ یہ معاملہ اور کسی سے
کرتا شرک ہے بلکہ

چہارم۔۔۔ ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے
کی

پنجم۔۔۔ پھر خواہ وہ سب کچھ کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ وہ سب کچھ
کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت عطا کی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ

مسلمانو! اس میں امام ابراہیم نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو اللہ تعالیٰ نے نفع اور فائدہ پہنچانے کی قدرت ہی نہیں بخشی اسی وجہ سے رسول

کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر ان کی ذات سے کسی نفع اور فائدہ کی امید نہ
رکھنی چاہیے خواہ ان کی شہاداد طاقت ہی سے کیوں نہ ہو شرک ہے تو بخدی عقیدہ

میں تو ذات پاک مصطفیٰ سے بعد وفات کے کوئی فائدہ نہ رہتا تھا۔ اور دیوبندی
عقیدہ میں بعد وفات کی عقیدہ بھی نہ رہتی بلکہ حضور کی ذات پاک سے مطلقاً کسی فائدہ

اور نفع کی عقیدہ رکھنی چاہیے شہاداد طاقت سے ہر منوع بھی ایسا کہ شرک ہے تو
دیوبندی عقیدہ تو بخدی عقیدہ سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

سابعاً۔۔۔ بخدی کا یہ عقیدہ ہی تھا کہ وہ بعد وفات شریفینہ کے آپ کی ذات پاک سے
دعا میں توسل کرتا ہوا کہتے ہیں۔ اور دیوبندی عقیدہ بھی باطل یہی ہے۔

توسل کا عقیدہ شرک ہے

جو جیسے لوگ اگلے بزرگوں کو دُور دُور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے

ایں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری
حاجت روا کرے اور ہر برس سکتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس

واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروا دینی ہے سو یہ بات غلط ہے۔
مسلمانو! اس میں امام ابراہیم نے بزرگوں سے دعا میں توسل کرنے کو دفعاً ممانعت

بلکہ شرک قرار دیا تو یہ دیوبندی عقیدہ تو بخدی عقیدہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔
ثامناً۔۔۔ بخدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے اللہ کی لائق کو حضور کی ذات سے

زیر وہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی اس جیسا ہی ہے۔ ایسی گٹھڑی تاکہ
قناوٹے میں ہے۔

کوٹھی میں ہر مرض میں نافع ہونا آیا ہے بلکہ
اسی میں ہے۔

مردی قاسم صاحب کو میرے یہاں سے نفع ہوا ہے اور ان سے اور ان کو
نفع پہنچا ہے۔

مسلمانو! اس میں گٹھڑی صاحب نے کوٹھی کو نافع مانا اور اپنی ذات کو مردی
قاسم کے لیے نافع قرار دیا اور مردی قاسم کو مردوں کے لیے نافع قرار دیا اور

عقیدہ بخدی نمبر ۶ میں تقویٰ الایمان کی عبارت منقول ہوئی کہ انبیاء و کرام اللہ
نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے نہ نقصان کر دینے کی۔ تو

گٹھڑی صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مولیٰ قاسم کو نفع و فائدہ پہنچانے کی
قدرت دی بلکہ خود ہی گٹھڑی جی کو بھی نفع و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی ہے

بلکہ کوٹھی تک کہ نفع پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ اور انبیاء و کرام اللہ کو نفع و فائدہ پہنچانے

۱۔ تقویٰ الایمان ص ۲۰۰ ۲۔ قناوٹے رشیدیہ ص ۲۵۰ ۳۔

۴۔ قناوٹے رشیدیہ ص ۱۱۳ ج ۳۔

۵۔ تقویٰ الایمان ص ۲۰۰ ۶۔ ایضاً ص ۲۰۰

۷۔ ایضاً ص ۲۰۰

کی قدرت نہیں دی۔ لہذا گنگوہی جی دنا توڑی جی دلو گنجی کو نفع پہنچا تو بالے
ثابت ہوئے اور عزت انبیاء کا نفع پہنچا تو درکار ان سے نفع کی امید یعنی
شرک ہے۔ تو دیوبندی عقیدہ تو غدی عقیدہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوا کہ غدی عقیدہ
کی ذات کو نفع دینے والی جانتے تھے۔ البتہ ان کی ذات سے زیادہ واقعی کو نفع
دینے والی ثابت کرے تھے۔ اور دیوبندی حضور اور تمام انبیاء کی ذات جی کو نفع
والے نہیں مانتے۔ چہ جائیکہ زائد اور غیر زائد نفع دینے والے کافر تھے۔ تو دیوبندی
عقیدہ میں حضور اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات باطل نفع دینے والی نہیں اور گنگوہی
جی دنا توڑی جی اور گنجی جی یقیناً نفع دغا نہ دینے والے ثابت ہوئے تو گنگوہی جی دنا توڑی
اور گنجی جی حضور اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات سے بہت بڑھ کر اپنے واسطے اور نفع
تو دیوبندی عقیدہ غدی عقیدہ سے بڑھ گیا۔ بلکہ گنگوہی جی دنا توڑی جی اور گنجی جی
نفع کی امید مان کر خود شرک ہوئے۔ مصنف اس گنجی کو بھی سمجھاتے کہ میں اسلام کے
حکم سے گنگوہی جی خود بھی شرک جانتے تھے۔ تو وہ آپس میں اسلام کا حکم ماننا ہے تو
گنگوہی کو شرک کہنا بڑھ گیا۔

سابقہ اور غدی کا عقیدہ بھی شک کر دہ اپنی لافنی کو کہتے کے لیے داغ مانتے
ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔ کہ یہ گنگوہی کو مرض کے لیے داغ مانتے ہیں
کیونکہ گنگوہی جی اگر مرض کو نفع نہیں کرتی ہے تو وہ داغ نہیں بنی اور اس کا نفع
ہر ثابت قرآن کا داغ مرض ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

عاجز نے غدی کا یہ عقیدہ بھی شک کر دہ حضور خاتم علیہ السلام کی ذات کو لافنی کی
برابر بھی داغ نہیں مانتے۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہوا کہ گنگوہی کو داغ مرض ماننا
اور ماننا تو ماننا اور عقیدہ اکرم علیہ السلام کی ذات پاک کو داغ ایسا اور لافنی ماننا
شرک ہے۔

پھر ان کو دہاں دینی درود درود تاج داغ ایسا اور لافنی ایسا
شرک کہ مذکور اندھیشہ خرابی عقیدہ عام است لہذا اور دہاں منحوس است

پس تعلیم درود تاج جہاں قابل ہوا مگر بدل سے کہ صد ہا مردم ایسا
و عقیدہ شرک کہ شکار شدہ سبب پاکست ایشان گردیدہ

مسلمانوں کو انہی عقیدہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات لافنی کے برابر
داغ نہیں اور دیوبندی عقیدہ میں حضور جی کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گنگوہی کی
برابر بھی داغ مرض نہیں۔ بلکہ دیوبندی عقیدہ اس سے بڑھ گیا۔ کہ حضور کی ذات کو
داغ مرض ماننا شرک ہے۔ اور گنگوہی کو داغ مرض ماننا ایسا ہے۔

الحاصل اس غدی عقیدہ کے معنی دس عقائد کے ہر عقیدہ کی مخالفت کا نذر
ہم نے اکابر دیوبند حضورنا گنگوہی صاحب کی مطبوعہ تصانیف سے پیش کر دی جیسا
مطالعہ کرنے کے بعد ہر مستمنع مزاج شخص یہ فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہے کہ اکابر
دیوبندی اوراق غدی کے اس عقیدہ کی ہر بات کی موافقت و تائید کرے تھے۔ میں نے
سے شباب شاہ کے مشے سے مشے تک اس عقیدہ غدی کی مخالفت میں اپنے
ان اکابر دیوبند حضورنا گنگوہی جی دنا توڑی جی جس قدر عبارات پیش کی ہیں۔ یہ سب
انتہائی محروم وکیل و فریب ہے۔ اور تمام کو سخت مغالطہ میں ڈال دیا ہے۔

علامہ بریل اگر ہم یہ تسلیم ہی کریں کہ اکابر دیوبند نے اس غدی عقیدہ کی مخالفت
میں کچھ کچھ عبارات بھی ہیں تو یہ نامیدی عبارات کی ضرورت کو نہیں مٹا سکتیں۔ اگر یہ
طریقہ کسی کے تو ان اسیر احوال اور کلماتوں کی معافی کے لیے کافی ہو تو نہاں
اور ہنود کے بھی بہت اقوال و عبارات مطبوعہ اسلام کی تعریف اور ضرورتی کو صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت و مدح میں خیر و ظہر میں بجزت مسموہ ہیں ہم اگر ان کو نقل
کریں تو یہ گنگوہیت طویل ہو جائے لیکن کوئی مائل نصاری دہنود کے ایسے اقوال
عبارات سے ان کے سلطان ہوئے اور عاشق رسول ہوئے پر استدلال نہیں کرتا ہے
نہ خود ان کا ان اقوال و عبارات کو یا خود ان کے کلمات کے اپنے عاشق رسول اور
محب اسلام ہونے کی دلیل بنا کر پیش کر دینا کسی سلطان کی نظر میں کوئی مستحضر نہیں۔

لہ - قاعدے رشیدیہ ج ۲ ص ۳۰

جب تک کہ وہ اپنے کلمات سے مناسب نہ ہوں اسی طرح یہ اکابر دیوبند جب تک اپنی گستاخوں اور زہین اکبر اقبال سے توہم نہ کریں اس وقت تک ان کی وہ عبارات جو کہ مصنف نے نقل کیا ہے کسی طرح قابل اعتبار اور لائق استناد نہیں۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ اکابر دیوبند کی عہدی عقیدہ کی موافقت و تائید میں ان کی مطلوبہ کہانوں میں جب لڑی عبارات موجود ہیں جن سے ان کی توہم یا خروج ثابت نہیں تو مصنف کا بغیر ان کی توہم اور خروج کے صرف مخالفت عبارات کو پیش کر کے شبابہ شائبہ میں یہ نتیجہ نکالنا۔

اس تمام حادث میں غائب و دایہ (عہدی بات) سے ظاہر ہے
انہوہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور انکا یہ عقیدہ ہے۔

مزید فریب اور انتہائی گرویدہ ہے۔ جبکہ ہم عہدی اور اکابر دیوبند کا ہم عقیدہ ہونا اور اس کی ہر بات کی موافقت و تائید کرنا اکابر دیوبند کی مطلوبہ مصنفات سے ثابت کر چکے تو مصنف کا یہ کھلا ہوا فریب اور مزید کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی طرح مصنف کا یہ کہنا۔

یہ (اکابر دیوبند) خود معذرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں قدر عقیم و ادب
واجب بر حسب دستور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں کوئی طاغوت روئے
از نہیں پر آج اس درجہ پر نہیں ہے۔

یہاں بحث ہے کہ دیوبندیوں کی ایسی گستاخانہ عبارات کے باوجود انہیں عقیم و ادب کہتے والا کہا مصنف جیسے کتاب ہی کو ذریعہ معلوم ہوتا ہے اور یہ تو واضح ہے کہ روئے زمین پر کچھ کوئی طاغوت ایسا نہیں ہے کہ بر شان رسالت میں انتہائی بڑی سڑی گالیاں بھی دیتا جائے اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو شان رسالت کی تکلم اور ادب کرنے والا بھی کہتا جائے۔ یہ طرز امتیاز اس طاغوت و دایہ دیوبند ہی کا ہے۔

لے۔ شبابہ شائبہ ص ۱۸۹۔

مصنف کی شبابہ شائبہ میں یہ دیوبندی ملا علی قاری۔

آپ بخوبی اعجاز کر سکتے ہیں کہ ہرگز مولانا گنگوہی اور ان کے متبعین کا عقیدہ بر حسب حضرت سرور کائنات علیہ السلام و آئمہ کے وہ نہیں ہے کہ جو دایہ عیشہ (عہدی) کہتے ہیں۔

کہ خود گنگوہی صاحب قرآن فتوے دیں کہ دایہ عیشہ عہدی کا عقیدہ مذکور ہے اور وہ اپنے ہیں اور مصنف ان پر یہ افتراء پرتان بانٹے کہ گنگوہی صاحب اس قدر عقیدہ کے مخالف ہیں اور عہدی عیشہ ہیں۔ جیسا کہ گنگوہی صاحب اپنے بتائے عقیدہ کی کس طرح مخالفت کریں گے وہاں کہہ دو کہ یہ عیشہ عہدی کے مصنف اپنی شوخی سے جلی شست اور گڑبابت کی مثل کو بھی برائت ڈالکر اپنی بے ایمانی کا لازماً یہ پیش کرتے ہیں۔ علامہ زبیدی صاحب مزید کذب یہ ہے۔

۱۔ یہ اکابر ملحق دیوبندی، باطل و شرک و کفر و مخالف دہان عقیدہ و دایہ کے ہیں۔

مصنف کا ان اکابر دیوبند (جو سر تاپا عقیدہ و دایہ عہدی کے موافق اور ملت ہیں) کو مخالفت و دہان کہنا کیا عزم کذب اور شرعہ فریب ہے کہ ان کی مطلوبہ تصنیفات و فتاویٰ سے موجود ہیں اور ان میں عہدی عقائد کی موافقت ایک دو حکم نہیں متصور دیگر موجود ہے۔ مگر مصنف کی دیوبندی ملا علی قاری۔ لعنت اللہ علی انکا ذہن۔

انہیں صفات کلمہ ماری کتاب میں المصنف کتب سترہ کی شان میں مصنف نے جس قدر سبب مشتق اور دریدہ و بھنی کی ہے ہم نے اس کے متعلق رہائے کتاب میں ہی عرض کر دیا ہے اور میری عرض کرتے ہیں کہ ہم گالیوں کا جواب گالی سے دینا کسی مذہب انسان کے لیے مناسب نہیں سمجھتے۔ اس طرح کی گالیاں ہم دینا مصنف کے لیے زیادہ ہے اور حقیقت یہی یہی ہے کہ عاجز کے پاس

لے۔ شبابہ شائبہ ص ۱۸۸۔

اور ان کے متقدمین کی شان میں الفلاحا پریشہ متغالی کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گمراہ الہ سنت والجماعت کے مخالفت ہو گئے ہیں پھر غیر متقدمین ہندو اسی طائفہ شیعہ کے پیرو ہیں وہاں یہ غیر عرب اگرچہ بوقت اعتبار دعوے عقلی ہونے کا اثر کرتے ہیں لیکن علمدارانہ ان کا مرکز فکر مسلم ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے نام کے موافق ہیں حدیث کو حق و فخر منابر خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فتنہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی شل غیر متقدم ہیں ہندو اکابر اہلسنت کی شان میں الفلاحا مستحانہ دینے اور اہل اعتدال کرنا معمول ہے جیسے بلکہ

جواب :- جو عقیدہ بخدی کا ہے وہی اکابر و لوہند کا عقیدہ ہے کہ گنگوہی صاحب سب بخدی عقائد کو غلط جانتے ہیں کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کسی خاص امام کی تقلید شرک فی الزمالات ہے اور متقدمین اکثر اولیہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کا استعمال صحیح ہے بلکہ گنگوہی صاحب کے عین اسلام فقوۃ الایمان میں صاف موجود ہے کسی کی راہ ترک کا ماننا اور اسی کے ٹکڑے کرنا اپنی سند کینا یہ بھی انہیں انکار میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی قطعہ کے واسطے مہربانی میں میرے جو کوئی یہ معاملہ کسی فتنہ سے کرے قرآن پر شرک ثابت ہو جائے بلکہ غرضیکہ مسلمان کو چاہیے کہ سب ایک مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو سب ایک جہت کے پیروی اور تقلید نہ کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کشش کرے حق تقلید ہی پر خاطر جمع کر کے ذمہ بڑھ رہے تھے جیسے شرک کے حکم کا ماننا دلیہ ہی اور کسی مولوی ۔ ہندو شیس کا حکم ماننا شرک ہے بلکہ

۱۔ شہاب ثاقب ص ۱۱۳ - ۲۔ شہ - ۳۔ فقوۃ الایمان ص ۱۱۳ -

۴۔ فقوۃ الایمان ص ۱۱۳ - ۵۔ فقوۃ الایمان ص ۱۱۳ -

ان عبارت میں صاف طور پر یہ کہہ دیا کہ متقدمین چونکہ اپنے امام کی راہ ترک کرنا ہے اور اسی کے ٹکڑے کرنا ہے کہتے ہیں تو یہ شرک ہیں اور ان کا اس طرح کی تقلید کرنا شرک ہے اور یہ سب فرقان و حدیث سے ثابت نہ ہو اس میں کسی جہت کی پیروی و تقلید ہرگز نہ کی جائے اور کسی مولوی کا حکم میں مذہب کو کرنا شرک ہے۔ لہذا ان عبارت میں تقلید کو شرک ٹھہرا کر بخدی عقیدہ کی مخالفت ذاتی کی اب نہ صرف کا شہاب ثاقب میں اکابر و لوہند کے لیے یہ لکھنا۔

۱۔ اکابران انور میں بھی بالکل مخالفت اس طائفہ کے ہیں بلکہ

اور یہ لکھنا۔

وہاں یہ اہلسنت کے مخالف ہوتے ہیں اور یہ اکابر و لوہند اہلسنت ہر ثابت قائم نہ کر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ

مروج کذب اور شدید مکر و فریب ہے کہ فقوۃ الایمان کی ان عبارت کے خلاف ہے نہ مصنف کی بات کہ بخدی غیر متقدمین طریقہ اہلسنت کے مخالفت ہیں یا عقیدہ اہلسنت کے توجیح ہے لیکن خود اس کے اکابر کے نزدیک غلط ہے۔ پتا چلے کہ گنگوہی صاحب امام غیر متقدمین مولوی نہ جیسے دہلوی کے متعلق صاف لکھتے ہیں۔

ان ذمہ پر حسین دہلوی کو مردود اور خارج اہلسنت سے کہنا بھی سخت

بیجا ہے۔ عقائد میں سب متقدم و غیر متقدم ہیں اہل اہل میں متعلق ہوتے

ہیں واثق اللہ اعلم رشید احمد گنگوہی رضی اللہ عنہ

مصنف توبہ کتاب کے کہ غیر متقدمین وہاں یہ طریقہ اہلسنت کے مخالفت ہیں اور گنگوہی صاحب انہیں مضامین اہلسنت متقدمین کے متقدمان کو لائق اہلسنت جانتے ہیں اور انہیں خارج اہلسنت کہنا سخت بیجا لگتے ہیں قرآن میں مصنف چاہے یا گنگوہی بھی

۱۔ شہاب ثاقب ص ۱۱۳ - ۲۔ شہاب ثاقب ص ۱۱۳ -

۳۔ فقوۃ الایمان ص ۱۱۳ - ۴۔ فقوۃ الایمان ص ۱۱۳ -

لہذا ظاہر ہے کہ گنگوہی جی کی طرح عبودیت پر نہیں تھے تو حقیقتاً کذاب معصیت
 ہی قرار پایا۔ پھر معصیت نے جو ایک دوق اس میں سیاہ کیا ہے کہ الابرہ ویرہ گنگوہی
 وغیرہ نے ان کے گم ہونے میں رسالت تحریر کی ہے اور ہندوستان میں ان کے مشابہ
 مت پر ابھرتی کی حمایت کی ہے اور بدسبب عنایت کی تاہم یہ کہ جس قدر عزیز
 کذاب اور کھلم کھلا دُشمن بنے معصیت اس قدر سے اعظمت قدس سرہ پر زبان
 فصیح و فصیح کھولتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی تحریروں کے خلاف کھنکھ کر عوام کی آنکھوں
 میں دھول جھونک رہا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا ساتواں عقیدہ

(۷) قلۃ الرحمن علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ دُعا ہے استواء
 ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے شریعت جہیت
 وغیرہ لازم آتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس شمار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 میں دُعا ہے طائفہ متین کرتے ہیں۔ دُعا ہے عرب کی زبان سے بار بار سُنا
 گیا کہ وہ اَفْضَلُ دُعا فَضْلُہُمْ عَلَیْکُمْ یَا رُسُلَ اللہ کو سخت منع کرتے
 ہیں اور اہل عرب پر سخت فخریں اس معاوضہ پر کرتے ہیں اور ان کا
 استہزاء اُڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ دُعا ہے نجدیہ
 یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور بلا جگہ ہی کہنا رسول اللہ میں استقامت
 لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے
 ہیں تو قناد پر نہ کر رکھ کر رکھ جاتے ہیں اور دروازہ اقدس پر حاضر ہو کر صلاۃ و سلام
 دُعا وغیرہ پڑھنا شروع و بدعت شمار کرتے ہیں بلکہ

ملہ بہ شہاب ثاقب ص ۱۰۰ دوسرے صفحہ

جواب۔ نجدی کا یہ عقیدہ اس قدر عقائد پر مشتمل ہے۔
 اولاً۔ نجدی خدا کے لیے استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔
 ثانیاً۔ نجدی کے نزدیک خدا کے لیے جہیت لازم آتی ہے۔
 ثالثاً۔ نجدی اَفْضَلُ دُعا فَضْلُہُمْ عَلَیْکُمْ یَا رُسُلَ اللہ کو سخت منع کرتے ہیں۔
 رابعاً۔ نجدی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا خطاب کرتے والوں پر سخت فخریں
 کرتے ہیں ان کا استہزاء اُڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔
 خامساً۔ نجدی بر ملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استقامت لغیر اللہ ہے جو شرک ہے۔
 نجدیوں کا یہ عقیدہ مگر باطل عقائد کا مجموعہ ہے۔ الابرہ ویرہ نجدی اس عقیدہ
 نجدی سے بحیثیت عمومی اگر موافقت اور تائید معصود ہو تو گنگوہی جی کا وہ فتوے
 جہایت کافی ہے کہ نجدی عقائد غلط ہیں اور وہ اچھے ہیں۔ تو یہ عقیدہ بھی بحیثیت
 عمومی غلط ثابت ہوا۔ اور نجدی ہادود ان گندہ عقائد کے اچھے نمونے ہیں۔ اور اگر
 تفصیل پر یہ عقیدہ کی موافقت دُعا ہے دیکھنی ہے تو دیکھیں گے۔
 اولاً۔ نجدی عقیدہ میں خدا کو دُعا ہے کے لیے استواء ظاہری اور جہات وغیرہ
 ثابت کرتے ہیں۔ ثانیاً۔ نجدی دُعا ہے کا یہ عقیدہ ہے۔ چنانچہ امام ابو الوہاب اسماعیل
 دہلوی لکھتا ہے۔

تذکرہ اولیائے از زمان و مکان	اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور
وجہ و اثبات رویت ملا جہیت و	جہیت سے پاک مانا اور اس کا
مناجات الی قولہ ہزار قبیل ہرما	وہا رہے کثرت و بلا جہیت اور
حقیقہ است اگر صاحب آن	بغیر متبادمانا بدعت حقیقہ کے
اعتقاد دانت مذکورہ را از جنس	قبیل ہے کہ اعتقاد والے
عقائد دینیہ می شمارد و عقائد	انہیں عقائد دینیہ کی جنس سے شمار
	کرتے ہیں۔

ملہ۔ ایضات اعلیٰ مبلغ تادیقی دہلی ص ۱۰۰ دوسرے صفحہ

مسئلہ: اِس عبارت میں امام ابوہامیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور جہت ثابت مانا ادا ان سے پاک سمجھنے کو بدعت متنبیہ منکر کیا۔ توجہ نہی عقیدہ تھا وہی اکابر و تابعین دیوبند کا عقیدہ ثابت ہوا۔ مصنف کا اپنے اکابر کو اس کا مخالفت ثابت کرنا کتب مروجہ اور قریب ہے۔

ثانیاً :- کچھ یہ عقیدہ میں تھا کہ اس کے نزدیک خدا کے لیے جہت لازم آتی ہے۔ اکابر و تابعین کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب عبارت مذکور میں خدا کے لیے مکان و زمان اور جہت ثابت قراس سے خدا کے لیے جہت لازم آتی ہے تو جہت نہی عقیدہ تھا۔ وہی اکابر و تابعین دیوبند یہ عقیدہ ہوا۔ اس مصنف کا اپنے اکابر کو اس کا مخالفت ثابت کرنا نہایت دلیل و قریب ہے۔

ثالثاً :- کچھ یہ عقیدہ میں تھا کہ وہ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلَیْکَ بِمَا رَسُوْلٌ اللّٰہُ کو سخت منع کرتے ہیں۔ ادا یہ بلا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استقامت وغیر اللہ ہوتے جو شرک ہے۔ اور اس مذا و خطاب کرنے والوں کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ تو جہت نہی کا یہ عقیدہ ہے بالکل ایسا ہی اکابر و تابعین دیوبند یہ بھی عقیدہ ہے جس کی مخالفت عبارت اور الفاظ میں سمجھتے ہیں۔

سوال :- یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- عوام کو منع کرنا جائز ہے۔

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز تھا اگر یہ عقیدہ رکھ لے کہ وہ دوسرے شے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کلمہ ہے۔ اور یہ عقیدہ نہیں تو کلمہ نہیں لگا کر شارب کلمہ ہے۔

مجمع میں ہر قسم کے بدعت و فتنہ موجود ہوتے ہیں۔ لہذا اگر عقیدہ قاری کا

۱۔ فتاویٰ اداویہ حصہ چہارم ص ۱۰۰ مطبوعہ مجتہبی دہلی۔

۲۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۰ دہشت۔

درست ہو مگر عوام کی وجہ سے مکروہ و ناجائز ہے بلکہ بہشتی زائرین کو ضرر و خسران کی باتوں میں ہے۔ کسی کو ضرر سے بچانا اور بچنا کہ اس کو ضرر ہو گئی ہے۔

۱۔ غیر خدا کے وقت میں کافر بھی ایسے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پیکارا اور شیطان اُغنی اور زندہ نیاز کر فی اور ان کو اپنا کمال اور سادگی سمجھتا ہی ان کا کفر و شرک تھا۔ مگر کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے تو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے مگر اللہ اور وہ شرک میں برابر ہے۔

۲۔ مرنے والے کو جہاں عوام میں کسی حدیث سے ایسے خطایات واجب ہیں موانع اس کو بتا دے تاکہ یہ بھی درست ہو جائے اور شیخ ابہام کا رفق ہو جائے۔

۳۔ ایسے کلمات (یا رسول اللہ) کو نظم ہوا یا نہ ہو کہ کلمہ و تہذیبی ہے۔ کلمہ و تہذیبی نہیں کہ کلمہ کو کلمہ کہنا ضروری ہے۔ چنانچہ اور جہت نہی کی احتمال مذا و عقیدہ عوام اور اپنے آپ کو جہت شرک رکھتا ہے اور کلمہ است تہذیبی یہ کہ فی اللہ شایستہ استقامت غیر سے ہونے کی۔۔۔ حق گوشت نہیں ہے۔

ان عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا منوع و ناجائز ہے اور دوسرے علم غیب سے شے کے عقیدہ کی بنا پر کلمہ ہے ورنہ یہ کلمہ شارب کلمہ ہے اور جہت عوام

۱۔ براہین قاطعہ ص ۲۱۰ - ۲۱۱ - بہشتی زائرین کو ضرر و خسران سے۔

۲۔ تفسیر تہذیب ص ۱۰۰ - ۱۰۱ - براہین قاطعہ ص ۲۱۱۔

۳۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۰۔

میں اگرچہ عقیدہ قاری درست بر حسب بھی ناجائز ہے کہ اس میں خطاب ہے اور شایع استقامت عقیدہ ہے اور اپنے اور شرک کی نسبت رکھتا اور بیکارنا شرک ہے اور انہیں کی برابر شرک ہے قرآن پر دین کا بھی باطل وہی عقیدہ ہے جو عقیدہ نجدی تھا۔ اب مختلف کلاس کے عقائد اپنے الابرک بنا جیتا جھوٹ اور کھلم بھرا غریب ہے کہ جب یہ جماعت ان کی معبود تصانیف میں موجود ہیں قرآن پر دین کا ان کے عقائد عقیدہ کس طرح سے برکت کا ہے۔ اور ان عقائد کو نجدی کا ہم عقیدہ ثابت کرنا ایک ایسی غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ جس پر خود مختلف کامیابی اس پر انتہائی حاسر کرتا ہوا

ابن عبد الوہاب نجدی کا اٹھواں عقیدہ

دعا یہ نبیہ کثرت صلوٰۃ و سلام دور دور برتر اقام علیہ السلام و قرأت و تلاک الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزہ وغیرہ اور اس کے چڑھنے اور اس کے استغاثی کرنے دور درجہ کو سخت کھج دیکھو جانتے ہیں۔ اور بعض بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

یا اشرف الخلق مالک من العوالم یسألک عند حلول الساعۃ الخیرات

جواب :- نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابر دین کا عقیدہ ہے جب کنگوی صاحب اپنے فتوے میں یہ کھجے کہ نجدی کے عقائد غلط ہیں تو کنگوی صاحب کے نزدیک کثرت صلوٰۃ و سلام و قرأت و تلاک الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزہ وغیرہ کا دور وخت صحیح دیکھو قرار دیا۔ اور قصیدہ بردہ کے بعض اشعار شرک عقیدے اس کے علاوہ وہ اکابر دین اور کنگوی صاحب کی میں اسلام توحید ایمان کو دیکھئے اس میں صاف طور پر

سہ و شہادت ثابہ سہ

کو دہے بہشتی زلیہ کی نذر و شرک کی باتوں میں ہے۔

کسی بزرگ کا نام بطور ولید کے چھنا بلکہ اولاد سے کھڑا ہونا اور اس کو چھنا اور اس کا نام پینا انہیں کاموں میں سے ہے کہ انہیں صاحب نے خاص اپنے تقسیم کے لیے نظر لائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

مقلد دور و ولیدہ ان اشعار ذیل کا اگر کسی کرے تو کیا حکم ہوگا۔ ہاں یا نہ

لہ صغیر و اکبر و اور شرک کیا ہوگا جیسے دور یا رسول اللہ انقلد خاتنا۔ یا رسول اللہ استغنی خاتنا۔ اشقی فیہ جعفر حقیقہ معنی خذ کیکی سسقی نسا اشک خاتنا۔ یا یہ شر قصیدہ بردہ کا دور کرنا یا آگ کھڑا

المخلوق قائل من ائود بہا۔ یہ خائف عند حلول الساعۃ الخیرات

افتحہ۔ یا اگر کوئی شر یا شر میں دور و اسامد مخلوق بطور ولید کرنا تو جواب معروض ہے اس کے جواب میں جماعت ذیل تحریر فرمائی وہ عبارت ہے۔

از بندہ رشید امین علیہ السلام مسنون آئینہ آج خدا آنا۔ جواب آپ کے اس مسئلہ کا کوئی جواب ہے وہ یہ ہے کہ ایسے کلمات کو نظم ہو یا لغو دور کرنا مکروہ تنزیہی ہے کہ فرض نہیں کیونکہ وہ تم غم کی خبر کو حاضر و مستوف بنا جانتے اور درحقیقت کی احتمال ملا عقیدہ و حوام اور اپنے اوپر حقیقت شرک رکھتے ہیں۔ اور اگر اپنے تنزیہی برکاتی اہل شایع استقامت غیر سے ہونے کی حق گزشت نہیں ہے

ان جماعت میں اکابر دین دیندہ نے صاف کھودیا کہ کسی بزرگ کا نام بطور

سہ و از بہشتی زلیہ سہ اول سہ۔ سہ۔ تفسیر الامان سہ۔

سہ۔ فتاویٰ رشیدیہ سہ سوم سہ۔

وطلیحہ کے جہاں شرک ہے اور کسی بزرگ میں اور کسی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داخل ہیں کوئی بھی غیر خدا ہیں اور کثرت درود سلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جتنا بھی کہتے ہیں خیر دلائل الہیہ میں درود شریف ہی تو ہے۔

قرود لائل الخیرات کے وظیفہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جتنا ہی کہے اور اکر ابوہریرہ کے نزدیک کثرت صلوٰۃ و سلام اور قرأت دلائل الخیرات شرک ہوئے ہیں خاص قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کے تعلق لکھو یہ صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ جب حاضر و معترف جانور دہر درگزر ہے۔ اور اس کے وظیفہ پڑھنے والے کو اپنے اُپر جہمت شرک رکھنے والا اور استغاثت بالغیر کرتی والا قرار دیا تو اکابر دہر بندے نہ فقہ عہدی عقیدہ کی موافقت کی بلکہ خبروں کے قیاس و کراہت سے کہنے کو کفر و شرک تک پہنچا دیا۔ اب معصفت انہیں کھوکھو کیجئے کہ بخیر یا خیر کی موافقت کیا اس کو اس سے زیادہ دیکھا ہے۔ اب معصفت کا یہ کہنا کہ۔

ہم اسے مقدس بزرگمان دین اپنے مستفتین کو دلائل خیرات و تنزیہی کی سند دیتے دہتے ہیں اور ان کو کثرت درود و سلام و تکریم قرأت دلائل و غیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں۔
کتان مرتج کذب اور کیسا شدید افتراء اور کس قدر کھٹلا ہوا بدل و تزیب ہے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا لوال عقیدہ

(۹) وہابیہ جیسے کہ کھاتے اور اس کے پیٹنے کو حشر میں ہویا چہرے میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکتبا نہیں سے شمار کرتے ہیں ان جہلا کے نزدیک معاذ اللہ زمانہ اور مرد کرنے والا اس قدر علامت نہیں کیا بیانا جس قدر تباہی کا استعمال کرنے والا علامت کیا جا تا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ

علیہ۔ شہاب شائبہ ص ۷۷۔

کے شائق و فقار سے وہ لغت نہیں کرتے جو تباہی کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں۔

جواب: نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابر دہر بند کا عقیدہ ہے اس لیے کہ جب لکھو یہ صاحب فرمائیے کہ نجدی کے عقائد عمدہ ہیں تو لکھو یہ بھی کہ نجدی بھی تباہی کا کھاتے اور حشر و غیرہ میں پناہ حرام و اکبر الکتبا نہیں سے ہے اور تباہی کا استعمال کرنے والا زانی اور چور ہے زائد صلاحت کا اقتدار اور اعلیٰ درجہ کے شائق و فقار سے زیادہ لغت کا مستحق ہے۔ اکابر دہر بند اس کا فتویٰ دیتے ہیں۔ فتاویٰ صاحب کے اعدا و الفا و سنے معصوف بقا و سے اشرفیہ معتز دم کے کتاب المنظر والا باصر میں جو اصول فقہ سے جس کا خلاصہ ہے۔

یہ حق قریب تین سو برس کے ہونے کو کھاتے نکالا ہے۔ اور کثرت اس کی تشریح ہے۔ ہر تباہی کو تباہی کی بعض اقسام بہت تیز اور تضرع ہیں بلتے کہ درجے ہیں میں کسی میں ہر زیادہ ہے کسی میں ذہن نشہ یا غور کی ہے کسی میں تباہی۔ اسی طرح حق اور غیر میں بھی جتنے بچے کے پھرے پاک ہیں کسی کے ناپاک کہی کے مشتبہ۔ ہر ایک کا حکم جدا ہیں اگر کسی نے ضرورت شدہ میں کسی مرتضیٰ و غشوار کے علاج کے لیے ایسا سے بطور دوا کے بھی ایک کو دہر باری کیا پتہ پڑاں جرم نہیں اور ہر بعد از ان بغیر ضرورت شوقیہ پیوے جیسا آج کل شائع ہے کہ یہی فعل کی زیب و دینت ہو گئی۔ اور آخر میں تضرعی ہوتا ہے اور مرتضیٰ میں برابر کو آتی ہے اور ہم مرتضیٰ میں عسا نہ تباہی اور حواس میں بھی کو کثرت آجاتی ہے۔ اور تباہی اہل ناک کے ساتھ ہے کہ مرتضیٰ اور ناک میں سے وصول نکلتا ہے اور خود و حواس اور آگ بھی اگر غضاب کا ہے اس کے ساتھ شقیں رجی ہے اس لود پر اس کا

شہاب شائبہ شائق ص ۷۷۔

عادی ہو جانا بسبب اجتماع ان ائمہ کے بیکہ بڑا درد سنت مکروہ ہے
 لیکن پینے والے جو راستہ تلاش کریں اور شراب سے ہونے والے ناپاک نیچے نیز قیام کر
 کے پینے والے نشہ ہو جانا جسے اور شراب کیسی بدبوڑھی ہوتی ہے۔ اس کی
 عزت میں کچھ شبہ نہیں۔ حاصل یہ کہ کوئی خشن زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ
 کوئی حرام کوئی ضرورت مند میں بطور خدا کے ایک آدھ بار روا۔
 بہر حال پینے والا اس کا گناہ سے غافل نہیں اور اگر گناہ پر سخت گناہ
 ہے۔ اور اس کا پینے والا غفلت نہ کرے تیری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دخل
 نہیں پانا اور مبتدیانے اس کے پینے والوں کو مذہب بھی دیکھا ہے
 اعاد اللہ منہ کسی نے کیا خوب کہا ہے خیا کو نوش را سیر سیاہ است۔ اگر
 بار بار داری نے گواہ است بذا معذی واللہ تعالیٰ اعلم طحطا طیلہ

در لری امیر باخاں و اغلامیج سہارنپور کے رسالہ انکار القیام مجرمانہ کی تصدیق ہے

ایم تاقی السعد ویدخان حیدر پشے الناس یعنی لادیک آسمان
 وصول ظاہر کر آسمان سے میرے گاہد اس سے ایک درخت پیدا
 ہو گا کہ وہ لوگوں کو عادی ہو گا۔ یعنی بہت سے لوگ سنہ نوشی کے وقت
 میں اس کے اندر نہیں گئے فرمایا ہذا عذاب الیم یہ عذاب درد دین
 والا ہے کہ مر اس کا دل دینے اور آخرت میں باعث مانفزی کا ہے۔
 پھر صوفیہ پر ہے۔

خشن نوشی سے دل سیاہ ہو جانا کیونکہ جب دھواں تانبہ اور کڑا ہی
 پر لگ جاتا ہے تو وہ سیاہ ہو جاتا ہے جب یہ دھواں ملتا اور اگر اور
 دل اور آستریں پہنچا تو وہ کیسے سیاہ نہ ہو جائیں و لیس ماقیل

لے۔ و تاقی السعد ویدخان حیدر پشے الناس یعنی لادیک آسمان سے میرے گاہد اس سے ایک درخت پیدا ہو گا کہ وہ لوگوں کو عادی ہو گا۔ یعنی بہت سے لوگ سنہ نوشی کے وقت میں اس کے اندر نہیں گئے فرمایا ہذا عذاب الیم یہ عذاب درد دین والا ہے کہ مر اس کا دل دینے اور آخرت میں باعث مانفزی کا ہے۔ پھر صوفیہ پر ہے۔

کہ خشن نوشی را قلب سیاہ است اگر بار بار داری نے گواہ است
 اسی کا اشارہ فرمایا کہ علی الاطلاق نے کلامی دان علی مقدمہ ہم
 مانا کہ ایک سیون الیا نہیں ہو رہے ہیں بلکہ رنگ نکاد یا یعنی سیاہی
 جہادی ان کے دلوں پر اس چیز نے کہ معنی دہ کرتے مثل خشن نوشی اور دھواں
 کچی کے، پہلے۔

ان حیدر سے ظاہر ہو گیا کہ اگر بار بار داری نے نزدیک خدا کا استعمال اور
 خشن نوشی سنت مکروہ اور حرام اور اس کا پینے والا گناہ اور اس پر امر کر کے ولاعت
 کیگا۔ اور غفلت نہ کریں سے مخروم اور مذہب اور خشن پینے میں اپنی ناسے تشہیر اور خود
 و دھواں اور آگ کا عذاب ہے۔ اور اس کی ممانعت و آیات سے ثابت۔ اور خشن
 سے دل سیاہ ہو جانا ہے۔ اور اس کی سبب مانفزی۔ اور یہ عذاب درد دین
 ہے۔ لہذا اگر بار بار داری نے خشن نوشی عادی کے موافق ہوا بلکہ خشن نوشی عادی سے بھی بڑھ
 بڑھ کر ثابت ہو گا کہ انہوں نے خشن نوشی کو مذہب سیاہ دل اور اہل نارسے تشہیر
 کرنے والا بھی بتایا اور یہ ائمہ بخدی عادی میں نہ تھے۔ اب مصنف کا شہاب ثاقب
 میں یہ کہنا۔

ان حضرات کا خیال دیکھتے تو یہ جلد بزرگان دین دنیا کے استعمال پر
 اس کے کہ اسے خشن نوشی و ملاحت اور دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے بلکہ
 کس قدر شدید کہ کتب اور جہان فریب ہے۔ بہر شخص ان بطور مبارک کو دیکھ
 کہ مصنف پر نہ اندر علی الکاذبین تو پڑھ ہی دے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا دھواں عقیہ

ا دہا یہ امر شفاست میں اس قدر سختی کرتے ہیں کہ بجز علم کے

لے۔ و تاقی السعد ویدخان حیدر پشے الناس یعنی لادیک آسمان سے میرے گاہد اس سے ایک درخت پیدا ہو گا کہ وہ لوگوں کو عادی ہو گا۔ یعنی بہت سے لوگ سنہ نوشی کے وقت میں اس کے اندر نہیں گئے فرمایا ہذا عذاب الیم یہ عذاب درد دین والا ہے کہ مر اس کا دل دینے اور آخرت میں باعث مانفزی کا ہے۔ پھر صوفیہ پر ہے۔

اپنا چاہتے ہیں۔

جواب :- نجدی کا یہ عقیدہ بھی امارہ دلوں بندہ ہی کے موافق ہے کہ لنگوی جیب نجدی
مٹا کر وہ مکہ چلے تو لنگوی صاحب کے نزدیک بھی انکار شفاعت عقدہ عقیدہ ہوا۔
اب لنگوی صاحب کا مین اسلام تقویۃ الایمان ملا نظر ہو کہ شفاعت باوجود حاجت اور
شفاعت بالمحبت ہر دوسرے صاف انکار ہے۔

امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم
کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہو نہیں سکتی اور جو کوئی کسی نبی دلی
کو امام اور شہید کو لاکسی فرشتے کو لاکسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا
شفیع کہے سو وہ اصلی شرک ہے اور بڑا جاہل ہے۔

بادشاہ نے محنت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات بھی
کہ ایک بار شہر سے جا ہوا اور ایک چکر کو معاف کر دینا بہتر ہے اس سے کہے
کہ جو اس محبوب کے روضہ چلنے سے محروم ہو گا اس قسم کی شفاعت بھی
اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم
کا شفیع کہے وہ بھی دنیا ہی میں شرک ہے اور جاہل عیبا اولیٰ مذکور ہو چکا ہے
وہ بڑا کرم درجہ ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں ہے۔

دیکھا حضرت فرماتے ہیں اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں
میں کسی کی حاجت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا ہے
کوئی کسی کا وکیل دعوای میں نہیں جیتے والا ہے۔
اللہ صاحب ہے کسی کو عالم میں تصرف کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی

- ۱۔ بہ شہاب ثاقب ص ۳۵ - ۲۔ تقویۃ الایمان ص ۳۵ -
۳۔ تقویۃ الایمان ص ۳۵ - ۴۔ تقویۃ الایمان ص ۳۵ -
۵۔ تقویۃ الایمان ص ۳۵ - ۶۔ تقویۃ الایمان ص ۳۵ -

حاجت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر خدا کے وقت میں کافر بھی
اپنے نبیوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا
بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابلہ کی طاقت ثابت نہیں کرتے
تھے مگر یہی پچھان اور شیش باغی اور نذر دنیا کر فی اور ان کو اپنا وکیل اور
سفارشی سمجھا بھی ان کا ذکر و شرک مٹا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے
گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی کہے سو اب وہاں اور وہ شرک میں برابر
ہوتے ہیں۔

ان عبارات میں امام اروایہ نے صاف طور پر عقیدہ یا کر خدا کے معبود کسی کی
سفارش و شفاعت اور وکالت و حمایت کی حاجت نہیں دیکھی کسی کی حاجت
کر سکتے تھے نہ کوئی شفیع اور وکیل بن سکتا ہے اور جو کسی نبی دلی کو اللہ کا بندہ اور
مخلوق سمجھ کر شفیع و وکیل جانے وہ بڑا جاہل اور اصلی شرک بلکہ اہل جہل کے برابر شرک
ہے اور شفاعت باوجود حاجت اور شفاعت بالمحبت مٹا دو دونوں شرک ہیں تو یہ
امام اروایہ شفاعت کا کیا صاف انکار کر رہے ہیں لہذا امارہ دلوں کا یہ عقیدہ بھی نجدی
عقیدہ کے باطل موافق ہے بلکہ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر کہ ہے اب مستغف اس
عقیدہ نجدی کو ٹھکر کر اپنے امارہ کے لیے یہ پختا ہے۔

یہ امارہ ہر گز بابر حقیقی اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالت مآب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قائل ہیں۔
یہ مروج کذب بیباک ثبوت اور کھلا ہوا دلیل و حریب ہے اور عوام کو سمجھنا غلط
میں ڈالتا ہے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا گیارہ سوال عقیدہ

۱۔ ایمان ہوائے علم احکام و اشراعیہ علوم اسرار و مقانی وغیرہ سے ذات کردہ کائنات

۲۔ تقویۃ الایمان ص ۳۵ - ۳۔ شہاب ثاقب ص ۳۵ -

اختر المستنیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالی جلتے ہیں۔
 جواب :- بخدی کے اس عقیدہ کی ابرو دلچند سے بھی موافقت کی جھگی رہا ہے
 نے تو صاحب بخدی عقائد کو مذہبی قرار دیا تو گویا جھگی ہی کے نزدیک بھی بخدی بخدی
 علیہ السلام کی ذات کے علم اعلام و شرائع کے کتاب اسرار بخدائی سے خالی
 ہے۔ نیز جھگی صاحب نے اس میں چند متون دیے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں۔
 یہ عقیدہ دکن کا آپ (یعنی حضرت علی علیہ السلام) کا علم غیب
 سے مراد ہے۔
 اثبات علم غیب غیر حق قائلے کو شرک و بدعت ہے۔
 برعکس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونا بخدی عقیدہ
 ہے۔ مساویہ جھگی کے نزدیک قطعاً شرک و کفر ہے۔
 اس میں ہر چار ائمہ مذاہب و علماء متفق ہیں کہ انباء علیہم السلام غیب
 پر مطلق نہیں ہیں۔
 پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بخدی بخدی
 تو دریافت طلب یہ رہے کہ اس غیب سے کوا بعض غیب ہے یا کل
 اگر بعض علوم خبیہ خراہ ہیں تو اس میں بخدی کی کیا تعلیم ہے الیہ علم غیب
 تزیید و تکوین پر بھی دشمن بلکہ جہلانات و بدعات کہنے بھی حاصل ہے۔
 اللہ کا علم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے کوئی البتہ شرک و بدعت ہے
 خراہ بخدیہ انبیاء و اولیاء سے رکے خراہ پیر و شہید سے خراہ امام کا زوال سے

۱۔ شہاب شاقب ۱۔ ۲۔ قادیانی رشیدیہ عقیدہ و علم اعلام کا دیو بدعت
 ۳۔ قادیانی رشیدیہ عقیدہ ۴۔ قادیانی رشیدیہ ۵۔ ۶۔ رسالہ مسند و علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۷۔
 ۸۔ خطبات ایمان ۹۔ عقیدہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

سے خراہ محبت و پری سے پھر خراہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات
 سے ہے خراہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک
 ثابت ہوتا ہے۔

ان عبارات اکابر و ائمہ دین سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 ذات پاک علم غیب و اسرار سے خالی ہے تو بخدی کا عقیدہ تمام اہل دین ان اکابر
 و ائمہ کا عقیدہ و ہمت ہے۔ لہذا اکابر و ائمہ کا یہ عقیدہ بخدی عقیدہ سے ہیبت و پرہیز
 کرنے کے بخدی عقیدہ میں بخدی کے لیے علم غیب و اسرار ثابت کرنے والے کا حکم دیکھو
 نہیں عقائد انہوں نے اس کا حکم بھی بیان کر دیا کہ وہ کافر و شرک ہے۔
 آپ صفت کا یہ حکم کر۔

علوم اولین و آخرین سے آپ کا مائل فرمائیے کہ میں کوئی لکھ کر
 کوئی بخدی آپ کے ہم پے علم اعلام و اسرار کلمات میں نہیں پرکتا چہ جائیکہ
 آپ سے افضل ہو۔

مرتب کرکے ادب و تہذیب فریب ہے اور اپنے ابراہیم کے مسلک کے باطل خلاف
 ہے اور بخدی بخدی و دینی صاحب کے قول کے مقابل ہے وہ کہتے ہیں۔
 شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوتی ہے جو عالم کی۔
 وسعت ملی کی کوئی نہیں تعلیمی ہے کہ جس سے تمام
 نفوس کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔
 پھر چند طرہوں میں ہے۔
 ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ
 علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ہو۔

۱۔ ۲۔ تقریر ایمان ۳۔ ۴۔ شہاب شاقب ۵۔ ۶۔ براہین قاطعہ ۷۔ ۸۔

اس عبارت میں اکابر دینہ نے صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علوم میں نہ قطعاً ہم پر غرضتہ ملک الموت ہی ہے بلکہ شیطان میں بھی ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے افضل شیطان و ملک الموت کے علوم میں تو مصنف کا یہ کلام کس قدر نادر و کذب و فریب ہے۔ پھر مصنف کا یہ قول دیکھیے کس قدر فحش ان حضرات (اکابر دینہ) کے عقائد اور دواہیہ کے عقائد میں ہے بلکہ

کس قدر جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے بلکہ اکابر دینہ عقائد نجدیہ کو رد و تحریر اگر ان کے سر پر عقیدہ کو رد کرتے والے اور نجدی عقائد کے زبردست موافق اور مؤید ثابت ہوتے۔ بلکہ عقیدہ نجدی سے بڑھ چڑھ کر وہ باتیں کہنے والے ثابت ہوتے۔ ہماری پیش کردہ عبارات جو ہم عقیدہ میں ہم سے پیش کریں انہیں دیکھ کر ہر مصنف یہ انصاف کرے کہ یہ عقیدہ ہے کہ اکابر دینہ کے اقوال نجدی عقائد کے باطل موافق ہیں۔ مصنف کو چاہیے کہ لغتہ اللہ علی السلاطین کو بڑھ کر اپنے لوہہ آزمائے

ابن عبد الوہاب نجدی کا بارہواں عقیدہ

دواہیہ فحش و ذکر ولادت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرام رحمہم اللہ کہنے کو بھی بڑا سمجھتے ہیں۔

جواب :- نجدی کے اس عقیدہ کی بھی اکابر دینہ نے مرافقت کی کہ گھگھی صاحب نے جب عقائد نجدی کو رد کیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس و ذکر ولادت کو قبیح و بدعت کہا اور دواہیہ کو بھی بڑا سمجھا۔ نیز انہیں گھگھی کے فتوے ملائے ہیں۔

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۰ ۲۔ شہاب ثاقب ص ۳۳۰ ۳۔ شہاب ثاقب ص ۳۳۰

۴۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۰ ۵۔ شہاب ثاقب ص ۳۳۰

معتزلیس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر شرع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی ضرور ہے لہذا اس زمانے میں درست نہیں ہے

سوال :- غرض میلاد میں میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف و کذات اور روایات مضرہ اور کاذب نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

الجواب :- تاجا نثر ہے بسبب اور وجہ کے قطعاً یہ

سوال :- الفتاویٰ مجلس میلاد و دواہی قیام برداشت صحیح درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- الفتاویٰ مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فتاویٰ اللہ تعالیٰ اعلم

سوال :- جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور قسیم شیری ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- کسی عرس اور مولد میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساغر و مولود درست نہیں

یہ مجلس میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے شرعاً اور کوئی محدث چلا اس کی نہیں ہر کسی

گھگھی جی کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اکابر دینہ دواہیہ کے نزدیک

○ جس میلاد و شریف میں کوئی نام شرعی بات نہ ہو وہ بھی درست نہیں۔

○ اور جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور کسی قسم کا کوئی لاف و کذات نہ ہو اور روایات مضرہ اور کاذب نہ ہوں وہ بھی ناجائز ہے۔

○ جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں اور قیام بھی نہ ہو وہ بھی ناجائز ہے۔

○ جس میں صرف قرآن شریف کی آیات پڑھی جائیں وہ بھی ناجائز ہے۔

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۰ ۲۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۰ ۳۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۰

۴۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۰ ۵۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۰

یہاں تک کہ صاف کبر و پاک کوئی سامو لوہو درست نہیں کر دے بدعت و کفر ہے
شرعاً سیلا و طریقت کے جہاز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی تو اکابر دینہ کا یہ عقیدہ
بالکل معیضہ تھی کے موافق ہر اب منافقت کا اس کے بالکل خلاف عوام کو دھوکہ
دینے اور اپنے اکابر کی صفائی کے پہلے یہ کہنا۔

یہ اکابر دینہ، بجائے حضرت قس و کربلا و اہل بیت کو جبکہ بروایا است
| معبود ہو نہ وہ اب اور ستر غیب برکت فرماتے ہیں بلکہ

کسی قدر غرور کیا مروج کتب اور بزرگ دست فریب ہے اور اپنے اکابر کے اصل
عقیدہ پر پردہ ڈالنے اور منافقت کا مظہر قس و کربلا و اہل بیت کا انہوں نے
اکابر دینہ پر قس و کربلا کے خلاف سے کہہ کر دروغی ایسے عقائد پیش کیے جو عقائد تیزی
کے موافق ہو سکتے ہیں۔ جو منافقت کے اس کو دیکھ اور دیکھ اور دیکھ کی حقیقت
ہمارے جوابات سے ظاہر ہو گئی کہ منافقت نے جو فرمایا، بالکل حق فرمایا یعنی اہل
اکابر دینہ کے عقائد بالکل عقائد تیزی کے موافق ہیں ان کے اکابر کے اقوال ان کی
مطبوعات و تصانیفات میں موجود ہیں، ہر نظر پرورد کے ہر عقیدہ و تہجد کی موافقت میں
اکابر دینہ کے اقوال پیش کیے کہ ہر صفت نفس پر یہ فیصلہ رکھا جاتے کہ وہ ایسی
انصاف پسند طبیعت سے منافقت قس و کربلا کے قرآن کی صداقت اور منافقت
کے کذب و فریب کا اعتراف کرے اور اہل کفر صاف طور پر اقرار کرے کہ قس و کربلا
اکابر دینہ تو اپنے ان اقوال سے بالکل عقائد تیزی کی موافقت اور تائید کر رہے ہیں۔
منافقت کا اپنے اکابر دینہ کو تیزی عقائد کا مخالفت ثابت کرنا سراسر جھوٹ بالکل
کذب مروج ہے۔

مسئلہ اول: اب انصاف سے کہہ دو کہ ہمارا عقار اور فریبی کون ہے۔ اہل سلطان
الذہابین اور زہد دست چالی باز کون کہلاتے کا عقار ہے۔

ساتواں بہتان اور اس کی حقیقت

مکتوبی صاحب اور انیسٹروی صاحب نے اپنی کتاب پر ایمین قاطعہ میں یہ
سات نکات لکھے ہیں کسی کو حق اور جھوٹ کا فیصلہ مقتصد پرورد دیکھ لے اس کی جھوٹ
عبادت ہے۔

الحاصل غرور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم عیسیٰ
زمین کا فخر عالم خلاف نفوس کے بلا دلیل قس و کربلا سے ثابت
کرنا شرک نہیں۔ تو کون سادیاں کا حق ہے شیطان و ملک الموت کو
یہ وصیت قس سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وصیت علم کی کوئی قس علمی
ہے کہ جس سے تمام نفوس کو روک کے ایک شرک ثابت کرتا ہے بلکہ

مسئلہ اول: انہیں انصاف سے کہنا کہ اس عبادت میں مکتوبی و انیسٹروی نے انیس
شیطان لعین کے لیے علم زمین کی وصیت قس سے ثابت ملتی اور جھوٹ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایسی وصیت علم کا انکار کیا اور منافقت نفوس قرار دیا تو صاف
لوہریہ کی روشنی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع علم والا شیطان کو روک دیا
کہا اور یقیناً تھا کہ ہر اور خدائے اس کے ماتھے کے لیے مجبور ہے تو اب اس منافقت
سے حیانت کو کہ اس میں منافقت قس سے کہہ دیا جھوٹ ملے اور کیا بہتان کیا
اور کیا بے میان کا کام کیا۔ جب کہ کتاب مطبوعہ موجود اس میں یہ عبارت موجود اس
میں یہ تصریح موجود تو منافقت کا اس کو الزام کیا۔ خود انتہائی مروج کذب اور جھوٹ
اور شرک بے سیاق ہے۔ اب خود منافقت ہی انتہائی علمی اسکا زمین کا طوق اپنے
گلے میں ڈالنے اور اپنے نشہ پر خود ہی مشرک ہے۔

ملکہ، ایمین قاطعہ مطبوعہ ہالی سائبرو ص ۱۱۱۔

ملکہ، شہاب شاہ صاحب ص ۱۱۱۔

آٹھواں بیتان اور اس کی حقیقت

جنگلگری کی دانشمندی کی یہ عبارت ہر اہل قاطعہ میں ملبومہ مورخہ ہے تو اس میں صاف موجود ہے کہ انہوں نے قاطعہ زمین کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لانا تو شرک کیا ہے۔

اور اسی قاطعہ زمین کے طور کو ایسے معین کے لیے مانا اور اسے انصاف قلعہ سے ثابت جانا تو نہایت روشن طور پر صاف صاف کہہ دیا کہ ایسے معین و دیوبند یوں کے نزدیک خدا کا شریک بنے کر خدا کی یہ صفت اس کے لیے ثابت ہے تو ہر اہل قاطعہ میں یہ بات نہایت واضح طور پر موجود ہے تو آپ مصنف سے پوچھو کہ اس میں کونسی قدرت قدس سرہ کا جہان کیا ہے اور صاف عبارت کے باوجود صحت لگانا اور جھوٹ پر کرنا نہ صاف طرح پایا گیا۔ لہذا اب ہر آدمی عقل والا یہی یہ نظریں کرنے پر مجبور ہے کہ اس عبارت ہر اہل قاطعہ میں جنگلگری و دانشمندی نے ایسے کو خدا کا شریک ٹھہرایا اور یہی دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اور ظاہر میں شریفین کا کفری قوسے ابن پر اکل بھیج دے اور اعلیٰ قدرت قدس سرہ کا قول باطل ہے کہ یہ ساری گفتگو لغو و باطل ہے۔

نواں بیتان اور اس کی حقیقت

جنگلگری کا قریح کذب باری عقل لے لا عقلی ہری فتوے موجود ہے اس کے قریبی ہمارے پاس ہیں یہ سب سے میں ہر طرح میں جھپ کر غافل ہوا اور اس پر اسی وقت مواظفات کیے گئے اس کے پندرہ برس بعد تک جنگلگری صاحب زندہ رہے اور انہوں نے اپنی حیات میں اس فتوے کا انکار نہیں کیا۔ اور آج تک ملبومہ کتابوں میں اس کے مضامین جھپ رہے ہیں جس کی تفصیل ہم بھی آئندہ فصل کے جواب میں

طے نہ کرک ہی تو کہہ دے کہ خدا کی صفت دوسرے کیے ثابت کرتا جس سے وہ شریک خدا ہو جائے۔

پیش کر کے تو مصنف سے سوال کہ جو چیز جس پر ہوتی ہو جو پندرہ برس ہوا اور اس کا نکلنے والا انکار نہ کر سکا تو پھر اعلیٰ قدرت قدس سرہ کا اس میں جہان کیا ہے اور قیامت ہی نہایت بڑی کیلئے جملہ جہان شریفین کے سامنے اس کا قریب موجود تھا قرآن کا فتوہ ہے کہ مصنف کے نزدیک بھی حق ثابت ہوگی اب مصنف ہی نے اللہ تعالیٰ کا ذہن کو پھر کر اپنے قریب دہم کر لے۔

دسواں بیتان اور اس کی حقیقت

مورخ حاتم ناظر قری کی ملبومہ کتاب تفسیر اتاس موجود ہے ایسے جس کا ال چاہے دیکھ لے وہ صاف طور پر سمجھے ہیں۔

بلکہ اگر بالفرض بعد قرآن نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی کوئی نیا پیلا ہو تو پھر یہی حقیقت محمدی میں کچھ فرق دے گا کہ چاہے باقی آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی بھی کر دیا جائے۔

اس عبارت میں صاف طور پر بعد یا کو سب قرآن نبوی کے بعد کسی نیا کو یا ہر نا تجویز کیا جائے گا تو یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قائم الانبیاء ہونے کا انکار ہی تو ہوا اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آجانے میں کچھ مسافرت نہ ہر نا ہی تو انکار ہے۔ لہذا اعلیٰ قدرت قدس سرہ نے ناظر قری کا جو عقیدہ تمام اہل زمین میں ظاہر فرمایا وہ اس کی عبارت سے ظاہر ہے تو اس میں افترا پر داری اور تہمت و بہتان کرنا ہر اہل مصنف کا قریب ہے اور شریفین میں ہے کہ وہ ویدہ و دانستہ اس سے انکار کرتے ہیں تو اہل زمین شریفین کا فتوہ کہ سب سے ثابت ہوا پھر مصنف کا یہ کال و دیکری یہ نکلنا۔

مولانا علی المرتضیٰ (یعنی ناظر قری) اس عقیدے اور خیال سے باطل بری اور پاک ہیں۔

طے نہ کرک ہی تو کہہ دے کہ خدا کی صفت دوسرے کیے ثابت کرتا جس سے وہ شریک خدا ہو جائے۔

کی جتنا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب نہیں ہے کہ ناتوقی اس عقیدے اور خیال کو مخدیرانہ پس منظر پر سے اور مصنف اہلین بری اور یک بتا رہا ہے اور یہ تو مصنف کا دل جانتا ہے کہ کفر سپہ صا و پر بند پستی اور ناتوقی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس مسئلہ پر ہم بھی اسی سلسل میں متغیر گفتگو کریں گے جس میں مصنف اس پر کچھ لکھ لے گا۔ اور یہ آفتاب سے زیادہ روشن طور پر دکھا دیئے کہ ناتوقی حضور نبی کریم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا منکر ہے۔ اور اس اخیر زمانہ میں کہ کیا کسی صدی میں جی ایسا منکر غایتیت کوئی دوسرا شکل نکلے گا۔ اور اس مصنف متعزیز کتاب کو یہ منواویں گے کہ ناتوقی بہت بڑا منکر غایتیت تھا۔

گیارہواں اور بارہواں بہتان اور اس کی حقیقت

سورۃ اشرف علی قتاری لڑکی کتاب حفظ الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں یہ مسطورہ کتاب ہے وہ نہایت دلیری سے یہ ناپاک الفاظ تحریر کرتے ہیں۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا علم کیا مانا اگر بتولی دید میں ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علم نہیں فراہم ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تکفیر میں ہے ایسا علم غیب تو زید و علویہ ہم جی و منجن لکھ کر جمع بیروانات دہانہ کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ان میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو تنہا کہ لاتینہ ہو کہوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن لیکر انسان کی بھی خصوصیت زبردہ کمال ذات نبوت سے کہ ہو سکتا ہے اور اگر التزام دیکھا جائے تو قرنی اور قریبی میں دیر فرق بیان کرنا ضرور ہے بلکہ

قتاری صاحب نے اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں و پاشوں کے علم سے ملا دیا۔ اور وہ قتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں و پاشوں میں فرق نہ جاننے والا ہے اس عبارت کے پڑھ لینے کے بعد ہر اردو خواں اس نتیجے پر پہنچے گا کہ قتاری نے حضور کے علم غیب کو پاشوں و جانوروں کے علم سے واقعی ملا دیا اور وہ خود حضور اور جانوروں و پاشوں میں فرق نہ جاننے والا ہے کہ تو غلط فہم شدہ تر ہے اسے اس پر کیا بہتان بندی اور وہ دلیری کی، اور یہ الزام بالکل بے اصل کس طرح ٹھہرا۔ اور اس میں تحریف کیا ہوئی عبارت حفظ الایمان ص ۱۱۸ مندرجہ ہے۔ لیکن مصنف کو نظر نہیں آتی اس عبارت کی محفل بحث آئندہ آتی ہے جس پر ہم مصنف کی ہر بات کا محفل و شکست جواب دیں گے۔

تیرہواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا دو قرآن کذب باری تعالیٰ کا فتویٰ جس کے نوٹ موجود ہیں اس میں صاف موجود ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

بعض علماء و قورح خلف و عید کے قابل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف و عید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولنے میں قول خلاف واقع کا سوہ گاہ و عید ہوتا ہے گاہ و حدہ گاہ خبر اور سب کذب کے الفاظ میں اور وہ دو طرح کا جو جنس کو مستزہم۔ انسان اگر ہر گاہ تو حیوان یا بعضہ موجود ہوگا۔ لہذا دو قرآن کذب کے معنی درست ہو گئے اگر بعض فرد کے ہو پس بنا علیہ اس مثال کو کہی سخت مگر نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تحریف ظاہر لغت کی لازم آتی ہے بلکہ

امکان کذب کا مسئلہ تو اب میری کسی نے نہیں چکا لایا مگر قدما میں اختلاف
ہوا ہے کہ غلبہ عید آیا جائے یا نہیں پس اس پر علم کرنا مصلحت ہوا
پہلے مشائخ پر علم کرنا چاہئے۔

گنگوہی جی نے ان عبارات میں صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کذب اور
جھوٹ کو ثابت کرنا غلط ہے غلبہ عید تھا اور اس پر علم کرنا پہلے مشائخ
پر علم کرنا چاہئے اور اس سے متکیہ غلطی سے کذب کی لازم آتی ہے تو عبارت براہین
قاعدہ اور نو فروع سے گنگوہی میں موجود دہے جس کو اس کی تحقیق مقصود ہو وہ ان کا مطالعہ
کریں۔ تو مصنف کا اس کو اصطلاح قدس سرہ کا الفاظ اور بہتان اور عقیدہ جھوٹ کہنا خود
جیتا جھوٹ و مریض کذب اور شدید دلیل و غریب ہے۔

چودھواں بہتان اور اسکی تحقیق

اکابر دیند کا خدا کی طرف کذب کی نسبت کرنا ابھی براہین قاطعہ اور قائلے
گنگوہی کے قریب سے ظاہر ہے اور رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مٹری مٹری گویاں دینا
دیندہ یوں کی کتابوں اور رسائل میں صدائے تقدیریں موجود ہیں جن کا مفصل ذکر اس
مسجد اعلیٰ اخیال ۷۲۰ تعداد مکتبہ کشف ضلال دیندہ اور رسالہ کاشع
سبقت و دوایت وغیرہ رسائل میں موجود ہیں جن کے دس اقوال اسی کتاب میں چھپے
عقیدہ بخدی کے جواب میں پیش کیے گئے اور باوجود ان عبارات تو زمین خدا و رسول
میل ملا دے اللہ علیہ و آلہ کے اکابر دیندہ اپنی صورت کو کہنے اسلامی دلیل ثابت
ہیں اور تین بلا کر شریف کا دھوکہ بنا کر علوم کو غریب دیتے پھرتے ہیں جس کی تحقیق ہر
اوستے سے اسنے نشان کر سکتا ہے۔ آیت اہل دیندہ کے مطبوعہ رسائل موجود ہیں جن میں
کو شرم دیا نہیں آتی کہ وہ ایسی ظاہرات کا انکار کرتا ہے اور کمال بلے بیانی دے مٹری

اصطلاح قدس سرہ کو اخراج بہتان کرنے والا اور الزام و اتہام لگانے والا کہہ کر حرام
کو غریب دیتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی مثل اپنی زبان و دوازی سے صفائی پیش کرنے
کے لیے ایسی چوٹی کا زور دیتا ہے، مگر اکابر دیندہ کی کتابیں اور رسائل مطبوعہ موجود
دوسرے قواس کی بات کوئی باور بھی کرتی نہیں۔ کیا میں کے رسائل خود چھپتے ہیں کہ اللہ عزوجل
میل ملا دے اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں اٹھتا ہے گستاخوں اور مٹری مٹری گویاں کا
اعلان کر رہے ہیں مصنف محض اصطلاح کو گویاں دے کر اور اپنے اکابر کی صحت
سرائی کر کے ان کے بارے اقوال پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس طرح تو بہتان بیانی ملتا
بہشت کو گویاں دے کر اور تمام احمد کی تعریف کر کے اپنے پیڑا کی صفائی پیش کر سکتا
ہے اور اس کی ساری گستاخوں بلے ادبوں پر پردہ ڈال سکتا ہے۔ لہذا اس طرح
ایک تادیب کے اس انداز صفائی کو کوئی مجدد ارشاد کافی نہیں سمجھتا۔ اسی طرح
مصنف کے اس انداز صفائی کو بھی کوئی مائل کافی نہیں سمجھتا۔

پندرھواں بہتان اور اسکی تحقیق

اکابر دیندہ کا یہ خیال کہ غریب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو
معلوم ہوتا حال و نا ممکن ہے اور رسول اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ
کو اتنی قدرت نہیں کہ کبھی کو ایک غریب کا علم دے سکے۔ ان کی کتابوں رسائلوں
سے ظاہر ہے۔ چند عبارات ہم نے گیارہویں عقیدہ بخدی کے جواب میں نقل کیں
کہ گنگوہی صاحب کے قائلے رشید بہتہ دوم کے مندرجہ ہے۔
یہ عقیدہ دیکھنا کہ آپ (محمد رسول اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا مریض
شرک ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر خدا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی
ایک بات بتائی ہو تو قریب سنوڑ کے لیے مطلق علم غیب کا اعتقاد و شرک نہ ہوتا۔ اور
تقریباً ایمان کی یہ عبارت کہ:

پھر غراہوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے
 دینے سے عرض اس عقیدے سے ہر طرف متحرک ثابت ہوتا ہے بلکہ
 اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ایک بات کے غیب کا اعتقاد اگر خدا کے
 دینے کے لحاظ سے بھی ہو جب بھی متحرک ہے تو ان کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو
 ایک غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہوئی تو وہ نبی ہی کہتا اور دینا تو نبی کو
 ایک غیب کا علم نہ محال ہوتا نہ ناممکن اور نبی کے لیے علم غیب کا اعتقاد نہ گنہگار نہ
 شرک۔ اور جب نبی کے لیے ایک بات کے غیب کا علم شرک ہے تو نہ تو خدا کو ایک
 غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہے نہ نبی کو ایک غیب کا علم ممکن اور جب
 خدا نبی کو ایک غیب کا علم نہیں دے سکتا تو اور کسی کو ایک غیب کا علم کس طرح دے
 سکتا ہے۔ تو انہیں دو عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ اگر برہنہ دیندہ کے خیال میں غیب کی
 ایک بات بھی خدا کے بتانے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن اور خدا کو اتنی
 قدرت نہیں کہ کسی کو ایک بھی غیب کا علم دے سکے۔ تو وہ بندوں کے خیال تو
 خیال بلکہ کتابوں میں یہ عقیدہ چھاپا ہوا موجود ہے۔ مصنف ضمن حواصم کو دھوکہ دینے
 اور اپنا کردار خوب کا مال پھیلانے کے لیے اپنے اکابر کے اس عقیدہ سے انکار کرتا
 ہے اور اپنے اکابر کی طوطی عبارت پر پردہ ڈالتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو علم غیب کے
 حوالہ کرنے پر قاصر نہیں ہوتا۔ اور نبی کے لیے ایک بات کا علم غیب بھی محال و ناممکن
 جانتا ہے۔ اور ضمن درپردہ نبی سے اعلیٰ قدرت قدس متروکہ افترا و بہتان کرنے والا
 قرار دے کر اپنے اکابر کی جو غلطی کی فکر میں دل مرکز جلوت برفا ہے انتہائی غریب
 کی راہیں نکالتا ہے۔ اور ہر طرح حواصم کو سفاک اور غریب کر دیکھ میں چھانستے ہے
 نہ هذا اللہ تعالیٰ الحق دینہ القديم و مصلطہ المستقیم۔

لہ : متعویۃ الامیان

باب ثانی

مصنف نے باب ثانی کو نو فصلوں پر تقسیم کیا اور فصل اول دوم کو ۸۸ سے
 ۹۸ تک سمجھا جس میں عقیدہ اناس کی کمزری عبارت کو بحث متحرک کیا۔

مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر اناس دلی عبارت

مصنف نے شباب شباب کے دس صفات قرآن سے نصیب کی طرح سیاہ
 کیے جس میں اور حرا نووی کی دل کو کر تفریق کا خلیہ بھی دیا اور اوجھ میر کر اعلیٰ
 شخص متروک و مستور اور باس اسباق سے لگا ہو کر حزب کھایاں بھی دیں۔ اور
 تحذیر اناس کے مفید صفات سے لگا عبارت بھی پیش کر دیں اور اپنی قاضیت کی
 اچھی طرح دیکھیں بھی لادیں لیکن اعلیٰ قدرت قدس متروکہ تحذیر اناس کی جن عبارت
 پر مواخذہ فرمایا اور علماء حرمی شریفین نے جن پر کمزور یا تو ان عبارت کو ان دس صفات
 میں نقل کیا نہ ان کی اپنی توجیہ و تفسیل کی جس سے وہ کمزری معنی سے بچ جائیں۔ نہ
 ان کی اپنی تاویلات پیش کریں سے ان کا مذہب اسلامی تسلیم کے حواصم ہر جائے
 اور باغیض کے نزدیک وہ کمزری مزاد سے صاف اور بری ہو جائیں مصنف کو جب
 کتاب دیکھے ماستوق بیجا ہوتا تو اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری اور اہم کر
 یہی تھا چاہے کہ اس بحث میں خواہ دو یا چار صفات ہی نکلتا لیکن ان عبارت سے
 کمزری الزام کو اٹھا دیتا۔ اور دلائل شرعیہ اور اقوال سلف سے اس کی نہایت روشن
 طور پر تائید نقل کرتا اور اپنے مخالفین کو بھی نانوتوی کا جتہ اللہ علیہ العلیی اور مرکز و اثر
 اعلیٰ قدر و عظیم اوصاف باور کرا دیتا۔ اور دنیا نے اسلام و المسلمین پر اس کا

قطب افلاک حکم واسر افشروع ہونا ثابت کر دیتا۔

مکرمہ صفت میں نہ دوسرا اساطیر و کائنات معنی۔ نہ اس قدر دلیری و برأت معنی۔
نہ اور ان عبادات تہذیب انقاس میں ایسی غلطی و صلاحیت معنی۔ نہ ان پر سے الزامات
کفریہ کے اٹھا دینے کی قدرت و طاقت معنی۔ اس لیے یہاں سے مصنف نے نہ
ان عبادات کفریہ کو نقل کیا نہ ان کی تاویلات پیش کیں، بلکہ عوام کو فریب دینے
اور اپنے عاجزوں پر نافذ قری کا دھار باقی رکھنے کے لیے دس صفات فعلی اخراجات
سے بھر دیئے۔ اور اپنے مل سے یہ اعتراض کر لیا کہ اہل معرفت قدس سرہ کے مواظبات
کے کچھ جوابات نہیں اور ان عبادات کو کفری سمنے سے بچا لینا اس کے امکان سے
باہر ہے۔

اب ہم اس مسئلہ کو تفصیل و دلائل کی روشنی میں پیش کریں اور یہ دکھائیں کہ
تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شک خاتم النبیین
ہے۔ آخر انبیاء ہیں یعنی آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب
سے آخری نبی ہیں۔ اس پر رسوم پر یہ بحکمت و دلالت کرتی ہیں۔

خاتم النبیین کا ثبوت قرآن پاک سے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا
أَحَدٍ مِنْ دُونِ مَا لَكُمْ
وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے
مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔
ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب
نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ
جانتا ہے۔

۱۔ سورہ احزاب ۵۶

مفسرین اہلسنت کے قلم سے لفظ خاتم النبیین کی تشریح

اولاً: صاحب تفسیر معالم القرآن نے لفظ مفسرین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنا کی تفسیر نقل کی۔

عن ابن عباس ان الله
قلل لما حكمة الله
لأنه بعد ذلك يقطع
ولد الحكيم
ثمانيًا: علامہ عازن تفسیر لباب الودیل فی معانی القرآن وادیل میں بحث آیا یہ کریم فرماتے
ہیں۔

(خَاتَمُ النَّبِيِّينَ) ختم
الله يد النبوة فلا
نبوة بعد ۱۷۵ دایم معہ
(وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا)
ای دخل فی علمه الله لا
شعبی بعد ۱۷۵
ثانیاً: علامہ بنوری نے تفسیر معالم القرآن میں خاتم النبیین کے معنی یہ ذکر کیے۔

(خَاتَمُ النَّبِيِّينَ) ختم
به النبوة وقدره امين
عامر و عاصم خاتم
خاتم النبیین یعنی ان پر نبوت ختم کی
گئی اور ان عامر اور امام عامر نے
خاتم کو ان کے ذریعے سے پر عالمی بنی

۱۔ معالم صریح ۵ ص ۲۱۸ ۲۔ علامہ بنوری ج ۵ ص ۲۱۸

بفتح التاء ای اُحدھہ مثلاً
والنباہ علامہ شمس التفسیر دارک میں تحت آیہ کریم فرماتے ہیں۔

(خاتم النبیین) بفتح التاء
عاصم یعنی الطابع اع

اُحدھہ یعنی لاینبأ احدھہ ۱۰
خامساً علامہ شمس احمد جوں تفسیر احمدی میں تحت آیہ کریم فرماتے ہیں۔

هذالایۃ فی القول عدل
علی ختم النبوة علی نبینا

صوبہ وخاتم النبیین
ای لم یبعث بعدہ نبی

قطعت و ختم بہ ابواب
النبوة ویخلق الیوم العبدۃ

ملخصاً یتلہ
ان تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ مسطور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غیۃ نبوت ثابت

ہونے کے لیے برائیت مرتب و دلیل ہے اس میں یہ فرمایا گیا کہ مسطور ہی خاتم النبیین

ہیں اور ان ہی پر نبوت کے دروازے بند کر دیے گئے یہی آخر انبیاء ہیں تو قیامت

تک اب دروازہ نبوت بند ہو گیا، لہذا اب ان کے پاس میں یا ان کے بعد کوئی

نئی برگز نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو شے کا علم ہے اس کے علم میں ہی ہے
کہ مسطور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

بالجملہ یہ تو خالق عالم جل جلالہ کا فرمان واجب الادعا تھا۔ اب خود مسطور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت بھی تھی۔

۱۔ عالم التفسیر ص ۲۴۳۔ ۲۔ دارک ج ۳ ص ۲۴۳۔

۳۔ تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی ص ۲۴۳۔

لفظ خاتم النبیین کی تشریح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے

آؤلاً۔ سلم شریف و ترمذی شریف میں یہ حدیث مروی ہے۔

فضلت علی الانبیاء لست
اعطیت جوامع الکلم و نصرت

بالعب و احلت لی العناصم
و جعلت لی الارض طهوراً و

مسجداً و ارسلت لی الخلق
کافۃ و ختمت لی النبیین

قراری ہوئی اور میں تمام خلق کی طرف متولی ہو جاؤں اور میرے انبیاء ختم کیے گئے۔

ثانیاً۔ ہماری شریف و سلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مثلی و مثلی انبیاء و کل قحط لوس

بنیانہ تزلزل منہ موضع
لبنتہ دھاف جہ لفظ اد

یتبعون من حسن بنیانہ
الا موضع ثلاث اللبنتہ کثرت

انسان و موضع اللبنتہ ختم فی
البنیان و ختم فی البیان و فی الایمان

اللبنتہ و انما خاتم النبیین یتلہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ ۳۔

۱۔ جامع التفسیر ص ۲۴۳۔ ۲۔ سلم شریف باب انشاء نبی ص ۲۴۳۔

بلکہ ہند کی ٹیچر سے یہ عمارت پڑوسی کی گئی۔ ٹیچر سے رسولوں کی انتہا ہوتی، میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔

مثلاً: بخاری شریف، مسلم شریف میں حضرت جبریل مطہر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لی اسماء انا محمد وانا میرے مقتد و نام میں ہیں میں محمد ہوں۔

احمد وانا العاصي الذي

يَعْبُوهُمُ اللَّهُ بِكِبَرِ الْكَفْرِ وَإِنَّا لَآ شَاكِرُونَ

الذى يحشر الناس على

قَدِمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ

الذي لم يصر - بعدا

فیہ

والجاء به ترمذی شریف اور سندناہم احمد اور مستدرک میں حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الرسالۃ والنبوۃ قد جے شک رسالت اور نبوت ختم

انفطحت فلا رسول بعدی ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول

ولانی

خامسا۔ امام احمد نے اپنے مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں اور مشاہد نے حضرت
مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

فہم حق کذابوت میری اُمت میں ستائیس کذاب

دجالوں سبعتہ و عشروت و خیال ہوں گے۔ اُن میں چار مرد ہیں

شعبہ ادبیع نسوۃ و الخ۔ رہیں۔ حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔

مکتبہ شریف ۲ ص ۲۱۱ - ۵۲: جامع صغیر ج ۱ ص ۷۶ -

خاتم النبیین لا تنجی
بعدی علیہ السلام

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حریت برکاتی، وہ خاتم الانبیاء ہیں وہ عمارتِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ ان کے بعد نبی ہو نہ رسول دیں۔ آخر انبیاء دیں۔ وہی مرتضیٰ ہیں آخری رسول ہیں۔ ان کے خلاف کتاب ہے، وہ اگر کبیرہ اوجہ احادیث شریفہ کا منکر ہے۔ اور ان حدیث کے کافر ہوئے ہیں کوئی مشرک نہیں۔

علامہ شیخ ابن نجیم الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں۔

اذا لم يعرف ان محمدا حبيب رب العالمين كحضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم آخر

الانبياء قلبس بمسلمه

لأنه من الضرورات

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آؤ نہ رہا

پ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن نہ تھے وہ بلا شک کا فرم کر رہے تھے اور یہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی کا اعتبار لغت کے آخر میں اور خاتم النبیین

علامہ ابو بکر جستانی کے عزیز القرآن میں ہے۔

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

قوله خاتم النبیین آخر النبیین خاتم النبیین كاتر جمہ آخر القیاس ہے۔

لفظ خاتم النبیین کی تشریح مفہومی شیخ دیوبندی کے قلم سے

خود مفتی ولید محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ بدیۃ الہدیین میں لکھتے ہیں۔

ان اللغة العربية حالكة بے شک لغت عربی اسی پر حاکم
جان حصص خاتم النبیین ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین
فی الایۃ هو الخوالعین ہے اس کے معنی آخر النبیین ہی
لا غیر ہے۔

یہی مفتی ولید ہدای میں فرماتا کرتے ہیں اور تفسیر روح المعانی سے نقل ہیں
کہ اسی سے براج امت بھی مستند ہو چکا ہے۔

اجمعت علیہ الامۃ امت نے خاتم کے ہی معنی ہوئے
فی کف مدح پر اجماع کیا ہے کہ اس کے خلاف
خلافہ و یقتل ان کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر
احسنی علیہ اسی پر اصرار کرتے تلی کیا جاوے۔

الاصل آیت کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے لغوی معنی اور فقہییر و مادیات اور
اجماع امت سے شرعی معنی متواتر قطعی یہی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سب انبیاء کرام کے زمانے کے بعد میں ہیں اور آپ ہی سب میں سے آخری نبی ہیں
اسی معنی پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اب ملاحظہ اس کے مقابل
خاتم نافروری کی تفسیر انناس کی پوری عبارت بغور پڑھیں وہ لکھتا ہے۔

بعد حمد و صلاۃ کے قبل عرض ہو جاوے یہ گزارش ہے کہ ازل میں خاتم النبیین
معلوم کرنے چاہیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو حرام کے خیال

میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہونا ہیں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابقہ کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہی ہیں مگر اہم فہم پر
روشن ہو گا کہ تفسیر یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فیصلہ نہیں ہے نہ تمام
مدن میں وگن رسول اللہ خاتم النبیین فرما اس صورت میں کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصفت کو اوصاف مدن میں سے نہ کیے
اور اس مقام کو مقام مدن قرار نہ دے کچھ قرابتہ غایتت با مقبالات تاخر زمانی
صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات
گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک قرعہ کی جانب خود اللہ زیادہ گونی کا دم
ہے آخر اس وصفت میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و صوب و نسب
و کمونت و غیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں
کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور دوس کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کا تو
ذکر کیا کرتے ہیں اور اہل جہل و لیے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے
ہیں۔

نافروری صاحب کی اس مہارت میں اس قدر کفریات ہیں۔

- خاتم النبیین کے معنی سب میں آخری ہونے کو جو تفسیر و مادیات اور
اجماع امت سے متواتر قطعی ثابت ہو چکے انہیں حرام ہالوں کا خیال تھا۔
- انہیں تاہم ٹھہرنا۔
- تمام امت کو حرام اور تاہم قرار دینا۔

لہ: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ خود اللہ دیکھنا چاہیے صرف مسلم
نکھائی محض کی تشائی ہے اور غلط ہے۔

لہ: تفسیر انناس میں خود فرما کر لا پر بیس سہار پور ص ۳۰۔

بلکہ اگر بالفرض بعد از انہی سلمیٰ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی غایتیت
قہری میں کچھ فرق زمانے کا رہے گا۔

پھر اسی قہری سے تو مستقل طور پر لوٹا دینا ہے۔ لہذا یہ ہر سہ عبارات اپنے اپنے
قہری سے ہیں مشتق ہیں تو مصنف کا مطلقہ پر طبع و برید کا الزام لگا دینا اور یہ
کہہ دینا کہ ان عبارات کو جہ کے قہری سے پیدا کیے ہیں۔ یہ اس کی مزید جلع بانی
اور اشتہار و جہ کی غایت تلبی ہے مصنف سے جب ان عبارات کی کوئی تفسیر دہلی
نہیں ملے اور ان سے کفر و انحراف نکلا۔ تو اس نے اپنی عاجزی اور جبری کو اس پر فریب
طریقہ پر دینے کی سعی کی ہے۔ جس کو اہل عقل و خیر ابھی طرح سمجھ رہے ہیں۔
پھر مصنف نے دیکھا کہ مطلقہ قہری پر صرف قطع و برید کا غلط الزام لگا دینا اور
عبارات کو جہ کے قہری سے پیدا کر دینے کا انحراف دینا ایسا غلط آغاز اور طریقہ ہے
کہ اس کو کوئی عقل مند تسلیم نہیں کرے گا۔ تو اس نے اپنا جواب سے عاجزی کا یہ
طریقہ اختیار کیا۔ وہ کہتا ہے۔

حضرت مولانا صاحب فور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ شخص رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے آثار الباقیہ ہونے کا شکر ہو اور یہ کہ آپ کا زمانہ سب
انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو
وہ کافر ہے۔

جواب :- مصنف کا یہ مزید کذب اور جھوٹ جھوٹ ہے کہ تھذیر اناس میں نا توڑی
کی یہ عبارت بلکہ کہیں خود ہو کر کہیں ہوتو مصنف بتائے کہ فلاں سفر پر عبارت
یعینہ و لفظہ تحریر ہے۔ پھر اگر ہم اس سے قطع نظر بھی کر لیں اور یہ تسلیم بھی کر لیں کہ
عبارات تھذیر اناس میں لفظ مذکور ہے تو یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں کہ اس
میں نا توڑی نے خود اپنے ہی آپ کو کفر و نا توڑی ویدیا اور اپنی ہر سہ عبارات مثلاً و

سہ :- تھذیر اناس میں :- سہ :- شہاب ثاقب میں :-

مثلاً و ص :- کو کفر قرار دے اور مطلقہ قہری ہر سہ عبارات میں کے قہریوں پر ص
کر دیا اور خود اپنے منہ پر متحرک لیا اور مصنف کی ان ہر سہ عبارات کی حمایت اور
تھذیر پر اپنی پھر دیا۔

مثلاً و بریں سب مصنف مثلاً و کفر کس کا اور مثلاً پر اس کا یہ انحراف کفر
کو محض انحراف کفر اس کو اس کو مزید ساق سے نہیں بچا سکتا۔ مصنف ہی بتائے کیا کسی
کا محض انحراف کفر اس کو مسلمان ثابت کر دے گا۔ پھر اس عبارت میں نا توڑی نے
خاتم الباقیہ کو جیسے آثار الباقیہ کے انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے
کے بعد ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا۔ اور خود تھذیر اناس
کے صفحہ ۲ پر خاتم الباقیہ کو آثار الباقیہ کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر
انکار کیا اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانہ کے بعد ماننے کو خیال عوام
قرار دے کر اس کا انکار کیا۔ اور اسی طرح مثلاً و ص کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی
نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے آپ کو کفر کا حکم دیا تو یہ اپنے کا فر ہونے کی
اجالی ڈگری ہوئی۔ لہذا مصنف نے اس عبارت کو پیش کر کے نا توڑی کی حمایت
نہیں کی بلکہ اس کے کفر کا اور حکم کر دیا۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۲ پر تھذیر اناس والی عبارت نقل
کر کے یہ نتیجہ نکالا۔

دیکھئے اس عبارت میں کس طرح تصریح جھوٹ اور کذب متلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے نبی آثار الباقیہ ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے
کے منکر کو خود کا کفر کہہ رہے ہیں پھر اس شخص گراہ کثرتہ عالم مجد و آثار الباقیہ
کی جڑات اور وودہ کوئی کہ دیکھئے کہ کس طرح اس کی نسبت لکھا ہے
اور تشہیر کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آثار الباقیہ
ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آسنے کو

- جائز فرما رہے ہیں، مہلک اس غیبت اور مخالفت کا کیا ٹھکانا ہے!
- جواب: جب نافقوی صاحب بقتل حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور غائم البینین کے ہونے کا قائل تھے تو انہیں اس عقیدہ انکسار کے تفسیف کرنے کی کونسی ضرورت پیش آئی تھی؟
- اور تو دوسرے برس کے بعد غائم البینین کے شارع علیہ السلام و صحابہ و تابعین و ائمہ کے بیان کردہ معنی متواتر کے خلاف نئے معنی تراشے اور پھر اس پر اپنے اوجھاو بندہ ہونے پر فخر کرنے کے لیے کونسی طاقت مجبور کر رہی تھی؟
- اور تمام اہل سنت کے بتائے ہوئے معنی متواتر کو خیالی عوام بنا دیئے گئے یہ کون اس کے سر پر تھکانے کو جبر کر رہا تھا؟
- اور زمانہ نبوی میں یا اس کے بعد میں اور دوسرا نبی تجویز کرنے کیلئے کون ہندوق لے کر سینے پر سوا تھا؟
- اور جب مذکورہ ضرورت شرعی تھی نہ جبر و انکار، عقائد نافقوی صاحب کا عقیدہ انکسار کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے بتائے ہوئے معنی متواتر کو خیالی عوام کی بنا کیا ضرورت یا بہت دین کا انکار صحت؟
- کیا ان بزرگان دین جی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنی تواتر مجھ سے جاہل و نا فہم نہ لائیں؟
- پھر ۱۱۰ھ پر زمانہ نبوی میں یا بعد زمانہ نبوی کے ادھر کی نبی کا تو فرما کرنا کیا معنی متواتر ختم نبوت کے خلاف نہیں؟
- اور اس معنی متواتر کا انکار کیا ضرورت یا بہت دین کا انکار اور کفر نہیں؟
- ہونے کو انب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ نافقوی صاحب

سلفہ - شباب ثاقب صفحہ ۲۳۰

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور غائم البینین کے ہونے کا عقیدہ انکسار کے ہونے کے ٹکڑے اور زمانہ نبوی میں یا بعد زمانہ نبوی دوسرا نبی جائز ہونے کے قائل ہیں تو یہ نافقوی یقیناً کافر و مرتد ثابت ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ و علیہ ورحمہ کے ٹکڑے کا قدسے جلا شہرہ حق ثابت ہوئے۔ یہاں تک کہ اس نافقوی نے بھی اپنے اس ٹکڑے کو تسلیم کر کے خود اپنے کافر ہونے کا اقرار کر لیا جس کا خود نہفت بھی اعتراف کر رہا ہے۔ تو یہ نافقوی کی خود اپنے اوپر اقبالی و ذمہ داری ہوئی اور اس کا خود اپنے ٹکڑے کا اقرار کرنا نہ اس کو کفر سے بچا سکتا ہے نہ اس کی معافی کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ اب نہفت کا اس ٹکڑے پر وہ ڈالنا اور نافقوی کی حمایت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دینا اور دودھ گوارہ و قبال کہنا۔ خود اس کے عاجز ہونے اور مضری و کذاب ہونے کی جہن دلیل ہے اور نہفت، بھی یہی ہے کہ نہفت سوائے گالیاں دینے کے نہ نافقوی کے سر سے ٹکڑے ٹال سکتا ہے نہ ایک کلمہ اس کی تائید و حمایت میں کہہ سکتا ہے اور جو کوئی نقیاس کی حمایت میں کہے گا اس سے نافقوی کا ٹکڑہ اور زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس مثال سے ظاہر ہے۔ اب باقی راہ نہفت کا ختم و زانی پر پانچ دلیل کا پیش کرنا اور اس کے ٹکڑے کا ختم ثابت کرنا یہ ہمارے خلاف نہیں بلکہ انہیں ہمارے مدعا کا اثبات ہے اور نافقوی کے مسلک کی کھلی جہن مخالفت ہے۔ نہفت کی یہ بدعلاجی ہے کہ نافقوی کی حمایت کا نام لے کر اس کے خلاف ٹکڑہ دیا اور خود بھی اس کا کفر بنا دیا۔ یہ ہے اعلیٰ حضرت کی کرامت کہ اس سے آن کبھی کھواں۔

پھر نہفت نے شباب ثاقب کے صفحہ ۹۷ پر خود انکسار کے صفحہ کی عبارت اس طرح نقل کر کے یہ غلط نتیجہ مرتب کیا ہے۔

باللہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وصف نبوت میں موصوف بالذات
 میں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض الاچلہ

سلفہ - شباب ثاقب صفحہ ۲۳۱

۹۲ تک نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا۔

حضرات ذرا اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیے دیکھئے مولانا مرحوم کی تفسیر کے ساتھ خاقانیت زمانی کو اپنے معنی میں راجع یعنی خاقانیت مرتبی کے لازم ملتے ہیں اور خوب خاقانیت زمانی کے واسطے دلائل قاطع فرما رہے ہیں۔ یہ عبارت صاف طور سے بتلا رہی ہیں کہ قواعد التعلیل نے مؤلف عبارتوں کی قطع و برید کر کے اقترا پر دلائی کی ہے۔

جواب :- مصنف نے جس کے خاتم البین کے حضور ہی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے یہ سننے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اس کلام نبی و انکسرت ہیں اور اس آیت کے اور انبیاء نبی بالعرض ہیں کہاں بتلے ہیں اگر بتلے ہیں تو مصنف بہت جوش پیش کرے اور ان بزرگوں سے کہ نہیں بتلے ہیں اس ناوقی نے یہ قیاس چلائے کی اور تفسیر بالائے کرنے والے کے متعلق خطو ناوقی نے اسی محمد بن ابی اس کے پیش کی ہے۔ مگر شمس العلماء نے یہاں یہ فقہ کفایت میں جس نے قرآن کی تفسیر بالائے کی تو نہ لاف بولیا۔ تو ناوقی خود اپنی پیش کردہ حدیث کی بنا پر آیت عظام البین کی یہ تفسیر بالائے کر کے لاف بولیا۔ لہذا اگر مصنف اپنے پشیمان ناوقی کے بیان کردہ نئے معنی میں خبر کتاب سے غیبت میں پیش کر سکا تو یہ ناوقی کی تفسیر بالائے قرار پر خود مصنف کے نزدیک بھی ناوقی کا قرار پائے گا۔ قرآن بروقی نقل اس کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ اگر مصنف کو واقعی ناوقی کی حمایت مقصود ہے تو علحدہ از جملہ اس کے بیان کردہ معنی جدید کا ثبوت پیش کرے گا ورنہ اس کے کہنا کا اثر اس کے بیان میں خیر حسن احمد ٹانڈوی کے قلم سے

آب ابقی مصنف کا اس عبارت محمد بن ابی اس کو نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ

مکتبہ شہاب شاہ ۹۲۔

خاقانیت مرتبی کو خاقانیت زمانی لازم ہے۔ قرآن کا جواب یہ ہے کہ جب ناوقی نے جملہ زمانہ مہربانی نبی و خبر کر کے خاقانیت زمانی کو لازم معنی باطل کر دیا تو خاقانیت مرتبی جو لازم معنی دوسری باطل ہوئی جو کہ بطلان لازم بطلان غلطی کی دلیل ہے تو آب ناوقی کے نزدیک نہ خاقانیت مرتبی رہی نہ خاقانیت زمانی لہذا اب اس ناوقی نے باطل خاقانیت ہی کا خاتمہ کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم البین ہونے سے یہ صاف افسوس کر دیا۔

مصنف نے اپنے بیڑا ناوقی کی کہی عجیب سادگی کی کہ اس کے کہنا اور واضح کر دیا اور اس کو ختم نبوت کا صاف طور پر ٹکڑا ثابت کر دیا مصنف اس عبارت پر بہت اچھل کر لولا تھا جس نے ناوقی کے کہنا کو اور زیادہ سے جواب کر دیا اور اس کو ٹکڑا ختم نبوت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا۔ مصنف کو ختم نبوت میں آئی کہ اسی کا پاک عبارت پر حضرت خاتم النبیین کر دیا اور قطع و برید کا پاک احرام لگاتا ہے۔ بہر صورت اس کی ساری شے کر دے گی۔ اور ناوقی کے کہنا پر مزید لگ جائی۔

یہ مصنف اسی ناوقی کی محمد بن ابی اس کے صفحہ ۱۱ سے دو عبارتیں نقل کر کے یہ غلط نتیجہ نکالتا ہے۔

مگر در صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس کے لینے کوئی مقصود بھی ہو سکتا جس کے آئے پر حرکت مبنی ہو جائے سو حرکت سلسلہ نبوت کے لینے لفظ ذات محمدی مبنی ہے ۱۱

دانی قلم البیہ اور نکس ابھی باقی ہیں اور زائد آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی دوسرے مولانا محمد فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان ہیں اور سلسلہ نبوت پر انقطاع حرکت الادی و بار نبوت آپ بعد ظہور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باطل متقطع ہوگی کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی دجال غیبت دوسرے نبوت کر کے مقصد میں کامیابی حاصل کرے

پھر تہمت ہے کہ مجاہد برطانیہ انھوں میں دخول ڈال رہا ہے اور کذب |
خاص کو مشہور کر رہا ہے۔ لعنۃ اللہ تعالیٰ فی الدارین بلکہ

جواب۔ مصنف نے خود اپنے والے کی طرح کو وہ جیسے ملک کا سپہ سالار تلاش کیا کرتا ہے
یہ بھی اسی طرح نافروزی کی تحذیر الناس میں ایک ایک مظلوم کی تلاش میں سرگرداں
ہے۔ لیکن کسی طرح اس کی بات بنائے سے بچیں اور اس کا نظراس کے سرے
سے اترنا نہیں اور اس کی جہارت کی کوئی ایسی صحیح نامی نہیں ہوتی جس سے اس کا
مقابلہ ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۰: دیکھو جب یہ نافروزی تحذیر الناس کے مسئلہ ۱۰ و ۱۱ میں صاف طور پر
لکھ چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یا بعد زمانہ نبوی کے اور دنیا ہی کو چھوڑ
کر آیا جلتے تو طاقتیں ختم ہی میں کچھ فرق دے گا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ
نبوت حیدر کا جز کرنا ہی ختم نبوت کے باطل خلاف ہے۔ اور جب ختم نبوت
ہی کا انکار کر دیا تو حقیقت میں ہی اور غایتیہ زانیہ دونوں کا ہی انکار کر دیا تو اس نافروزی
سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر الزماں ہونے کا صاف
ظہور پر انکار کر دیا۔ اور جسے نبی کو بائز مان کر مسئلہ نبوت کو قطعاً مان گیا لہذا نافروزی
ختم نبوت کا انکار کر کے اور بعد زمانہ نبوی کے نیابتی تجویز کر کے اور ان ضروریات
دین کا انکار کر کے کافرو مرتد ہو گیا۔

اب مصنف کا نافروزی کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی کا خزانہ
ہونے کا قائل ثابت کرنا اور مسئلہ نبوت کا قطعاً مانتے والا کہتا باطل لوگوں کی
آنکھوں میں دخول جھوٹا ہے اور مزید کذب اور مینا جھوٹ بولنا ہے کہ
نافروزی صاحب جب ختم نبوت کے خلاف جسے نبی کی تجویز کر رہا ہے تو یقیناً
مصنف و جہال قہر نبوت کی قیاد کر رہا ہے تو پھر مصنف لعنۃ اللہ فی الدارین

سلہ بہ شہاب شاقب ۹۲ ۹۳۔

اس نافروزی کے لیے بھاپا ہے۔ ملعنۃ اللہ تعالیٰ فی الدارین پر مصنف نے جہاں جہاد
کی اور جھوٹ بولا اس کے جواب میں ہم آیت کریمہ تلاوت کر دینا نہایت کافی سمجھتے
ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مصنف نے نافروزی کی تحذیر الناس کی مسئلہ کی جہارت عجیب قیادی و
مکاری سے اس طرح نقل کی۔

حضرت مولانا قمر علی خاں صاحب نے ہادی بہ احتمال کہ یہ دین آخری دین
تھا اس سے ستراب درمیان نبوت کی بات ہو کر جھوٹے دعوے
کر کے خلاف کو گڑا کر ہیں ہے اب اس جہارت کو ملاحظہ کریں کہ اس
سے کیا ظاہر ہوتا ہے کیا انھاری آخر الزماں ہونے کا اقرار۔

(رجسٹر کے بعد ہے)

محمد القادری نے اپنے نبوت مدعا کے واسطے اس جہارت و ضرور
جہارت مسطورہ کو باطل منکر کر دیا ہے اور اس قدر کہ ان کو شہادت شیطانی
کہا جھوٹے میں کافی تھا ذکر کیا۔ اور کہنے کی طرف یا تو خدا تو ہم نہیں کی
اور یا نہ سمجھا تو کہ لوگوں کو غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لیے اس کے
معنی کو خلاف کیا۔ اب ان جملہ جہارتوں سے آپ حضرات بخوبی سمجھ
گئے ہونگے کہ حضرت مولانا قمر علی خاں صاحب اور غایتیہ زانیہ کے
منکر نہیں بلکہ اس وصفت کے شہوت کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں
اس لیے ان کے دامن مقدس ملک کوئی وصہ نہیں لگ سکا اور اہل
حرمین کو بوجہ ناقصیت و حاکم ہوا کہ کتاب نے ان کے ساتھ کرنا چاہا

جواب۔ مصنف نے ملعنۃ اللہ تعالیٰ فی الدارین پر قول کو لیتا جھوٹ بولنے
میں کذب بیانی کر کے انتہائی انفرادی پر دلائی کر کے میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ اور

سلہ بہ شہاب شاقب ۹۳ ۹۴۔

ان کی نقل عبارت پر جس قدر ناپاک الفاظ کہہ سکتا تھا ان سے ایک سو سیارہ کر دیا جئے۔ اور ان کو جس قدر گلیاں دے سکتا تھا ان میں سے کوئی کالی باقی نہیں چھوڑی ہوئے۔ لیکن مصنف نے تحذیر الناس کی جس قدر عبارت نقل کی ہیں ان میں شہادت شکاری انتہائی فریب کاری سے لہام لیا ہے اور اپنے مطلب کے موافق جو کہیں کوئی لفظ نقل کیا ہے۔ اس کو قطع در پر کے نقل کر دیا ہے اور اس کی عبارت کا منہم غاصوم اپنی کم فہمی یا عیاری سے باطل آٹ دیا ہے۔ اور عام کو صو کر دینے میں ایڑی چرنی کا زور لگا دیا ہے۔ اور کثرت سے کہہ کر جن تین عبارتوں میں غریبے ہیں اور جن پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور علماء حرمین شریفین نے کفر کے فتاویٰ صادر فرمائے ہیں۔ اور جن کی تائید میں شہاب ثاقب کے دس صفحات مصنف نے سیارہ کیے ہیں۔ اور جن کی صفائی میں اور عبارت پیش کی ہیں اور مبتلا جھوٹ اور مزین فریب کاریاں کی ہیں اور جن کی حمایت میں اعلیٰ حضرت اور علماء حرمین کو مڑی مڑی گالیاں دی ہیں۔ تو مصنف نے ان اصل تین عبارت کو شہاب ثاقب کی ان ہر دو فصلوں میں کہیں نقل نہیں کیا۔ جبروت ہے کہ ان ہر عبارت کی حمایت میں اور قوسوں صفحات سیارہ کر ڈالے لیکن اور حیران عبارت کے چند جملے نقل نہیں کیے جا سکتے۔

مصنف نے ان عبارت کو اس شہاب ثاقب میں نقل نہیں کیا اگر انہیں نقل کر دیتا ہے تو ہر شخص اس کی نقل کر دے عبارت تحذیر الناس اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی نقل کر دے عبارت تحذیر الناس سے طبعی نقل کرنا۔ مطالبہ دیکھتا ہے یہ خود فیصلہ کر لینا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان عبارت کو بعینہ و بفتح باطل مطابق اصل و موافق نقل شہاب ثاقب نقل فرمایا ہے جس مصنف کا اس کو مزین کذب اور افتراء کہ خود اس کے دقبال و کذاب اور نیاز فریب کا ہونے کی روشنی دلیل ہوتا۔ اور وہ ایک کرا اعلیٰ حضرت کی شان کے خلاف نہیں کھ سکتا تھا اور انہیں دہشتہ ہر جہ کے ایسی گلیاں نہیں دے سکتا تھا۔ اور ایک کرا ان عبارت کی تائید میں نہیں کر سکتا

تھا اور عام کو کسی طرح کا دھوکہ اور فریب نہیں دے سکتا تھا اسی بنا پر مصنف نے تحذیر اہل ان برہم کے ان ہر عبارت تحذیر الناس کو شہاب ثاقب کے دس صفحات کی پوری بحث میں کہیں نقل نہیں کیا۔

اور محض بے کس مصنف نے نافوقی کی ہر کفری عبارت کو اس لیے اس شہاب ثاقب میں نقل نہ کیا کہ ہر جب ان عبارت کو بغلط نقل کر دے تو وہ عبارت لفظ لفظ ان میں ہی قریب اور زور و غوائل ہی کے لیے یہ ثابت بھی کی ہوئے لہذا ہر زور و جہانے والا جب ان عبارت کو دیکھے گا تو ان کے معنی کفری پر ظاہر ہو جائیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کفری فتوے کی تصدیق کرنے کے لیے اس کا ایمان اس کو فوج کر دے گا اور اس نافوقی کا کفر آشکارا ہو جائے گا۔ مصنف نے اسی غصے کے بنا پر ان عبارت نافوقی کو عذاب نقل نہیں کیا ہے۔ اور اس کے کفر پر پردہ ڈالنے کی ناپاک سعی کی ہے

ہم نے ان ہر عبارت کفری کو اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۵ اور صفحہ ۲۳۸ پر نقل کیا ہے۔ تو ہر زور و غوائل کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے مجبور ہے کہ نافوقی صاحب نے ان عبارت میں خاتم النبیین کے معنی سب میں غری ہوئے اور اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ حضرت علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد ہونے کو عام جاہلونا انہوں کا خیال مشہور اور مخالفت باعتبار تخریج زانی میں بالذات کفر منہیات نہ ہونے کو عقیدہ الہی قہر قرار دیا۔ تو اب یہ نافوقی اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر انبیاء اور آخر ائمہ انبیاء یا تمام قریب جاہلونا انہوں میں شمار ہو سکتا ہے۔ اور اگر حضور کے آخر انبیاء اور آخر ائمہ انبیاء ہونے کا صاف طور پر منکر قرار دیا جائے تو ابلیس میں منکر ہو جائے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنف اور ہر دہ بندی تھا اس نافوقی کو عام جاہلونا انہوں میں داخل نہ کریں گے۔ ابلیس میں ہی شمار کریں تو یہ نافوقی خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخر ائمہ انبیاء ہونے کا اور مخالفت زانی کا منکر قرار پایا۔ تو اب مصنف کا اس کی دیگر عبارت کو نقل کر کے ہر جہ کی تخریب کرنا کہ نافوقی صاحب تحذیر الناس میں حضور علیہ السلام کو نبی آخر ائمہ انبیاء مانتے ہیں کس قدر غلط چیز اور

منہج کذب ہے۔ اور لوگوں کی اٹھوں میں دسوں ڈالنا اور ان کو فریب دینا ہے۔

جھوٹے مدعیان نبوت کو ناتوئی نے تقویت دی

اسی طرح محمد زکریاؑ کے مسند و منہج میں حضورؐ کی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یا بعد زمانہ نبویؐ کوئی اور دوسرا نبی جائز مان کر اس ناتوئی سے مدعیان نبوت کے لیے دروازہ کھول دیا اور نئے دین کے جاری کرنے کے لیے بنائی ہوئی کھینچنے کا رستہ بنا دیا ہے۔ تو نبوت کی اس تشریح کو دیکھ کر غلام احمد کو دل چاہی کہ جس جھوٹا دعویٰ نے نبوت کے خلاف کوڑا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر قبول منصف ہا توفری حضرت نبیؐ کی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی آخر الزماں مانتا اور ان کی غایت نبوت کا قائل ہوتا اور اس وصفت کے ثبوت کو توفری اور واجب سمجھتا تو ہرگز محمد زکریاؑ کے صفر ۳ و صفر ۱۲ و صفر ۷۸ پر ان ناپاک عبادات کو دھتکا۔ ناتوئی نے ان ہر عبادت کو کھنکھرا کر اور منصف کے منہ پر ٹھوک دیا اور اس کی تمام صفائیوں پر پانی بھیج دیا اور اصرار ہی پیشانی پر دھنسنے والا توفری نشان کا پیکر بن گیا۔

لہذا اہل معرفت قدس سرہ اعلیٰ ہر عبادت کے نقل کو سننے میں کوئی کفر فریب نہیں کیا۔ مذہبی حرمین شریفین نے ان پر کھڑا حکم کرنے میں کسی طرح کا دھوکہ نہ کیا۔ بالکل منصف اہل ہر عبادت کو بہنم کر گیا۔ اور ان مخفی عبادتوں کی تائید کی کہ بیکر قرآن و حدیث کا قرینیت ہوا اور اس نے قصوں پر چھینٹ بول کر اور آخر تک کے شہادت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ اور اپنے اکابر کے کفر پر اہل حرمین کو بھی گواہ بنایا اور مدینہ منورہ پہنچ کر خود سرکار مد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ایذا دے کر حکم آیت کو یہ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ قِيْدُوْنَ اِنَّهٗ وَرِثُوْهُ لَفَتَحُوْهُمُ الْاَبْوَابُ السَّعٰدَةِ وَالْاٰخِرِيْنَ قِيْدُوْنَ اِنَّهٗ وَرِثُوْهُ لَفَتَحُوْهُمُ الْاَبْوَابُ السَّعٰدَةِ

پر منصف نے شہاب ثاقب کے صفر ۱۵ و صفر ۱۶ تک فعل ثانی تفصیل فرمایا ہے اور اہل کی مٹری قائم کر کے تین صفات میں محمد زکریاؑ کے مضمون کو اپنے الفاظوں میں

اور بیان کیا ہے۔ اور اس میں صاف طور پر یہ اقرار کیا ہے۔

وَلَكِنْ وَشَّيْءٌ اَللّٰهُ وَخَاتَمُ النَّبِيَّةِ بِنِیْ كَلْبِیْیْنِیْ عَامِ الْمَنْزِلِیْنَ اِسْ طَرَفِیْ كُنْیْیْ كُوْمَرُوْا عَاقِبَتِیْیْ سَے فتنہ عاقبت سے زمانہ ہے عاقبت ہر نبی جو کہ قصہ سے مٹی میں وہ نہیں حضرت مولانا توفری دعوے اللہ تعالیٰ علیہ اس صبر پر انکار فرما رہے ہیں۔

اور خود ناتوئی محمد زکریاؑ کے صفر ۲۹ پر لکھتے ہیں۔ اگرچہ کہ اتفاقاً بڑوں کا ہم کسی مضمون تک نہ پہنچا قرآن کی شان میں کیا نشان آگیا۔ اور کسی غلطی نادان نے کوئی شک کے بات کہہ دی تو اتنی بات سے وہ غلط نشان ہو گیا۔

گواہ ہاشم کرگود کاں تا دل لفظ بر بدت زند تیرے سے

اس میں منصف نے صاف اقرار کر لیا کہ ناتوئی نے خاتم النبیینؐ کے لئے جتنے کلام لکھے ہیں ان کی ہر ایک کلمہ کے تمام معنی صحابہ و تابعین، بلکہ خود مسیح علیہ السلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتا دیے ہیں۔ اس کے خلاف ناتوئی نے فقیر الہائے سے دوسرے خالے لئے کوشش کی۔ اسی بنا پر یہ اکابر جاہل و نا فہم ثابت ہوئے۔

اکابرین اہلسنت کی شان میں ناتوئی کی زبان درازی

اس کو کہ نادان ناتوئی نے خاتم النبیینؐ کے اپنے انکار کو مدعی کے بیان میں اسی محمد زکریاؑ میں تمام معنی قرآن و احادیث کے لیے گواہ اس قدر الفاظ کہے۔

ملہ و گنہ غرضی میں حیات الہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توروہی ہی میں ہر ایک کلمہ منصف کا بیان ہے۔ شہاب ثاقب صفر ۱۵۔ تہ۔ محمد زکریاؑ صفر ۱۵۔

قرب خاتم النبیین کے اس نئے معنی سے اس زمین پر آئیں ہدیہ نبی کے تجویز کر لینے سے شریعت پر کچھ اثر نہیں پڑا۔ لہذا آپ ہر شیعہ و اہل حقارت کے لیے راستہ آسان ہو گیا اور جی ہی جانے کا موقع مل گیا۔ اور وصف خاقیت اس کے لیے مانع نہیں رہا۔

اس نالوثوی نے اگرچہ خاتم النبیین کے حسب منشاء ہدیہ سے گڑھ کر تعمیر حقارت کی بنیاد قائم کر دی ہے لیکن مسلمان اس کے خلاف اگر احادیث میں کچھ نہیں کہیں تو پھر اس کے مذہب دلو بندیت کا یہ جواب ہے کہ حدیث فرمان و حکم و قول اللہ ہی قوس ہے اور حکم رسول کا نام شرح نہیں ہے بلکہ جو حکم رسول کو شرح جانتا ہے وہ مشرک ہے چنانچہ امام ابو ایوب سلوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں اس کی صاف تقریر کر دی ہے۔

دلو بندی مذہب میل حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام

تقریباً ہر ایک کو یوں سمجھ کر مشرک نہیں کا حکم ہے ان کا جو بھی جانتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امانت پر لازم ہوجاتی تھی۔ سو ابی باقی سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

تو حدیث شریف کوئی شرح نہیں ہے جس کا ماننا ضروری ہو۔ بلکہ اس کو شرح سمجھنا ہی شرک ہے۔ لہذا ہم دلو بندی لوگ نالوثوی کے قول کے خلاف حدیث کو نہیں مانتے۔ علماء بریل حدیث جس رسول علیہ السلام کا کلام ہے وہ ہمارے مدرسہ دلو بند کے تعلیم یافتہ شاگرد ہی تو ہیں۔ چنانچہ پڑھائے و دایر اس کو اس طرح سمجھتے ہیں۔

ایک صالح خیر عالم علیہ السلام کی زیادت سے خواب میں مشرق ہوئے تو

آپ کو اندو میں کام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی میں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دلو بند سے علاحدہ ہوا ہر ایک کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا ہے۔

اس میں صاف ٹھیکہ دار خیر عالم علیہ السلام نے مدرسہ دلو بند میں اردو تعلیم پائی تو وہ رسول علماء دلو بند کے شاگرد ہوئے۔ اور جب رسول شاگرد ثابت ہوئے تو یہ نسبت علماء دلو بند کے وہ کم علم اور کم قرآن پائے۔ اور علمائے دلو بند باقیار استاد ہونے کے ان نزول سے زیادہ فنی علم اور الہام ثابت ہوئے تو خاتم النبیین کے جو معنی نالوثوی نے ایجاد کیے ہیں، وہ اس معنی سے زیادہ صحیح ہیں جو ان کے مدرسہ کے شاگرد نے حدیث میں بیان فرمائے۔ پسے دلو بندی مذہب میں حدیث شریف کی حقارت اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکست، مایہ ذاب اللہ تعالیٰ۔

اب باقی رہا خاتم النبیین کا قرآن کریم میں مذکور ہونا تو حقیقت ہے کہ دلو بندی کے نزدیک قرآن کریم کا الہی نہیں ہے بلکہ صحابہ کا ہی مشورہ ہے۔ خود امام ابو ایوب سلوی اسماعیل دہلوی تحریر الایمان میں تحریر کرتا ہے۔

دلو بندی مذہب میں کلام الہی کا مقام

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرما لیتے۔

وہ سب رعب میں آکر بیٹھ جاتے اور آداب اور وحشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے جیسے کر سکتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے امانت و صدقہ کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

معاف اللہ اس نے صاف کہا کہ انیاء ربوت نزول وحی رعب سے جیو اس ہو

جانتے ہیں کلام نہیں سمجھ سکتے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے آپس میں پرچہ کر آنا صدق کر لیتے ہیں قرآن آپس کا مشورہ ہی قرآن کلام الہی کب ہوا اور تا قوی کہتا ہے۔

- قرآن میں غلوں کے درمیان کوئی مناسبت نہیں (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)
- قرآنی غلوں کے مطلق میں کوئی تناسب نہیں۔ (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)
- قرآن میں بے دلی دلیہ ارتباطی ہے (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)
- قرآن میں غلوں کوئی ہے (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)

تو جس قرآن میں دیوبندیوں کے نزدیک ایسی چار کڑیاں اور زینت کی علیاں ہوں اس کو دیوبندی اہل فہم کہتے ہیں۔ تو یہ ہے دیوبندی مذہب میں قرآن کی عزت و عظمت و عبادۃ اللہ قتلے۔

آپ باقی رہا یہ امر خاتم النبیین اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو کیا تا قوی اور اس کے اذناں دیوبندی کلام الہی کا انکار کر سکتے ہیں تو مفرد لفظ کیجیے کہ انکار کر سکتا تو مرتبہ امکان قائل کہ انہوں نے قرآن تعالیٰ کی ذات میں وہ عیب لگائے جس سے صاف اقرار و قرآن میں آگیا۔ دیکھو اہام الایام یہ مولوی اسماعیل دیوبندی لکھنؤیہ ایمان میں لکھتا ہے اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہر جب چاہے کر لیجئے

ایہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے نہ

اس میں صاف کہہ دیا کہ غیب کا دریافت کرنا خدا ہی کے اختیار میں ہے اگر وہ دریافت کرنا چاہے تو کمال ہر جہاں سے کا اور اگر دریافت نہ کرنا چاہے تو کمال رہے گا۔ تو دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا عالم ہر نامزدی نہیں ہے بلکہ ہی صاحب اپنے تو ہے میں خدا کیسے صاف لکھتا

دوقب کذب کے معنی درست ہو گئے۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ خدا سے جھوٹ کا واقع ہونا درست ہو گیا۔ ہذا دیوبندیوں

۱۔ تحذیر الامیان ص ۱۵۸۔

کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مشورہ اگر مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا تو اس کے بعد مصلی بنا پر ہے کہ اس نے غیب کو دریافت ہی نہیں کیا کہ ترہوی ص ۱۵۸ تا قوی صاحب باحق قوی صاحب نبوت کا دوسرے کرنے والے میں اگر وہ دریافت کرنا تو مشورہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہرگز نہ فرمایا۔ یا اللہ تعالیٰ کا مشورہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا کذب ہے۔

قرآن دیوبندیوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ دس عجیب ثابت کیے۔

- اللہ تعالیٰ کا علم ضروری نہیں (دیکھو تحذیر الامیان ص ۱۵۸)
- خدا سے دوقب کذب کے معنی درست ہو گئے۔ دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸
- خدا فضولی ہو گئے (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)
- خدا کا کلام بے رابطہ ہے۔ (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)
- خدا کے اس صفت کے بیان کرنے میں کوئی کمال نہیں (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)
- خدا نے صفت غیر مدح کو مقام مدح میں بیان فرمایا (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)
- خدا نے مشورہ کو نبوت قدیم علیا فرمائی اور انبیاء کو نبوت حادث دی۔ (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)

○ خدا نے انبیاء کے کلمات میں یہ فرق رکھا کہ مشورہ کے کلمات ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں۔ (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)

○ خدا نے مشورہ کو وصف نبوت میں موصوف بالذات کیا اور انبیاء کو موصوف بالعرض (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)

○ خدا نے تمام علماء اور آدمیوں میں مشورہ صحابہ و تابعین بلکہ خود مشورہ علیہ السلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قویٰ مصلی صاحب علیا فرمائی (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)

معنی ملک رسائی کرتی اور ترہوی ص ۱۵۸ کے مطلق نادان (تا قوی صاحب) کو وہ نہیں دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہہ دی اور خاتم النبیین کے اصل معنی کہ لیے (دیکھو تحذیر الناس ص ۱۵۸)

یہ بھی دیکھنا ہی مذہب کے ائمہ کے لیے کی جناب میں باطل عقائد اور غلط اقوال اور اس کی شانِ تعلیم میں جو بے وقافتگی و کج فہمی نے پیدا کی ہے۔ نہ تو اس میں فاضل الشیخین کے لئے معنی رکھ کر احکام دین کے لیے کسی قدر تسامح نہیں۔ صمدی کلام کی کجی تو دین کی خیر و سولہ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کس قدر تنقیص شان کی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کئے ہوئے عیوب ثابت کیے۔ قرآن کریم پر کیے الزامات دھارے اور اس میں من گھڑے بے شمار کفریات کیے۔ بلکہ باقرہ و آل عمران پر لائے کر کے تو بھی کافر بنا۔

مسلماً تو کیا ان دہونہوں نے خدا کا مرتبہ مانا۔ ماضی و مآل انہوں نے نہ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ مانا۔ نہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کو پہچانا۔ نہ قرآن کریم کی عظمت کو مانا۔ نہ صحابہ و تابعین کی عزتوں کو سمجھا۔ نہ ائمہ و مفتیین کے مراتب کا امتیاز باقی رکھا۔ سب سے انھیں بند کر کے نافرمانی و بدعتی و کجی کی غلط و باطل اقوال پر ایمان لے آئے۔

مفتی کو اس فصل ثانی میں اگر واقعی خیر نہت کی بحث ہی کرنی تھی تو پہلے خیر الشیخین کے ائمہ و مفتیین صحابہ و تابعین کے بیان کر دے مگر وہی متواتر کار دے کرتا۔ اس معنی کا باطل و غلط پر ثابت کرتا۔ اور اس کے خلاف احادیث پیش کرتا۔ اقوال ائمہ و مفتیین نقل کرتا عبارات سلف و خلف لکھتا۔ پھر نافرمانی کے عید پر معنی کی تائید میں کہ اندک ایک صحیح حدیث ہی پیش کر دیتا اقوال ائمہ و مفتیین صحابہ و تابعین سے اس کی تائید کرتا۔ اور یہاں سے نافرمانی کی کفریہ بات کے جوڑم تعلیم اور کفر پر تکیا ہے۔ یہاں کی اسکا فی کوشش کرتا۔ مگر مفتی جیسے اس کے خلاف فتوے دے کر پڑھتا۔ گالی گلوچ دیتے پھر اُتر پڑا اور تقریباً ایک صفحہ اس میں اپنے نصیب کی کرا سیاہ کر ڈالا۔ تو کیا ان گالیوں سے نافرمانی کا کفر اس کے سر سے مل گیا۔ اور اس کے معنی صمدی کو کرنی وقت پر تکیا۔ علماء عربین کے کفری فتوے کا حکم مرقم ہو گیا۔ کسی نے خوب کہا ہے خط۔

میشہ گالیوں بکنا ہے وہ ہر ہر گالی

جواب فصل ثالث فتویٰ لنگوی در قیام کذبہی تعالیٰ

مفتی کے تین سطروں میں لنگوی جی کے اوصاف ذکر کیے اور انہیں دیکھ کر قوم کے لیے امام اویسیہ اور حضرت عقیقہ اور امام تہرانی و محبوب سبحانی سب کچھ بنا ڈالا۔ اور یہ ضمن اس نظریہ کے ماتحت کیا کہ دہونہی قوم ان کے ان اوصاف و العقاب کو دیکھ کر ان کے ہر غلط فتوے اور باطل قول پر ایمان لے آئے گی لیکن اس نے یہ نہ سوچا کہ اور باطل اسلام تو دہونہوں کی طرح اندسے نہیں ہیں۔ وہ اچھی طرح ان کی علمی قابلیت، حدیث دانی و نقابست اور علمی حالت و عقولیت کو پہچانتے ہیں کہ ان پر انصاف میں کانا ماراج کی مثل صادق آری ہے۔ میں بحرف طوالت ان کی جہاتوں سنا ہوں۔ جہاتوں سماحقوں، غلط فتوؤں، باطل عقیدوں، ایماء کر و مکمل خلاف حقیقت باتوں کو پیش نہیں کر رہا ہوں۔ در نہ ناظرین بھی یہی فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہوں گے کہ واقعی مذکورہ بالا مثل اپنی پر صادق ہے۔ پھر منصف العظمت قدس سرہ کا عرب کا یہ واقعہ ثابت ہے۔

میرے پاس ایک نوکرانہ فتوے کا نمونہ دے جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی خداوند تعالیٰ جل شانہ کو باطل جھوٹا کہے دغا دے اللہ تو اس کی تکفیر نہ کرے بلکہ حقیق اور تغیل بھی نہ کرے اور سب سے لوگ سلف صالحین اور ائمہ صالحین میں سے اس کے قائل ہوتے ہیں؟

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ بالکل بیخ فضا انہیں لنگوی جی کا ہی مضمون کہ فتویٰ منہری دستخطی العظمت کے پاس موجود تھا اس کے فوٹو آج بحضرت علماء کے پاس موجود ہیں۔ یہ فتوے لنگوی جی کے سامنے سے طبع ہو رہا ہے ملک میں باطل

غور کیا ہوا ہے۔ گفتگو ہی نے اپنی حیات میں اس فتوے سے انکار نہیں کیا اس فتوے کا فوٹو میرے پاس بھی موجود ہے جس کو غلط ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

گنگوہی کا وقوع کذب والا فتویٰ

سوال بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اذکرکم اللہ۔ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ لا یغفران لیسرک بعدہ یغفر ما دونه ذلک الا لکم ما عام ہے۔ شامل ہے معصیت قتل مومن کو پس آیہ مذکورہ سے منوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعد کی ہی فرما دے گا۔ اور دوسری آیت میں ہے من قتل مومنا متعمدا فحسبنا کا جہنم خالد الا نکل من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعد کو اس سے ملزم ہوا کہ مومن قاتل بالعد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قاتل کے نعم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں یغفر ہے نہ ینکح ان یغفر یہ شخص اس قاتل نے جواب دیا میں نے کذب نہیں کہا ہے کہ میں وقوع کا قاتل نہیں ہوں۔ اور دوسرا قول اسی قاتل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعضے مواضع میں جائز رکھا ہے۔ اور قرآن و دین کذب بعضے مواضع میں دوزخ اور لے ہی دھتکہ قرار ہے۔ آیا یہ قاتل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی مثال یا اہل سنت و جماعت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری تسمیہ کے بیذا اثر ہوا۔

الجواب ۱۔ اگرچہ شخص ثلثت نے اذکار آیات میں شاک ہے مگر تاہم اس کا کفر کہنا یا بدعتی مثال نہیں چاہیے۔ کیونکہ وقوع کذب دہم کو جعفر کثیر علیہ السلام کی قبول کرتی ہے۔ چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ

تتمہ رسالہ الرحمن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں لیکن علاوہ اس کے پوزن خلعت وغیرہ وقوع کذب کے ہی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث حالہ میں شخص بل پر کمال اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء وقوع کذب دہم کے قائل ہیں۔ اور یہی واقع ہے کہ خلعت دہم خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب ہلے میں قول خلعت واقع کر سوہ گاہ وغیرہ ہوتا ہے۔ گاہ و عہد گاہ وغیرہ اور سب کذب کے اقسام نہیں۔ اور وقوع وقوع لا بد وجوب کو مستلزم ہے انسان اگر سچا تو حیران بالضرور موجود ہو دیگا۔ لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض کی فحش ہے کہ پس بنیاد علی اس ثالث کو کوئی سخت لکھ دیکھنا چاہیے کہ اس میں کذب علی لازم آتی ہے۔ ہر چند یہ قول ضعیف ہی ہے مگر تاہم متحقق کے مناقب پر صاحب دلیل قوی کو تفصیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو حنفی شافعی پر اور بیس بزم وقوع ذیل اپنی کے طعن و قطع نہیں کر سکتا۔ دامومن انشاء اللہ کا مستلزم کتب قتالہ میں خود دیکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تفصیل و تحقیق سے مامون کرنا چاہیے البتہ برتری اگر قبضش ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرت علی الکذب مع اقتراح الوقوع مسئلہ افتاء ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کو انکار کیا ہو گیا ہے کہ قاتل اللہ تعالیٰ و پوشش لایستنا کل نفس ھذا و لیکن حق القول صحی لا ملان جھنم من الجنة و الناس اجمعین الایۃ قطع و اللہ تعالیٰ اعلم۔

رحمہ اللہ

حکیمہ احقر رشید احمد گنگوہی علیہ رحمۃ
شعفت اب انھیں کہہ کر دیکھ کہ اس شخص ثالث نے صاف الفلاس اقرار کیا

لہ۔ فتوہ فتویٰ رشید احمد گنگوہی۔

کہیں نے کب کہا ہے کہ میں وقور کذب ہاں کا قائل نہیں ہوں اور سب وہ اس
 کا قائل ہو کر اس نے علماء و متقلین جن شانہ کو باطل جو مذکور ہوا، گھڑی جی نے سب
 میں اس شخص ثالث ہی کے لیے فترے و داکر اس کو لا کر کہا، یہ جی مثال کہنا نہیں چاہیے
 بلکہ اس کو کوئی سخت کرنا کہنا چاہیے، اس کو تقصیل و تفتیش سے مامون کرنا چاہیے، تو
 گھڑی جی نے اللہ جل شانہ کو باطل جو ملنے والے کے لیے نہ توئی و داکر اس کی تحریک
 بلکہ تقصیل و تفتیش ہی ذکر و بیان اس کو کوئی سخت کر بھی نہ کہو، اس لیے کہ یہ شخص ثالث
 سب کہتے کہ وقور کذب کس معنی درست ہو گئے، اور غلب و عید کذب کی الزام
 میں داخل ہے، اور بعض علماء وقور غلب و عید کے قائل ہیں کہ یہ علماء وقور کذب
 کے بھی قائل قرار پائے، تو مصنف کی یہ ہمیش کردہ امر سب اسی حق سے گھڑی جی یہ خود
 جس لفظاً و معنی سے رضی اللہ عنہ اپنے دعوے میں بالکل صادق اور سچے ثبات ہوئے
 اسی امر و معنی سے حق نہ خود کا دوسرا، دعوئی اور قول جس کو مصنف ان الفاظ میں اسی
 شہادہ ثانیہ میں اس کے بعد ذکر کرتا ہے۔

اور مع اس کے اپنی چھوٹی بیٹیاں کراؤ لے کر مولانا موصوفت الصدر ربانی
مفتخروہی جی ہمسلا مکان کے قائل تھے اور بعد میں نے ایک رسالہ لیا
میں اور یہ واقعہ پیش کیا۔

جواب : اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہی باطل دھرم و فساد کا اسی لنگڑی جی نے پہلے
انکانہ کذب باری کو تسلیم کیا قول لکھا تھا : چنانچہ براہین قاطعہ میں صاف تصریح کی ہے ۔
انکانہ کذب کا مسئلہ قراب جدید کی ہے نہیں نکالنا بلکہ قراب میں اختلاف
ہر اس جگہ کہ خلف و وعدہ کا جائز نہ ہے انہیں نہ

تو اس عبادت سے ثابت ہو گیا کہ یہی گنگوہی مسئلہ اسکاٹن کذب لاقائل تھا پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ قول بھی صحیح ہے کہ میں نے اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس

۱۷ :- از شهباز بن قبا مشهور .
 ۱۸ :- بر این قاعده مبدع ساد و معروف است .

لاصفنت کو کبھی اعتراض ہے۔ چنانچہ اسی شہاب ثاقب کے ملا میں لکھا کہ ملافت
نے ایک رسالہ منسلک بہ جنرل اسماعیل کھڑکیچھ مارا تو ملافت نے قبلہ کی ہر بات پر نظر سچ اور
چھا اور ملافت واقعہ کے سچے جگہ جی کے فتوے اور کتاب میں سب باتیں مودت میں
اس ملافت کے جواب میں صنف نے شہاب ثاقب کے ملا میں دل بھر کر ملافت
قدس سرہ کو کسری مٹائی گایاں وہ اپنی پر شرٹاک سب دوش پر کیا انہیں جھٹلا کر جھٹلا کر
بے کیا۔ بلے ایان وغیرہ لکھ کر اس صحر کو سیاہ کیا بلکہ اپنے نصیب کا اور زیادہ سیاہ کر لیا۔
لیکن ہم اس کا فیصلہ قانون پر نہ کہتے ہیں کہ جب ملافت قبلہ کے سارے مواہفات
خود گنجی جی کے فتوے اور برائیاں قاطعہ میں مطلوبہ موجود ہیں تو ملافت قبلہ کو واقعی
صادق القول اور سچے ثاقب نہ کہتے۔ تو اب صنف ہی جھٹلا کر اس رسالہ کے ملافت کا
نیکوکار۔ عیسائیوں کا مقتدا۔ بے ایمانوں کا پیشہ امیر اور کاربہا قرار پایا اور اس صنف
میں اتنی قابلیت تو ہے نہیں کہ اپنے ابراہیم کو فی بابت بنا کے تو مجبور پر گرا دیں یہ
آزما جائے۔

اگر انا جہنم میں نہ ہوں تو میرے لئے جہنم کی آگ کی کیا ضرورت ہے؟
 پھر یہ مصنف لکھ رہی ہے کہ اس فتوے کی صفائی میں ان کا کوئی انکار ہی نہ ہوتا ہے۔
 کیا کہ اس فتوے کے بالاعمال ایک ہفتے کے قادیانی رشیدیہ یہ سترہ اہل کاشہاب و شائبہ
 کے صغیر ۱۰۰ پر نقل کر کے اس پر یہ نتیجہ نکالتا ہے۔

اسی اصل مولانا گنگوہی نے خدا اس مقدس مقام پر اپنے خاں کے پاس
کو تحریر فرمایا کہ جنس نسبت کذب اری متنازعہ کہ طرف کرے گا کافر
ملعون ہے ہر کرمون نہیں..... عہدہ معلوم کہاں سے اس عہدہ بتقلیل
نے یہ نسبت مرقیہ از سر جاح کیا ہے

جواب :- مصنف اس میں یہ ثابت کرنے کی سعی کر رہا ہے کہ گنگوہی کی لافانی
دور کتب پر ایسا قائل ہے کہ حق میں مؤلف صرف یہ ہے جو اس نے شہاب ثاقب کے

۱۷۰ - شہاب شاہ صاحب علیہ السلام.

مستطاب نقل کیا ہے جس کا خلاصہ مکر اسکی اس عبارت میں ہے کہ وہ قابل کا فرد معلوم
ہے مگر مومن نہیں مگر انہیں گنگوی جی کا اس قابل دفع کذب باری تعالیٰ کے ہی
میں وہ فوتے جس میں اس قابل کو نہ قضا کا فر کیجئے بلکہ اس کو بدعتی و ضال کہئے بلکہ
اس کی تسلیل و تفتیش کرنے بلکہ اس کو سخت کرنا کہ کہنے سے منع کیا گیا ہے جس کو فخر
سے ہم نے ابھی نقل کیا ہے اور مغلطرت قدس سرہ سے اس کو عرب کے مسلمانے پیش
کیا ہے تو مصنف کے نزدیک یہ عدم تحفیہ و تعلیل و تفتیش دالہ فتویٰ گنگوی جی کا ہے
ہی نہیں ہے اس کا مغلطرت نے اپنی طرف سے گڑھ کر گنگوی جی کی طرف نسبت
کر دی ہے۔

مصنف اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتا اس طرح تو ہم بھی کہہ
سکتے ہیں کہ مصنف نے وہ گنگوی جی کا فتوے پیش کیا ہے یہ بزرگ گنگوی صاحب کا
جیس ہے بلکہ یہ مصنف ہی اسنے اپنے دل سے گڑھ کر گنگوی جی کی طرف منسوب کر
دیا ہے اور یہ مصنف کی وہ پرانی عادت ہے جس کی بہت سی نظریں پیش کی جاتی
ہیں۔ وہ نظریں ہم نے اسی شہاب ثاقب سے اپنی اسی کتاب میں پیش کیں کہ حضرت
شاہ غفر صاحب مامور دی کے نام سے ایک کتاب خزینۃ الاولیاء گڑھوی۔ اس کا
مطلع کا پیر اپنے دل سے تراش لیا اس کا مثل تجویز کر لیا اس پر ایک عبارت اپنی
طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی اور حضرت مولانا رحمائی خاں صاحب
بریلوی کے نام سے ایک کتاب ہدایۃ الاسلام گڑھوی۔ اس کا مطلع ضعیف صادق مینا پر
اپنے دل سے تراش لیا اس کا مستحق تجویز کر لیا اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے
گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی۔ مگر مصنف کی یہ گڑھنت اور جہلنازی و تحفیہ
ہو کر اسی شہاب ثاقب کا مثل و ملاحظہ کیجئے تو مصنف کسی کے نام سے
پوری کتاب گڑھ لینے میں جری ہو۔ مطلع تجویز کر لینے میں دلم ہو۔ صوفی لینے میں بے تحاشہ
ہو۔ اپنے دل سے ایک عبارت گڑھ کر پیش کر دینے کا عادی ہو۔
اس قدر بے غم و بے جا ہو کہ اپنے غم کے مقابل حجت بنا کر مجھ سے ملے کر

دے شائع کر دے۔ تو وہ مشاق مصنف کیا اپنے کا ہر کی صفائی میں ایک فتوے بھی
نہیں گڑھ سکتا ہے۔ اور اس کو اپنے ہی مطلع قاضی دیوبند میں نہیں چھاپ سکتا اور اس
کو فتاویٰ رشیدیہ میں درج نہیں کر سکتا کہ جس فتاویٰ رشیدیہ کے جامع اور طالع اور
آخر میں دیوبندی لوگ ہیں ہمنے تو مصنف کی جہلنازی اور گڑھنت کی وہ نظریں اسی
شہاب ثاقب ہی سے پیش کر دیں۔ اور اس کے علاوہ اس کی اور دیوبندی قوم کی ہی
جہلنازی کی بہت سی نظریں پیش کی جاسکتی ہیں ہم نے اپنی اسی کتاب کے شروع
میں ان کی پانچ نظریں بطور غرض پیش کیں ہیں۔ انہیں کو ملاحظہ کر کے دیوبندیوں کی
عادت کو پہچانو۔

حسین احمد نانڈوی کو حلیہ

مصنف کو یہ حلیہ دیتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا امام گامی کو کہا ذکر کریں۔
ہماری جامعہ اہل سنت کے کسی متعدد مستند عالم کی ایسی ایک ہی مثال پیش کر دو۔
کہ اس نے الی گڑھنت اور جہلنازی کی ہو اور کتاب اور فتوے تو بریلوی چیز ہے ایک
جولہ کی طرف سے گڑھ کر چھاپ کر شائع کیا ہو۔
ممکن ہے کہ یہ مصنف اپنی صفائی میں یہ کہے کہ گنگوی جی کا وہ تحفیہ والا فتوے جو
شہاب ثاقب میں نقل کیے وہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول میں مطبوع ہو جو وہ ہے جن
کا اول چاپہ دیکھو۔ اور گنگوی جی کا یہ دوسرا مطبوعہ تحفیہ والا فتوے جو فخر سے نقل ہوا
وہ فتاویٰ رشیدیہ میں چھاپا ہوا مطبوعہ نہیں ہے گنگوی جی اس کے معنی ثابت کرنے کے لیے
لائی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کے فتاویٰ کے اسے دیوبندیوں نے
اسی میں کرنے والے تم ہی مطلع کرانے والے تم ہی شائع کرنے والے تم ہی اس کو فخر
کرنے والے تو تم نے عدم تحفیہ والے فتوے کو قضا گنگوی پر کوٹ تحفیہ ہو جانے کے
فتاویٰ رشیدیہ میں درج ہی نہیں کیا۔ اہ گنگوی کی صفائی کرنے کی غرض سے
تحفیہ والا فتوے اپنی طرف سے گڑھ کر فتاویٰ رشیدیہ میں درج کر کے ملے کر ادیا تو میں

فتوے کا مخیر والا ہے۔ دوسرے کو بھی کہتا غلط ہے۔

اور اگر ہم تسلیم بھی کریں کہ گنگوہی جی کا وہ مخیر والا فتویٰ بھی انہیں کا ہے تو خداوند
رشید یہ حضرت اول کے دیکھنے سے ظاہر ہو کر ہی فتویٰ ۱۲۰۷ھ کا ہے اور ہم جو عدم تکلیف
والا فتویٰ پیش کر رہے ہیں ۱۲۰۸ھ کا ہے جو مداریح الاخرین میں مریض میں فیجب کہ شائع
ہوا۔ اس پر ہر طرف سے اعتراضات شروع ہوئے اور اس کے رد میں ایک رسالہ شائع
انہیں بھی گیا جو مبلغ حدیقہ العلوم میں مریض میں طبع ہوا۔ میرے ہی فتوے ۱۳۱۸ھ میں عدم توفیق
کے مبلغ گلزار حسی یعنی میں بھی طبع ہوا۔ ۱۳۲۰ھ میں یہی فتویٰ عدم قہرود کے پڑے عظیم آباد میں فتوہ
مخیر میں چھپا تو یہ فتویٰ عدم حکم معصیت کے پیش کردہ فتوے سے ایک سال بعد
برائو ہارسے پیش کردہ فتوے سے معصیت کے پیش کردہ فتوے کو شروع کر دیا کہ
اس سے ایک سال پہلے لایے تو مفت کو خرم نہیں آتی کہ شروع شدہ فتوے کو پیش کر کے اس فتوے
کا انکار کرے اور دونوں کو خرم میں مبتلا کر کے مغالطہ دینا چاہتا ہے۔ لہذا اب ثابت ہو گیا
غریب دہی اور قزاق ہزاری کرنا مفت ہی کر اپنے اسلاف سے ترک میں ملانے۔

اور اگر ان امور سے بھی قطع نظر کیجیے تو مفت کرنا کسی دیوبندی کو گنگوہی جی کے
اس فتوے سے انکار کرنے کا کوئی حق ہی حاصل نہیں کریں کہ اس فتوے سے انکار کرنے
کا حق تھا وہ صرف ایک گنگوہی صاحب تھے۔۔۔۔۔ تو گنگوہی صاحب کی حیات ہی
میں پہلے یہ فتویٰ ان کی فکر داران کے مقتدی کے شرخام میں طبع ہوا۔ اور ۱۲۰۸ھ
ہی میں اس کے رد میں رسالہ سنیہ اناس مبلغ حدیقہ العلوم میں مریض میں طبع ہو کر شائع ہوا۔
گنگوہی نے یہ اس فتوے کا انکار کیا اس رد جواب دیا۔ میرے ۱۲۰۸ھ میں یہ فتویٰ میں مدینہ منورہ میں شائع
گلزار حسی میں طبع ہوا تو میری گنگوہی جی نے دینے فتوے ہی سے انکار کیا نہ اس کو جواب ہی شائع کیا۔ میر
۱۲۰۸ھ میں یہ فتوے عدم قہرود کے پڑے عظیم آباد میں طبع ہوئے۔ میرے بھی گنگوہی صاحب نے غائبہ کا
انکار کیا یہ چھاپا کہ مراد فتوے میں نہیں لکھی جی کی وفات کے تیس برس ہوئی تو گنگوہی صاحب
فتوے کو کھوکھرا بندہ برس زدہ رہے۔ ملک میں اس فتوے کا شروع ہونا اسکا بار بار تہہ چہ تارہ ٹوٹا کہ ان
فتوے کی بنا پر کہتے اور اعلان کرتے رہے۔ اور گنگوہی چند برس تک اپنے آپ کو کھواتے رہے۔

اکل خاموش اور ساکت رہے۔ ہم سادہ بڑے رستہ اپنی طرف اس فتوے کی نسبت
کرتے رہے۔ اس کا رد کہنے والے روکتے رہے۔ شائع کرنے والے اس رد کو شائع کرتے
رہے۔ اس پر ہر طرف سے ان کے پاس اعتراضات پہنچتے رہے۔ علماء دین اس فتوے پر
کلمہ خود دیتے رہے۔ دنیا میں ان کی اس گستاخی کے غور پختے رہے۔ لیکن گنگوہی جی نہ
کہنے کے کہ مراد فتوے میں میری طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور جھوٹ ہے میرے
قلم سے ایسا جھیت منہم ہرگز نہیں نکل سکتا جس کا اعلان کرنا ہر دین کے شخص ناگوار
و قبح کذب باری کا قائل بنے۔ قلنا کیا فتوہ کا رد ہونے کوئی اس کی تفسیق و تشلیل
تو کیا بلکہ مخیر نہ کرے وہ خود کا فریے۔ اس کا آیات سے استدلال باطل و گمراہی ہے
اس کو خود چاہتے انتشار دیتے۔ اس فتوے کے ہر جملہ کا رد کہ اپنے فتوے رشید
میں درج کرتے۔ مگر میں ملک کو گنگوہی جی کا دوسرا فتوہ دیکھتا ہوں وہ شہر خرم میں طبع ہے۔
۰۔ تو کوئی قائل اس کو قبول کر سکتا ہے کہ ان کو اس فتوے سے انکار تھا۔

۰۔ کوئی دہائی جی یہ اور کر سکتا ہے کہ ان کی طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور
جھوٹ تھی۔

۰۔ کوئی اپنے عقل والا بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ وہ فتویٰ گنگوہی جی کا نہیں تھا۔
بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس فتوے میں ایک حرف کا بھی ان کی اصل تحریر
سے فرق ہوتا جس سے اپنے مرنے کا کفر یا تیغ پڑتے۔ اشتہار پر اشتہار چاہتے کہ میرے
افراط نے میرے اصل فتوے میں یہ حرف تھا اس کو بے بنیاد ہے۔ چہ جائیکہ اسے حقیقت
کہ اس کا مراد فتوے ہی گنگوہی صاحب کے نام سے ہے۔ اس پر رد کیے جاتیں۔ مخیر
ہوں اور گنگوہی جی چند برس تک خاموش ہو کر رہے تھے۔ اور دینا سے بل سیں۔ اور
تلف یہ ہے کہ میرے گنگوہی جی بقید حیات رہے۔ تمام مقتدیوں کو مستحسن کر رہی
بھی خاموش رہے۔ کسی نے دیکھا کہ یہ فتویٰ گنگوہی صاحب کا نہیں ہے۔ اس پر یہ افراط
بلکہ انہوں نے قائل و قائل کذب پر بخیر کا فتویٰ دیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ساری دیوبندی
قوم غریب ہو گئی تھی۔ کوئی ایک گنگوہی کا اس فتوے کے متعلق کہنے پر قادر ہی نہیں تھا۔

اور جو بی گلوئی صاحب نے آنکھیں بند کیں اور وہ قبر میں مقید ہو گئے تو ہر دیوبندی کی زبان کو بڑھتی کر یہ فخری ان کا نہیں ہونے، ان پر برا فخر ہے، اس سے تو انسان کو شاکر و معصفت ہے کہ وہ دیکھ کر گلوہ میں کوئی مولوی رشید احمد پیدا ہی نہیں ہونے، ایک انسانی شکل میں ایک نبوت تھا، جس کو لوگ رشید احمد گلوہی کہنے لگے تھے، تو معصفت کی جان تو چھوٹ جاتی،

اگر یہ ہر ذی عقل نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا ہوگا کہ معصفت نے اس فتوے کے انکار کرنے میں مزید جھوٹ بولا ہے، اور انتہائی قریب دی سے کام لیا ہے، بلکہ یہ فتوے گلوہی صاحب ہی کا فتویٰ ہے کہ جب انہوں نے پندرہ برس کی طول مدت میں خود اس کا انکار نہیں کیا ان کے زمانہ حیات میں کوئی دیوبندی اس کا انکار نہ کر سکا تو ان کی موت کے بعد کس کو انکار کرنا حق حاصل ہے، اور کوئی کس طرح انکار کر سکتا ہے جب اس پر گلوہی جی کی مہر ہے و سخا ہیں، انہیں کی طرز عبارت ہے، انہیں کا معصوفت خط ہے، اعلمت قدس سرہ کی امتیاز ملاحظہ کیجئے کہ جب تک انہوں نے اصل فتویٰ حاصل نہیں کر لیا اس وقت تک اس کی تکذیب نہیں فرمائی اور یہ سارے افسوس کے دیکھنے سے مل چو جاتے ہیں، تو اعلمت قدس سرہ نے اس بنیاد پر فتوے کا اخراج نہیں کیا بلکہ اصل فتوے کو حاصل کر کے کلمہ تحریر فرمایا لیکن ہم اس معصفت کے انکار کا بالکل خاطر ہی کیسے دیتے ہیں کہ جس کے بعد انکار کا اعتقاد ہر زبان پر بھی نہ لائے گا۔

شعبۃ انگلوئی صاحب نے اس طرح برائیں قائلہ مولوی علیل احمد انیسوی کے نام سے تصنیف کی ہے، اسی طرح ایک رسالہ تقدیس القدر بر رسالہ منتر یہ الرکن کے درمیان ایک اور شخص کے نام سے تصنیف کر کے شائع کیا ہے تو اس فتوے کی تائید جلی تقدیس القدر کی چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

جواز وقوی میں بحث ہے (تقدیس ص ۸) گلوہی جواز وقوی میں ہے
از جواز اصفائی میں (تقدیس ص ۹) جواز وقوی کا بعض اثبات کرتے ہیں

تقدیس ص ۱۰، کذب جنس ہے۔

اور غلبہ و مدیک لرب اس کی ہے اور یہ میزانِ مشفق دل بھی حاشا ہے کہ شہرتِ فروع سے شہرتِ جنس لازم و واجب ہے، پس یہ فرما کر جوازِ غلبہ و مدیک کے معتقد جوازِ کذب کے معتقد نہیں طر فِ فقر ہے کیا پہلے علماء شیعین کو کوئی ایسا مان کر کذب کے فروع کے دعوے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس یہ مغرور ہی ہے کہ وہ جوازِ کذب کے قائل ہوں گے، یہ وہی معصوم ہے کہ ابتداءً براہین قاطعہ میں ہے کہ غلبہ و مدیک میں غلامانے معتقدین کا انکشاف ہوا ہے اور ایمانِ غلبہ ایمانِ کذب کا فروع ہے پس کذب جنس ہے اور غلبہ و مدیک فروع اس کی ہے۔

اب اس معصفت سے دریافت کر دو کہ تم نے گلوہی جی کے فتوے سے محض اسی بات پر انکار کر دیا تھا کہ اس میں یہ صاف ظہور ہو رہا ہے کہ کذب کذب کے معنی درست ہو گئے اور قائل و قریع کذب کی صحیح و قبیح نہ مکرئی جائے اب بالکل یہی معصوم اس قلم سے اجتنام اور مبالغہ کی چھی ہوئی کتاب تقدیس القدر میں بھی موجود ہے کہ اب گلوہی جی گلوہی جی کے انکار کا کذب جنس میں نہیں کرتے یہ ان کی پہلی تحقیق تھی برہانِ ہر جی اب تو وہ بحث و قریع کذب کے ہائز ہونے میں کہہ رہے ہیں، اور علامہ قدسین کا کذب جنس یہی ہے کہ کذب الہی کے وقوع میں کہ اس کی کہ نہیں اس پر مبنی کرنا پہلے متنازع پر مبنی کرنا ہے، تو معصفت بتاتے کہ اس فتوے میں کیا نہ مہجول دیا تھا، جس پر انہوں نے طعن کیا تھی، اب تو یہاں اس چھی ہوئی کتاب نے بھی دیکھنے کی چوٹ دی کہ کذب کذب کے معنی درست نہ ہو، اور یہ تقدیس القدر بے پردہ دہلے حجاب ہو کر دی کا جی ہے، جو فتوے کا معصوم ہے بلکہ وہی فتوے کی دلیل اس میں ہے، لہذا کیا اب بھی اس معصفت میں اس فتوے گلوہی کے انکار کی ثروت و بہت ہے۔

خبر مہر بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ دینداریوں کا ابتدائی مذہب امکان کذب
ہی تھا۔ گنگری صاحب بھی پہلے صرف اس کے ہی قائل تھے۔ چنانچہ خود شصت ہی
اس بات کا شہاب ثاقب میں افراد و اعتراضات ان الفاظ میں کرتا ہے :
مسئلہ امکان کے التبرع صرف مولا اور ان کے متبعین حسب دلائل
الکاملہ صالحین قائل تھے اور میں بلے

اس کے بعد گنگری جی نے ترقی کی اور اس فتوے اور اس کتاب نقدیں القدس
کے کہنے کے بعد دوقر کذب کے قائل بنے اور اپنے اکابر سلف السلفین دہلوی وغیرہ
کی رائے کو ٹھکرا دیا۔ اور اب گنگری جی کے متبعین تمام دینداریوں کا مذہب دوقر کذب
باری تعالیٰ ہی ہے۔ چنانچہ خود مذہب دینداریت و معتزلیات و کایت مملوئی
فرقہ حق صاحب درجہ پہلے اپنے رسالہ اسکاٹ المتدی میں تصریح کر دی۔

تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جہاں خلعت فی الوعدہ کا قائل ہے نہیں
بدل سکتا۔ فتوے اس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ دوقر کذب کا قائل
ہو کر کافر ہو گیا نہیں۔ مل فی التایاس صاحب مسائرہ نے جہاں کا پراشاعر کا
مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی دوقر کذب کے قائل ہو گئے یا نہیں۔
ان کی نسبت کیا حکم ہے۔ شہاب بلے

الحاصل ان عبارات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ گنگری صاحب اور ان کے تمام متبعین
دینداریوں کا مذہب یہ ہے کہ وہ معاذ اللہ رب العالمین اسکاٹ الحاکمین اللہ تبارک و تعالیٰ
کو بافضل جوڑنا چاہتے ہیں اور اس پاک ذمہ کے لیے دوقر کذب ثابت کرتے ہیں۔
اور یہ مزید افترا اور جھوٹ برتتے ہیں کہ کمال دین سلف خلف اشاعرہ کا بھی یہی مسلک ہے۔
مگر اکابر علماء اسلام متفقین کرام سلف خلفام کے مسلک اور اقوال الہی فصل رائج ہیں نقل
کریں گے۔

لے :- شہاب ملے ۔ لے :- اسکاٹ المتدی ص ۲۳۰

مختلف نے شہاب ثاقب میں گنگری جی کا فتوہ کوئی غیر جوقا دئے رسید ہے سے
نقل کیا ہے اس کا یہ گنگری اور اس کے استے کلمات :-

ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک اور منزہ ہے اس کے کو نقصت بعصمت کذب
کہا جائے معاذ اللہ اس کے کام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ
و تعالیٰ و من آمن باللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عذر درکھے یا
زبان سے کہے کہ کذب جو کہتا ہے وہ نکاحا کافر ملعون ہے اور ایمان قرآن اور حدیث
اور اہل بیت کا ہے نہ ہرگز دوسری نہیں قتالی اللہ عما یقول الفاظ ملعون
علوا کبیر بلے۔

ہمارے خلاف نہیں۔ اب ہم یہ ظاہر کرنا ضروری جانتے ہیں کہ کتبہ ظالم جو
حق تعالیٰ کی ذات پاک کو نقصت بعصمت کذب کہتا ہے اور وہ کافر جہاں تعالیٰ کی
نسبت دوقر کذب کا عقیدہ رکھتا ہے اور وہ ملعون جو خدا کے پاک کے مشفق یہ کہتا
ہے کہ وہ کذب برتا ہے رسیدہ گنگری جی کہ اس نے ہمارے پیش کردہ فتوے
میں اس کی صحت تصریح کر دی۔ اور خدا کا کذب بافضل مان لیا۔

قرمشت صاحب ہمارے پیش کردہ فتوے سے عقیدہ کیا فی مذہد پرچہ پاس
فتوے سے گنگری صاحب کی یہ گنگری قریبی تم نے خود نہیں کی بلکہ خود ان کے فتوے سے
یہ کوادی کہ تم رائج ہو اور ان کے حق میں اقبال دگر ہی ہر جائے۔ اور میں اس فتوے
سے یہ فائدہ پہنچا کہ میں قائل دوقر کذب کی تائید کے لیے دلائل اور عبارات کے
نقل کرنے کی حاجت نہیں رہی۔

اب ہمارے تمام بھائیوں کے دلوں میں ایک یہ شہرہ باقی رہ گیا ہو گا کہ دنیا
میں کوئی شخص چاہے تائید نہ کیوں نہ ہو وہ دشمنان و دشمنوں نہیں کہا کرتا ہے چنانچہ
خودہ شخص کس طرح وہ دشمنان بائیں کہہ سکتا ہے۔ خاص کر کوئی مولوی اور مفتی ہر کر

لے :- شہاب ثاقب ملے ۔

کس طرح دو متناقضات ہو سکتے ہیں، تو لنگوی ہی نے یہ دو متناقضات کس طرح تحریر کیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ سب کہ دو متناقضات کس طرح ہو سکتے ہیں، تو لنگوی ہی نے اپنے مذہب کی بنیاد ہی متناقض باتوں، متناقضات، متناقضاتوں، متناقضاتوں، متناقضاتوں پر رکھی ہو تو ان کے عقیدہ میں متناقضات ہونا ان کے مذہب کی جان ہے، لہذا کیا یہ متناقضات باقی رکھ کر اپنے مذہب کو چھوڑ دیں۔

دلیلیت و دینیت کی بنیاد متناقض باتوں پر ہے

مذہب و دینیت دو دینیت کی بنیاد بھی متناقض باتیں کرنے، متناقضات سے دینے، متناقضات سے لے کر کرنے پر ہی ہے، اگر ہم اس کی مثالیں اور نظریں پیش کرنے کے درپے ہو جائیں تو یہ رسالہ بہت مبسوط ہو جائے گا ہم یہاں بطور نمونہ کے ایک دو نظریں پیش کریں گے۔

پہلی نظیر انہیں لنگوی صاحب کی اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے کہ وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب بخاری کا کیا عقیدہ تھا اور کون خراب عقائد سائل یہ سوال کر رہے تو اس کا جواب یہ منظور ہے۔

محمد بن عبد الوہاب کے متنبیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد خود سنے اور مذہب ان کا منطبق تھا، اور اسی فتاویٰ رشیدیہ حضرت اہل کے متناظر تھا۔

محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کا جو کچھ کمال معلوم نہیں ہے۔

دوسری نظیر بھی انہیں لنگوی صاحب کے اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے، جس میں سائل قرشہ اور گیارہ تارک کو گیارہ تارک کرنے والے کے متعلق سوال کرتا ہے تو جواب یہ ہے۔

سہ۔ فتاویٰ رشیدیہ حضرت اہل صحت۔

سہ۔ فتاویٰ رشیدیہ حضرت اہل صحت۔

الحجرات ایسا ہی ثواب کی نیت سے گیارہویں تو قرشہ کرنا درست ہے، بلکہ (اور اسی حضرت اہل کے عقائد پر ہے) گیارہویں تو قرشہ حرام و ناجائز ہے، خصوصاً اور فتاویٰ رشیدیہ حضرت آدم کے عقائد پر ہے، گیارہویں بدعت بھی ہے (اور فتاویٰ رشیدیہ حضرت سوم کے عقائد پر ہے) گیارہویں بدعت ہے (اور اسی کے عقائد پر ہے) تو قرشہ حرام ہے۔

تو یہ لنگوی ہی نے حضرت اہل کے عقائد سے اپنے عقائد کو نکالا ہے اور اسی حضرت اہل کے عقائد سے ۲۲

والے فتوے میں صاف انکار کر دیا کہ ان کے عقائد کا جو کچھ کمال معلوم نہیں، تو ان دونوں میں لنگوی ہی کی کیسی دو متناقض باتیں ہیں، کیسے دو متناقضات ہیں کہ ایک میں اس کے عقائد سے ملے علی کا اظہار ہے اور دوسرے میں اس کے عقائد کے ایسے علم کا اقرار ہے کہ وہ عقائد خود سنے، اور میر طریف سے کہ پہلے فتوے میں علم ہے اور دوسرے میں علم ان کے خلاف ہے، تو قرشہ بھی پہلی ہی اور اس کی کوئی تائید ہی نہیں، اسی طرح ان لنگوی ہی نے حضرت اہل کے عقائد سے اپنے فتوے میں کیا بھی غلطی اور قرشہ کو درست کہا اور اسی حدیث سے فقہاء والے فتوے میں انہیں حرام قرار دیا کہ وہ بدعت دوم کے عقائد والے فتوے میں کو بدعت کہا، پھر حضرت سوم کے عقائد سے اپنے فتوے میں بھی بدعت کہا، پھر حضرت سوم کے عقائد سے اپنے فتوے میں کو بدعت کہا۔

فتوے میں تو قرشہ حرام کہا، تو گیارہویں اور قرشہ درست بھی ہیں ناجائز بھی ہیں۔ بدعت بھی ہیں خیر بدعت بھی ہیں تو ان فتووں میں لنگوی ہی کی کیسی دو متناقض باتیں متناقض حکم میں اور ان کے متناقض فتوے ہیں، ان لنگوی ہی کی ایسی متناقض باتیں بہت پیش کی جاسکتی ہیں، اور دوسرے دینوں کے فتوے فقہاء سے بگڑے والے آپس میں متناقض ہیں، دیکھو مرام المستقیم، فتویٰ الامان کی منہ ہے اور دونوں کا مصنف ایک ہے، یہاں تین قائلہ اور الہدٰی میں تضاد ہے اور نزاع دونوں کا ایک ہے۔

سہ۔ فتاویٰ رشیدیہ حضرت اہل صحت۔

حاصل کام یہ ہے کہ مسئلہ وقوع کذب باری تعالیٰ میں اگر شک ہی ہے تو متنازعہ
فتوے مجاہدین تو اس کا جواب دے کہ گناہ جو ان کے فتاویٰ سے ان کی باتوں سے
ان کے رسائل سے ناواقف اور بے خبر ہو، اور اس پر حیرت اسی کو رہی جو ان کے طریقہ
تبلیغ و ابیت سے نا آشنا ہو۔

لوگوں کو دہائی بنانے کا طریقہ

حقیقت یہ ہے کہ دہائی بنانے کا سب سے مؤثر طریقہ زیر دست پر خیریت لڑائی
یہی ہے کہ انہوں نے متنازعہ فتوے چھاپ دیے ہیں، متنازعہ رسالے طبع کرائیے ہیں۔
ان میں متنازعہ حکم لکھ دیے ہیں، متنازعہ مسئلے درج کر دیے ہیں، متنازعہ عقیدے بنائے
ہیں، چھاپے بلیقین، مدرسین، واعظین کو بھی متنازعہ باتیں کرتا، متنازعہ احکام دیتا، متنازعہ
مسئلے جاتا، متنازعہ عقیدے تعلیم کرتا، انہوں نے خاص طور پر سکھائے ہیں کہ وہ بیباک شخص
جیسے مستام اور میری فساد، جیسے ذوق کا اندازہ کر لیتے ہیں ویسا ہی کرتا ہے، ویسا ہی کہہ
جاتے ہیں۔ اگر کسی نے بحث کی تو اس کو اس کے ذوق کا عقیدہ یا مسئلہ انہیں دلوں
فتاویٰ کے فتاویٰ رسائل میں دیکھا دیا اور اس کو دلوں بندھی بنایا۔

لہذا یہ ہے اس دلوں بندھی مذہب اور دہائی قسم کی تبلیغ کا اصل راز تو متنازعہ ہونا
ان کے مذہب کی جان ہے۔
ہم سب سے کچھ غیر دلوں سے کچھ دریاں سے کچھ
پھر شہاب ثاقب کے علاوہ ہر شخص نے یہ ظاہر کیا ہے کہ اسکا کذب کے
خلاف جس قدر مسائل خیر بہ الرحمن، حلالہ الزکات، دیگر باغلاء، اہلسنت نے تعینیت
فرمائی تھے، ان کے جوابات دلوں بندھی علماء نے کچھ کچھ شائع کر دیے ہیں۔ مٹھنت
صاحب نایاب وہ ایسے ہی جوابات ہیں گے جیسے کہ اگر سالہ کا جواب براہین کا طرہ
اور مجرم و حامی الخیرین کا جواب یہی رسالہ شہاب ثاقب ہے جو یہ ہر وہ کجاس، لایق
باتوں، بازاری کاریوں، شرمناک سب و شتم پر خیریت مغلطوں، بے تعلقی و عار و قوی۔

حرج کتب و اقتر سے پڑھیں، باطل کی حمایت کرنے والا کبھی واقعی تحقیقی مائل جواب
ہرگز نہیں دے سکتا، اگر قہاری جماعت میں علمی قابلیت مٹی اور جواب کھنکے کی ہزات
مٹی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ بنی اسبوح کا جواب، دریا ہوتا، اس کی کوئل
کمان کی ہوتا، اگر کسی ایک میں ہمت نہیں مٹی تو ساری دلوں بندھی پنجایت کو چھ کر کے
جواب تو کھٹا ہوتا، اگر اس کے قوت استدلال کو دیکھ کر سب کو سائب سوکھ گیا جو اس
باختر ہو گئے۔ چہرہوں کے رنگ مٹی ہو گئے۔ جی کہ اس کی کاجوانی کا مصنف سلطان العلماء
میں احترام ہی کر لیا۔

معدود صاحب نے ایک رسالہ مسیحی بر سببن اسبوح لکھ کر کچھ ہمارا، اس کو
دیکھا گیا تو سوائے گالی کلوخ اور مزخرفات و بازاری باتوں کے اور کئی مضمون
علمی ایسا نہیں تھا جس کی طرف توجہ کی جادے، اور ان کے رسالہ کے نوکی
طرف توجہ کرنا محض بے سود غشائے

مصنف صاحب گالی کلوخ لکھنا، بازاری باتیں کرنا، مزخرفات کو خیر کرنا جیسا سوز
اور گندی گھنٹی لغو بات، کاکینا تو جواب ہی کا لڑا امتیاز ہے کہ یہ شہاب ثاقب کے کل لغات
۱۳۰۶ میں اور آپ کی اس میں موٹی مٹی گالیاں (۱۹۰۶) ہیں کہ بسین سفحتی تو صرف
گالیوں سے پڑیں، اور شاید ہی کوئی مسو گالی سے غالی ہوگا، میاں راجہ بیان۔

سببن اسبوح نے قصر و ابیت کو شرمناک کیا

مصنف سے پوچھ کر رسالہ بنی اسبوح نے اسکا کذب کے رد میں حقیقتات
اور دلائل و براہین اور حج و غصوم کے جن قدر دریا بہاتے ہیں اور عبارات و اقوال سلف
و خلف کے جتنے انبار لگائے ہیں کہ تیس تیس نعرہ پیش کریں، پچیس دلائل، دس چوبیس قانم
کیوں اور پورے دو سو تارے لنگھائے ان سے قصر و ابیت میں زلزلہ پیدا ہو گیا، اور عبارات

ملہ - شہاب ثاقب علیہ -

دیوبندیت سر بھیج کر جوڑ گئی، اس رسالہ نے دیوبندیوں کے ہوش اُڑا دیئے، چکے
چھڑا دیئے، قلم قزو دیئے، دل پھڑک دیئے، لنگڑی جی پر دوسرا زبانے قائم کیے، اور دیگر
اوقات پر مصداق دلائل قائم کیے انھیں سارے رسالوں کے دلائل کی وجوہات اُڑا دیں۔ ان
کے تمام استدلالوں کے پرچے اُٹا دیئے، ان کے انامہ سے لیکر شیخ کے تمام متنبین کے
اقوال رسائل، معنائیں کے ایسے کا پروردگار دیئے، ان کے حلقے حلقے کئے، ہفت حرف
کے ایسے مسکت جوابات دئے کہ اس کے بعد سے دیوبندیوں نے اس مسئلہ امکان کذب
کا تکیروں میں لکھا، زبانوں پر لانا ہی بند کر دیا ہے۔

مفتی کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ اس میں کوئی علمی معنوں نہیں تھا۔ جس
سین استیون میں کثیر آیات قرآنی اور کثیر تفسیریں شاملی، تفسیر دارک تفسیر ثانی مسعود۔
تفسیر نوح البیان، تفسیر خزنی، تفسیر کبیر شرح ابن عسوی، مواقف، شرح مراقب، مقامات،
شرح معانی، شرح مقامات، مقامات، مائتہ حدیث تفسیر شرح طریقہ محمدیہ، کنز العمال، طوابع
الافزار، شرح طوابع، شرح مقامات، جلالی، سلم الشیخ، طوابع، اربعہ، مناقب، اربعہ، اربعہ
امین، مع الارض، شفاء، قاضی، حق، نسیم، الزمان، شرح مقامات، العالین، رد المحتار، حاشیہ
الفتاویٰ، الفتاویٰ، متعدد عبارات منقول ہوں ان میں اس مفتی کو علمی معنوں نہیں ملا۔ اور
یہ عبارات علمی معنوں سے خالی ہیں۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ جب اس مفتی میں ان عبارات
کے کہنے کی قانینت ہی نہیں تو اسے ان میں کیا علمی معنوں نظر آئے، کوئی علمی معنوں تو اہل علم
ہی کو ملتا ہے۔ یہ مفتی تو علمی معنوں کا ہی گورنر کو جانتا ہے جس کو وہ خود اور اس کے
اکابر سمجھا کرتے ہیں، چنانچہ مفتی کے علمی معنائیں کی ہرست ہم نے اس کتاب کے
ابتدائی ادراک میں پیش کی ہے۔

نیز یہ مفتی اپنی اور اپنی جماعت کی عاجزی و جہوری و لاجاری و بیہ نامی پر اس
طرح پروردگار چاہتا ہے کہ سین استیون کا جواب دینا اور رد کرنا ہے سو وہ تھا ہی
یہ اس کا جواب اور رد دیوبندیوں نے نہیں سمجھا، مفتی صاحب نے کسی دیوبندی
میں اظہر تہس سر جوئی تصدیقات کے کا حق کہنے کی قابلیت ہی نہیں تو جملہ وہ ان کا

تقدیر جواب کے کھوکھلا ہے، بڑے بڑے اکابر علماء دیوبند ٹیڑھی پر ٹیڑھا زور لگائے ہیں،
لیکن مفتی نے کجا پر مدعا ثابت رسالے کے ان پر جب تک کوئی منقول مواضع ہی نہیں کر
سکے ہیں یہ جانیکہ ان کے کسی لفظ کو بے عمل ثابت کر ہی، تو ان کے رسالہ سین استیون
کا رد اور رد بند کے لئے کر سکیں یہ نہ اور مدعی حالی۔

فصل رابع اور مسئلہ امکان کذب

امکان کذب کا قائل امام ابوہریرہ مولیٰ المسلیل دہری تھا، اہل اس کی تائید
انہیں لنگڑی جی نے کچھ زمانہ کی جس کے رد میں علماء اہل سنت نے کثیر رسائل تصنیف
کیے، سین استیون بھی اصل اسی کے جواب میں لکھا گیا، ان رسائل نے دلیہ کے ہوش
پروردگار کو دیکھے، باہیں ایسا سمجھت و ساکت کر دیا کہ ان کا زبان پر لانا خود شہر ہو
گیا، اس پر کوئی تیار رسالہ کہنے کی ہمت نہ ہوئی، اس پر کسی طرح بحث و مناظرہ کے
بے تیار نہیں ہوتے۔

لنگڑی جی جب استیون کذب کے دلائل کا ہر دلیہ و نسو صفا ہر اور مرابین لاسر
و نوح قاطع کے جوابات سے عاجز و دیوت ہوئے، اور سین استیون کے دوسرا زبانے
کھا کر ہوش ہوئے تو یہ فخر میں بیکر وقور کذب کے قائل ہو گئے، اور انہوں نے
جہاد پیش کردہ فتنے لکھ مارا، اور ایک رسالہ تفسیر القدر تصنیف کر کے مازاد
خدا کے عز و جل کو لادبا، افضل کہہ ڈالا۔ قراب تمام دیوبندیوں کا مذہب و قور کذب
باری تعالیٰ پر ہزارہ امکان کذب، قراب مفتی کو کس قدر بحث کرنی اور دلائل قائم
کرنے سے مسئلہ قور کذب پر کرتا، اور اس میں اپنی قانینت کے جوہر دکھاتا، اور
قرآن و حدیث، کتب عقائد و فقہ، اقوال سلف و خلف سے قور کذب کا ثبات کرتا

حسین احمد ٹانڈوی کی گنجری تلوار دیوبندیت کی گردن پر

لیکن مفتی نے قور کو چھوڑا نہیں، بلکہ اس کے خلاف قائل و قور کذب کی

تغیر کر کے خود گنگوہی ہی اہل ان کے متبعین و پیروندوں کی تحقیر کر لی۔ جی کہ خود اپنی بھی تحقیر کر لی کہ جب گنگوہی جی کا مذہب و قریع کذب کا ہے تو مصنف کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور یہ جانے بخت و قریع کذب کے مسئلہ امکان کذب پر اعتراض کیا جا کر دہندگان کے مکتوب میں گنگوہی جی کا وقار باقی رہ جائے۔ اور عالم کو فریب دیکر بخت و قریع کذب کو کھل دیا جائے۔ اور مسئلہ امکان میں بھی دل بھر کر ثبوت بولی کہ سلف پر مریخ افزا کیا جائے۔ تو اس فصل کی ابتداء ان الفاظ سے کرتا ہے۔

محمد القائلین صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا گنگوہی بعض اتباع مولانا صاحب مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوئے ہیں۔ یہ قول ان کا بعض افراد و جہالت ہے۔ مولانا گنگوہی نے سلف صالحین ائمہ پر مریخ کا اکتلا کیا ہے۔ تمام اشعار و ملک تمام مآثر یہ بھی حضرت کے اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ کتب جزو علم لام کی شاہد ہیں اور ان کی نفسی صراحت موجود ہیں۔ شرح موافق ہیں اس مسئلہ کو اسی طرح تین جگہ ذکر کیا ہے۔ ماسوا میں بھی تفصیلاً مذکور ہے۔ تقریر مولانا شرح غرر الاصل میں ملحق ہیں ہمام صاحب رحمۃ اللہ پر اور ان کے تلمذ ابن امیر الحاج رحمہما اللہ نے اس مسئلہ کو اور یہ کہ یہ رائے اہل اہل علم اور مشہر اہلسنت اشاعرہ و مآثر یہ کی ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھا دیا ہے کہ نہیں فرگوں کے جو درمیان اشاعرہ و مآثر یہ کے اس مسئلہ میں خلاف ثابت کیا ہے وہ بعض فزار غفلتی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے۔

محقق جیب اللہ لکھنے کی یہی مقررہ و پاک فائت کے لیے اثبات امکان کذب میں ازبیری چلی کا زور لگا رہا ہے تو اس کے نزدیک کذب عیب و نقص ہی نہیں ہوا تو میر یہ مصنف اپنے لیے تو مریخ بخت بر لے اور مریخ افزا کر کے کو واجب اور ضروری اہستہ کرتا ہو گا۔ یہاں تک کہ اس بحث میں تو اس نے شاید قسم ہی کھالی ہے کہ وہ کہیں

ملہ۔ از شہاب شاقب ص ۵۸۔

ہر نہ بولے گا۔ چنانچہ اس کی اس عبارت کے ثبوت شمار کاؤں۔

پہلا جھوٹ

گنگوہی جی مسئلہ امکان کذب میں مولوی اسلم دہری کے پیش نہیں مصنف نے یہ خاص بعض پوش عافیت میں کہہ دیا اور یہ دوسرا اس سے گنگوہی جی کی ذرا کو کس قدر اذیت پہنچی ہوگی۔ بلکہ ان کی ذرا اس مصنف کو یہ کہہ کر کسٹی ہوگی کہ۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے مسلک اہلسنت و جماعت کو چھوڑا۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے طریقی شائع سے منہ موڑا۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے متاخرین کی تحقیقات کو نظر کیا۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے مستدین کے اقوال کو ناقابل عمل ٹھہرایا۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے امام سلف و ائمہ کرام پر پشت ڈالا۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے صحابہ و تابعین کے کسی قول کو نہ مانا۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے فرمان شائع علیہ السلام کی پکار نہ کی۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے کم تعدادی سے رد گردانی کی۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے خراج حدیث کی کوئی بات نہ مانی۔

○ وہ امام دہری جس کے اتباع کی خاطر میں نے قرآن و حدیث کی تصدیق غلط تاویلات کیں۔

○ وہ امام دہری جس کی میں نے برتھنیت کو حرمت بحرف مانا۔

- وہ امام دہلوی جس کی ہر ہر بات کا ماننا میں نے فرض کیا۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کی میں نے کچھ بندہ کے اندھی عقیدہ کی۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے ہر قول کی جاسوسہ بگے میں نے شاید کی۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے کچھ میں نے اپنا ایمان دنگلا۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے اتباع میں میں نے غزوہ منکرات کو خریدا۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے اتباع میں میں نے اجابہ کرتے زیادہ ضروری صابا۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے اتباع میں میں نے اجابہ شارح علیہ السلام پر ترجیح دی۔
 ○ اسے میرے نہ غفلت فرزند ناوان ہمدردوں نے میرے لیے ان کے اتباع کا اٹکا کر کے
 مجھے سخت تکلیف پہنچائی کہ یہ کھر کر تے میری حمایت نہیں کی۔ بلکہ میرے دل کی آواز اور
 ہمدرد قلبی کی مخالفت کی۔ مجھے ان کے ساتھ جیسی عقیدت ہے اس کی ترجمانی اپنے اس
 فتوے میں کی ہے۔

مولوی محمد طویل صاحب عالم متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور
 منہشت کے جاری کرنے والے اور شرکان و وحدہ بیٹ پر پورا پورا عمل کر رہے
 اور شیخ کو ہدایت کرنے والے تھے اور قدامت پرستی میں رہتے آخر کار ہی بدعت
 بہاد میں گرفتار کے مافوقے شہید ہوئے۔ پس جس کا نا ہر مال الہیا ہر دے وہ
 ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرما کہ ہے بن اولیاء وہ الا المستقون
 کوئی نہیں اولیاء حق تعالیٰ کا سامانے متقیوں کے بموجب اس اہمیت کے
 مولوی اسماعیل ولی ہوئے۔ اور حسب قول حضرت حدیث من قاتل فی سبیل اللہ
 فواق ناضحہ فقد وجبت لہ الجنت الحدیث کے وہ مدعی ہیں جو جو
 الہیا شخص ہو کر ظاہر میں ہر مذہب کو تھکے کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالیٰ کی راہ
 میں شہید ہوا وہ قتل ہوئی ہے اور عمن ولی ہے بٹہ

پھر مصنف کے اس قول پر کیا دلیل ہے کہ نہیں ہے۔ یہ مصنف کی شہرہ نوری
 ہے۔ جنہوں نے بیجا حمایت ہے۔ اپنی کو منکرات میں ڈالتا ہے۔ عوام کو فریب میں
 جنکرتا ہے۔

دوسرا جھوٹا کہ نگوی جی نے سلف صالحین اہل سنت کا اتباع کیا ہے مصنف
 کا اس میں مزید جھوٹ و افتراء ہے کہ سلف صالحین اہل سنت
 انسان کذب کے قائل ہیں۔ بلکہ تمام سلف صالحین اہل سنت کا اجتماعی اقرار ہے کہ یہ ہے جس
 کو امام کلام کی مشہور و معجز کتاب شرح مواقف میں نقل کیا ہے۔

انہ تعالیٰ یمنع علیہ اہل سنت و تہذیب کا اتفاق ہے کہ انہ
 الکذب القضا اما عند تعالیٰ کہ کذب متنع و مانع ہے
 المعصولة ان الکذب معزول تو اس لیے متنع و مانع کہتے
 قبیح و دوسچہ نہ لایقل ہیں کہ کذب بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ
 القبیح و اما امتناع الکذب بڑا کام نہیں کرتا۔ اور ہم اہل سنت کے
 علیہ عندنا فانه نقص نزدیک اللہ تعالیٰ پر کذب اس دلیل
 والنقص علی اللہ سے متنع ہے کہ کذب عیب ہے کہ
 قتل محال اجماعا علیہ ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالا جماع محال
 اور متنع ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہوگا کہ تمام سلف صالحین اہل سنت بالا جماع امتناع کذب
 اہل سنتی کے قائل ہیں نہ کہ انسان کذب ہے۔ اور اس میں اکثر معزز کا بھی یہی قول
 ہے۔ قوائم مصنف کا اس کے خلاف سلف صالحین اہل سنت کو انسان کذب کا قائل بنانا
 یہاں مزید جھوٹ اور عتراء ہے۔ مصنف کو الہیا جھوٹ و افتراء کرتے ہوئے خرم نہیں
 آتی۔ قلینا اللہ علی السکاذبین۔

تیسرا جھوٹ

گنگوہی جی کو ان سلف صالحین کا تتبع کہنا بیکرا بھی یہ ثابت ہو چکا کہ سلف صالحین بلکہ ساری اُمت کا یہ اجماعی مقیدہ ہے کہ اللہ کے لیے کتب متبع و محال ہیں۔ تو گویا سلف صالحین اُمت امتناع کتب کے قائل ہوئے۔ اللہ گنگوہی جی اس کے باطل خلاف امکان کتب کے قائل ہیں تو گنگوہی سلف صالحین اُمت کا تتبع کہ ہر ایک ان کا کھلا ہوا خلاف ثابت ہوا۔ تو اب معتق کا گنگوہی کی سلف صالحین کا تتبع کہنا کیا مرض کتب میں جھوٹ ہوا۔

چوتھا جھوٹ

یہ ہے کہ تمام اشاعرہ و ماترید یہ گنگوہی جی کے متفق ہیں معتق کا یہ عزائم اشاعرہ و ماترید پر لفظ لے کر وہ گنگوہی کی طرح امکان کتب کے قائل ہوں۔ بلکہ عزائم اشاعرہ و ماترید یہ کا متفقہ قول یہ ہے جس کی معتق ہی کے پیش کردہ مکتب سامرہ نے تقریر کی۔

قلنا لا خلاف بین الانبیاء	ہے کہا اشاعرہ و ماترید کسی کا ہیں
وغير وصف اب	خلاف نہیں کر وہ چیز جو بندہ کے حق
کل ما كان وصف	میں وصف عیب ہے۔ باری تعالیٰ اس
نقص في حق العباد	سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ پر ممکن
فالبارئ فعلة من لا	نہیں اور بندوں کے حق میں کتب متبع
عنه وهو محال عليه تعالى والكتب	عیب ہے۔
وصف نقص في حق العباد	ملہ

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اشاعرہ و ماترید یہ سب کا بلا کسی اختلاف کے یہی مذہب ہے کہ کتب متبع عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لیے محال و ناممکن ہے۔ تو بلا خلاف تمام اشاعرہ و ماترید یہ اختلاف کتب باری تعالیٰ کے قائل ہیں مگر امکان کتب کے۔ تو معتق کا تمام اشاعرہ و ماترید یہ کہ سلف امکان کتب

ملہ۔ سامرہ ملہ۔

میں گنگوہی جی کے متفق کہنا کیا مرض کتب اور ان پر کیا مرض افتراء ہے۔ غلطی اللہ علی السکا ذہین۔

پانچواں جھوٹ

یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام گنگوہی جی کے قول امکان کتب کی شاہد ہیں۔ علم کلام کی معتبر کتب جن کو تفسیر علم اصول فقہ کی کسی کتاب میں اس اُمت کا مذہب امکان کتب کہیں نہیں بتایا گیا۔ بلکہ یہ اہانت کا مذہب ہو بھی نہیں سکتا کہ علم کلام کی مستہزئہ کتب شرح مقاصد میں ہے۔

الكتب عال واجماع	تھوڑے باجماع علماء محال و ناممکن
العلماء لان الكتب ناقص	ہے کہ وہ اتفاقی عقلاً عیب ہے۔
بالاتفاق المتقلا وهو على الله	اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے
قوله محال عقلا	یعنی ممکن نہیں۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ پر باجماع علماء کتب ممکن نہیں۔ تو علم کلام کی ایسی کوئی معتبر کتاب ہو سکتی ہے جو اجماع کے خلاف امکان کتب کی شاہد بن سکے تو معتق کا یہ کتب علم کلام پر زبردست افتراء ہے اور مرض کتب ہے۔ معتق جھوٹ بولنے میں کس قدر جری ہے۔

چھٹا جھوٹ

یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام کی لغوی میں ملاحظہ امکان کتب موجود ہے۔ اس مغتری کتاب معتق کا یہ مرض کتب ہے۔ ہم اس کو صلیغ دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنی بات کا پتہ اور دلیل کا سچا ہے تو علم کلام کی کسی معتبر کتب کی نص میں امکان کتب کا مواضع موجود ہونا دکھائے۔ ورنہ اپنے کو پرہیزگار کہیے۔

ساتواں جھوٹ

یہ ہے کہ امکان کتب شرح مواضع میں تین جگہ مذکور ہے۔ معتق میں اگر کچھ بھی یاد فرم باقی ہے تو شرح مواضع کی ان

ملہ۔ شرح مقاصد۔

تین جگہوں کو دکھائے جنہیں امکان کذب کی تصریح موجود ہے۔ حضرت مفتی ر
کذاب ہے۔ وہ ایسی ایک جگہ بھی نہیں دکھاسکا۔ اور وہ کیسے دکھا سکتا ہے جب
شرح موافقت میں امکان کذب کے خلاف استخراج کذب کی جگہ جگہ تصریح موجود ہے
ہم موافق عدد و مستوفین تین جگہ سے اسی شرح موافقت سے استخراج کذب کی تصریح دکھا
ہیں۔ جن میں سے ایک عبارت قرآنی دوسرے حضرت کے رد میں پیش کی کہ اجماع
انت است استخراج کذب باری تعالیٰ اہلسنت کا مذہب ہے۔ اور اکثر معتزلہ نے بھی اس پر
اتفاق ظاہر کیا ہے۔ قریبی عبارت توفیق برنگی دوسری عبارت دیکھئے۔

قد صرفی مسئلۃ الکلام من
موقف الالہیات امتناع
الکذب علیہ سبحانہ
وقلۃ ۱۰

تیسری عبارت ملاحظہ کیجئے۔

علم استحالة الکذب
علی اللہ ۱۱

شرح موافقت کی ہر عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ اس میں استخراج کذب کا ذکر ہے
ذکر امکان کذب کا آب و حیات مفتی و کتاب ہر ذاتیت ہو گیا۔

استحوال جھوٹ ۱۲ ہے کہ سامرہ میں بھی امکان کذب تنبیہ ذکر کرتے مستند
کا سامرہ پر یہ سخت اعتراض درج کذب ہے۔ فی اس کو سامرہ
سے ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ اور کیسے کر سکتا ہے۔ جب اس کی یہ تصریح موجود ہے کہ
بلاغات اشاعرہ وغیرہ اشاعرہ کا مذہب ہے کہ کذب بوجہ عیب کے اللہ تعالیٰ کے لیے
متنع و محال ہے جس کی عبارت بھی چرختے جھوٹ کے رد میں نقل ہو چکی۔ اب مزید ذکر کیا

۱۰۔ لہذا شرح موافقت کفری ۱۱۔ ۱۲۔ لہذا شرح موافقت ۱۳۔

جہارت پیش کرتے ہیں۔

اناکلتا اخفاء فی ان

الکذب وصف نقص

عند العقلاء و قد قدم کونہ

وصفت نقص بالنبیۃ

الی جناب قدمہ تعالیٰ

فہو مستحیل فی حقہ

عذوجل لمنعنا ۱۴

ترجمہ میں بھی امکان کذب کا ذکر ہے۔ ذکر امکان کذب کا مستند کو چاہیے

کہ لفظ اللہ علی الکاذبین اپنے آپ پر حکم کر لے۔

قوال جھوٹ ۱۵

یہ ہے کہ مفتی ابن ہمام صاحب فتح القدیر بھی مستند امکان کذب

کے قائل ہیں۔ مفتی کا یہ حضرت مفتی پر مزید اعتراض ہے۔

الاصول شریح تحریر الاصولی قریب ہے پاس نہیں درج اس سے بھی دیکھا

دیکھا کہ مفتی نے یہ اعتراض کیا ہے لیکن میرے پاس حضرت مفتی ابن ہمام کا دوسرا سالہ

خاص المسالیہ فی العقائد العینیۃ فی الاخرۃ موجود ہے جس کے نام ہی

سے ظاہر ہے کہ حضرت مفتی نے اس میں اہل اسلام کے ان عقائد کو جمع فرمایا ہے جو

آفریقہ میں تجارت دینے والے ہیں۔ لہذا میں حضرت مفتی کا مسلک ان کی اسی کتاب

سامرہ سے نقل کرنا چاہوں۔

۱۴۔ مستحیل علیہ سبحانہ

۱۵۔ معاذ اللہ عن کذبہ

والکذب ۱۶

۱۶۔ سامرہ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۷۔ ۱۸۔ سامرہ ۱۹۔

حضرت محقق نے انھیں صامرو میں اس کو وضاحت عقیدہ اہلسنت و جماعت میں تحریر فرمایا ہے تو حضرت محقق ابن ہمام نے اعتنا کذب باری تعالیٰ کو عقیدہ اہلسنت قرار دیا تو حضرت محقق دوسرے رسالہ میں عقیدہ اہلسنت و جماعت کے خلاف اسکا ان کذب کا قائل کی طرح ذکر فرما سکتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوگا کہ اس مغتری مصنف کا حضرت محقق پر یہ مزید اعتراض ہے۔

دعوائی جھوٹ یہ ہے کہ ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسئلہ اسکا ان کذب کے قائل ہیں مصنف اگر ان کی جہارت پیش کرتا تو اس کی حقیقت بھی ظاہر ہو جاتی۔ لیکن اس نے جہارت اسی لیے نقل نہیں کی کہ ان کی کوئی جہارت اس کے مفید نہیں تھی۔ یہ تو ابھی ان کے استاد کے کلام سے ثابت ہو چکا کہ اہلسنت کا عقیدہ امتناع کذب باری تعالیٰ ہے۔ تو ابن امیر الحاج اپنے استاد کے مسلک و مذہب کے خلاف بلکہ عقیدہ اہلسنت و جماعت کے قائل اسکا ان کذب کے قائل کی طرح ہو سکتے ہیں۔ مصنف کا یہ بھی حضرت ابن امیر الحاج پر مزید اعتراض ہے۔ اس مغتری مصنف کو کسی پیشہ پر اعتراض کرتے ہوئے بہتان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

گیا دعوائی جھوٹ یہ ہے کہ یہی اسکا ان کذب کا براہیل علم اور معیار اہلسنت و جماعت و ماترید یہ کی رائے ہے۔ مصنف نے پہلے تو ان اکابر

اہل علم اور مشائخ اہلسنت و جماعت حضرات اشاعرہ و ماترید یہ پر تشوہ افزا کیا تھا اور ان کی جانب یہ مزید جھوٹی نسبت کی تھی اور ان کے پاک و امنی پر یہ بدنامیہ لگا دیا تھا جس کے خلاف ہم نے شرح مناقب اور شرح مقاصد اور صامرو کی جہارت پیش کر کے تمام اشاعرہ و ماترید یہ بلکہ سارے ابراہمیا اہلسنت کا اتفاقی اجماعی مذہب اختیار کذب باری تعالیٰ سے ثابت کر دیا۔ پھر اس کو خیال آیا کہ لوگ ممکنہ تو مغتری کذب مانتے ہی ہیں میری بات لا کون استہد کرے گا۔ تو اس ظالم نے اس ناپاک افزا کی نسبت حضرت محقق ابن ہمام اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج کی طرف کر دی کہ یہ دونوں نہایت دانا سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے علم اور معیار اہلسنت اشاعرہ و ماترید یہ کی رائے اسکا ان کذب

ہے۔ معاذ اللہ پر حضرت محقق اعتنا کذب کو عقیدہ اہلسنت و جماعت قرار دیں اور اسکا ان کذب کی نسبت اکابر علماء اہلسنت اشاعرہ و ماترید یہ کی طرف کس طرح کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی اہل عقل اس کو تسلیم کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مصنف کی یہ افزا پر داری ان پر اور حضرت کی طرف سمت ناپاک استہانتی گندی ہے اور خود اس کے کہنے ہیں اور ذیل ترین آدمی ہونے کی عین دلیل ہے۔ لعنت اللہ علیہ انکا ذہنیں۔

پھر مصنف نے جب یہ ظہر کیا کہ میں نے ان پر یہ گندہ مزید جھوٹ بولے کہ یہ کتب معتبرہ علیہ کلام پر افزا کر کے حضرات اشاعرہ و ماترید یہ پر بہتان باندھے۔ پھر میری خواہ ہے کہ اسکا ان مسئلہ اسکا ان کذب کے قائل نہ ہوں۔ لہذا اب دل میرا کہ جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ تو یہ مصنف اس کے لیے بھٹکتا ہے۔

علامہ کلینی نے خاتیرہ شرح عقائد مہلبی میں اس مسئلہ کی پوری تقریر کی ہے۔ اور مجدد اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلایا ہے۔ کہ امام راوی رحمۃ اللہ علیہ کلام اس مسئلہ میں مخالفت مذہب نہیں ہے۔ قاضی عنہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مختصر الاصل ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسئلہ کی حاشا طوسے تقریر فرمائی ہے۔ علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علیہ کلام کی اس مسئلہ کی توضیح کر رہی ہیں۔ مگر اعتماد کے واسطے یہ کتب مذکور بھی کافی ہیں۔ اگر قاریو تحقیق کرنی منظور ہو۔ یہ بالکل فی تنزیہ المعز والعدل کو ملاحظہ کریں اگر رسالہ کی طرف کا خوف نہ ہو تو ان کتب مذکورہ بالا کے مفروضہ کا ذکر کرتا رہے۔

بارہواں جھوٹ یہ ہے کہ امام شیعہ شرح عقائد مہلبی میں اس مسئلہ اسکا ان کذب کی پوری تقریر ہے۔ مصنف کا یہ علامہ کلینی پر مزید افزا ہے کہ اس میں پوری تقریر مسئلہ اسکا ان کذب کے اثبات کی ہے۔ تو مصنف نے اس

کو کیوں نہیں نقل کیا۔ جب مستفت کو ایسے آپ کو مشق ظاہر کرنے اور مستفت بننے کا مشق تھا تو چھراپنے دلائل کو کیوں نقل نہیں کیا، مستفت کا ان کو نقل نہ کرنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ اس میں امکان کذب کا اثبات نہیں تھا بلکہ اس کا رد تھا کہ قرینہ بھی اس کا مستفتی ہے کہ شرح عقائد جلالی میں یہ تصریح ہے۔

الکذب نقص والنفص کذب عیب ہے اور عیب اللہ
علیہ محال فدیگون تغلے پر محال ہے تو کذب الہی
من الممكنات ولا تشلہ حکمت سے نہیں نہ اللہ تعالیٰ
القدرۃ کما شوجہ کی قدرت اسے شامل جیسے تمام
النفص علیہ تعالیٰ اسباب عیب مثل جبل و حجر و کرب
کالجهل والعجز علیہ محال ملائمت قدرت سے خارج

اس عبارت میں اقتراح کذب کو ثابت کر کے امکان کذب کا صاف طور پر رد کر دیا اور کذب و جبل و حجر الہی کو محال کہہ کر ملائمت قدرت سے خارج کر دیا۔ تو علامہ کو کتبوری نے اس کتاب کے سر مشیہ میں اقتراح کذب کا اثبات کیا ہوگا اور امکان کذب کے رد میں چوڑی فقہری کی ہوگی، مستفت کا اس علامہ پر اقتراض سلوک ہونا ہے۔

تیسرے سوال جو بیوٹ یہ ہے کہ اس علامہ نے جہنم شاعرو کا مذہب امکان کذب ثابت کیا ہے۔ میرت ہے کہ عیب شرح مناقب و شرح متقاعد مسامرو سے نہ فقط جو بیوٹ شاعرو کا بلکہ تمام اکابر علما و اہلسنت کا بالا جہان بلاسی کے اختلاف کے اشارہ کذب یا ہی کا مذہب ثابت ہو چکا۔ تو یہ علامہ ان کتابوں کے خلاف جہنم شاعرو کا مذہب امکان کذب کہاں سے ثابت کر سکتے ہیں کہ علم کلام کی پہلی کتابیں تو یہ ہیں ان کی تصریحات کی مخالفت اس علامہ سے ممکن نہیں۔ تو

ملہ ۱۰ شرح عقائد جلالی۔

ظاہر ہو گیا کہ اس علامہ پر اس مغتری مصنف کا اقتراض و بیتان ہے۔ اسی بنا پر یہ اس علامہ کی عبارت کو نقل نہیں کر سکا۔ اور اگر نقل کر دیتا تو اس کا کذب و اقتراض سب پر ظاہر ہو جاتا۔

چوتھے سوال جو بیوٹ یہ ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام امکان کذب میں فی الحقیقت مذہب نہیں ہے۔ یہ مستفت مستغرب امام رازی پر اقتراض کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(قلن یخلف اللہ عہدہ) اللہ عزوجل کا فرما کر (اللہ ہرگز اپنا
بیدل علی اللہ سبھاہن عہد جوڑنا نہ کرے گا) دلالت کرتا ہے
مفقو عن الکذب فی کرم لائے سبحانہ و تعالیٰ ہر وعدہ و وعید
و وعدہ و وعید کا قائل اہمیاہتا میں کذب سے منزه ہے بلکہ
لان الکذب صفتہ نقص اہلسنت اصحاب اس دلیل سے
والنقص علی اللہ تعالیٰ کذب الہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ
محال علیہ صفت عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر عیب
محال ہے۔

اسی میں یہی امام رازی فرماتے ہیں۔

صحۃ الدلائل السجستہ دلائل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا
موقوفۃ علی اللہ اس پر موقوف ہے کہ کذب الہی
الکذب علی اللہ تعالیٰ کو محال نہ ہو سکے۔
محال۔

اسی میں یہ امام بیہر فرماتے ہیں۔

الخبر اذا جرد علی اللہ الخلف جب خبر میں اللہ تعالیٰ پر خلف کو

ملہ ۱۰ فقیر کبریہ۔

قیہ فتنہ جو ان الکذب علی
الشیء تعلقہ دھذا احشاً عظیم
بل یتریب من ان میكون کذرا
فان العلاء اجمعوا علی انہ
قذالی مشفق عن الکذب ۔
جائز رکھا جائے تو جیک کذب
الہی کو جائز مانا ہوگا ۔ اور یہ سخت
خطا ہے بلکہ تریب ہے کہ کفر ہو
جائے اس لیے کہ تمام عقلا اس پر اجماع
کیے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کذب سے
پاک ہے ۔

تو حضرت امام رازی کا کلام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وعدہ و وعید میں کذب سے
منزہ ہے کذب معنی سبب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لیے ناممکن و محال ہے
دلائل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا اقتراح کذب کے ملنے پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ
پر کذب کا جائز ماننا قریب بخیر ہے ۔ اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب
سے پاک ہے تو حرام رازی اسکان کذاب کا صاف رد فرما رہے ہیں اور اس کو قریب
بیکر تیار ہے ہیں ۔ اور اقتراح کذب الہی کا ماننا ضروری قرار دے رہے ہیں ۔ یہ مغربی
و کاذب مصنف ان امام پر یہ صریح انفرادی کتاب کے ان کا کلام اسکان کذب کے خلاف
نہیں ہے ۔ خلیفہ لعنہ اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین ۔

پندرہواں جھوٹ یہ ہے کہ قاضی معتمد نے شرح حقیر الامول میں اسکان کذب
کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے ۔ یہ بھی مصنف کا حضرت
قاضی معتمد پراخرا ہے کہ یہی قاضی معتمد ملاقہ میں ہجرت مقامات پر تصریح فرمایا ہے
ہیں ۔ جن میں تین عبارات شرح ملاقہ سے دوسرے اور ساتویں جھوٹوں کے رد
میں منقول ہوئیں ہیں میں صاف تحریر فرمایا کہ بالا جناح اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و
محال ہے تو قاضی معتمد نے صاف طور پر اسکان کذب کا رد فرمایا ہے اور اقتراح کذب
کا اشیات فرمایا ہے اب اس کتاب مصنف کو ان پراخرا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ۔
اس نے غالباً اس مسئلہ اسکان کذب کے بیان کرنے میں جھوٹ برنا انفرادی مضمون
یا ہے ۔

سولہواں جھوٹ یہ ہے کہ ظہیر کلام کی اور کتاب میں اس اسکان کذب کی تصریح
نہیں ہے ۔ مصنف کا کتب علم کلام پر بھی یہ صریح انفرادی
ہے پس علم کلام کی جو اور کتاب میں موجود ہیں ان کی عبارات پیش کر کے اس مصنف
کے مغربی و کذاب ہونے کا مزید ثبوت پیش کر دوں ! بیٹھے !
علامہ علی قاری کی شرح فقراکبر میں ہے ۔

والکذب علیہ محال اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و
محال ہے ۔

علامہ شیخ زین الدین قاسم حنفی کے شرح مسابره میں ہے ۔
یستحیل من اللہ تعالیٰ ان یظلم
والکذب فلا یوصف اللہ
تعالیٰ بیکونہ قادر علیہ ۔
محال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہوئے کیسا قدر بیان
نہیں کیا جائے گا ۔

یعنی خدا کو قادر علی الکذب و ظلم نہیں کہا جائے گا ۔

علامہ ابو البرکات فی حنفی اپنی کتب عمدہ میں فرماتے ہیں ۔

لا یوصف اللہ تعالیٰ بالظلم و اللہ تعالیٰ ظلم و ستم کذب پر قدرت
علی العظم والسخاء و الکذب
لان المحال لا یدخل تحت اللہ و کمال محنت قدرت داخل نہیں ۔
علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ لای نقول فی شرح الامالی میں فرماتے ہیں ۔

ث ۔ شرح فقراکبر ص ۵۵ ۔ ط ۔ شرح مسابره ص ۱۵۵ ۔

ت ۔ ص ۱۵۵ ۔

والکذب فی حقہ تعالیٰ حال علیہ
اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب ناممکن
وہ حال ہے۔

حضرت قاضی عہدہ عقائد عہدہ میں فرماتے ہیں۔

الکذب لثمن والنقص علیہ
تجربہ میب ہے اور عیب الیہ تعالیٰ
حال فلا یخون من المکذات
برہ حال ہے کہ کذب الہی مکذات
ولا یشملہ القدوۃ
سے نہیں ذالہ تعالیٰ کی قدرت
اس کو شامل ہے۔

علامہ سعد الدین نقاشانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔

کذب کلام اللہ قائلہ وحوالہ
کلام الہی کا کذب ناممکن وحوالہ ہے۔

علامہ شیخ محمد نووی شرح تہجیان الداری میں فرماتے ہیں۔

استحال کذبہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کا کذب حال وناممکن
ہوا۔

علامہ ناصر الشریعہ محی السنہ علی ابن ابراہیم بغدادی آیتہ من اصدق
من اللہ حدیث کی تفسیر لباب التامل میں فرماتے ہیں۔

یعنی لا احدا صدق من اللہ
نمود ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں
فانہ لا یخلف المیعاد ولا
وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا اور اس کا
یعجز علیہ الکذب
کذب ممکن نہیں۔

۱۔ بغر اللہ مصری ص ۹۲۔

۲۔ شرح عقائد مصری ص ۱۵۴۔

۳۔ الباب الاول مصری ص ۳۲۔

علامہ شمس الدار الکامل التامل میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

ای ۱۷ احد اصدق منه ف
اللہ سے سچا کوئی نہیں اسکی خبروں
اخبار اور وعدہ ووعید لا یشالہ
میں اور اس کے وعدہ اور وعید میں۔
الکذب علیہ یقبح لکن
اللہ تعالیٰ پر کذب بیب اس کی
اخبار امن الشیء بخلاف ما
برائی کے حال ہے کہ کوئی وہی شے
هو علیہ
کی ایسے خلاف خبر دیتا ہے جیسا کہ ہوا۔

علامہ سیفاوی تفسیر سیفاوی میں آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

لا یطرق الکذب الی خیر
کذب اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ
یوجہ لا تنقص و هو
میں نہیں پاسکتا کہ کوئی کذب عیب ہے
علی اللہ قلہ تعالیٰ
اور عیب اللہ تعالیٰ پر ناممکن و
حال ہے۔

علامہ ابو سعید الواسطی فی زکریا کریم فرماتے ہیں۔

والکذب حال علیہ سجدہ
اللہ تعالیٰ پر کذب ممکن ہی نہیں۔
علامہ محمد الشیخ سلم الثبوت میں اور مولانا بکر العلوم مالک العلماء اسکی شرح

فواجح الرحموت میں فرماتے ہیں۔

المعتزلہ قالوا لا کون
معتزلہ نے کہا اللہ کو عقل نہ ہوتا تو تعالیٰ
الحکم عقلاً لما یشیع الکذب
کا کذب حال نہ رہے۔ حالہ کہ ہم تو
منہ قلہ عقلاً الجواب انہ
اسے حال عقلی مانتے ہیں انہنت
نقص فیجب تنقضہ تعالیٰ
نے جواب دیا کہ کذب اس لیے حال عقلی

۱۔ تفسیر زکریا ص ۱۵۴۔

۲۔ تفسیر ابو سعید ص ۱۵۴۔

کیف و قہوہ لا نزاع فیہ
فانہ عقیقہ بانک فی العقل
لان ما ینافی الوجود بذاتی
من جملة النقص فی حق
الباری لعلہ من الاستحالة
العقلیة علیہ سبیلہ غفلة
ہرگز وہ عیب ہے تو واجب ہرگز
اللہ تعالیٰ کو اس سے منترہ نہیں
اور یہ بات گندہ کی کہ اس میں کوئی نفع
نہیں اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا
کا اجماع ہے۔ اور یہ ہے کہ کذب
الوہیت کی ضد ہے اور جو کذب
الوہیت کی ضد ہے وہ سب
اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور
اس کی شان میں محال عقل۔

یہی ملک العلماء مولانا بکر العلوم اسی فرائح الرحمن میں فرماتے ہیں۔

فہو لای اللہ تعالیٰ صائق
قطعا لاستحالة الکذب
ہناک یتلہ
پس اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ
وہ کذب کا امکان ہی نہیں۔

علامہ محقق مولانا عبدالحق شیرازی شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں۔

الکذب دھو مستحیل علی
اللہ لعلہ لائم صفة
فتمنع یتلہ
اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و محال
ہے کیونکہ وہ عیب کی صفت
نہیں ہے۔

مصنف اور ساری دیوبندی قوم انھیں پیادہ کر دیکھے کہ یہاں کلمت یحییٰ عبارتیں

سہ :- فرائح الرحمن کشمیری ص ۲۷۰ - ۲۷۱ - ایضاً ص ۳۳۰ -

سہ :- شرح مسلم منہجہ کا پھر ص ۱۱۰ -

میں کن لوں سے جیسے نقل کریں۔ تو ان کتب میں علم عام میں امکان کذب کا اثبات ہے۔
یا تردید ہے۔ ہر علم میں یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ ان کتب میں امکان کذب کا
تو درست مدعو ہو ہے۔ اور امتناع کذب کا نہایت وضاحت کے ساتھ اثبات
ہے ترجمہ ان مشہور مجتہد مسند کباروں میں امتناع کذب کا نہایت ہے۔ تو یہ مصنف
اللہ ربندی قوم امکان کذب کو ہر کس کتاب سے ثابت کر سکتی ہے حقیقت یہ ہے
کہ یہ لوگ صفت و خصلت کی کسی کتاب سے ثابت ہی نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ لوگ
اس امکان کذب کو اپنے کذب اور افواہ سے ثابت کیا کرتے ہیں جیسے ناظرین نے
مصنف کا حال دیکھا کہ کتابوں کا نام لکھا اور ان کی عبارت گزار کتاب کا نام لکھا
اور اس کا قول غائب۔ اور پھر یہ بے شرم مصنف اپنے کذب و افواہ پر یہ کہہ کر پھر ڈالتا
ہے کہ مجھے تحقیق متصور ہو وہ جہاں اللہ کر دیکھے اور میں نے خوف طوالت عبارت
کو نقل نہیں کیا ہے۔ واہ رے مصنف قبری شوخی و قیاری۔ کہ مصنف اپنے کاشوری
سے جب دلیل و حوالہ کا وقت آیا تو جہاں نقل کا نام لے کر اپنے سرے باوجود کواثر
درا۔ اور سارے مطالبہ کا جواب ایک جگہ سے جملہ میں دیدیا کہ میں نے رسلے کے
خوف طوالت کی بنا پر عبارات نقل نہیں کریں۔

استاد اور شاگرد میں جھوٹ بولنے کا تناسب

مسلمانو! جب اس امکان کذب کے اثبات میں اس شکر مصنف نے
سورہ مزیم جحرٹ بولے۔ میں ترجمہ نقل کا مصنف تو اس کا استاد ہے تو اس
سے کم از کم ایک سو ساڑھے چھوٹ مراد بولے ہو گئے کہ مرثیہ استاد کی طبعی کے لیے
صرف ایک صفحہ ہی لکھا دیا گیا ہے۔ اور مصنف کا خوف طوالت رسالہ کا غدار زبرد
فریب اور قیاری ہے کہ مصنف کو ایسا حوالہ دلاں مذہب کے نقل کرنے میں خوف
طوالت رسالہ مانع ہو جائے اور دوسرا ملافت قدس مرزا کا لیاں دیتے کہ سنے
ان پر مزیم افشا کرنے کے لیے سوچ کے نیچے سیما کر لے۔ اور اس وقت طوالت

رسالہ کے خوف کا وہ ہم تک بھی پیدا نہیں ہوا اور دلائل جیسی مزدوری چیز کے نکتے میں خوف پیدا ہوا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ معتقد کو ہمت نقل دلائل کے خوف مزدور پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تائید میں بھی کتا ہوں مگر وہ خوف طوائف رسالہ کا نہیں بلکہ اپنے عقیدوں کا ہے کہ جس کتاب سے جو عبارت نقل کی جائے گی اس میں قطع و برہن خیانت و دیکھ مزدور ہوگا۔ اور ہم اس کی قصی نقل میں اس خیانت اور قطع و برہن کا موازنہ کر کے دیکھا اور قصی کا سنت و طالعہ کر کے دیکھا۔ اصل یہ خوف ہے جس کا معتقد کو ان باتوں کے نقل کے وقت پیش آیا۔

مصنف شہاب ثاقب کا الوکھا دھیل

اور شہادت الامریہ ہے کہ معتقد کو اسکانی کذب کے ثبوت میں اکابر اہل اہلسنت و جماعت، سلف و خلف کی کسی کتاب سے کوئی قول دستیاب ہی نہیں ہو سکتا اور یہ اس لیے ناممکن ہے کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ اشتراح کذب باری تعالیٰ ہے۔ یہ ہے کہ آپ کو بھی ان کتابوں سے ظاہر ہو چکا ہو کہ عالم اہلسنت کا کوئی قول خلاف عقیدہ مذہب کے کسی طرح ممکن ہے معتقد بار بار یہ سلف و صالحین، اکابر اہل اہل اہلسنت کے اشیاء کا نام یاد کرتے ہیں اس خریب سے بھی مطلع کیے دینا ہوں۔ بیٹے فرقہ باطل میں ایک فرقہ باطل ہے جس کا نام معتزلہ ہے جن میں کے اکثر کا قول تو خارج کذب باری تعالیٰ ہے، چنانچہ شرح مواقف و غیرہ کتب کی عبارات میں ہے کہ وہ اہلسنت کے ساتھ اشتراح کذب ہی متفق ہیں اور انہیں معتزلہ کی ایک جماعت جو مزدوریہ کے لقب سے مشہور ہیں، ان کا یہ مذہب ہے کہ اسکانی کذب حق ہے اور اللہ تعالیٰ کتب پر کتاب دے چنانچہ شرح مواقف میں ہے۔

المعزداریہ ہو الیوم سنی
عینی بن صبیح الخضر اہل النبیۃ
من باب الاشمع من الزیادۃ
فرقہ مزدوریہ مزدور الیوم سنی
ابن النبی کا لقب ہے یہ معتزلہ فیرت
کو باب اشتراح میں ذکر کیا گیا ہے

وہو تلعبہ فی الدنیا العلم
منہ و تزہد فی سہل
للعزیز قال اللہ تعالیٰ قادر
علی ان یکذب ابو یوسف و لیس
فعل لکان الدھاکا خیالہا
فقال اللہ صانعہ علو
کعبہ لیس

شخص لشکر کا شاگرد ہے اس کا قلم حاصل کر کے ناپہنچا ہوا کتب کا لفظ معتزلہ کے نام سے موسوم ہوا اس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق ہونے اور ظلم کرنے پر قادر ہے اور اگر کتب کا قلم اللہ صانعہ علو تو خدا کے نائب و ظالم ہوگا۔ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے بڑا اس مردود نے کہا بہت برتر۔

اس عبارت میں حضرت قاضی عسکری نے تصریح کر دی کہ اسکانی کذب کا قائل اور اللہ تعالیٰ کو کذب و ظلم پر قادر ماننے والا فرقہ معتزلہ جن سے فرقہ مزدوریہ ہے اور خود قاضی عسکری نے اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کر کے اس فرقہ سے بیزاری کا اظہار کیا تو اصل اسکانی کذب کا قائل فرقہ مزدوریہ ثابت ہوا اور اہلسنت اس ناپاک مذہب سے بیزاری ظاہر کرنے والے قرار پائے۔ مصنف نے خریب و تباہی کوئی کراہ فرقہ مزدوریہ کو سلف و صالحین، اکابر اہل اہل اہلسنت کہہ کر فرادہ دیتا ہے۔ اور کتب جی وی دہری جی کو اس کی تائید کرتا ہوگا۔

دبا بیرو بند یہ معتزلہ کے فرقہ مزدوریہ کے متبع ہیں

اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ دبا بیرو بند یہ اسی معتزلہ کے گروہ فرقہ مزدوریہ کے متبع ہیں۔ اسی بنا پر یہ اہلسنت و جماعت کے خلاف اسکانی کذب کے قائل ہیں اور اشتراح کذب جو عقیدہ اہلسنت و جماعت تعالیٰ سے انکار کیا تو یہ نصیحت اب و فقہ و ابی ویر بند یہ ہوا بلکہ معتزلی مزدوری بھی ثابت ہوا۔

لے: بشرح مواقف ص ۴۹۔

اب باقی رہا مصنف کا شہادہ ثانیہ کے مسئلہ پر علامت قدس سرہ کو کالیایا
 کہنا اور انہیں پہلے بھاعت و حکم علم و حکم فہم کہنا تو یہ گویا دن کے دو پہر میں آفتاب
 کا انکار کرنا ہے۔ ان کے علم و فضل کا کوئی نقص اہل منہدیکہ ترین شریعتین عرب عراق
 شام وغیرہ کے علماء کرام، بزرگ و پست اسلام کے علماء ہاں ہستے ہیں اور انہیں عبد و
 اہم کا خطاب دیتے ہیں قیوب ہے کہ وہ نفسی کتب کو ان دیوبندی عقول سے
 دریافت کریں، جن ناداروں کو نفسی کا تو کیا ذکر خود کتب دینیہ کے نام ہی معلوم نہیں
 اس مصنف کی عبارت نقل نہ کرنے کا ایک یہ سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس
 یہ خوف بھی تھا اگر جہد النقل ہی سے کوئی عربی عبارت نقل کر دی اور کوئی مخالف تصدیق
 نقل کے لیے اصل کتاب بھی لے آیا تو پھر ساری سچی کرکری ہو جائے گی کہ کذاب
 سے عبارت نکال دینے کی اہلیت ہے، نہ صحیح عبارت پڑھنے کی قابلیت ہے
 نہ تحریر کرنے کا مادہ ہے نہ عربی کو بے تکلف سمجھنے کا سلیقہ ہے نہ محبت کرنے
 کی بہت ہے نہ اس کو رسالت کرنے کی قوت ہے تو ممکن ہے کہ مصنف کو نقل
 عبارت کے وقت یہ خوف بھی ہو اسی نظریہ کے تحت اپنی قابلیت کو مد نظر رکھ
 کر اپنے ثبوت میں ایک آئندہ کی کتاب جہد النقل کی ایک صفحہ کی عبارت شہادہ
 ثانیہ کے مسئلہ کی انہیں شرطوں سے شذوذ کرتا ہے اور صفحہ کی اوائل مسئلہ
 میں ختم کرتا ہے۔ ہم مصنف کی اس بات کی داد دیتے ہیں کہ اس سلفی بی بیہنا
 اور قابلیت کو نظر رکھتے ہوئے اپنا ثبوت اپنی مادری زبان اردو میں پیش کیا
 مگر اس سے مناظرہ سے اہلیت کی بنا پر یہ زبردست ضلعی ہو گئی کہ اس کا کتاب
 منکر کے رد و اس عبارت جہد النقل کا اپنے دعوے کی دلیل کی بنا پر پیش کر
 بے سود ہے بلکہ خود مصنف کے جہل کی دلیل ہے۔

عبارت جہد النقل کا اکثر حقہ تو تعین بحث میں ہے جس میں فنون گوی
 اور تحقیق کے خلاف امر ہیں اس بحث سے بے تعلق ہونے کے علاوہ بعض
 ذاتی تھک ہے جس پر کوئی سند ہے نہ حوالہ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو

اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے کذب پر قادر ہونے کا صاف اقرار ہے۔ چنانچہ اس
 کی عبارت یہ ہے۔

ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ اہلیت (دیوبندیوں) کے نزدیک
 جملہ مذکورہ (ذریعہ کھڑا ہے) کے حکم پر دونوں حالتوں (حالت قیام و
 حالت قعود) میں سر مو ثقافت نہیں مگر چونکہ ذات باہرات اپنے
 صفات و افعال میں جملہ کتبائے سنہ اور تمام زمانہ سے مستقیم ہے اس
 لیے کسی کلام غیر مطابق واقع کے حکم کا ارادہ متعلق نہیں ہو سکتا۔

اس عبارت میں غور کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کلام مطابق واقع کو
 کلام صادق کہتے ہیں اور کلام غیر مطابق واقع کو کلام کاذب کہتے ہیں۔ تو اگر واقع میں ذریعہ
 کھڑا ہوا ہو اور یہ ذریعہ کھڑا ہوئے کہا تو کلام سچا ہے اس لیے کہ غیر مطابق واقع کے ہے
 اور اگر واقع میں ذریعہ بیٹھا ہو اور اسی حالت میں یہ جملہ (ذریعہ کھڑا ہے) کہا تو کلام جھوٹا
 ہے۔ اس لیے یہ غیر واقع کے غیر مطابق ہے۔ اصل میں ذریعہ کھڑا ہے اس جملہ کا بحال قیام
 ذریعہ کھڑا اور یوں صادق اور صحیح ہے اور باہرات قعود و غیر اس جملہ کا کلمہ اور یوں کذب اور
 جھوٹ ہے۔ تاہم جہد النقل کی عبارت پڑھئے کہ دیوبندیوں کے نزدیک اس حوالے کے
 لیے مثلاً اس جملہ کے حکم پر دونوں حالتوں میں سر مو ثقافت نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم پر
 بحال قیام ذریعہ کھڑا ہے کہنے پر قادر ہے جو صحت ہے اس عبارت بحال قیام قعود (ذریعہ کھڑا ہے)
 کے کہنے پر ہی قادر ہو کر کذب ہے اور غیر مطابق واقع ہے ان دونوں میں سر مو ثقافت نہیں یعنی
 دونوں حالتوں میں بالخصوص ذریعہ کھڑا نہ ہو کہ صحت پر قادر ہو یا سر مو کھڑا نہ ہو کہ جھوٹ پر
 قادر ہو کر یا کہ اللہ تعالیٰ کے کذب پر قادر ہے اگرچہ ذریعہ عیب اور ذمت سے بچنے کے
 لیے کذب کا ارادہ نہ کرے گا۔ یہ باطل وہی قول ہوا جو گمراہ فرقہ مزدار سے کہا ہے، ہم
 اس کے جواب میں دہی حضرت تاحیٰ عہد کے میرازی کے جملہ کا کھنڈن کافی کیجئے ہیں۔

۱۔ جہد النقل از شہادہ ثانیہ مسئلہ۔

تعالیٰ اللہ عما قالہ علما کبیرا۔ مگر گویا جی اس کے پیر نے فتویٰ دے کر
اور وقوع کذب ہاری تھانے کو درست کہہ کر اس خیل و گروہ کذب کا ارادہ نہ کرنے کا
کو بھی غم کرو یا کہ کذب کے معنی درست ہو گئے قزوہ کذب کا ارادہ کیا
نہ کرے گا۔ لہذا جب الشافعی نے بالا ارادہ بحالت قنود زہر ازیر کو لپٹے کہا تو شریعت
خدا کا قیام بالفعل ہو گیا کہ اس نے کام نہ ملایا راجع کا حکم کیا۔ اور اسی کو کذب کہتے
ہیں۔ تو اس صاحب جہد المصل نے خدا کو کذب مان لیا۔ آپ اس کا اس کے بعد یہ کتب
خلاصہ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے اعتبار پر سب
متفق ہیں بلکہ

محیط بات ہے اس استوار مصنف نے یہ کھڑکڑ ساری دیوبندیت کی تفسیر
کو منہم کر دیا اور نہ فقط معتق بلکہ گتھوی جی و دہلوی جی بلکہ دیوبندی قوم کی مگر ہر کی
کافی پرانی پھر دیکھ کر سب الہشت کے خلاف اسان کذب کے قائل بنے تھے
اور یہ الہشت کے ساتھ اتفاق کا دعویٰ کر کے اعتبار کذب کا قائل بنا اور یہ بھی طواغیت
کہ یہاں اعتبار کے ساتھ بالگیری کی قیہ بھی نہیں ہے۔ اور ہر کجی بھی نہیں ہے کر اگر انہی
کی قیہ مٹر رکھی جائے تو پھر اس کا الہشت کے ساتھ اتفاق کا دعویٰ غلط اور جھوٹ
ہو جائے گا کہ الہشت از اعتبار ذاتی کے قائل ہیں نہ کہ بالگیری کے۔ بلکہ اس صاحب
جہد المصل نے کذب کو متفق ہاں کذب دیوبندیوں کے مذہب پر شوک دیا۔ اور ان کے اسان
کذب کے دھمے کو خاک میں ڈالا۔ منفعت محض اپنی جہالت سے اس کو اسان کذب
کی دلیل بنا کر لایا تھا۔ یاد رکھو کہ اس میں اعتبار کذب کا اقرار ہے۔

صاحب جہد المصل (مردن دیوبندی) جہاں ہے کتبوں کے خبر ہے

آپ باقی رہی یہ بات کہ صاحب جہد المصل کذب کو حقت قدرت الہی تو مان رہا ہے

ملہ :- جہد المصل از شہاب نقیہ ص ۱۰۰

جہاں کہ اس کی پہلی عبارت سے ظاہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے یہ ناواقف باطل ہے
علم سے بے خبر ہے۔ کتبوں سے بے خبر ہے۔ تشریحات علم کلام سے ناواقف ہے
انہی بات تو رہ جاتے دیتے ہیں کہ شرح مواقف میں ہے

ان علمہ تعالیٰ یصلو المہذبات
کذلک الممکنۃ والواجبۃ
والمستتہ ذہوا وعاو من
القدرة لانہما مختلف
بالممکنات دون الواجبات
والمستتات بلہ
سامرہ میں ہے کہ :-

متعلق القدرة الممکن
دون الواجب والمتع بلہ
سے ہے نہ واجب اور متع سے۔

ان عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ قدرت الہی کے حقت میں صرف ممکن داخل ہے اور
واجبات و مستتات حقت قدرت میں ہی داخل نہیں۔ تو جب صاحب جہد المصل کے
نزدیک کذب الہی متع ہے تو متع حقت قدرت داخل نہیں لہذا اب اس کا کذب الہی
کو متع مان کر حقت قدرت الہی کہنا غت جہالت ہے۔ اور پھر اس پر قدرت کو مقرر اور
واجب کہنا اس کی دوسری جہالت ہے۔ اگر اس کو کچھ علم ہی تھا تو کبھی جہالت آئیزات ہو کر
نہ تھا کہ اس کا مگر جہالت بھی ملاحظہ ہو وہ کہتا ہے۔

حضرت مولانا اکیلی شہید ارمان کے اقرار بوجہ ارادہ و اختیار حق تعالیٰ
شاذ صدق کو ضروری اور کذب کو قائل فرماتے ہیں بلکہ

ملہ :- شرح مواقف ص ۹۲ - ملہ :- سامرہ ص ۵۵ -

ملہ :- جہد المصل از شہاب نقیہ ص ۱۰۰

یہ مصنف بھی جھوٹ برائے کا بڑا مشاقی ہے۔ مگر یہ جھڑپا گروہی تو ہے اس
نے اپنا عہد جس سے جھوٹ سیکھا ہے اس استاد کے جھوٹ برائے کا کیا شک نہ ہو
کا چنانچہ یہ اسی استاد مصنف کا سفید جھوٹ ہے اور اسے امام ابو یوسف پر مزاح افزا
ہے۔ اور اشیاء کو شال کر کے یہ ایک کذب و افراط و مغفم کس قدر جھوٹ اور افراط و
ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی ہی مستند امکان کذب کا مورع ہے اور وہ کذب
الہی کو محال نہیں مانتا۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ کیردزی میں لکھتا ہے۔

ماستلم کہ کذب مذکور محال ہے ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ برائے
مسطور باشد ملے

محال ہو۔

قراب اس استاد مصنف کا صریح جھوٹ اور افراط و حد ہو کہ خود اسماعیل دہلوی
تو یہ کہہ رہا ہے کہ میں کذب الہی کو محال نہیں مانتا۔ اور یہ مغربی صاف نکھکے کہ
دہلوی ہی کذب الہی کو محال فرماتے ہیں۔ یہ سفید گلیٹ اور اس پر یہ بڑت و دلیری لازم
ہو۔ قطعاً اللہ علی الکاذبین۔

لیکن اس استاد نے اس شاگرد مصنف کے منہ پر بھی ٹھوک دیا کہ یہ مصنف اسی
شہاب ثاقب کے مقلد پر نکھتا ہے۔

مولانا گنگوہی "محسن اتباع مولانا شبیر احمد امکان کذب کے قائل

ہوئے ہیں یہ قول ان کا ضمن افراط و جہالت ہے مولانا گنگوہی نے ملت

امالین آئینہ مرآت کا اتباع کیا ہے۔

اس میں مصنف نے دو باتوں کا اثر لکھا ایک یہ کہ اسماعیل دہلوی امکان کذب کے
قائل یقیناً ہے دوسرے یہ کہ گنگوہی جی نے مستند امکان کذب میں صحت و دہلوی جی کا
اتباع نہیں کیا ہے بلکہ اور ملت کا بھی کیا ہے۔ قراب سے دہلوی کا قائل امکان کذب
ہر ناجی ثابت ہوا اور گنگوہی جی کا بھی قائل امکان کذب ہونا اور دہلوی کے اتباع میں

اس کا قائل ہونا ثابت ہوا اور قبول صاحب جہد ائیں دہلوی صاحب لکھ کذب کے
محال ہونے کے قائل ہوتے جھوٹے تصنف و خود دہلوی کی طرف امکان کذب کی نسبت
گوارہ کرنا نہ گنگوہی کو اس مسئلہ میں ان کا مشفق تھا۔ بلکہ یہ کہتا دہلوی تو بولے امکان کذب
کے کذب کے محال ہونے کے قائل ہیں تو وہ مخالفت مسئلہ امکان کے ہوئے۔ اور گنگوہی
جو کہ امکان کے قائل ہیں تو یہ دہلوی کے جتنے کہے بلکہ مخالف قرار پائے۔ تو مصنف
کے نزدیک دہلوی صاحب کذب کو محال نہیں مانتے۔ لہذا مصنف میں اور اس کے
استاذ میں انشیا تو ہو گیا اس میں ضرور ایک تپا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے تو ظاہر ہے
کہ اس میں مصنف تپا ہے کہ اس کی جید خود دہلوی کے کیردزی کا کام کر رہا ہے اور استاد صاحب
صحت جھوٹ پر کہ خود دہلوی اس کی کذب کر رہا ہے۔ قراب استاد صاحب نے اپنے کذاب
شاگرد کو بھی جھوٹ ہونے میں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

یہ صاحب جہد ائیں یہ کہتا ہے کہ دہلوی کے متبعین بھی کذب کو محال فرماتے ہیں۔
اور ان کے متبعین میں جناب گنگوہی جی چرخی کے متبع ہیں کہ یہ اس کی ہر بات کو انھیں
بند کر کے مانتے ہیں۔ قراب کے قول کے بموجب گنگوہی جی کا مذہب بھی یہی ہو کہ کذب
الہی محال ہے۔ لیکن اس کے خلاف اسی شہاب ثاقب میں تصریح ہو چکے ہیں۔

مستند امکان کذب کے البتہ حضرت مولانا گنگوہی (اور ان کے متبعین) جب

رہنے کا برصغیر ممالک قائل تھے اور ہیں ملے

قراب ہر دو باتوں میں کو ان تپا ہے اور ان جہاں تپا ہے ظاہر ہے کہ مصنف ہی تپا
ہے کہ گنگوہی جی پہلے ہی امکان کذب کے تہی تھے پھر وہ دہلوی کے قائل ہو
گئے مگر اس سے پہلے فصل میں ثابت ہو چکا۔ تو صاحب جہد ائیں کا ان کے لیے یہ کہنا
کہ وہ کذب کو محال کہتے ہیں کیسا مزاح افراط اور سیٹا جھوٹ ہے۔

تو مصنف صاحب آپ ایسے جھوٹے مغربی کے جھوٹے کام کو اپنی دلیل بنا
کے لائے تھے اور ہر دلیل بھی الہی دلیل جس نے تمہارے دوسرے جی کا قلع فتح کر دیا

پھر مصنفت شہاب ثاقب میں ہم اہلسنت کی بچی باتوں کو اکثر اکبر کراچی صفائی ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک مسافر اللہ خداوند اکرم صل و علا شاد کا کذب اور جھوٹا ہر سکن ہے اور ہر سکن ہے کہ خدا کے کلام میں خبروت ہو یہ سب باطل غلط اور افراط عمل ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے مستعد کو کافر و زندقہ کہتے ہیں۔

حبیب لنگوٹی جی اور اس کے متبعین کا مذہب اور عقیدہ امکان کذب الہی بلکہ وقوع کذب ابری قلعے ٹھوڑا نہیں کے فتوؤں، رسالوں سے ثابت ہو چکا کہ پھر اہلسنت کا یہ کہنا بالکل بیحد اور حق ہے کہ معاذ اللہ۔ دہرندی قوم خدا کو کاذب باغفلت سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا کے کلام میں خبروت ہو سکتا ہے۔ مصنفت کا اس کو غلط افراط کیا صرف اس کی خبروت ہے اور عوام کو مناظر دینا اور فریب میں مبتلا کر لینے۔ مصنف صاحب اگر تہا سے اکابر قائل امکان کذب اور قائل وقوع کذب الہی کو کافر اور زندقہ جانتے تو تہا دا عید مذہب ہی کیوں بنا۔ اور ہم اہلسنت سے تہا امتداد ہی کیا ہوتا۔ اور اگر تہا سے اس دعوے میں چٹائی اور صداقت کا کچھ شاہد بھی ہے تو تہا سے ہی اقرار ہے کہ لنگوٹی اور اس کے متبعین امکان کذب الہی کے قائل ہیں تو ان سب پر کفر کا فتویٰ صادر کر دیا ہر ایک کو نام بنام کافر و زندقہ سمجھو۔ چارہ شائع کر دو۔ حرم بھی ایسا نہیں کر سکتے۔ تو تہا بار یہ کفر ضمن کر دفریب ہے۔ عوام کے غلطی کے لیے ہے غلط خداوند خدا کے انجرا اس نظام سے مکروں سے

پھر مصنف اپنی اور اپنے اکابر کی جہالت کو ان الفاظ میں اچھا ہے۔

(ہمارے اکابر) صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند اکرم خدا تعالیٰ پر عیب سے منزہ اور پاک ہے اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے۔

۱۔ شہاب ثاقب مسئلہ ۲۔ شہاب ثاقب مسئلہ ۳۔

اس حوالہ کو اور اس کے اکابر چاہے کہ بھی معلوم نہیں کہ عیب اللہ تعالیٰ کا کذب اعمال بالذات ہوا۔ تو اعمال بالذات تحت قدرت داخل نہیں ہوتا یہاں کہ اوپر کی باتوں میں گذر چکا تو پھر اس کے لیے قدرت علی الکذب اور امکان کہاں سے ثابت ہوگا۔ اور ساری دہرندی قریبی منہدم ہو جائے گی۔ اور حبیب لنگوٹی کا وقوع کذب کا بھی فتویٰ موجود ہے تو صریحاً جملہ عیب سے منزہ اور پاک ہوا اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ثابت ہو سکتا جھفت کو جوہوت ہونے شرم نہیں آتی کراچیتے اکابر کا مذہب بدل کر پیش کرتا ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کی دہنگیں اور ان کا جواب

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے مسئلہ میں کچھ زہلی شہنت لکھا یاں دے کر اپنے دل کا بخار نکالا۔ کچھ اعفرت قدس منزہ کو دل بھر کر ساقیہ کر رہے ہیں کہ ہم کیوں کا تو کوئی جواب نہیں دیتے ہیں۔ لیکن اس میں اہلسنت کے باغفلت ہزاروں مناظروں اور مناظر و گفتگو سن دو مہینے کے نتیجہ میں اور رسالوں کا بڑے غصے ذکر کیا ہے اور اپنے رسائل کی لا جوابی اور اپنے مناظروں کی کامیابی کی دہنگیں مایہ زیں ان کا جواب ضرور دیتا ہوں کہ مسجود کاذب باغفلت کے بخاریوں کا عیب مذہب ہی ہے کہ جنہوں عیب نہیں۔ خبروت ان کے میوڑ کی صفت ہے تو انہیں کیوڑ ہونے میں کس کا درد اور خوف ہو۔ اور نام کر بحث امکان کذب ہی میں اس کو دل بھر کر خبروت نہ ہو لاجائے گا تو کذب ثابت کیسے ہوگا اس مصنفت نے تو یہ ہے ہی کر لیا ہے کہ اگر میں خبروت کو دل سے ثابت نہ کر سکا تو اس کی کو اپنے عمل سے پڑا کیسے دیتا ہوں۔ تو یہ اپنی جماعت کے کارناموں پر اعتراض کیا۔ اپنی تصانیف کو یہ دکھایا کہ اہلسنت نے ان کے جواب نہیں دیے۔ یہ خبروت ہے کذب ہے۔ ہمارے خداوند اللہ نے ان کے قابل جواب رسائل کے جواب کھے۔ چھاپے شائع کیے جن سے کتب خانے برتر ہیں۔ دہرندی کی سب سے بڑی کتاب فتویٰ الایمان ہے اس کے چالیس رد و رد وہ ہیں جو افراط ثاقب صداقت

نے شکر کرانے، براہین قاطعہ کا جواب دوسری ایسی ہی اراں سامنے ہے جنکو ان بران و اسباب
الہیان کے جواب میں دور رسائی سمجھ گئے، ایک وقعت انسان ہے، دور او احوال انسان
ہے، البتہ کا جواب راہ بند ہے، سیت یانی جو ساری دیوبندی قوم کی مجموعی عفت کردہ
کتب علی اس کا جواب میں نے دعوت یانی درجہ پنجمی و صفائی... دیکھا اس کے
علاوہ اور بھی کتب ہیں۔ اور ان جہانوں کے پائے بند رہے جو جہانوں کے پائے
آج تک کسی دیوبندی کو ایک حرف نہ گئے کی جنت دیوبندی مرقعہ حسن درجہ پنجمی کے راض
اور آپ کی اس شہادتِ حق کے جواب میں اس بنا پر نہیں سمجھ گئے کہ ان میں سوائے
کافی کوثر، سب و شتم، افزا و کذب کے کوئی علی بات نہیں تھی، آپ باقی رہے مناظر
تو قیاساً پاس برسے، اکثر مناظروں میں میں نے شرکت کی ہے، آپ کو یا مرقعہ حسن
درجہ پنجمی مناظر کرتے دیکھا و مناظرہ گاہ میں موجود دیکھا، جبکہ جہاں آپ ہر دو صاحبان
کو علماء اہلسنت نے گہرا تو حقیقت خدا کی گردان کرتے ہوئے آپ کو رخصت کر دئے
بہت بولتے ہوئے افزا کرتے ہوئے شرم نہیں آئی، آج تک تمہارے مناظرہ مناظرے
میں ذلیل ہوئے کا جواب ہوئے، سلکت و بہت ہوئے، مناظرہ گاہ سے کن میں جی کر
جو تیاں تک چور کر چواس بر کر بھاگے، اور وہ شیر کے شیریں رہے جہاں کبھی تمہارے
کا کہنے مناظرہ نام ہی سن لیا تو اسے پس انبات، اسے درود اللہ کے لئے کہنے لگانے
شروع کر دئے، اور مکان کی چار دیواری میں چڑھائی بن کر بیٹھ گئے۔

مفتی سبیل الرحمن کا فیصلہ کن مناظرہ کے لیے چلیں
اگر میں ہر ہر مناظرہ کی
فردوں، اور علماء اہلسنت کی عظیم الشان کامیابیوں اور فنون کے فقر و افقات بھی پیش
کروں تو یہ رسالہ طویل ہو جائے گا تو اب ایک فیصلہ کن مناظرہ ہی کا بیانیہ و شہادتِ حق
آپ کے اور میرے درمیان انہیں آپ کے باب ثانی کی عبارات پر گفتگو ہوگی، آپ
مناظرہ کا کلی انتظام کر کے جے ملحق کیجئے میں انشاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا پھر دُعا و بھیج
دیگی کہ آپ کیسے شرمیں، اور آپ کے پاس کیا علی سر ہے، اور آپ کے عقائد اہلسنت کا

کے عقائد کے کیسے مخالفت ہیں، اور آپ سلف صالحین کے اعمال و عقائد کے کتنے
توحش میں اور آپ و اثر اسلام سے کتنے کوسوں دور ہیں، اور چرچان واقف بہانے
کا کہ آپ مناظرے سے کسی قدر ٹال مٹال کرتے ہیں، اور یہاں مناظرہ میں آپ کس
طرح پسپا ہوتے ہیں، اور وہاں سے لا جواب و بہت ہو کر کس طرح ذمہ دار بھاگتے
ہیں، آپ میں دیکھنا ہے کہ یہ معفت حاضر کے لیے تیار ہو جائے یا بغلیں جھانکے
گفتگو اپنے شریکین کی کچھ بھی لایع ہے اور اپنی دیکھیں مارنے کا کچھ بھی پاس ہے، اور اپنی
تعلیموں کا شہرہ بھراؤ نظر ہے، تو مناظرہ کے لیے تیار ہو جاؤ، اور اپنے اکابر کے درجہ
پر سے کوئی پوچھو آنا کر دو، اور اپنا اسلام بڑا، اور شیخ سلف صالحین ہونا ثابت کر دو
اور میں تاویح مقرر کر کے کسی مشہور دہلی جیسے شہر میں طلب کر دو، ہم نے تمہارے چلیں
مناظرہ کا جواب دے دیا، آپ شرمش فیصلہ کر کے گا کہ مناظرہ کے لیے کون تیار ہے،
اور کس میں مناظرہ کی جنت ہے اور کون مرید میدان ہے اور کون شہر ہے، اور کون حق پر
ہے اور کون باطل پر ہے، و ما علیتنا الا البلاغ۔

فصل خامس در عبارات اہلین قاطعہ

معفت نے براہین قاطعہ کے مصنف کا ہری کی تعریف میں پہلے تین سطریں سیاہ
کیں اور اپنے ذہن میں یہ طے کر لیا کہ ان کی صفاتی کے لیے یہ اوصاف ہی کافی ہو جائیں
گئے، پھر اپنے اس ناپاک خیال کی بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ الزام قائم کر دیا جاتا
ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ۔

مؤلف براہین قاطعہ پر تہمت لگانا کہ معاذ اللہ وہ شیطان لعین کو
حضرت رسولی تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اہم و ارفع علی کہتے ہیں۔
اور یہ بھی کذب محض اور دروغ خاص ہے۔

لہ۔۔ شہادتِ حق مستند۔

جواب :- لاریب اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو یہ فرمایا بالکل سچ ہے۔ براہین تمام
پہچی ہوئی کتاب موجود ہے کوئی چیز نہیں ہے وہ کتاب بارہا میں جو پیش
ہے اس کے ہر اندس سے آج موجود ہیں ہر اردو خواں اس کی تصدیق کر سکتا ہے اور
سچائی اور حضرت کا اطمینان کر سکتا ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں ہے۔

مشیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم جلیلہ زمین کا فرمان (علیہ السلام)
کو خلاف نصوص قطعیہ کے باوجود دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شروع
نہیں کرنا اور ایمان کا حصر ہے مشیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص
سے ثابت ہوئی۔ جو فرمان (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے
جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا چاہتے ہیں

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ مشیطان و ملک الموت کے لیے قوساری

زمین کے علم کی وسعت نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کے مقابل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے لیے ساری زمین کی وسعت علمی ثابت کرنے کے لیے کوئی نص قطعی
دارد نہیں ہوئی تو حضور علیہ السلام کے لیے نیز کسی دلیل کے قیاس فاسد قیاس کی بنا پر
کہ حضور ان سے افضل ہیں ساری زمین کی وسعت علمی ماننا تصدوی قطعیہ کے خلاف ہے
اور شرک ہے۔

براہین کی یہ عبارت الہی صاف اردو ہے جس کو پڑھ کر ہر معنوی اردو کا پڑھنے والا
یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے براہین قاطعہ کے سب معنوں کو تحریر
فرمایا ہے وہ معنوں بقایا اس عبارت براہین قاطعہ میں ہیں موجود ہے کو خلاف براہین
کا حصر نہ واقعی مشیطان لعین کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اہم (یعنی زیادہ علم والا)
اور علم والا یعنی علمیں زاد دینے (کہا کہ حضور علیہ السلام کے لیے قوساری زمین کی وسعت علمی قابل
زمانی اور مشیطان لعین کے لیے ساری زمین کی وسعت علمی قابل مافی تو اسکا نتیجہ کھل ہوا یہی جو قرار دیا کہ

ملہ :- براہین قاطعہ مطبوعہ جلالی ساڈہ پورہ ملہ۔

مشیطان حضور سے اہم اور ساری زمین کی وسعت علمی کے حامل ہو چکی بنا پر ہر حق
اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تمام الحزین یا متبہ اللایان میں یہ تحریر فرمایا بالکل سچ اور حق ہے۔
اب مصنف کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس دعوے کو کذب محض اور دروغ فالص کہنا
اور انہیں مؤلف براہین پر ہمت لگنے والا قرار دینا خود اس مصنف کے دروغ گو اور کاذب
و مضمری ہو چکے ہیں کافی ہے مصنف نے اس فعل میں ایک ورق سے زیادہ سیاہ کر ڈالا۔
مگر سوائے یادہ کوئی کلمہ نہ کہہ سکا۔ باوجود کہ تمام الحزین میں اعلیٰ حضرت نے براہین قاطعہ
کی اس قدر اصل عبارت بھی تحریر فرمادی یعنی ہر ہم نے خط چھینے دیا ہے مگر مصنف
کی منہ زدہی اور عزت و دلیری ملاحظہ ہو وہ کھتا ہے۔

اس کاذب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ وہ براہین میں تصریح کر رہے ہیں کہ انہیں
کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور آپ سے اہم و ادس علم ہے اور
اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں ہر ہمت نہیں ملے

جواب :- اس کتاب مصنف کی دلیری دیکھ کر تمام الحزین میں براہین کی وہ خط
کشیہ اصل عبارت معوقہ سفر کے موجود ہے اور اس میں صاف لکھا ہے کہ مشیطان کو
وسعت علمی نص سے ثابت اور فرمان (علیہ السلام) کی وسعت علمی کسی نص سے ثابت نہیں
تو اس میں مراستہ ہی قریرہ قرار ہو گا کہ ان کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے اور وہ آپ
سے اہم و ادس علم ہے مصنف اس عبارت براہین کی کوئی ایسی تاویل تو کر نہیں سکا
جس سے اس عبارت کی مراد بدل جائے یا اعلیٰ حضرت قبلہ کے بیان کردہ معنوں کے سوا
کوئی اور معنی پیدا ہو جائیں۔ تو یہ عبارت براہین اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ معنوں میں صریح اور
ظاہر اور اچھے بیان ملک کر ہر اردو خواں اس عبارت براہین کے چرچنے کے بعد اور کوئی
دوسرے معنی نہیں سمجھتا جس کی کوئی مصنف نے بھی مجبور ہو کر اس عبارت براہین کے یہی معنی

ملہ :- شباب شاقب ملہ۔

سجے ادا بیان کیے۔

حسین احمد ٹانڈوی اقبال مجسم ثابت ہو گیا

چنانچہ مصنف کتاب ہے۔

پس منہ اس تقریر پر ایں کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو انہیں دی گئی اور ایں میں کوئی کمی ہے۔

دیکھو! آپ مصنف نے یہ عبارت پر ایں کا منہ بھی بیان کر دیا کہ مصنف علیٰ السلام کو ایک خاص علم کی وسعت نہیں دی گئی اور ایں میں کوئی خاص علم کی وسعت دی گئی۔ تو آپ مصنف کے نزدیک بھی ایں میں اس خاص علم کی وسعت کی بنا پر حضور علیہ السلام سے اعلیٰ و ارفع قرار پایا اور ایں کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہو گیا۔ لہذا آپ مصنف کے نزدیک بھی پر ایں میں یہ تصریح ہو گئی کہ ایں کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے اعلیٰ و ارفع قرار ہے۔ مصنف صاحب اب تو یہاں سے ہی منہ عبارت پر ایں میں وہ تصریح کرادی، اور تم پر اقبالی و گری ہو گئی اور اب تو نہیں بھی اس عبارت کا پر ایں کا علم میں پتہ چل گیا۔ تو کاف کا لفظ آپ یہاں سے اوپر ہی صادق آگیا اور یہاں ہی اقرار کی ہوئی تسبیح الرائع کے حکم تکفیر سے۔ یعنی یہی و گری ہی کا فر ہو گئے۔

مصنف کو یہ جاننا نہ ہو سکا کہ مصنف نے ختم کی بھی اٹھائی ہے اور اس کے انبار پر حکم کر آپ خود اس کے اقرار سے یہی ثابت ہو گیا۔ نیز مصنف کی یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ اس عبارت کا کہیں نام پر ایں میں پتہ نہیں۔ پر ایں کا علم ہزاروں کی تعداد میں موجود ہے ہر اورد و خاں اس عبارت کو پر ایں میں تلاش کر کے مصنف کی بیشش کردہ عذر پر ایں کی تصحیح نقل کر سکتا ہے مصنف کو ایں کو زور اور ذلیل باقی کر سکتے ہوئے شرم نہیں

ملہ۔ شہاب ثاقب مصنف۔

آپ اس سے یہی بہتر ہوا کہ یہ کہو تیار کر پر ایں کا علم کوئی کتاب ہی نہیں ہے تو اس کو جواب میں یہ اور دلیلیاں دینا کہ مصنف نے ختم کی اٹھائی ہے اور اس سے بھڑک پڑنے اور کیا اس کے لئے نہایت غمازی اور مصنف آپ اپنی اس بات پر توجہ فرمائیے کہ۔

عبارت جو نقل کی ہے وہ ہرگز مزاج اس سے پر نہیں ہے۔

کیونکہ مصنف نے خود ہی وہ منہ بیان کر دیا کہ عبارت پر ایں کا علم ہی منہ میں مزاج ہے اور حضرت ختم نبوت سے اس کے منہ سے تحریر فرمائیے کہ حضور علیہ السلام سے ایں کو زیادہ علم ہے اور وہ اعلیٰ و ارفع قرار ہے۔ لہذا مصنف کو چاہیے کہ قرآنی اور حکمرانی پر گری ہوئے دے اور مصنف کی حواشی کے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ و ارفع ہونے پر ایمان لائے۔

حسین احمد ٹانڈوی کا جہالت آمیز مطالبہ

پر مصنف کا ایک جہالت آمیز مطالبہ حاضر ہو۔

(تیار ہو پر ایں کا علم) کہیں خدا علم کا کیا ہے یا کہیں ایں کو اس علم کے ساتھ تفسیر کیا ہے۔ یا کہیں یہ کہا ہے کہ خداوند ایں کا علم حضور علیہ السلام سے زائد ہے یا نہ جہالت آمیز و منہ سے لے کر ہم تک بھی ہوئی ہے مگر کوئی شخص ان الفاظ کو کہیں سے نہیں نکال سکتا ہے۔

تو مصنف کی اگر کتاب دینے پر نظر ہو تو ہرگز ایں جہالت کی بات نہ کہتا۔ اگر قواعد مذہب معلوم ہوتے تو ہرگز ایسا جہالت سوال نہ کرتا۔ اگر اصطلاح فقہ پر اطلاع حاصل ہوتی تو ایسا کوڑو مطالبہ نہ کرتا۔ تو چاہے اس کے مطالبہ کا جہالت آمیز ہوتا ہی دیکھا دیا جائے۔ تو مصنف کے اس کام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کسب کسب کے الفاظ خاص نہ پائے گئے تو اس کے منہ نرا وہ اور منہ اور ادھر ادھر پر دلالت و حکم بھی نہ پایا جائے گا۔ مثلاً۔

ملہ۔ شہاب ثاقب مصنف۔ ۱۰۔ شہاب ثاقب مصنف۔

ایک عورت کو اپنا نکاح کرنا ہے اور وہ بوقت اجازت عقد نکاح تو نہیں ہوتی بلکہ بھائے اس کے بہرہ صدقہ کے الفاظ اس طرح کہی جے کہ میں نے اپنا نکاح اُسے بہرہ کر دیا یا اُسے صدقہ کر دیا تو فقہ کرام کے نزدیک قرآن نے اگرچہ پہلے عقد نکاح کے بہرہ اور صدقہ کے الفاظ کے لیکن نکاح ہو گیا۔ کیونکہ نکاح کے معنی فراد اور مضمون مقصود بہرہ اور صدقہ کے الفاظ سے دلالت کی تو شک دی ہوا جو عقد نکاح کے کہنے میں ہوتا۔ اسی طرح کسی عورت پر نکاحی بری کر جائے عقد طلاق کے عقد نکاح کہا۔ اور یہ کہہا۔ میں نے تجھے نکاح دی۔ تو فقہ کرام کے نزدیک تو عقد نکاح سے بھی عورت اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی۔ کیونکہ طلاق کے معنی فراد اور مضمون مقصود بہرہ نکاح کے عقد سے دلالت کی۔ اور اگر وہی ہوا جو عقد طلاق کے کہنے میں ہوتا۔

لہذا ان فقہانے قاعدہ بیان فرمایا۔ العبرة للمعانی دون الالفاظ یعنی اعتبار معانی کا ہے نہ کہ الفاظ کا۔

یہ احکام فقہ کی حد تک باتوں میں بھی ہیں مگر اس نادار مصنف کو اتنا دیکھنا تک نصیب ہوا ہو گا۔ لہذا ہمارے بے علم مصنف کے نزدیک پہلے مسئلہ میں عورت نے بہرہ اور صدقہ کے الفاظ کہے ہیں اور عقد نکاح نہیں کہا ہے تو بہرہ گزرا ہے اور صدقہ کے الفاظ سے نکاح نہ ہو گا۔ فقہانے دلالت کردہ معنی فراد اور مضمون مقصود بہرہ نکاح دیا ہے نہ عقد ہے اسی طرح مسئلہ ثانیہ میں عورت نے عقد نکاح کہا ہے۔ عقد طلاق تو نہیں کہا تو عقد نکاح سے بہرہ گزرا طلاق واقع نہ ہو گی۔ فقہانے دلالت سے فراد اور مضمون مقصود کی بنا پر جو حکم طلاق دیا ہے وہ غلط ہے۔

یہ ہر دو مثالیں تو عملی نہیں شاید مصنف کے ذہن کی رسائی نہ ہو سکے۔ اب ایک مثال اس کی کہ عورت واقع اور بھی پیش کردوں۔ کوئی مولیٰ صاحب اپنے غلام میں ایک خزانہ عید میں دے کہ نماز فرض ہے۔ جس میں سے وہ ایک ماہل (ا) سے دیا شد کہ جسے مولیٰ صاحب سارے خزانہ عید میں دے جائے یہ الفاظ کہیں دیکھا دو کہ نماز فرض ہے میں خزانہ عید

ما ملاحظہ ہوں الحمد سے کہ روایت اس ملک کا ایک ایک کر کے غریب یا دہے کہیں اس میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ نماز فرض ہے۔ تم ہرگز ان الفاظ کو نہیں دیکھا کہتے۔ لہذا تم صحت کا ذہب ہو۔ دودھ کا ہو۔ مرغزی ہو۔ تو مختلف صاحب اب لو کہ اس جاہل حافظ کا جیسا جہالت آمیز منظر ظاہر ہے اسی طرح فقہار بھی جہالت آمیز منظر مظاہر ہوا یا نہیں۔

لہذا اس جاہل حافظ کے مطالعہ کا آپ جو جواب دی وہی جواب ہماری طرف سے آپ کے مطالعہ کا ہے۔ کیونکہ اب تو آپ کو اپنے مطالعہ کا جہالت آمیز منظر ظاہر ہو گیا ہو گا۔

مصنف صاحب آپ اپنی جاہل و دیوانہ فہم کے سامنے ان جہالت آمیز باتوں کو پیش کر کے خوش ہو جاتے ہوں گے۔ لیکن اہل علم کی انہیں حکیمہ سمجھ رہا اور وہ ظالم بھی آپ کی اس جاہلہ مطالعہ پر کس قدر بری رائے قائم کرتا ہو گا اور آپ کی اس عقلی برہمچر کرکس عقارت کی ننگر سے دیکھتا ہو گا۔ اور پھر اگر اس سے بھی عقلی فطرت جائے تو کیا آپ کی اس جہالت سے ایشیوی دنگو کی کے رول سے گزرا کر فرو گیا۔ اور عادت براہین کے مضمون کا تو بہن ہوتا ختم ہو گیا۔ جس اس عقلی بیست سے یہ ظاہر ہو گیا کہ عادت براہین اپنے فکری معنی میں ایسی متعین بنے کر کہ کسی کوئی منعیف سے ضعیف تاویل نہ ہو سکی اسی بنا پر تم نظروں کے اندر میرے پڑاؤ پر ہے۔ اور ایک دفعہ اسی منور بے پردہ بات میں سیارہ کر دیا۔ اور پھر اس مصنف کا ایک مزید عجبت اور افزا حافظ ہو۔

حسین احمد ٹانڈوی کے مرتب جھوٹ کا جواب

اس درجہ دین نے تو ظاہر دین کے آگے نہ بڑا کر کیا براہین میں اس امر کی تصریح کی ہے جس سے ظاہر میں کو دھوکا دیا گیا۔ لہذا یہ جواب۔ مصنف نے اس میں ایک بات تو یہ کہ ہماری کہ حضرت قدس سرہ نے

علماء حرمین کے سامنے اصل عبارت پر این کو ایہ اس کے عربی ترجمہ کو پیش نہیں کیا
ہے بلکہ اس کے معنوں کو اپنے ان الفاظ کو اپنی اس کے ائمہ تعالیٰ علیہم السلام کے
علم سے زیادہ ہے، کی عربی بنا کر علماء حرمین کے سامنے پیش کی ہے تو یہ معنی کا
کدوبعض اور مزید افزا ہے، اظہار قدرت قدس سرہ نے اس کی اصل عبارت کا عربی
ترجمہ کر کے اس طرح پیش کیا ہے۔ چنانچہ تمام ائمہ حرمین میں ہے۔

وهذا انشاء الشیخ یوسف
القطیع مشی شیطانی وملك
الموت والای ان هذه السعة
فی العاصیة ثبتت للشیطان و
ملك الموت بالنقص
وای نقص قطعی فی سعة علم
وسؤل الله علی الله علیه
حق وقد به النصوص جمیعا
و یثبت شركه وكتب قبله ان
هذا الشرك لو یثبته
خروج من ایمان یله

اب تمام ائمہ حرمین کی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اظہار قدرت قدس سرہ نے علماء حرمین
کے سامنے براہین قاطعہ کی تھیں اصل عبارت کو پیش کیا، ہر شخص اس عبارت کی براہین قاطعہ
کی عبارت سے تصدیق نقل کر سکتا ہے۔ لہذا اس شخص کا اس پہلی بات میں کسی قدر کوتاہی
دوسری ہونا ظاہر ہو گیا۔
منہج نے دوسری بات یہ بھی کہ علماء حرمین نے براہین قاطعہ کی اصل عبارت پر

یہ تمام ائمہ حرمین مسئلہ و مسئلہ

کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ انہیں یہ دعوایہ برگزیدہ اظہار قدرت کے پیش کردہ معنوں
بابت براہین قاطعہ پر جس کو اظہار قدرت نے اپنے الفاظ کو درج میں محاسب ہے، اس پر علماء
حرمین خود نے کفر کا ترجمہ فرمادے تو یہ منہج کے اس کذبہ خاص اور مزید افزا کی نسبت
کامی اللہ ہاں کہیں، منہج کے کلمہ مفتی انشاء حضرت مفتی مولانا سید احمد ربانی مصنف
فائزہ الاموال ہی کے فتویٰ کا اتنا جزئی نقل کرتا ہوں۔

حسین احمد ٹانڈوی کے مسئلہ مفتی کا فتویٰ

اما قول وشيعة احمد الكوكبي
المذكور في كتابه الذي سماه
بالبراهين القاطعة ان هذا
السعة في العلم ثبتت للشیطان
و ملك الموت بالنقص و
نقص قطعی فی سعة علم وسؤل
الله علی الله علیه وسلم
حق وقد به النصوص جمیعا
و یثبت شركه ۱۰ فهو كافر
من وجهین وجه الاول انشاء
صریح فی ان ابلیس واسع
العلم ووجه علی الله تعالیٰ
علیه وسلم وهذا استخفاف
صریح به علی الله تعالیٰ علیہ
وسلم والوجه الثاني ان
جعل اثبات سعة العلم

تکلیف رشید احمد لکھنوی کا وہ قول
جو اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ
میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت
کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی
فوجا لہ وسعت علم کی کون سی نفس
قلبی ہے کہ جس سے تمام نفوس کو
رودر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
تو رشید احمد مذکور کو ایہ کہنا دو وجہ سے
گھڑے ہے۔ ایک یہ کہ اس میں اس کی
تصریح ہے کہ اہلسن کا علم وسیع ہے
در کتبہ اقدس سلسلہ اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا اور یہ صاف صاف مسطور ہے
مقلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کشا
ہے۔ دوسرے یہ کہ اس نے معذور
سید عالم مقلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علم کی وسعت ہائے کو شرک قرار دیا

اور چاروں خواہیہ کے ناموں
نے حضرت خاتم فرمائی ہیں کہ نبی
علیہ السلام کی شان اقدس گناہ
والا کا فر ہے۔ اور یہ کہ جو کوئی
ایمان کی کسی بات کو کرکٹ و گنہگار
تھوڑے وقت کا ہے۔

قراس فتوے سے ثابت ہو گیا کہ کلہا جرحین شرعین نے اصل جہارت برہان کا قائلہ کو قائل کہہ کے اسی طرح کفر یا بدعت اور انہیں کی طرح کاذب کہہ کر انہیں بدعتیہ کہا ہے۔ اب اس کاذب و فتنہ ساز شخص کی یہ دوسری بات بھی من گھڑی کذب اور مزید افتراء اور پانی منگھٹ کا پھینکا ہے اور بعینۃ اللہ علیہ التکاذب میں پھر کھڑکھڑم کرنا چاہیے۔

ٹانڈوی کی محبوظ الخواسی پر مفتی صاحب کی گرفت

پھر شصتھ سنے برابر میں قافلہ کے بعض مضامین فضا میں کود لیں بنائے ہوئے اس
نغمہ جبارت کی صفائی میں ایک یہ سیلاب عباد کیا جس کو وہ ان الفاظ میں نکھتا ہے۔

کوئی اوسط مسلمان بھی ایسا خیال بر نہایت محض علیہ السلام نہیں کر سکتا
کہ کوئی بھی آپ سے اہم ہو جو ہر ایک عالم فخر جس کی تمام خدمت و شجاعت
کی کامیابی پر بڑھاتے ہوئے ہوتی ہزاروں غلاماں سے کتب و درجہ دینے
پر جو کہ حدیث وادی خلق بن گئے یہ خیال بزرگ برگزشتہ اس کا ہر مسلمان
درود و تحفہ کے ساتھ

یہ تو ظاہر ہو گیا کہ مصنف براہین قاطعہ والی عبارت کی کوئی ایسی توجیہ و تادیل پیش نہیں کر سکا جس سے اس کے اوپر سے حکم گزراؤںد جائے۔ مصنف نے اس

کاشتیں میں بہت سی کرد میں بدلیں۔

— کبھی اصل عبارت کے براہین میں جوڑنے ہی سے انکار کر ڈالا۔

— کسی اہل سنت پر افواہ کیا کہ انہوں نے نکلا ہرمین کے سامنے اصل عبارت ہی پیش نہیں کی۔

○۔۔۔ کبھی: علماءِ حرمین پر دھوکہ کر کے یہ تہمت لگا دی کہ انہوں نے اصل جہارت براہین پر کفری فتویٰ نہیں دیا ہے۔

ہم کی حقیقت ہم نے اچھی طرح ظاہر کر دی۔ اور مصنف کی قیادی اور غریب دہی کا
 پردہ ہم نے اچھی طرح چمک کر دیا اور ثابت کر دیا کہ وہ عبادتِ براہین کا قلعہ جس میں اچھی نوجو
 ہے اسی عبادتِ براہین اور حرمین نے نہ کھرا تو فانی دیا ہے تو اب مصنف اُس عبادت کے انکار
 کو چھوڑ کر اُس کے کوہنِ اکبر سے کہہ گا کہ اُس عبادت کو اچھی دیکھو جس کا یہ طرف نسبت
 یہ ہے انکار کرنے پر آخر کار کوئی عقل مند ایسا ہے جو عالم جنوں نے فرجبر و نیاں کا
 دور و زمانہ ادا کر کے ہر جا کو عالمِ ماناؤ اور اچھے غرضت تو میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ

[illegible]

معلومات متعلقہ روحانی جدِ اعلیٰ ولایت و دیوبندیت

اے اگر اس دیوبندی ضابطہ کو دیکھ کر کوئی دیوبند شیطان کا بندہ یہ کہنے لگے ہمارا

پیشوا ایس دیو قراس قد زبردست متجربہ علم ہے کہ خلیفہ زمین کی دوست کا علم تفصیل
افلاک کا عالم معلوم دینے و دیکھنے کا عالم علوم شرقیہ و غریبہ کا عالم یعنی کہ علم اقلین نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا عالم اور میرا لیا زبردست عالم جو کہ علم ملکوت ہو کر وہ نہیں بلکہ
بلکہ شمار فرشتوں کا استاد ہو۔ اور وہ جو اس علم و فضل کے ایسا عابد و متقی ہو جس نے
و فقط محیط زمین بلکہ وسعت افلاک میں سجدے کیے ہوں۔ زبردست عبادتوں کی
ہوں۔ خدا کا اشتہاد میرا مکیلیں و فرمان بردار رہا ہو پھر اپنی اطاعت کی بنا پر ایسے
عہدوں پر عمر و دراز تک فائز رہا ہو۔

بقول علامہ صادی کے۔

- چالیس ہزار برس تک خازن جنت رہا ہو۔
- اسی ہزار سال تک فرشتوں کے ساتھ رہا ہو۔
- بیس ہزار برس تک فرشتوں کو پند و نصیحت کرتا رہا ہو۔
- تیس ہزار برس تک ملائکہ کو جو میں کا سرور بنا رہا ہو۔ ایک ہزار سال
تک نوحانیوں کا پیشوا بنا رہا ہو۔
- چودہ ہزار برس تک عرض کے مرد و اگر دلواف کرتا رہا ہو۔

اس کا پہلے آسمان میں نام عالم اور دوسرے آسمان میں نام قائم۔ اور تیسرے آسمان
میں نام عارف۔ اور چوتھے آسمان میں نام ولی۔ اور پانچویں آسمان میں نام تقی۔ اور
چھٹے آسمان میں نام خازن اور ساتویں آسمان میں نام مٹاؤں مشہد ہو قراس کی طرف
یہ بزرگ ہرگز فریال ہی نہیں ہو سکتا کہ اس نے خدا کے حکم کو نہ مانا ہو اور سجدہ سے انکار کیا
ہو۔ قرآن کریم میں جو انکار سجدہ کی اس کی طرف نسبت ہے یہ کسی ادنیٰ بھولنے
کی کجی ہی نہیں آسکتی۔

بیکے مصنف علامہ صاحب اس دیو کے بندہ کا اپنے پیشوا دیو کی صفائی میں ریاست لال
سیک ہے باطل ہے۔ اور اس سے شیطان کی طرف نافرمانی کی نسبت باطل قرار پائی

ہائیں۔ اور شیطان پر کافر ہونے کا حکم حق ہے یا نہیں۔ اگر آپ کہیں شیطان کی صفائی
کے لیے براستدلال منصوبہ اور اس کی طرف نافرمانی کی نسبت سمجھ جائے۔ تو آپ نے
اپنے منہ پر خود ہی غلو کر دیا۔ اور اپنے استدلال کو خود ہی باطل قرار دیا۔ اور یہ بھی صحت
پتہ ہے کہ وہ اگر دیو کا بندہ تھا تو آپ بھی دیو بندی ہیں اس نے شیطان کو اب تیرے
عالم مانا تو آپ بھی تو اسے ایسا عالم سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ اسے خلیفہ زمین کی دوست کا علم
فصل کلی سے ثابت کر رہے ہیں۔ کہ اگر اس کا استاد و طاہر مانا جائے تو آپ بھی تو اسے
علم ملکوت کہتے ہیں۔ وہ اگر اس کو علم میں سب سے نالیاں دے تاکہ آپ بھی تو اسے
علم اقلین فرما لے سے زائد علم ثابت کر رہے ہیں۔ تو بلیے کہ آپ اس دیو شیطان کو اب
کافر کہتے ہیں یا مسلم موحّد۔ آپ اگر اس کو کافر ہیں تو کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہی نے
اپنے پیشوا انگلی ہی جی وانیٹھی ہی کے کفر سے بچانے کے لیے آخر میں سب سے بڑی
دلیل یہی تو پیش کی ہے کہ انہوں نے عمر و مینات کی کتابیں پڑھیں ہزاروں سال
سے پڑھ کر عالم دیوی خلق بن گئے۔ یہی دلیل تو وہ دیو کا بندہ اپنے پیشوا دیو ایس
کے لیے پیش کر رہا ہے کہ انگلی ہی جی وانیٹھی ہی نے تو زمامت زائد چچاس ساٹھ برس ہی
وینیت کا درس دیا ہو گا۔ ہمارے پیشوا نے تو فقط صد ہزار یا کھنکھار برس تک
وینیت کا درس دیا ہے انہوں نے ہزاروں عالم دیوی خلق بنائے ہیں اور ہمارے
پیشوا نے فقط ہزار یا کھنکھار برس کا درس دیا ہے۔ ہمارے پیشوا نے تو زمامت زائد چچاس
ہزار برس کی اس دلیل سے انگلی ہی جی وانیٹھی ہی کا فر نہیں قرار پاتے قراسی دلیل سے
جو میرا دے ہمارا پیشوا شیطان ہی کا فر نہیں مٹھا۔ جب چھٹی علم ان کو کفر سے بچا لیتا
ہے تو زمامت کفر سے کیوں نہیں بچا لے گا۔ جب چند سال کا درس دینا اور چند عالم و
ادی بنانا ان کے لیے تو کفر سے بچانے کا درس دینا اور کفر دینا
عالم دیوی بنانا کیوں نہ تو کفر سے بچانے کا درس دینا اور کفر دینا

لہذا معتق صاحب اگر آپ کی اس دلیل سے منگوبی ہی دانتی ہی سلطان قرار
پاتے ہیں تو اسی دلیل سے شیطان کو بھی سلطان منہ لہرائے تو چہر آپ کا دیوبندی پر ماضی
اور بحال ثابت ہو جائے گا۔

مسلما فرمایا یہ ہیں اس معتق اور دیوبندی قوم کے دلائل جن سے اپنے پیرواؤں کا
اسلام ثابت کیا کرتے ہیں، کیا ایسے دلائل سے وہ سلطان ثابت ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں
چہر معتق نے شہاب ثاقب ای ہی میں دلیس کو مستثنیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے زیادہ علم ثابت کرنے والے کے کافر ہونے کا فتوے خود منگوبی ہی کا یہ نقل کیا۔

مولانا منگوبی قدس سرہ العزیز نے متعدد فتاوے میں یہ تصریح فرمائی
کہ جو شخص ایسے لوگوں کو رسول و مہدیٰ تسلیم سے اہل اسلام سے اہل اہل اسلام کے
وہ کافر ہے۔

جواب :- ہم منگوبی ہی کے ان متعدد فتاووں کا مطالبہ اور پھر ان کی تصحیح نقل کا
مطالبہ معتق سے اس وقت نہیں کرتے، میں تم اس قدر اہتمام ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر
ان کے یہ فتوے موجود ہوتے تو فتاویٰ رشیدیہ میں موجود ہوتے اور معتق شاہی عادت
کے موافق فتاویٰ رشیدیہ کے حوالے سے انہیں لکھتا، لیکن جب اس نے حوالہ نہیں
دیا تو ثابت ہو گیا کہ منگوبی صاحب کا ان الفاظ میں کوئی فتویٰ نہیں، یہ اس مغزی کا
افسوسناک معلوم ہوتا ہے۔ اور جب یہ معتق اپنے مضمون کی کتاب میں گڑھ لیتا اور اسے
مطبوعہ تراش لیتا ہے ان کے صفات اور مہلات بنا ڈالتا ہے تو اپنے ابا کے نام
سے فتاووں کا بنا لینا اس کو کیا خوشوار ہے۔ ہمیں معتق سے منگوبی ہی کے ان متعدد
فتاووں کے مطالبہ کا حق حاصل ہے، لیکن اس کے پاس سوائے ان کے اندر کوئی جواب
ہی نہیں ہے، اس وقت تو میں یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ جب منگوبی ہی کے لیے متعدد فتاوے
نوجود ہیں اور معتق اور ساری دیوبندی قوم ان کو ناجائز بت کران فتاووں سے

ملے، یہ شہاب ثاقب مسئلہ۔

قاری معتق براہین قاطعہ مولوی غنی احمد شیشی کا کافر بنانا ثابت ہو گیا بلکہ خود
منگوبی ہی معتق حقیقی براہین قاطعہ کا کافر بننا ثابت ہو گیا کہ انہوں نے یہ بیانی
مبادرت براہین میں شیطان کا حشر علیہ السلام سے زائد ماحوس کا اعتراف معتق نے
یہی شہاب ثاقب کے مسئلہ پر کیا ہے، تو یہ فتاوے ان کے حق میں اقبال و دگر ہی ہو
گئے، معتق نے یہ حقیت آسانی کر دی کہ اب دوسمہ الزام کی عبادت تلاش کرنے
کی ضرورت رہی نہ علماء حرمین کے فتاوے پیش کرنے کی حاجت رہی بلکہ معتق نے
اچسب مستغنی براہین کے فتاوے پیش کر کے خود انہیں کافر ثابت کر دیا اور یہ فتوے
بے حق بات سمجھی مخالفت و دگر کی زبان پر بھی جاری ہوجاتی ہے، تو معتق صاحب
اجتران کے کفر پر خود قباحت ابر کی ہر گز گئی، اور فتوے صادر ہو گئے، تو جلد از
جلد توبہ کرو، اور ان لغوی عبادات کی بیجا حمایت اور اہل جاہلات کرنے سے باز آؤ
اور علماء اہلسنت پر افسوس کرنے، بیگانہ بننے، ان کو گالی گلوچ دینے سے اجتناب کرو
و اما علینا اللہ العالی۔

فصل سادس اور عبارات براہین قاطعہ کی پہلی بحث

معتق نے ایک صفحہ سے زیادہ قول علم کے اوزان و اسامہ اور ان کے فتاوے
مراتب، اور ان کے مابین بحث اثربیت، اور علم کے کثرت مسائل وغیرہ کی یہ مشق
باقوں کو کچھ کرانی قابلیت کو بچھا لیا، لیکن نتیجہ پر اگر وہ ساری قابلیت جہالت سے
بہل گئی، چنانچہ معتق کہلے۔

اور ہر مائل چاہتا ہے اس کو بھی حاکمیت کے ادغے و دہرہ کے معلوم پر اطلاع
نہ ہو سکی شناس کا اس کے اس کمال میں جو اس نے بقدر علم کا یہ وساطت
آخر حاصل کیے ہیں ہر وقت وہ نہیں ڈالتا۔

ملے، یہ شہاب ثاقب مسئلہ۔

مصنعت اپنے کام کی حمایت میں اندھا ہو گیا ہے۔ اور یہ نہیں دیکھتا کہ جس کو
برہمنے کا علم حاصل کیا ہو اور اس کا کمال بھی یہ ہو کہ وہ ہر چیز کا عالم ہے تو اس کے
سیلے اوستے اور ہر کے علم پر اطلاع نہ ماننا صاف طور پر اس کے کمال کا معنی ہے۔
انکار کرتا ہے اور اس کی تنقید میں شان کرتا ہے۔ اور یہ اقرار کرتا ہے کہ اسے برہمنے کا
حاصل نہیں۔ ایسے جاہل نام کے عاقل انیشیہ ہی میں بیٹے ہیں کہ انیشیہ فقدان عقل
میں ضرب اٹل بنے ہوئے کسی کے کیا خوب کہا جیتے۔

یہی کافی ہے دلوں آپ کا انیشیہ ہے

تو مصنف کا بنیادی فائدہ ہی غلط ہے بکہ یہ فائدہ ہی تنقید میں شان رسالت کے
لیے بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ مصنف اس کے بعد اس قدر کہ یہ تعریف کرتا ہے۔

آپ ہی خیال فرمائیں کہ نجاست کا بیڑا جو دن رات نجاست میں رہتا ہے
بے شک نجاست کے احوال و خواص سے اس قدر واقف ہے کہ بالینوس
اور افلاطون کو مجبور ہو کر اس کی خبر نہیں لی پتا لیا جس گڈیا بکریوں
اور اس کے چرانے وغیرہ سے اس قدر واقف ہے کہ بڑے بڑے حورخ
وڈاکر کو اس کی اطلاع نہیں اس کو اپنے اوستے علی اس قدر بڑی دست
حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس مودر وڈاکر کو حاصل نہیں ہے۔
اسی طرح علم شعریں متنی اور اور تمام اور فردوسی و غالب کو جو وسعت حاصل
ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کو حاصل نہیں ہے۔

جواب :- یہ فرض بھی کر لیجئے کہ بالینوس و افلاطون کو کچھ سے کی برابر نجاست کے
احوال کا علم نہیں اسی طرح جو بڑے مودر وڈاکر کو کچھ ان چرانے میں گڈی سے کی برابر علم
نہیں ماسی طرح حضرت امام اعظم کو شعر گوئی میں۔ جتنی دابہ تمام فردوسی و غالب کی بار

سورہ شہاب ثاقب مثلاً و صلاً۔

علم نہیں تو اس کا دعویٰ کسی نے کیا ہے کہ انہیں برہمنے کا علم حاصل ہے۔ یہ علم
نہیں۔ انہیں اگر عین پیروں کا اصل علم ہی نہ ہو تو ہمارے اصل دعوے پر کیا اثر ہو سکتا
تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے برہمنے کا علم عطا فرمایا۔
ان کو علم اخلاق بنایا مصنف کا اس دعوے کے جواب میں ان لوگوں کی شانیں پیش
کرتا باطل بحث سے بیگانہ باتیں کرنا ہے جس کے انتہائے جہل کی دلیل ہے۔
پھر مصنف کی ان مثالوں میں بھی مزید جہالت علامت پر کھڑے کے لیے علم ثابت
کرتا ہے اور اس کے علم کا بالینوس و افلاطون کے علم سے مقابلہ اسی طرح چرچا ہے
کہ علم کا مودر وڈاکر کے علم سے مقابلہ اسی طرح غالب و فردوسی و غیرہ کے علم حضرت
امام اعظم علیہ الرحمہ کے علم سے مقابلہ اس جاہل نے اس تقابل میں کون سا مناسب
نظر رکھ کر یہ مقابلہ کیا۔ اور اگر اس سے بھی قلعی نظر کیجئے کہ توہین کو توہین کا مقابلہ کرنے
سے ہر جاتی ہے۔ کیا بالینوس و افلاطون کے مقابلہ میں نجاست کے کچھ سے کہہ سکتا بالینوس
افلاطون کی توہین نہیں کیا گڈی ہے کہ مقابلہ میں مودر وڈاکر کا ذکر کرنا اس مودر وڈاکر
وڈاکر کی توہین نہیں کیا غالب و فردوسی وغیرہ کے مقابلہ میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ
کا اسم جرمی لینا ان کی سخت توہین نہیں۔ انہوں نے دیوبندی قوم توہین خدا و رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تم کرنے کرتے اپنے احساس توہین کو اس قدر کھینچ کر
ان کو کسی کی توہین ہی نہیں معلوم ہوتی۔ لوگ اگر اس کو توہین نہیں سمجھتے تو ہم ان کے
پیشواؤں کو کہتے ہیں کہ تم کو جو علم حاصل ہے۔ ایسا تمام نافذی کو حاصل نہیں
چاہو کہ ایسا علم حاصل ہے۔ ایسا اشرف علی تقاضی کو حاصل نہیں۔ بیشکان کہ جیسا
انسان علم حاصل ہے ایسا رشید احمد گڑھی کو حاصل نہیں۔ تو کیا دیوبندیوں کے نزدیک یہ
نافذی و متافذی و گنگوہی کی توہین نہیں ہوتی مودر وڈاکر۔ ذرا اس کو مودر وڈاکر مایا کرد۔
لیکن یہ مصنف تو ایسا گستاخانہ رسالت ہے کہ صاف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے لیے شہاب ثاقب میں لکھتا ہے۔

ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو

آدی گئی ہے

اور اس قسم سستی کے باوجود اپنا ان فنی عقیدہ اور اپنے اکابر کا فانی عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے اور اسی شباب ثاقب میں نکلتا ہے۔

پس آپ معلوف اعظمی کا ذکر لکھیں والا خدین اور اعظمی
الخلافت کا طبقہ ہونے کوئی اور شخص بھی حضور علیہ السلام کے علم اللہ فی
مقابلہ باقراتہ والحقائق و انوار کمالہ اور حکم واسرار و سلطنت کو تیرے زیر
برنے میں شک نہیں کر سکتا چرچا کیا کہ اس کے خلاف کا معتقد ہوئے

جواب :- در حقیقت کو شرم نہیں آتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم طہارتین
الافترق اور علم اللہ فی مقابلہ کلمہ کو بھی اعلیٰ میں کو شرم کے مقابلہ میں وصیت عملی ثبات
کرنا ہے قرآن میں اس صفت نے کیا حضور علیہ السلام کی قرین نہیں کی کیا ان کے
علم کو نہیں گھٹایا۔ لہذا اس نے ضرور قرین کی تفتیش شان کی۔ علم شریف کو گھٹایا۔ جبکہ یہ
تجاست کے گہر سے اور گہر سے کے مقابلہ میں بھی حضور علیہ السلام ہی کا نام لایا مکتہ
لیکن مسلمانوں کے خوف کی بنا پر نہ کہ سطر اس کی بھی یہی ہے۔ چنانچہ علم شرم
کے متعلق مکمل کر کہا۔

قرآن سے استدلال میں ٹانڈی کی عیسیٰ ریاں

خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ما علمناہ الشعر وما یسبح لہ ہم ہر حضور
علیہ السلام کو شرم نہیں سکھایا اور ان کے لائق تھا پس معذور ہو گیا کہ ہمیں
اعظم رد یہ کہ نہ جانتا انبیاء و علیہم السلام کے کلمات میں نقص نہیں ڈالتا ہے
جواب :- معتقد نے اس میں چند حیرت ریاں کیں۔

۱۔ شباب ثاقب ص ۱۱۱ - ۲۔ شباب ثاقب ص ۱۱۱ - ۳۔ شباب ثاقب ص ۱۱۱

پہلی عیاری یہ ہے کہ آیت وما علمناہ الشعر کا ترجمہ خلاف تفسیرات
تفسیر معنی اپنی عزیمت یا پاک کی بنا پر غلط کر گیا۔ آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے حضور
علیہ السلام کو شرم نہ سکھایا یعنی حضور کو شرم نہ کیا۔ لہذا ہمیں دیا تو اس میں علم شرم کی فنی
نہیں ہے بلکہ علم کی فنی ہے کہ علم ہونے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے دوسری آیت
تھا ہے ما علمناہ متعتا لیس نکھ اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو تیار کے لیے
ایک لباس (دندہ) بنا سکھایا۔ یہاں بھی علم ہونے کے لیے ہے قرآن آیت میں حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم شرم کی فنی نہیں ہے تو مصنف کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لیے علم شرم کی فنی کر کے غائب اور دوسری اور تیسری و چارم کے لیے علم شرم ثابت کر دینا
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرین ہے اور ان کے علم اللہ فی مقابلہ ہونے کا صاف
اشارہ ہے۔

دوسری عیاری یہ ہے کہ غائب و فردوسی وغیرہ کے لیے حضرت امام اعظم کے مقابلہ
میں ترمذ و دست ثابیت کی اور ان کا حضور علیہ السلام سے برتائی کیا کہ حضور سے
علم شرم کی یا علم فنی کر دی کہ حضور سے علم فنی کر دیا۔ علم شرم ثابت ہو سکے اور وہ
علم شرم میں علم قرار پائے۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم طہارتین و انوارین کا
بھی انکار کر دیا۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی تفتیش شان اور مرتبہ قرین کی۔

تیسری عیاری یہ ہے کہ مصنف کا کسی علم کر دی یا رد کیا کہنا غلط ہے۔ لہذا عبد العزیز
صاحب تفسیر ترمذی یا پادہ اقل مستطہ پر فرماتے ہیں علم فنی قدر مذموم نیست ہر چہ کہ باشد
یعنی کوئی علم فنی مذموم نہیں ہے کسی طرح کا ہو۔ لہذا مصنف کا کسی علم کر دی یا رد کیا
کہنا غلط ثابت ہوا تو مصنف نے اس پر نیز مرتب کیا تھا وہی غلط ہو گیا۔

چوتھی عیاری یہ ہے کہ بحث کو حضور اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف
میں ہے۔ پھر اس کا اضافہ کر دیا کہ ہم اس کا ذکر کرنا محبت کو چھوڑ دینا ہے۔ مصنف
نے قول بدر کو کیوں پیش کیا۔ اس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وحدیث، مقتضیات مافی المناصب
والأدعیا (لا یجوز شریک ملاق)
وحدیث، مقتضیات مافی المناصب
وحدیث، مقتضیات مافی المناصب

اور موابہ حدیث الہی گذری کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے
لیے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جہنم میں تاقیامت برسنے والا ہوں
سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی پتیلی کی طرف۔ اس آیت کریمہ میں جب
یہ موعودہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حضور نہ جانتے تھے اس کو سکھادیا تو کیا جزئیات
کو نہیں اس آیت کے عموم میں داخل نہیں ہوئے احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں نے سب کو جان لیا۔ مجھے ہر چیز ظاہر و
گہنی میرے لیے دنیا کو ظاہر کر دیا گیا۔ اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب
کی طرف میں مثل اپنی پتیلی کے دیکھ رہا ہوں۔ قرآنہ جزئیات کو نہیں آسمان و زمین کے
احاطوں سے کیا خارج ہیں؟ کیا وہ شے نہیں ہیں اور کیا وہ دنیا کی تاقیامت ہونے
والی چیزوں سے خارج ہیں قرآنہ قیامت سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ جزئیات کو
دائم و دیر و غیر انہیں احادیث و آیت کے عموم میں داخل ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے احاطہ میں داخل ہیں۔ قرآنہ نصی میری اس مسافت کو نظر آئے۔ ٹھیکے نظر آسکتی
تھیں۔ جب آنکھوں پر پردہ است و سئل کا حیرت دہا ہو، دل میں عداوت و رسول ہماری ہوتی
ہو تو اس مسافت نے کیا صاف انکار کر دیا۔ اور شیطان کی ہمت سے ولی میرے ہوتے
کہ اپنے آپ کو دینی نہیں کہتا ہے کہتا ہے قرآنہ شیخ دیو کے لیے کیا موعودہ جزئیات
کو نہ کہ کا مل اور صحت برائے جنت و لعنت کہہ دیا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر
دلائل کرتی ہیں اور ہر کچھ کو ترک کر دیا کہ گزشتہ آیت و حدیث پیش نہ کر سکا چہر بھی

ملہ دیکھو شریف ص ۵۷

شیطان کے عالم جزئیات کو نہیں ہونے پر انصاف بر کرے گی کہ ایمان لے آیا ہے ہے
اس دیر بندہ قرآنہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت و دشمنی کا نعرہ اور اس
کے مقابلہ میں شیطان سے جنت و عداوت کا زبردست جذبہ اسے دینے و جہنم میں
تاریکیوں سے نہیں بچا سکتی توبہ کر، شراب نہ پیا، باگ و رسالت کی گستاخوں سے باز آؤ۔

حسین احمد نانڈوی کی ایک اور شوخی و عیاری

مصنف کی عداوت پر ابین قلم کے متعلق تمام فریب کاروں ختم ہو چکی ہیں نہ خود
ہی یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کی یہ تحریکیں چلی جہنم میں اس کے اور مسلمان حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے علم جزئیات کو نہ کہ نفی کو قبول نہیں کر سکتے تو وہ اس فریب دینے پر آخر پڑا
کہ جزئیات کو نہ کہ واحد ویزہ کا علم کوئی کمال ہی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

ان جزئیات و فریبہ حادثہ کا علم کوئی کمال نہیں ہے۔ علاوہ میں ان کی
طرف توجہ نہ کرنا خود مصنف علیہ السلام کے منصب فریبہ کے مناسب نہیں۔ جیسے
کہ شریک کہتا ہے وہ موعودہ کی طرف توجہ نہ کرنا خلاف شان کمالی حضور علیہ السلام ہے
ہزار بار احادیث اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو بہت سے جزئیات مخصوصہ
کا علم نہ ہوا پس ملائکہ کمال و فضل سے جزئیات پر گزریں نہ ان کی وجہ سے اہل بیت
و اوصیت علیہم السلام

جواب ۱۔ مصنف کی شوخی و عیاری علاحدہ کر کے دعوے کرتا ہوا کہ جزئیات
دنیاویہ کا علم کوئی کمال نہیں اور دل کچھ نہیں۔ اگر اس کے دعوے میں اس نے سامی صلاحت
کا شائبہ ہوتا تو اس پر کوئی حجت پیش کرتا یا کوئی حدیث نقل کرتا یا بعض شہ زوری اور وہ بھی
کرات و احادیث کے خلاف اس کو شرم نہیں آتی۔ جیسے آپر ثابت کیا کہ نفی کوئی علم
مذہب و قریب نہیں ہر عامل جانتا ہے کہ ہر چیز کا جاننا کمال ہے اور نہ جانتا ہے کمالی ہے۔

ملہ ۲۔ شہاب ص ۵۷

ضعفت اس قدر جاہل اور مذہب سے ناواقف ہے کہ جزئیات و دنیاویہ اور شر و کبائت و
 محرم و غیرہ کے علوم کو سب بیخ کن جانتا ہے۔ اور ان کے علوم کو خلاف شان رسالت کہتا ہے
 کہ اس کے نزدیک ان جزئیات و دنیاویہ اور شر و کبائت و محرم و غیرہ کے علوم اللہ تعالیٰ کو
 بھی حاصل نہ ہونے کے واسطے ذات پاک قبیح و مذموم سے منزہ و پاک ہے۔ اور جب ان
 کے علوم شان رسالت ہی کے خلاف ہیں اور شان رسالت کے لیے کمال نہیں تو شان
 الوہیت کے قوبر و بر اولہ خلاف ہوں گے اور اس کے لیے بھی کمال نہ ہوں گے۔
 پھر قرآن شریف کے نزدیک بیکٹی شیعہ عقیدہ ہی قرار نہ پایا۔ بلکہ وہابیوں نے اللہ
 تعالیٰ کے ہر شے کے عالم ہونے پر ایمان لائے ہوا نہیں۔ اگر کہہ کر خدا کے بیکٹی شیعہ
 ہونے پر ایمان لائے ہیں تو جزئیات و دنیاویہ اور شر و کبائت و محرم و غیرہ کو
 یہ اس کے تحت میں داخل ہونے تو اللہ تعالیٰ جزئیات و دنیاویہ اور شر و کبائت و محرم و غیرہ کا
 بھی علم ہوا۔ اور ان کے علوم تمہارے نزدیک قبیح و مذموم تھے۔ تو تم نے قبیح و مذموم کو کد
 کے لیے ثابت مانا اور یہ مرید ٹھہرے۔ نیز تمہارے عقیدے میں ان کے علوم کا حصول
 کمال نہیں تو تم نے بے کمالی کو خدا کے لیے حاصل مانا اور یہ بھی ٹھہرے۔ لہذا اب کمال کر
 با علما کو کہو کہ ہمارے درویدی عقیدے میں اللہ تعالیٰ ہر شے کا جانتا والا نہیں ہم اس
 کے بیکٹی شیعہ علم ہونے پر ایمان اس لیے نہیں لائے کہ جزئیات و دنیاویہ اور شر و کبائت
 و محرم و غیرہ علوم و ذیلیہ مذموم و قبیح ہیں جب یہ شان رسالت ہی کے خلاف ہیں تو شان
 الوہیت کے بھی خلاف ہونے ان کے حصول میں خدا کے لیے کوئی کمال نہیں یہ اس کی شان اعلیٰ
 و ارفع کے مناسب نہیں قرآن تمہارے نزدیک خدا ان کا برگزیدہ علم ہوا۔ اور شیطان
 ان کا جانتا والا تمہارے نزدیک بدالائے آیت و احادیث ہے تو اسے وہابیوں نے
 یہ چھاپا کہ جزئیات و دنیاویہ اور شر و کبائت و محرم و غیرہ کے علوم خدا کو تو حاصل نہیں ہاں شیطان کو ان
 کے تفصیلی علوم حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ چونکہ خدا کمال فیض ہے۔ یہ
 جزئیات و دنیاویہ برگزیدہ لوگوں کی طرح ایسے معین کا خدا سے اعظم و ادنیٰ ہے لہذا وہ انہیں
 آگاہ و فانی قلم نے ایسا چھاپ دیا کہ تمہارے دیکھا بندہ اور درویدی ہونے پر ہر

تک چلنے لگی۔

ضعفت ماسیحا کی کڑواہیں نکلیں کہ آپ کی طرف سے کفری حدیث کی حمایت
 کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمہارے استدلال اور کام سے شان الوہیت کی بھی کسی سمت قربان ہو گئی
 اور اس کے نتیجے میں خدا بھی بیکٹی شیعہ نہیں قرار پایا۔ اور ایسے کمال علم خدا کے علم سے
 زیادہ علم والا ایسا ذلیلہ تھا۔

مسئلہ ثوابیہ ہے اس ضعف کی فضا شکوہ کا ایک فقیر اس وقت روح کو شاہین مصطفیٰ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ اہرام ہے نہ شان الوہیت کی عظمت کا کلمہ طاعت ہے۔ بلکہ اس کی
 توجہ اپنے شیخ ضیاع المعین کے دستِ علم ثابت کرنے کی طرف مبذول ہے اپنے
 اکابر کے کفر کے حمایت کرنے کی طرف اس نادان کی بکھر میں یہ نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کمال
 علیٰ اسی میں ہے کہ وہ ہر شے کا علم ہو اس کے فضل و عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کمال علیٰ بھی ہو ہی ہے کہ وہ ہر شے کے عالم ہیں۔ چنانچہ حدیث تریف میں
 گذشتہ کلامی بیکٹی شیعہ فخریہ یعنی مجھے ہر شے کا علم ہو گئی اور میں نے پیمان بھی لیا ہے
 شے کا جانا کمال حقانیت و شکر حدیث کی بنا پر ضعف ہے کمال علی کا اظہار فرمایا اس
 معنوں کی بحیثیت آیت و احادیث موجود ہیں۔ جن میں سے متعدد میں نے اپنی کتاب
 در تفسیر بیانی میں پیش کی ہیں۔ تو جب عمومی حدیث سے حضور بنی کر کہ مسی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے لیے ہر شے کا علم ثابت ہو چکا تو ضعف کمال کے خلاف جزئیات و دنیاویہ اور شر و کبائت
 و محرم و غیرہ کا آپ کے احاطہ علی سے خارج کرنا یا حضور کے علم شریف کو گناہ اور تنقیص شان رسالت
 کرنا نہیں ہے۔ توجہ بہادت براہین میں مرید توہین بھی دہا باقی رہی بیکدہ توہین اس ضعف
 کی تکرار ہے اور واضح ہو گئی۔

آپ باقی رہا ضعف کا یہ مرید حضرت کو ہزار بار الہی احادیث ہیں جن سے حضور
 علیہ السلام کو جزئیات و غیرہ کا علم نہ ہونا ثابت ہو چکا ہے اگر کوئی ایسی ایک حدیث بھی
 ضعف کو غلطی تو اس کو بہت اچھل کر سبیش کرنا اور جب اس نے ایک حدیث بھی پیش
 نہیں کی تو ثابت ہو گئی کہ ضعف ہو چکا اور مخفی ہے اس کی اس طرح کھو دینے کی عادت

ہے جیسے ایس کے لیے جو نبات کو نیر کے اثبات میں معرفت یہ تصدیق تھا کہ متعدد آیات
و احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حالانکہ وہاں ایک آیت یا ایک حدیث بھی پیش
نہ کر سکا۔ اسی طرح اس نے یہاں بھی تصدیق ہے کہ ہزار ہا احادیث موجود ہیں۔ اور حقیقت
یہ ہے کہ ایک حدیث بھی اگر خود بخود ہی تو اسے پیش کرنا۔ امدنی ظلم کی احادیث ہر بھی
نہیں سکتیں جب بکثرت احادیث میں یہ آچکا کہ حضور علیہ السلام کو ہر نے ظالم دے دیا
کیا جن میں سے چند احادیث اچھی ہم سے پیش کریں۔ لہذا یہ مصنف سخت عزیز ثابت ہے۔
براہ کاتب ہے۔ بہت معذرتی ہے۔ اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔

پھر مصنف عبادت براہین قاطعہ کی تو یہ اپنے ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔
و ان مطلق ظلم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی وجہ سے فقہاء کا قرا
ر ہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یہی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جس
کو صاحب انوار سا طعنے لے کر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی چلی آ رہی
ہے جس ضمن اس فقرہ براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص ظلم کی وسعت آپ
کو نہیں دی گئی اور انہیں زمین کودی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اضلال عالم
کر رہے ہیں۔

جواب: یہ مصنف عبادت براہین میں ایڑی چرنی کا زور لگا رہا ہے لیکن کوئی بات
جانتے سے جنتی نہیں۔ اس کا لغو بھانے اٹھنے کے اور مستحکم ہونے سے ہم مصنف کی
خاطرات اگر یہ بھی تسلیم کریں کہ بحث مطلق ظلم کی وسعت پر نہیں ہے اور بحث عیلامی
کی وسعت پر ہے اور لفظ یہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔ تو عبادت براہین قاطعہ کا ضمن
مبتدلی مصنف پر ہوا کہ عیلامی زمین کی وسعت علیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی
گئی۔ اور شیطان زمین کو دی گئی ہے۔ لہذا صاحب براہین کا عیلامی زمین کی وسعت کا یہی ظلم
مشیطان زمین کو تو ثابت کرنا اور اس کے مقابلہ میں حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے

صاف اعلان کرنا کہ حضور کے ظلم کا گھٹا نہیں ہے۔ اور کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی بدترین توہین نہیں ہے۔

مگر مصنف کی تہنیت کے لیے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نیران
العرف مبتدی طالب علم سمجھتا ہے۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو
کیا اس نے تھانوی صاحب کی توہین نہیں کی۔ کیا یہ مصنف والا عذر کام دے جائے
گا کہ تھانوی صاحب کے لیے ایک خاص علم جس کا ذکر انکار کیا ہے مطلق درست علم کا
انکار تو نہیں کیا۔ لہذا تھانوی صاحب کی توہین نہیں ہوئی۔ اسے گستاخانہ شان رسالت
ایسے عذر اس کو کفر سے نہیں بچا سکتے۔ جلد تو یہ کرواد اور ایسی گستاخیاں سے باز آؤ۔
پھر جب مصنف نے دیکھا کہ اس کو جس سے بھی کام تھا نظر نہیں آتا تو برا و قریب
اس کی ایک یہ مثال پیش کر رہا ہے۔

ثانڈوی کا ادب پٹانگ شال دینا

دیکھئے کوئی بھی سید پر اور براہین صاحب کو امام ابوحنیفہ سے اہم نہیں کہہ سکتا۔

اسی عبادت میں مذکور ہے۔ اور مکلف الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے
ہرگز ثابت نہیں ہوگا کہ آپ کا ان امور میں مکلف الموت کے برابر ہی ہو جائیگا
زائد پس بحث ایک خاص ظلم کی وسعت میں ہو رہی ہے امدنی کا جواب
دیا جا رہا ہے۔

جواب: مصنف کی ایسی جتنی شاہد کے ممکن جوابات اور پر گڑ بچکے کہ سید
اور براہین صاحب اگر ایک خاص میں ہیں جب انہیں زیادہ کمال حاصل ہے تو انہیں اس
حق کے لحاظ سے اہم کہا جاسکتا ہے اور حضرت امام ظلم کو ہر فن کے اعتبار سے اہم نہیں
کہا جاتا ان کے لیے یہ دلائل ہی نہیں ہے کہ وہ ہر فن کے امام ہر فن کے عالم ہیں۔ تو یہ مثال

بے عمل ہوئی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو یہ عقیدہ ہے کہ آپ اہل ملت میں ہر شے کے عالم ہیں، تو ان سے ایک شے کے علم کا انکار کرنا اور ان کے مقابلہ میں اسی شے کا علم کسی دوسرے مخلوق کے لیے ثابت کرنا ان کے علم و بین کو گھٹاتا ہے جس میں ان کا مرتبہ توڑ دیا جاتا ہے۔

مصنف کا اور اس کے ابراہام خاندانی عقیدہ تو یہ تھا جس کو اس نے اسی شہاب ثاقب میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

ٹانڈوی اور اُنس کے اکابر کا مناشی عقیدہ

یہ حضرات اکابر ملتان، دیوبند، اہل علم اور ماسوا اسکے جتنے کلمات ہیں سب میں بد خداوند اکرم عزائم تہجہ حضرت علیہ السلام کا ہے۔ علوم اذہین و آخرین سے آپ مالا مال فرماتے تھے جس کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کلمات میں نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو سکے۔

جہاں اسب :- اب دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے زیادہ توڑا گیا بلکہ برابر بھی نہیں رہا۔ تک کہ مصنف نے بھی شیطان کو آپ سے زائد علم ثابت کیا و نگیدہ شہاب ثاقب ملتان تو دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے بھی کم ہے اور شیطان سے بھی کم ہے۔ اور یہ نادر یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت ہم حضور کے لیے نہیں مانتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اسی خاص علم کو ملک الموت اور شیطان کے لیے ثابت کرتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دیوبندی خاص علم کی وسعت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد ملک الموت اور شیطان کو عالم مانتے ہیں۔ تو یہ کہی علم مصنف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیق نہیں۔

ملکہ وہ شہاب ثاقب ص ۵۵۔

اور کیا شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین توہین دہشت نازی نہیں۔ تو صاحب برہین قاطعہ یقیناً کافر نہایت ہو گیا کہ اس نے صاف طور پر ملک الموت کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کم کر دیا۔ بلکہ اس کے کافر ہونے کا اقرار خود اُسی کی زبان سے پیش کرتا ہوں۔ البتہ میں صاف لکھتا ہوں۔

خلیل بیٹھوی نے اپنی تکفیر خود ہی کر دی

ہمارا بیٹھوی عقیدہ ہے کہ ہر شخص اس کا قائل ہو کر فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے تو کافر ہے۔

اور صاف دیکھو خود اُسی نے براہین قاطعہ کے ساتھ پر یہ صاف لکھ دیا۔ اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز نہایت نہیں ہو سکتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

اس میں خود ہی اقرار کر لیا کہ ملک الموت کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے تو وہ اپنے آپ کو کافر ہو گیا اور اتالیقی دگری ہو گئی اور وہ بھی کافر ہو گیا کہ اس نے بھی شیطان کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے لیا۔

مکمل فرماؤ! یہ میں ان کی شان رسالت میں گستاخیاں دے رہا ہوں البتہ خدا تعالیٰ

پھر مصنف علم کی امتیاز کرتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہے

ہمارے مقدس بزرگان دین کے نزدیک کسی کے علم ہونے کے لیے ہر شخص کے لیے علم شریف و معارف کا یہ کو عادی اور جانتے والا ہو۔ جن کو دوسرا شخص دے جاتا ہو۔ پس اُن کو علم نہ مانے والے سے اس شخص کا علم اور اس علم اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص ثانی میں وہ علوم

ملکہ وہ شہاب ثاقب ص ۵۵۔

موجود ہوں مگر نہایت اوسٹہ درجہ کے بہ نسبت شفعی سابق کے علم کے ہیں۔

لفظ علم اور بے علم کی نفیس تحقیق

مصنف صاحب تہار سے نزدیک کے سنیہ اعلیت کو کون پوچھتا ہے۔ یہ سنیہ سلط میں سے کس نے بیان کیے ہیں۔ اور کوئی مستزکب میں ہیں اس کا بھی سوال دیا ہوتا۔ اور جب سوالی نہیں دیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگان دین سے ٹراو دیو بندی تھے ہیں۔ اور یہ سنیہ ہمیشہ انہیں کے سکتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ ہوشے کا علم کمال ہے اور درجہ عالیہ کمالی ہے اور جب ایک شخص ایک فن کو جانتا ہے اور دوسرا اس کو باطل نہیں جانتا تو ہر عقل ان میں فرق مخالفت اور جرح مخالفت کا کرتا ہے کہ جانتے والے کو عالم کہیں گے اور نہ جانتے والے کو غیر عالم یعنی جاہل کہیں گے۔ مثلاً ذیل علم طلب کو جانتا ہے تو اس کو عالم طلب کہا جائے گا۔ اور غیر علم طلب کہ باطل نہیں جانتا تو اس کو غیر عالم طلب کہا جائے گا۔ قرآن اور تفسیر میں مخالفت طلب اور جرح طلب کا ہرگز ذیل عالم طلب کہلاتے گا اور غیر جاہل من العلم کہلاتے گا۔ اور اعلیت کا فرق یہ ہوتا ہے کہ ذیل تو علم طلب میں بہت کافی مہارت و کمال رکھتا ہے اور عالم طلب کو جانتا ہے مگر اس کو ذیل کی برابر مہارت اور کمال طلب میں حاصل نہیں تو کہا جائے گا کہ طلب میں ذیل بمقامہ عالم کے علم وادب علیا ہے۔ یا یوں کہیے کہ مدرسہ عربی کا صدر مدرس تو صرف علم حدیث و علم تفسیر و علم فقہ کی اچھی مہارت و تحقیق درس کی رکھتا ہے۔ اور علم متعلق علم فلسفہ، علم ریاضی، علم حساب، علم نجوم، علم معانی، علم ادب و غیرہ علوم مرتبہ کا علم تو رکھتا ہے لیکن اُسے ان کے درس کی مشق نہیں۔ اور مدرسہ دوم ان سب علوم اور علم حدیث و تفسیر و علم فقہ کے علم وادب کی مشق و مہارت رکھتی رکھتا ہے جب تو اس مدرسہ دوم کو مدرسہ اول سے علم اور

مل نہ شہاب ثاقب ۳۳۰

اور علم علمیں گے۔ اور اگر وہ مدرسہ اول سوائے تفسیر و حدیث اور فقہ و اصول فقہ کے اور ان علوم درسیہ کو جانتا ہی نہیں اور مدرسہ دوم تمام مدرسہ نظامی ان چاروں اشرف علوم اور باقی تمام مرتبہ علوم کا سب سے اچھا عالم ہے۔ تو صرف مدرسہ اول کو رتبہ اشرف علوم کے عالم ہونے کے بمقابلہ اس مدرسہ دوم کے علم وادب علم اور زائد فی العلوم کی ماقا کو دل تو نہیں رکھتا۔

دیوبندی تلوں کو علم اور زائد فی العلوم کا بھی مطلب نہیں آتا

تغیب کر یہ دیوبندی تلو اپنے علم کے علم کی بڑی ڈینگے مارا کرتے ہیں۔ مادہ بھی انہیں یہ بھی تفسیر نہیں کر سکتے اور زائد فی العلوم ہونے کے کیا سنیہ ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ان کے مدرس میں جو بھائی ایسا ہی ہے کہ فقہ تفسیر کی ایک مددگار ہیں پڑھاوی اور وعدہ حدیث کر دیا۔ اور وہ باقی علوم درسیہ سے باطل جاہل ہوتا ہے اُسے علم و زائد فی العلوم قرار دیا کہ وہ اشرف علوم سے واقف ہی ہو گیا۔ مگر دنیا نے علم میں ایسے نام کے علم کو علم و زائد فی العلوم و دیگر علوم نہیں کہتے۔ مصنف کے اس سنیہ کا یہ مطلب ہے کہ کلک الودع اور شیخان علوم شریعہ اور معارف کمالیہ کے بھی جانتے والے اور علوم غیر شریعہ و معارف کمالیہ کے بھی جانتے والے ہیں۔ اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ و علم وادب و علوم شریعہ اور معارف کمالیہ پر حاوی اور علوم غیر شریعہ و معارف کمالیہ سے باطل نادانیت تو یہ دیوبندی لوگ حضور کے لیے براہ قریب یہ کہتے ہیں۔

پس حضور علیہ السلام کو کجہ خلقاؤں اذہن و آفرین سے اعلیٰ کہنے کے یہ سنیہ ہیں کہ جس قدر علوم شریعہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کی برابر کسی مخلوق کا رتبہ نہیں ہو سکتا بعد رتبہ خداوندی آپ ہی کا رتبہ ہے۔

مل نہ شہاب ثاقب ۳۳۰

بجز اسب :- لیکن اصلی مقصد یہ دیندہ ہے جو براہین کا ماحول میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو دیکھ کر کہہ دیجئے گا یہی علم نہیں۔ اور علت الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوا کہ علم ان احوال میں علت الموت کی برابر بھی ہو چکا ہو یا نہ ہو۔ اور مصنف کہتا ہے ایک خاص علم کی وسعت آگے نہیں دی گئی، اور اسیس لین کر دی گئی، اور قتالی صاحب غفرلہ ایمان میں لکھتے ہیں کہ اس علم میں غیور ہو کر اس میں حضور کی کمی نہیں ہے۔ ایسا علم طیب تو زید و زکریا پر بھی دیکھو بلکہ جبرائیل و میکائیل کے لیے بھی حاصل ہے۔ قرآن و دیندہ کی ان تعریحات کے بعد ظاہر ہو گیا کہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام کا علم دوسرے علماء و ائمہ کی تعلیمات سے بالکل غلط ہے اور یہ کہ اگر وہ علم کو غلط دیتے ہیں، اور اس علمیت کے لئے کوہ کر بھی یہی مقصد ہے کہ حضور علیہ السلام کے لیے نبی معلوم سے انکار کر کے ان کے کمال کی کمی نہیں کی جائے۔ چنانچہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے۔

اسب ہم فقیر صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک علم ہونے کے کیا معنی ہیں؟ آیا یہ معنی ہیں کہ کوئی جبری شریعت ہو یا وہی علوم کا لیر اور معلوم دینے سے نہ چھوڑے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اس وقت تک ثابت ہے اگر وہ عقل کو عوام الناس بلکہ حیرات سے علم کہنا نہ صحیح ہو یا نہ

اہلسنت کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم خلق پر تفریق طلب

اہلسنت و جماعت کے نزدیک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے علم الہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم سے معارف جزیرہ و ملوک علیہ۔ درکات قیہ و یقینہ ہر بار اللہ و انوار ہر وہ احکام دینہ و امور دنیہ و دنیا گزشتہ و آئندہ زمین و آسمان کی ہر شے تمام ممالک و دیہات کے علم ان کو حاصل ہیں۔ تمام مخلوق ان کی اُمت ہے اور سب ان

اہل الخلق ہیں قرآن کا علم اپنے مانتوں کے علم سے ادنیٰ ہو گا۔ اور اس اُمت کے تمام معلوم حضور کے علم سے منسوب ہونگے۔ خلیفہ کل کمالی مکتب ہے یہ خدا تعالیٰ کے علم کے حکیمہ و حکمت پر اہلسنت کے دوسری ہیں جو اس حدیث میں آئے اور اُمت کے سلف و خلف نے جن کی تصریح کی اور شرح شفاء شریف کی عبارت قرآنی گزری یہی اہلسنت کے معنی اہلسنت قدس سرہ نے بیان فرمائے۔ دوسرے اگر حضور علیہ السلام علیہ وسلم کی ایسی اہلسنت کہ ان کو انہوں نے نہ آپ کا علم الخلق جانا نہ دوسرے علماء و ائمہ کا علم جانا۔ جبرائیل کے من میں کسی علم کا انکار کرنا ان کی تنقیص شان کرنا ہے۔ اب باقی مصنف کی تصریح تو جس کا جواب یہ ہے کہ ایسے ابراہیم و اخیل و دیندہ کے ہوں گے جن کو عوام الناس بلکہ حیرات سے علم کہنا نہ صحیح ہو گا۔ خواست کا لیر اقرہی اہلسنت اور تنقیص شان رسالت تو نہیں کرتا کہ وہ خواست کا لیر اقرہی اہلسنت سے ان کی شان رسالت و اہلسنت سے یقیناً برتر اور افضل ہے۔ اب مصنف کا یہ کہنا۔

الحاصل حضور علیہ السلام کا علم الخلق اور دوسرے الخلق علم ہوتا ہے ہمارے اور ہرگز برتری کے نزدیک ہر طرح علم ہے

مصنف کا یہ فریب ہے کہ حضور علیہ السلام کا علم الخلق اور دوسرے الخلق علم ہونا ہرگز اس کو بھی مسلم ہرگز اور دوسرے حضور کے علم الخلق ہونے پر ایمان نہ تو چاروں طرح کے بعد یہ نہ لکھتا۔

۱۔ ہزاروں قصی جزیرہ آپ کے علم پر ولادت کرتے ہیں۔

۲۔ مصنف کی اس عبارت سے اس کے ظاہری اقوال و افعال کے علم کا غلبہ اظہار کیا کہ مصنف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہزاروں قصی جزیرہ کا علم بھی نہیں جانتا اور ہر آپ کو علم الخلق بھی کہنا جانتے ہیں۔ یہ بھی اس کا شان رسالت کے ساتھ ایک استہزاء ہے۔ جیسے کوئی عافوی صاحب کہے کہ کوہ فلاں مسکن نہیں جانتے فلاں علم

ہیں جلدیہ فقر کے صد یا کچھ ہزار باسائی کو نہیں مانتے مگر میں ان کو معنی علم ہی کہتا ہوں تو کیا یہ شخص حجازی کو معنی علم کہہ کر استہزاء نہیں کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ معتقد بھی شان رسالت کے ساتھ استہزاء کر رہا ہے۔ مگر ہزار معتمد کا عدم علم ثابت کرنا جائز ہے اور میرا کہہ کر اعلان کہہ کر استہزاء کرنا ہے۔ اور معتقد کا یہ بھی ایک قریب ہے جس کو خدا ان الفاظ میں مکتوب ہے۔

ہمارے نزدیک جو شخص معتمد علیہ التسم سے کسی وقت میں وصفِ اعلیٰیت | کو فنی کہے وہ مستوجبِ تنبیہ و تفسیر ہے۔

معتقد خود ہی قرشیطان اور کٹ الموت کی اعلیٰیت کو بقا بر معتمد علیہ التسم کے ثابت کرنے کے لیے ایڑی پوری کا زور دے رہا ہے اور معتمد کی اعلیٰیت کی فنی میں ورق کے ورق سیاہ کر رہا ہے سچی کہ معتمد علیہ التسم سے نہ فقط اعلیٰیت کی فنی بلکہ عدم علم کے لیے ہزاروں قصص کی دولت ثابت کر رہا ہے۔ قرآن ہی حکم سے نہ فقط وہ مستوجبِ تنبیہ و تفسیر بلکہ تقاضا کا زور برقرار پایا۔ اور نسیم اللہ ان کے حکم کا خود ہی مصداق بنا اور پھر ایسی سختیں شان رسالت پر غیب رسولوں ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اطہر حضرت قدس سرہا کو معتمد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ اعلیٰیت مانتے ہیں جو احوال سے ثابت۔ تقابیر سے ثابت صحاح کرام کے اقوال سے ثابت۔ سلف صالحین کی تصریحات سے ثابت ہے۔ معتقد کو چاہیے کہ حلقہ کو برسرے اللہ شان رسالت کی ایسی گستاخی سے باز رہے اور ان کا بردہا نہیں کی حمایت کو ترک کرے۔

۱۔ شبابِ ثاقب ص ۵۵۔

فصل سابع اور عبارتِ براہین قاطعہ کی دوسری بحث

براہین قاطعہ کی عبارت میں گذارکہ عیض زمین کی وسعت علیٰ شیطان و کٹ الموت کے لیے قرآن سے ثابت ہے اور معتمد علیہ التسم کے لیے خلافِ نصیب قلیہ ہے اور اگر معتمد علیہ التسم کے لیے عیض زمین کی وسعت علیٰ ثابت کی جائے تو وہ شرک ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ کی پوری عبارت یہ ہے۔

الحاصل جو کرنا چاہیے کہ شیطان و کٹ الموت کا حال دیکھ کر عیض زمین کا غیر عالم کو خوفِ نصیب قلیہ کے باوہل معنی قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں ہو کر فسادِ ایمان کا معتبر ہے۔ شیطان و کٹ الموت کو یہ دستِ نصیب سے ثابت ہوئی تو حاکم کی وسعتِ ملک کی کوئی فنی نقل ہے کہ جس سے تمام نصیب کو ترک کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

اطہر حضرت قدس سرہا نے تمام الحرجین میں جو القیاد المستند سے اس کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ اس میں اس عبارتِ براہین کے رد میں ایک یہ مواخذہ بھی فرمایا ہے جس کی پوری عبارت یہ ہے۔

ابیس کے لیے قرآن میں کہ عیض پر ایمان لانا ہے اور جب خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو کہہ گئے۔ یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک قرآنی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شریک مقرر کیا جائے تو جس چیز کا مقرر ہو جس سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو۔ وہ تو تمام جہان میں جس کے لیے ثابت ہو کر ہے۔ یقیناً شرک ہو گا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا تو دیکھو ابیس ملین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیا ایمان رکھتا ہے۔ شرک خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منتہی ہے۔

۱۔ براہین قاطعہ ص ۵۵۔ ۲۔ حاکم الحرجین ص ۵۵۔

اس عبارت میں اظہرت قدس ثقلیٰ نے جو زبانِ مذمومہ کے کلمات برابری کا داعی
یہی مضمون ہے کہ عیسیٰ زمین کا علم شیطان و ملک الموت کسبے ثابت ہوا شرک نہیں
اور مشرک علیہ السلام کے لیے ثابت کیا جاتا ہے کہ شرک ہے۔ اور اس نے شیطان کو خدا کا شریک
کہا ہے۔ عیسیٰ کو عیسیٰ بن کا علم ہے عیسیٰ بن کے لیے ثقلیٰ نے جو شرک ہوا ہے وہ جہان
میں جس مخلوق کے لیے ثابت کیا جائے گا۔ شرک ہی ہو گا۔ لہذا اس شرک کو سب شیطان
کے لیے وہ مان رہا ہے تو اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ صاحبِ برابری کا علم نے شیطان کو خدا
کا شریک مان لیا۔

معصفت نے اس پر اظہرت قدس ثقلیٰ نے کہ تو کہتے ہو کہ دلائل و قیاس افراز غافل کرنے
والا۔ و دروغ مضبوطی لے لینے والا۔ ہے۔ تجو غیر متدین جہالت کی قطع و برید کر کے والا غیر قابل
اعتدال و تحقیق کی گالی گلوں خوب لگی حالہ کہ ہر فرد خواں مسفت مزاج خود ہی اس فیصلہ
پر مجبور ہے کہ اظہرت قبلہ سے جو عبارت برابری پر مآخذ کیا وہ بالکل حق ہے اور فی الواقع
اس عبارت برابری سے ہی لازم آتا ہے کہ اس نے شیطان کو خدا کا شریک مقرر کیا۔ معصفت
اس کی کوئی معقولہ پیش نہیں کر سکتا ہے۔ تو عاجز ہو کر گائیاں مکتا ہے اور یہ فریب
دیتا ہے۔

شیطان کو برائے افعال عالیانہ علم بعض جزئیات حادثہ کا باری تھلے
سے دینے کا خصوصی قرآنہ و احادیثِ نبویہ سے ثابت ہوا ہے۔ پس اس
کے قابل ہونے میں کسی طرح شرک لازم نہیں آتا چنانچہ عبارت برابری میں صاف
طرز سے فرمایا ہے۔ پس جو کہیں قدرت و مسعت علم و قدرت و غیر مآخذ
دی ہے اس سے زیادہ ہرگز وہ بھی نہیں ہو سکتا شیطان کو جس قدر
و مسعت دی الا ملک الموت اور شیطان کو جو یہ دستِ علم دی اس کا حال
مشابہ اور نفسی تعلق سے معلوم ہوا اور پس بھی امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ
ہر علم و دروں کو ذاتی نہیں بلکہ با محادہ اقدس ثقلیٰ نے یہاں کہ فرمودہ ہے کہ شد و جگر
موجود ہے بلکہ

جواب :- معصفت اس میں عیسیٰ زمین کا علم ملک الموت و شیطان کے لیے نفسی
تعلق سے ثابت مان رہا ہے۔ تو دوسرے تو یہ ہے اور صاحبِ برابری نے اور معصفت
نے اپنے اس دعوے پر کوئی نص قطعی پیش نہیں کی۔

و اما میرا وہ نفسی تعلق پیش کر دین سے تم ملک الموت اور شیطان کے لیے
عیسیٰ زمین کی دستِ علم پر ایمان لانے جو دوسری بات معصفت کی ہے کہ شیطان و
ملک الموت کو عیسیٰ زمین کا علم ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ علمِ عطائی ہے۔ معصفت کی اس توہینہ
اس کے نام والہ یہ مولوی اسٹیل ولہی کا قول کاش رہا ہے کہ وہ تقریرت الایمان میں
تصریح کرتا ہے۔

بقولِ عیسیٰ قتلِ ثاندوی اور اٹیھوی مشرک ہیں

میرزا یوں کہے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات ہے خدائے کے دینے
سے عرض اس حقیقہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ

اگر معصفت کا قول مانا جائے کہ شیطان کی یہ دستِ علم عطائی ہے۔ اور صاحبِ برابری
ان کو علم عطائی ہی کا اثبات کر رہا ہے تو یہ صاحبِ برابری نے تقریرت الایمان کے حکم سے شرک
مقرر کیا کہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ اس طرح ذاتی سے شرک ثابت ہوتا ہے اسی طرح
اس سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ تو معصفت صاحب نے اپنے انہی ہی کی اچھی مآخذ
کی کہ اسے شرک بنا دیا۔ بلکہ یہاں شرک کے گڑھے میں ڈال دیا۔ بلکہ معصفت کی علم عطائی
تو یہ خود صاحبِ برابری ہی کے کلام سے باطل قرار پاتی ہے۔ خود معصفت قائل ہے۔

دیکھو مقدمہ ۳ ص ۳ صاف طرز سے تحریر فرماتے ہیں یہ بحث اس صورت
میں ہے کہ علم ذاتی کی کچھ کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ رکھے کہ

میں مال معصفت عبارت برابری میں قلم میں عیسیٰ زمین کے علم کے اثبات و عدم اثبات کی

بحث علم ذاتی میں ہے۔ تو عبارتِ براہین کا اس بنا پر منہدم یہ ہوا کہ فیضانِ زمین کے علم ذاتی کا حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کرنا تو شرک ہے اور شیطان و ملک الموت کے لیے ثابت کرنا ایمان ہے کہ انھیں تعلیم سے ثابت ہے۔ قریشیطان و ملک الموت کا علم ذاتی قرار پانے پر خیالِ مصنف فیضانِ زمین کے علم کے اثبات و عدم اثبات کی بحث ہی علم ذاتی میں ہے۔ ورنہ اس کا حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کرنا شرک کیسے قرار دیا۔ لہذا وجہ عبارتِ براہین کا قاعدہ میں یہ بحث ہی علم ذاتی میں ہے تو مصنف کا خلافِ غرض صاحبِ براہین و خلافِ بحث کتاب اس کو علم ذاتی کہنا یہ اس کی توجیہ و تاویل یا تحریف تیار کرنا ہے۔ ان میں سچا کون ہے مصنف یا صاحبِ براہین۔ اچھی توجیہ کی کہ اس کی نگاہ یہ کر ڈالی اور حقیقت یہ ہے عبارتِ براہین کا قاعدہ قابلِ تاویل و توجیہ ہی نہیں ہے۔ باطل کی حمایت کا یہ بڑا انجام نکلتا ہے۔ تو مصنف کا اس کو علم ذاتی کہنا ہر طرح غلط و باطل قرار پایا۔ قریشی ثابت ہر گز کہ ذاتی خدا اور ذاتی کا شیطان کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ لہذا شیطان کا خدا کے ساتھ شرک ہونا عبارتِ براہین سے ثابت ہر گز تو اختلافِ قدس متراز کا سوا خدِ صمیم ثابت ہو گیا۔ پھر یہ مصنف عبارتِ براہین کی دوسری توجیہ یہ پیش کرتا ہے۔

و بائیت کی عبارت میں شگاف ڈالنے والا تضاد

حضور رسولی متبذل علیہ السلام کے علم کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا۔ بے شک پرہم شراکت بعوضہ اللہ تعالیٰ شرک ہوگا اور اگر غیر ذاتی کہہ دے گا اللہ شہداء و شہادے اعتماد کرے گا ہرگز شرک نہ ہوگا صاحبِ براہین نے جو حکم شرک لگایا ہے وہ ضرور سدا ملے میں ہے۔ ضرورتِ ثانیہ میں نہیں ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳۵ صراطِ صاف طرے سے تکرر فرماتے ہیں۔ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے ہر عقیدہ کرے اور صفحہ ۳۳۵ صراطِ ۱۸ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیا کو حق تعالیٰ نے کشف کروایا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگرچہ نے فرمایا علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی لکھ کر اس سے

فرمودہ ملاحظہ فرمادے مکن ہے۔ ان دونوں عبارتوں سے صحت ظاہر ہے کہ رسولنا معلوم ہے براہین فقط علم ذاتی کو شرک قرار دے ہیں اور باطلہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے جو کہ جو علم شریعتِ معلوم شریعتِ قریشیہ اس کے اعتقاد سے منقطع ہے۔

جواب :- مصنف نے اس میں چند باتیں بھی لیں ہیں پہلی بات یہ ہے کہ عبارتِ براہین میں یہ ضرور مذکور ہے کہ حق تعالیٰ تعالیٰ عالم کے لیے یہ تجاہد ہے علم فیضانِ زمین کا قریشی عالم کو نفوتِ نفوسِ تعلیم کے باطل نفس قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا مستحق ہے۔ دیکھو فرمایا عالم کے مصنف علم کی کوئی نفس نکلتی ہے جس سے تمام نفوس کو روک کر ایک شرک ثابت کرنا ہے۔ تو ملاحظہ براہین میں علم ذاتی کو شرک قرار دے میں۔ اور بنفس ذاتی قرار دے گا۔ تو شرک ہوگا۔ تو مصنف یہ عقوبتِ براہین پر اصرار دیتا ہے کہ وہ اپنے اس عبارت میں ان کی مزاویہ ذاتی ہے اس لیے کہ ملاحظہ براہین ایسے بے عقل قرار دے کہ وہ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ قائل ان کا ضمیر ہی نہیں ہے۔ اور باطلہ اس کے کہ وہ میں براہین کا قائل نکلتی گئی ہے۔ ہر دو طرفے مصنف کہیں اس میں دکھاوے کہ رسولنا علیہ السلام صاحبِ مصنف اور رسالہ نے جس کے لیے علم ذاتی ثابت کیا ہو یا وہ دنیا میں کسی نفسی عالم نے حضور علیہ السلام کے لیے علم ذاتی کا اثبات کیا ہو۔ تو وجہ کوئی علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے۔ تو کیا یہ نہ کہنے والا دہرایا ہے۔ جو علم ذاتی کا ذکر کرے گا۔ مصنف نے یہ عقوبتِ براہین کی حمایت میں کی بلکہ اس کی تجلیل و تہنیت کی۔ اور یہ توجیہ نہیں بلکہ اس پر اصرار دیتا ہے۔

ملاحظہ ہری عبارتِ براہین اس جہت سے کہ حق تعالیٰ میں وہ علم ذاتی کا ذکر کیا ہے کیا اس کے کہ علم ذاتی ماننا اس کے نزدیک شرک نہیں ہے۔ اور اس کو علم ذاتی ہی کا ذکر کرنا ہوتا تو براہین میں اس طرح لکھا کہ شیطان و ملک الموت کا فیضانِ زمین کا علم علم ذاتی ثابت ہے۔ اس سے فرمایا علم ذاتی پر استمال کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر یہ بات بھی ضرور کہ ملاحظہ براہین نے مصنف علم کو شرک کہا کہ اس کی عبارت

دیکھئے غیر عالم کے حصے علم کی کوئی نقلی جس سے تمام نفوس کو زندہ کر کے ایک حرکت ثابت کرنا ہے۔ تو اس عبادت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے نزدیک علم ذاتی کی دست ثابت کرنا شرک ہے اور علم ذاتی غیر وسیع مانا جائے تو نہ شرک ہی ہے نہ علم ذاتی نفوس ہی ہے۔ تو اس تقدیر پر مؤلف براہین شرک مبرا معتقد نے اپنی توجیہ کی کہ اس کو بچانے لغوی سے چلانے کے شرک بناؤ لا۔

نیز مؤلف براہین کہ اس عبادت کے بعد تیسری سطحیں پر ہے اور ملک الموت سے انفس ہونے کی وجہ سے برگزنا ثابت نہیں ہوا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابری ہو چہ جائیکہ زیادہ اس عبادت میں اپنی ملک الموت کی برابری اور زیادتی کی ہے اس سے کم کی نہیں ہے تو دیکھو یہ ایک ملک الموت سے کم علم ذاتی حضور علیہ السلام کے لیے تم نہ سنے ہو۔

نیز مؤلف براہین اس کے ایک سطر کے بعد لکھا ہے۔ الغرض یہ تحقیق وہی مؤلف کی نفس جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو معتقد سے پھر جب علم ذاتی فراہ تھا تو اس کو مان کر اہل ملک الموت سے فائدہ نہ کر بھی مؤلف انرا سائلو شرک میں مبتلا نہ ہوا معتقد نے صاف کہا تھا کہ کوئی شخص ذاتی قرار دے گا یہ شک ہو چہ مشاکرت بصفہ اللہ تعالیٰ شرک ہوا تو معتقد سے پھر جب علم ذاتی قرار دے تو یہ مؤلف انرا سائلو شرک کیوں نہیں ہوا۔ یہ ہے معتقد کی توجیہ کی حقیقت۔ کیا آپ بھی یہ معتقد یا کوئی راہبی یہ کہہ سکتا ہے کہ مؤلف براہین کی مراد اس میں علم ذاتی تھی۔

اور اگر آپ بھی معتقد کی تسبیح میں کہہ سکتا ہے کہ تو ایک ضرب اور سیدہ کرد کر معتقد ہی کی براہین سے پریشان کردہ عبادت دوم جس کو وہ علم ذاتی کے ثبوت ہی میں پیش کرتا ہے۔ اگر آپ غیر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ کر اس سے زیادہ عطا فرمائے مگر ہے مگر ثبوت نقلی اس کا کر عطا کیا ہے کسی شخص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے معتقد بھی اس عبادت کو علم ذاتی کے ثبوت میں پیش کر رہا ہے۔ اور خود بھی مانتا ہے کہ اس میں علم ذاتی کما صاف طور پر اتر رہا ہے۔ خود اس کے الفاظ عطا فرما دے عطا کیا پیکار کری اعلان کر

رہے ہیں کہ براہین کی عبادت میں حضور علیہ السلام کے علم ذاتی کا انکار کیا ہے اسی پر نفس طلب کی جا رہی ہے اسی پر عقیدہ کرنے کی بحث ہے۔ مگر اس کو آب دیکھئے ہونے طرح نہیں اپنی ذریعہ بحث عبادت براہین میں علم ذاتی قرار دے۔ معتقد اس سے پہلے خود ہی انرا کر لیا ہے کہ براہین کے لیے علم ذاتی کی وجہ سے مستطی علیٰ عطاء اللہ تعالیٰ نفوس تعلیم و اما دیت تجویز سے ثابت ہے اور اس کے لیے عقود دینا عبادت براہین میں ہیں دلیل تھا اسی طرح حضور علیہ السلام کے لیے الفاظ عطا فرما دے عطا کیا۔ اس عبادت براہین کی روشنی دلیل ہیں اور خود اس کا انرا کر حضور علیہ السلام کے لیے عطاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے ہیں تو ہر وجہ بحث علم ذاتی میں ہے غرض عطا کرنے کے لیے اس علم ذاتی کا ثبوت نفوس تعلیم سے مان لیا اور حضور کے لیے اس علم ذاتی کا ثبوت نفوس سے نہیں مانا تو بحث ہر وجہ بحث علم ذاتی میں ہوتی تو مگر اس معتقد کا علم ذاتی کی بحث کا انرا کر کے آب یہ کہا کہ علم ذاتی فرما دے کسی بے ایمانی ہے۔ اور خدا اپنے آپ کی مروج تکذیب کر دیتا ہے۔ یہ معتقد کی بدحواسی و دما بزی کی دلیل ہے۔ اور یہ انرا کر لینا ہے کہ عبادت براہین کی ایسی کوئی توجیہ نہیں ہے۔ جو مؤلف کو کفر سے بچائے۔ لہذا الاقرت قدس سرہ کا اصرار صریح ہے اور شیطان خدا کا شریک ثابت ہو گیا۔

آب باقی رہا معتقد کا علم ذاتی کے قرار ہونے پر یہ عبادت براہین پیش کرنا یہ بحث اس ضرورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے۔ تو اس کا سائلو اور قریب دہی ہے کہ اس میں (دیر) کا اشارہ براہین کی عبادت ذریعہ بحث کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کو حاضر اعتقاد کرنے کی طرف ہے کہ خود براہین میں اس کے بعد رہے ہیں کہ یہاں کا یہ عقیدہ ہے اگر جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کہ حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر وہی ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ و دست بھی نہیں۔ معتقد نہ اس کو خود ہی نقل بھی کیا ہے۔ تو اس میں حاضر اعتقاد کرنے کی طرف (دیر) کا اشارہ کیا ہے۔ اور مؤلف براہین نے اصل بحث دما نظر ہونے کی طرف دھڑکا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ حاضر اعتقاد کرنے کی دوسریں ہیں ایک علم ذاتی کی بنا پر اس سے تو حاضر اعتقاد

کرتے والا مشرک ہو جاتا ہے اور ایک علم خانی کی بنا پر اس سے مشرک نہیں ہوتا۔
 مصنف کا یہ اشارہ براہین قاطعہ کی عبارت زیر بحث کی طرف بتا کر علم خانی
 مراد لیا صحت منظر اور مزید قریب ہے۔ اور اگر مصنف کی خاطر سے فرق بھی کرنا جائے
 کہ علم خانی مراد ہے تو میری وجہ نہیں ہے کہ حضور پرستہ کے لیے تو علم خانی مراد لیا
 جائے اور شیعان کے لیے علم خانی۔ یہ تفرق نفس بیجا اور باطل ہے۔ قریب عبارت براہین
 کا یہ مطلب ہوگا کہ شیعان و ملک الموت کے لیے تو علم خانی کی وسعت نفس سے ثابت
 مان لی۔ اور حضور علیہ السلام کے لیے علم خانی کی وسعت کا انکار کرنا ہے اور اس پر سلب
 کرتا ہے۔ تو مصنف شیعان و ملک الموت کے لیے علم خانی ثابت مان کر اپنے ہی گم سے
 خود مشرک فرما رہا ہے۔ اور یہ نطف ہے کہ مصنف کو مؤلف براہین تو یہ حکم ملا ہے
 کہ چنانچہ حضور علیہ السلام کا علم خانی قرار دے گا۔ وہ مشرک و کافر ہے۔ اور اسل مصنف براہین
 گنگوہی جی پر فتنے کھینچے ہیں کہ

اور جو عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم متا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے قائم شدہ
 نظر ہے لہذا پہلی شق و علم خانی میں امامت درست ہے دوسری شق
 و علم خانی میں امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور
 مانوں کہ رسول اللہ تعالیٰ اعظم علیہ

دیکھو گنگوہی جی علم خانی کے اعتقاد پر یہی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم دیتے
 ہیں۔ اب بتاؤ اس میں کون چاہے اور کون نہیں؟ اور کس کا حکم صحیح ہے اور کس کا غلط۔

انجیٹوی اور ٹانڈوی گنگوہی کی زبیں

مصنف کی دوسری بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے علم خانی کو باعداۃ اللہ تعالیٰ
 اعتقاد کرنے کا ہرگز مشرک نہ ہوگا اور جو لقب براہین اس کو جائز فرماتے ہیں۔ مصنف اور

سلف۔ قادیانے رشید بہ جہاد اعلیٰ صحت۔

مؤلف براہین کا یہ قول غاشقی ہے۔ اصل وہابیہ کا عقیدہ وہ ہے جو براہین کے اصل مصنف
 گنگوہی جی کے فتویٰ میں ہے۔

اور یہ عقیدہ وہاں کہ آپ کو علم غیب خاصہ مشرک ہے۔ فقط
 دوسرے فتنے میں ہے۔

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کے ہے اس فتوہ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق
 کرنا ابہام مشرک کے خالی نہیں ہے
 عالم الہادیہ لکھتا ہے۔

پھر خواہ میں سمجھ کر یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے
 سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح مشرک ثابت ہوتا ہے یہ

ان عبارت سے صاف ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب باعداۃ اللہ تعالیٰ
 اعتقاد کرنا بھی مشرک ہے۔ قریب مصنف بتاتے کہ اس کی بات صحیح ہے یا اس کے
 ان الاہر کی۔ اور وہ خود جھوٹا ہے یا اس کے الاہر۔ اور وہ اپنے الاہر کی حمایت کرتے ہوئے
 ان کے خلاف لکھتا ہے۔ اور ان کی کلمی جہنی مکتوب کرتا ہے یہ ہے مصنف کی جہاسی
 کا عالم۔

اور اگر مصنف کی یہ بات صحیح ہے کہ مؤلف براہین قاطعہ حضور علیہ السلام کے علم خانی
 کو باعداۃ اللہ جائز فرماتے ہیں اور وہ محض زمین کے علم خانی کا حضور کے لیے اشارہ نہیں
 کرتے قریب حضور کو برتا ہے علم خانی حاضر کنہا درست ہو گیا۔ اور مولوی علیہ السلام متا
 مؤلف انوار ساطعہ کا مدعا ثابت ہو گیا تو میری مؤلف براہین کی عبارت ہی غلط ہو گئی۔
 مصنف سے کہو کہ باطل کی حمایت کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اس کا کلام ہی قابلِ دلیل و توجیر
 نہیں۔ اس لیے ساری دیوبندی قوم کی اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اس کا کفر متا

سلف۔ قادیانے رشید بہ عقیدہ قادی و دیوبند۔

سلف۔ قادیانے رشید بہ عقیدہ مسلم سلف۔ سلف۔ عقیدہ الامان سلف۔

ٹما لے سے نہیں مل سکتا۔ تو اُن کو توبہ کرو۔

میرے معصوم اطفالِ مقدس سرور کے پیش کردہ آیات و احادیث پر یہ نالغی قول پیش کر کے دنیا کو فریب دیتا ہے۔

مانڈوی کا نمائشی قول پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا

جواس نے آیات و فیرو علوم نبوی علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیے ہیں ان
کاکب کسی کو انکار کئے علوم نبوی میں اور اس کی وسعت و کمال کے بارے
میں سیکڑوں رسائلے ہمارے اظہار سے تالیف کر دیئے ہیں یہ فکر آیات و انوار
علی اللہ والہین میں حضور علیہ السلام و علم الخلق علی الخلق و شرف الخلق
بالتفصیل ہے کسی کو اس میں کوئی کلام نہیں البتہ الخلق عالم الغیب خصوصہ
باری تعالیٰ عز و جل کی ہننے اور اس کے دلائل کی بیہ حد و بیہ معرفت و
مشہور ہیں۔

تجواب :- مصنف اور دینویہ قوم اگر اپنے اس دعوے میں پہنچے کہ کوہ ان کا ہے
اور حدیث کو راقی ہے جن سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت علمی اور اعلیٰ
الطاف و اشرف الطائف ہو تا ثابت ہو رہا ہے تو میرا ہے اس اہست کا اسلاف ہی کیوں بڑا
اور ان و انبیاء کو تو میں شان رسالت کرنے والا کس بنا پر کہا جاتا مصنف کا یہ سمت غریب
ہے اور محال ہے۔ اور میری کذب اور حیا حضرت کے کہ اگر کوہ دینویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعوت علمی کے اثبات میں رسلہ کیجئے ہیں مصنف اگر اپنے اس دعوے میں چلتا تھا
تو کم از کم دس رسالتی کے نام تو میں شمار کر دیتا سیکڑوں رسلہ کہہ دیتا تو سنیہ حضرت
بے مزع کذب ہتے۔ اس دینویہوں نے متعین علم کشف و تو میں شان سید کے برعکس
تساوی علیہ وسلم ہی حضرت رسلہ کیجئے ہیں۔ دیکھئے کہ لہجہ فرعون کے چند رسالت کی عداوت

پیش کرتے ہیں، سرزیتل اس کا خود فیصلہ کر لے گا کہ اس میں وسعت ملا ثابت کی جائے
یا نہیں۔ رسالت کی ہے۔ ان کے پشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا اور حضور ﷺ
کے علم شریف کو زبرد و بیکہ پہنچے اور اب بیکہ جانوروں کے پر بار آوروا۔

میرے لیے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا ہے اگر بقول زید علیہ السلام جو کہ
 درایت غلبہ ہے اس کے واسطے کہ اس غیب سے مراد غیب غیب ہے یا کہ غیب
 اگر علم غیب غیب مراد ہے تو اس میں غیب کی کیا تخصیص ہے یا علم غیب کی تو زید علیہ السلام
 بلکہ ہر کسی کو جن کے جہانوں و ممالک کے لیے علم حاصل ہے بلکہ

انہیں کے پیشوا سرسوی مہاشم بانوادی اپنے رسالہ تحفہ اناس میں اُمّی کو افعال میں نیل
کی برابری بیان کر کے اُمّی کو ان سے بڑھا کر شان انبیاء کرام کی اس طرح متعین شان کرتا ہے۔

بقول نانوتوی امتی ایسے نبی سے بڑھ جاتا ہے

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی ارادہ عمل اس میں بے اوقات، بغیر انتہائی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں بلکہ

اور یہاں تک خاطر کی جرات نہ ہو کہ میں حضور طہارت لاسے نہ ایدہ سلطان و ملک لوست کے لیے وسعت علمی ثابت کی۔ توان الا بر رویہ نے کیا تینتیس علم نبوی اور تین شان رسالت نہیں کی ضروری حضور کی وسعت علمی کا گناہ کیا اور یہاں پر یہاں آیات و احادیث پر ایمان لانے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور کیا ایسے گستاخانِ شانِ رسالت کے متعلق کوئی ذی عقل ہر باور رکھتا ہے کہ یہ سب حضور ہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و لائق و خورشاد لائق جو سب پر ایمان لاسکتے ہیں۔ اور ایسے علم نبوی کے گناہے لانے کیا وسعت علم نبوی میں کوئی رسالہ کھر سکے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ مصنف کا مزید کذب ہے خریب ہے۔

باقی راجع عالم الغیب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص جو اس کا مصنف ہے کسی

دلیل سے ثابت نہیں کیا اپنی دعوت کی بنا پر یہ کہہ دیا اس کے دلائل کو یہ حدیث معروہہ مذکورہ ہیں۔ اب میں کوئی آیت کوئی حدیث پیش نہیں کرتا ہوں کہ اس پر پوری گفتگو اگلی فصلوں میں پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد مصنف ایک موضوع حدیث قابلِ بحث طے کرنا چاہتے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکراس روایت کو باعتبار اسناد کے بے اصل قرار دیا تو بموجب دلائل جو صحیحہ مقبول المعنی ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا پس بحسب المعنی قابلِ اعتماد ہے حتیٰ کہ خود رجال برخطی فی علم ذوالی کا اسی طرز پر بروایت حدیث متقول ثابت ہے۔

مخواب :- مصنف اس میں مؤلف برابری قائلہ کی باطل و بے اصل روایت کی منہ پکڑنے کی حمایت میں ناپاک سعی کر رہے ہیں اس کی تفسیل یہ ہے کہ مؤلف برابری کو محض اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پرین کی نفی میں کوئی آیت یا حدیث کوئی دلیل اور کسی طرح کی سستی ہی کر آیت و امامیہ دو ان کے علم کی وسعت ثابت کرتی ہیں مان کے نفی علم میں کوئی آیت یا حدیث ہو نہیں سکتی۔ تو توفیق برابری نے ایک بے اصل اور باطل روایت ہی کو اپنی سند بتایا اور برابری میں یہ ٹھکانا۔

ادب شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ فقہ (یعنی محضر نبی علیہ السلام فرماتے ہیں فقہ کو) دیوار کے پیچے کا بھی علم نہیں ہے۔

مؤلف برابری کی بے ایمانی عاقلہ ہو کر شیعان کا علم تمام زمین کو محیط مانا اور محض اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچے کے حال سے بے خبر ٹھہرا کر اس کی سند میں کسی بے اصل اور معدوم روایت کو پیش کر دیا اور بکاال بے بنیاد محض شیخ عبدالحق منتہی و جہ کے اس کی روایت و مردی اور طرہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ نے اُسے روایت نہیں کیا بلکہ اس کا رد کیا ہے پھر محض شیخ نے طرہ افیوہ میں فرمایا۔

سلفہ :- شہاب ثاقب ص ۱۱۰

مکہ :- براہین قاطعہ ص ۱۱۰

اسی جاشکال می اگر نہ کر دلینعی
روایات آمدہ است کہ گفتا حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میں بندہ ام
قیدام آپز دل میں اس روایت است
جواب است کہ ابی سخن اصلے
خامرد روایت خیال صحیحہ است
یہاں ایک مشعر پیش کرتے ہیں
کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں بندہ
ہوں ۔ اس دیوار کے پیچے کا
حال مجھے نہیں معلوم
اس خبر کا جواب ہے کہ یہ بات غلط
بیہ اصل ہونے اور اس کی روایت صحیح نہیں۔

علامہ علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔

حدیث ما علیہ ما خلف
جداوی هذا قال المتخلف
لا اصل لہ
یہ حدیث کہ میں اپنی اس دیوار کے پیچے
کا مال نہیں جانتا ہوں۔ امام متقی نے
فرمایا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

علامہ ابن حجر مکی افضل القری میں فرماتے ہیں۔

لحدیث لہ مسند
اس حدیث کی کوئی سند نہ پہنچائی گئی
اسے مصنف کی بے ایمانی و دیگر اس بے اصل اور باسند باطل روایت کی محض اپنے
بہر کی محنت میں حمایت کے محض اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پرین کو ٹھکانا ہے
اور خود یہ اقوال بھی کہتے ہیں کہ باعتبار اسناد کے بے اصل ہے۔ اور جہاں اس سے سند پڑکے
اور پھر بے ایمانی غلط ہو کر یہ بحسب المعنی قابلِ بحث ہے اور اس کے مقبول المعنی ہونے
پر دلائل صحیحہ کا موت نام قیاس ہے۔ اگر ایک دلیل میں بھی مصنف کے پاس ہوتی قراس کو
پیش کرتا اور یہی ایچہ ام موقع پر پیش کر سکتا تو ثابت ہو جاتا کہ اس کے پاس قراس

لہ :- طرہ افیوہ کشوری ص ۱۱۰

مکہ :-

موضوعات کبیر ج ۱ ص ۱۱۰

کے چلنے پر ابھی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ "حقیقت کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اور میرے مزاحیہ انفرادی بیان اور حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کتب کے قراءہ بھی موافق حدیث منقول کے طرز کے قابل ہیں۔ مگر وہ قابل ہوتے تو ان کا قول نقل کرنا ضروری تھا تاکہ مصنف کی صداقت ظاہر ہو جائے اور حجب وہ ان کا کوئی قول پر پیش نہ کر سکا تو معلوم ہوا کہ مصنف حقیقت معترضی کا کذاب ہے۔ غلغلۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس کے بعد مصنف نے تقریباً ایک ورق اور حضرت قبلہ کو معرفت نمایاں دے کر اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ اور آخر میں عبارت براہین کی صفائی میں ایک یہ فقرہ کھلا ہے

انما الکاذبین ٹانڈوی کا ایک نرالا جھوٹ

ہم نے ہزاروں معنفین پر یہ عبارت براہین کی مع جہالت اقرارِ سالہ پیش کی جن کو پہلے سے قرعہ پیر اس کام آخر کے سرخانی حضرت توفیق براہین سے ہر جی سی انہوں نے جب تامل و دوزن مباحث کو دیکھا تو جیسے ہی اور نکر کرتے ہی خود بخود پکٹے پکٹے شک حضرت توفیق براہین پر افترا افش سب سے برگزیدہ عبارت اس بات پر جو ہر حال زمانہ ان کی طرف نسبت کرتے ہیں انہیں دلائل کرتی۔ صاحب مضمون و توفیق جہاں عبارت عربی و ترکی نہیں سلس اندوہ ہے غور فرمائیے

جواب مد مصنف نے عبارت براہین کا ملکہ کی صفائی میں خوب اچھی طرح اڑی ہوئی کا ڈور لگایا۔ لیکن اس کی کوئی ایسی تفسیر و تاویل پیش نہ کر سکا جس سے اس کا ٹکڑا ٹوٹ جاتا۔ اور اس کا خوف محکم کفر سے بچ جاتا۔ خود مصنف کا دل بھی جانتا ہے کہ انتہائی سنی کے بعد بھی نتیجہ صغرِ طاہریت ہوا تو اس نے اس عبارت کی صفائی میں ایک یہ فقرہ کڑھا۔ اور خوب دل دیر کر حیرت ہلا۔ افترا کیا۔ مگر اس کا کذب پر بھی پکڑا لگی کہ اگر اس فقرہ کا کچھ بھی

ملہ۔۔ شہابِ ثاقب ملہ۔

دور ہوتا تو مصنف ان ہزاروں معنفین میں۔ کہ انہم دس بیس کے نام لکھ دیتا تو نہ صرف اسراف اس کی تصدیق کر سکتا تھا۔ نام سے یہ خیال ہر جہاں کہ وہ معنفین کس تاہنیت و شہرت کے مالک ہیں اور کس فرقہ و جماعت کے ہیں تاکہ ان کے جواب پر توہم کی جاتی اور بقل مصنف ہی کے نہ عبارت براہین جب ترکیبی نہیں سلیس اندوہ ہے تو ان کے جواب ہی سے ظاہر ہو گیا کہ وہ معنفین بھی مصنف کی طرح دلیر ندی و دماغی جوئے۔ دور ہر سلیس اندوہ تو ان اس عبارت کے دیکھنے کے بعد یہ کہے جاسکتا کہ اس عبارت براہین میں شیطان و ملک الموت کے علم حضور و ولایت کام کے علم سے انداز ثابت کر کے حضور کے علم کو گھٹا گیا ہے۔ اور شان رسالت کی سخت قربان و تفتیش کی گئی ہے۔ جب وہ معنفین اس قدر سلیس اندوہ کو بھی نہیں سمجھ سکے تو وہ مصنف کی طرح جاہل معنفین ہونگے۔ مثلاً لہذا اگر ایسے چھوٹے چھوٹے احوال مجہول الامار کی شہادت اس عبارت کی صفائی کے لیے کافی ہو تو ہر قادیانی غلام احمد تاوای کی عبارت توہین آمیز کی صفائی ملایا فقرہ گڑھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے ہزاروں معنفین پر اس کی عبارت کو پیش کیا ہے تو انہوں نے چند غرضوں کے غور کو دیکھا ہے۔ شک مصنف قادیانی پر افترا افش ہے۔ مگر اس کی عبارات اس بات پر جو ہر جاہل و دیر ندی اس کی طرف نسبت کرتے ہیں انہیں دلائل کرتی۔

یہی مصنف صاحب مضمون کو کیا فقرہ گڑھ عبارت قادیانی کی صفائی پر جانے گی۔ اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس نے شان رسالت میں گستاخانہ دیے اور دیاں نہیں کی ہیں۔ مصنف اس ایسی حرکت سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کے پاس عبارت براہین کی صفائی میں اسطے سے اوسط تفسیر و تاویل بھی نہیں ہے۔ ہرگز نہیں اس کا یہ کہنا۔

ٹانڈوی کے جھوٹے دعوے کی حقیقت

اہم نے جب مجھ کو صاحب مضمون میں ان ائمہ اربعہ میں کھنڈر طلب کی تھی تو انہوں نے ملہ۔

ملہ۔۔ شہابِ ثاقب ملہ۔

وینے ہیں۔ ان کی شانوں میں غمت نمایاں دیکھ اور بیان کرتے ہیں۔ ان کی توہین و تشہید میں
شان کرتے ہیں۔ ان کے علم و دین کو گشتا ہے۔ چنانچہ کئی جہ کی وادعی بھی بنے تو صرف شیطان
و ملک اللہ کے علم کے مقابل میں معجزہ علیہ السلام کا علم گشتا تھا۔ آج ان صفائی صاحب کی توہین
شان رسالت و تشہید علم نبوی کا کارنامہ بھی بنے۔ چنانچہ بھی صفائی جی اپنے پورے ساتھیوں
کے بموجب رسالہ مختلف الانیان میں سمجھتے ہیں۔

صفائی کا شان رسالت پر ڈاکہ

مہریر کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صبح ہو
تو دریافت طلب حاصل ہے کہ اس غیب سے زید صبح غیب سے یا غیب
اگر بعض علم غیبیہ فرما دیں تو اس میں صفائی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب
تو زید و دیگر بیکہ ہر کسی و جملہ کچھ چیزوں و حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل بنے ہے

جواب :- اس عبارت میں صفائی جی نے آقا و مولانا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی شان میں بھی توہین کی کر دہ کر کہتا ہے کہ وہ ہندی مذہب میں تو صفائی کی ذات پاک
پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہی مرے سے صحیح نہیں بلکہ مزید شرک ہے۔ لیکن زید صفائی کی ذات
پاک پر علم غیب کا حکم کرتا ہے تو ہم اس سے پر پوچھتے ہیں کہ اسے زید و صفائی کے لیے غیب
کے علم کا ثابت کرنا ہے یا غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے۔ اگر صفائی کے لیے غیب
کے بعض علوم ثابت کرتا ہے تو اس میں حق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے
اور کیا فہمیت ہے۔ اگر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثابت ہوا ایسا علم غیب تو زید و دیگر کو بھی برابر
مٹوئی نفس کو بھی حاصل ہے۔ پھر صفائی جی کو خیال آیا کہ زید و دیگر پر تاخیر و تاویل بھی
لیکن بڑا کر سولی عالم ہو سکتے ہیں۔ ان کے علم کی برابر صفائی کے علم کو کہتے ہیں۔ ان کو کہتے ہیں
نہیں ہوئی تو اس نے اس سے انکار کیا ایسا علم تو بھی یعنی پیچھے اور جڑوں یعنی بالائی کو بھی حاصل
ہے۔ و صفائی الانیان مثلاً علیہ السلام جانی شرم مٹا ہو۔

بہتے پھر صفائی جی کو یہ وجہ ہو کہ میں نے صفائی کا علم اگرچہ بنے اور باقی کے برابر بتا دیا لیکن
بعض بچے ذریعہ اور عقل نہ ہوتے ہیں اور بعض باگ چھر کچھ کہ جعفر جو جاتے ہیں تو صفائی
کے علم کو ان کے علم سے تشبیہ دیتے ہیں بھی کلیہ صفائی انہیں ہوا تو اس سے بھی بچے اتر
کر کہتے ہیں کہ جعفر میرا ذات یعنی باہر اور بیرون یعنی چاروں کو بھی حاصل ہے کہ جب
تمام جاہل اور چارے کہا تو کہہ گئے کہ سورب کو شامل ہو گیا۔ اور زید صبح جی اپنے کہ
حیوانات ذوی العقول ہیں اور جب وہاں عقول نہیں تو سورب سے ذی علم ہی نہیں
ہوتے۔ تو صبح صفائی نے صفائی کے حیوانات کے ساتھ تشبیہ دی تو گویا یہ کہہ دیا کہ سورب
کو جس طرح علم حاصل نہیں اس طرح صفائی کو بھی علم حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ زید صفائی کو بعض
غیب کا علم ثابت کرتا ہے۔ پھر اس عبارت میں ایک بات قابل توجہ ہے کہ زید و
بعض غیب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص مانتے ہیں اسی بنا پر صفائی علیہ السلام کے لیے صاف
انکار ہے اور اس کے لیے دلائل قلعیہ کا مقابلہ ہے اور اس کے مقابلہ میں حیوانات گھرے
کے سور و خیر کے لیے علم غیب حاصل ہوتے تو تشبیہ کر لیا۔ اور حیوانات کے علم غیب ثابت
کرنے کے لیے نفسی قلعی کے ہر نہ کی ضرورت نہیں ان کو خاصہ الہی بھی لکھی گئی ہے
نفس کے مان لیا۔ یہ ہے ان صفائی جی کی عداوت خدا و رسول کا نمونہ۔ انصرفت نفس جزا
نے العتق لہم من اس عبارت کو نقل فرما کر ان جرم کے سامنے پیش کیا۔ اور عربی میں
توہین کر کے اصل عبارت مختلف الانیان جی کو پیش کیا۔

صفائی مخبر کا ٹانڈی دیل کہتا ہے

اس پر معذرت لکھتا ہے۔

صفحہ (۱) پر یہ جہمت لکھی کہ معاذ اللہ وہ صفائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
علم کو زید و دیگر جو چاروں اور جنوں کے علم کی برابر کہتے ہیں آپ۔
حضرت ذرا غور فرمائیں اور انصاف کریں عبارت مختلف الانیان کی موجود ہے
آپا یہ امر اس میں معذور ہے یا نہیں صاحب موصوف و درویش اور شریعتی پر اس کو

کنندہ عالم نے کہا اندر رکھی ہے اس حجاب و ہیبتان ہندی پر تہمت و تبت کے ساتھ عشت پر غصہ آگاہ ہے مگر تہذیب علم کوئی غصہ غیہ و بریلوی کے شاہان شان علم سے نہیں نکلنے دیتی۔ غصہ بلکہ

جواب :- ہر اردو دماغ کے ساتھ حفظ الایمان کی اصل عبارت مخرج دہنے، بڑی معصفت وہ عربی و ترکی نہیں ہے۔ سبلس اردو دہنے تو ہر اردو کا پڑھنے والا اپنے آپ پر فیصلہ کرے گا کہ اعظمت قدرت تو نے ہر مومن بیان فرمایا ہے وہ حفظ الایمان کی اس عبارت میں مخرج دہنے معصفت کا اس کو تہمت کہنا یا دوزخ یا افترا و بہتان ہندی کہنا گویا دین میں برکت و دہرہ آفتاب کا انکار کرنا ہے تمام اہل دین میں ہر عبارت ہے۔ وہ حفظ الایمان کی اصل عبارت کا ترجمہ ہے جس کو ہم ناظرین کی تسکین خاطر کے لیے ملغظ نقل کرتے ہیں۔

ہذا الغلط الملعون انت	اس کی ملعون عبارت یہ ہے۔ آپ کی
صح الحكم على ذات النبی	ذاتہ متدبر پر علم غیب کا تسلیم کیا یا
المقدس بعد الخبیات کما	اگر قبول نہ کرے تو صحیح ہر دو ہیافت طلب
یقول یہ زید فاستقر حتم	یہ امر ہے کہ اس غیب سے فراد بعض
انت ماذا انا بعد الیضی	غیب ہے یا کل غیب اگر بعض
الغیوب احرک لها فان	علم غیبیہ فراد ہی تو اس میں
اذا الیضی فای خصوصیت	محذور کی کی خصوصیت ہے ایسا
فیہ لحضور الرسالۃ شان	علم غیب تو زید و عمر و دیگر ہی و غیر
مثل هذا العلم بالغیب حاصل	بلکہ کثیر حیرانات و بہانہ کے
لن یجد و عمر و بل نکل صبیح	سینے ہی حاصل ہے بلکہ
مختون بل لجمع الحدیثات والیضی	

لہ: شہادت ثابہ صلا و صلا - شہ: تمام اربعین صلا
شہ: ترجمہ تمام اربعین صلا -

تو آپ ہر اردو دماغ اپنے مخرج مخرج کشف الایمان کی عبارت اور اعظمت قبلہ کی پیش کردہ عبارت میں مطابقت کر لے اور ہر فیصلہ کرے کہ اعظمت قبلہ سے حقاری کی طرف جس عبارت کی نسبت کی ہے وہ ملغظ حفظ الایمان میں موجود ہے۔ آپ اس معصفت کو اعظمت قبلہ کو کلامی مخرج دینا۔ اس کی درجہ جزئی اور کتاب ہرنے کی دلیل ہے۔ اور ہر شخصیت کی لسانی اور مولانا بن ملاطہ ہوتے ہیں کہ کتاب میں اس کی ہر سو پالیسی لایوں کی تہمت پیش کر دی ہے۔ اور صلا کا لایا اس میں درج بھی نہیں کیا ہیں۔ مگر اگر سبکس اور جو ملکیت بن کر کیا کہتے ہیں غصہ پر غصہ آگاہ ہے مگر تہذیب علم کی غصہ غیہ و بریلوی کے شاہان شان تم سے نہیں نکلنے دیتی۔ داسے عمری شوخی۔ ساری حساب ثاقب تو کالیوں سے پڑے گی مگر چار چار لایوں سے خالی دہر کا اور کہتا ہے کہ کوئی غصہ نہیں کہہ سکتے حقیقت یہ ہے کہ اس کو اپنے بکے کا کچھ پاس ہے۔ دہجوت ہرنے کا خوف ہے دکانی مخرج کیا اس کو بیا معلوم ہوتا ہے۔ دہ افترا و بہتان باندھنے سے اس کو کشرم آتی۔ اس معصفت کا پورا مصداق ہے۔

یہ سیاق و سباق پر غور کریں

ہر معصفت حفظ الایمان کی ایک معصفت لاء عبارت نقل کر کے عبارت زیر بحث کی معصفت کے درپے ہر ملغظہ اور ایک بے تطبیق مخرج افترا و بہتان اس طرح کرتا ہے۔

لاندوی و جمال کا بیہ شال و دل نمبر

افس صدائوں اپنے مخرج کی خبر نہیں۔ الزام فقط مولانا صاحب ہی ملک پہنچتا ہوتا تو امر کثیر سہل تھا۔ تو قہدہ و صاحب کے روی اور جسی باپ دادا کو بھی نہیں چھوڑا۔ دیکھئے جناب شاہ عز صاحب ہر مودی مخرج مخرج الایمان مطبوعہ کا پندرہ صفحہ دہا میں ارقام فرماتے ہیں بلکہ غیب معصفت خاص ہے رب العزت کی ہر عالم الغیب و اشہادہ ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو عالم الغیب کہے دینے ہیں جسے اس واسطے کہ آپ کو چار لکھ دی کے
انہو غنیمت کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گڑی ہے۔ اور نہ جمیع مخلوقات نمود
بالہ عالم الغیب ہے۔ انہی حضرات اس مبارک سے صاف طور سے معلوم
ہو گیا کہ عہد صاحب کے دادا پر صاحب کے قول نہایت وضاحت سے
علم غیب میں غلط فہمیاں دیکھ پڑی ہیں۔ بہت کچھ کوڑے۔ مجنون و پاگل
گورے کئے دیکھ دیکھ معاذ اللہ دشمنی و دشمنی علیہ السلام کے سادی ہو گئے۔
اگر اس کام میں کوئی تاویل نکالتا ہے تو خدائی کا کام کیوں نہ اس تاویل
کا حاصل ہوگا۔ ملاحظہ

جواب :- دنیا میں بہت سے جہونے پیدا ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے جہون پر
شرمنگی لاحق ہو جاتی ہے۔ جہان میں بہت سے مغز پرست مشہور ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے
افتر پر شر ساری آگئی ہے۔ عالم میں بہت سے بہتان پرداز کہلاتے لیکن کبھی انہیں
بہتان پرداز پر پتہ پیدا ہوگئی ہوگی۔ مگر ایسا کتاب ہوا ہے کہ آپ پر فرکتا ہو ایسا مغز پر
ہر اپنی افتر پر دلازی پرورد خدا ہو۔ ایسا بہتان پرداز ہوا ہے بہتان پرداز پر پتہ دکتا ہو۔
ایسا سلطان الکالدین۔ امام المغز پرستین اس معصیت کے سوا کوئی دوسرا عمل ہی سے دنیا
پر گام کا مضبوط ہون افتر کا عاودت و تائید ہو چکا ہے۔ اس سے جب مبارک
مخلوق ایمان کی توجہ نہ لی کہ اس نے حضرت عدوہ الساکین ذیہ العارین حضرت
شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مبارک سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی اور بیکال
بے حیائی اس کا نام بھی خزینۃ الاولیاء رکھ دیا اور بیکال بے شرمی اس کا صلیب بھی کانچور
اپنے دل سے تراش لیا۔ اور بیکال بے شرمی اس کا صوفی ۱۵ ایچی اپنی طرف سے توجہ کیا۔ اور
بیکال شیطنت اس کی یہ خوشگوشیدہ مبارک سمجھ مٹا اپنے ناک کلب سے مخلوق ایمان
بھی افتر تراش کر ڈالی۔ اور ہر اس مغز پرست کتاب کی دیر و دیر کی دیکھو کہ خود اس کی من گڑھت

۱۰۰ شبہ شیطانیہ ۱۰۱ و ۱۰۲

پڑا اور اپنے قسم کو کس شرح چھٹی کس بندہ اچلی کے ساتھ الزام دے رہا ہے کہ عقیدہ
صاحب کے دادا پر شاہ حمزہ صاحب دارمردی کا کام مبارک مخلوق ایمان سے بھی
زیادہ مرغ تر مرغی اور کریم اکبر ہے کہ علم غیب میں کریمے۔ کھڑے۔ پاگل۔ بگڑے
کئے وغیرہ کو قصہ کے سادی کئے ہیں۔ قرآن کے کام میں اگر کوئی تاویل نکلتی ہے تو خدائی
ہی کا کام بھی اس تاویل کا عمل ہے۔ حدیث ان کو بھی لا کر کھو دیکھو یہ بورہ کیوں
مسلک ان کو اور افغانی کی توہمتیں منہ پر تھیں لیکن ایسی دیر کی کسی کے نام سے کتاب
تصنیف کر لی تھی ہو۔ ایسی تہمت کہ اس کتاب کا نام اپنی طرف سے گڑھ لیا گیا ہو۔ ایسی
بے حیائی کہ اس کا صلیب اپنی طرف سے تراش لیا ہو۔ ایسی بے شرمی کہ اس کا صوفی اپنی طرف
سے تہیز کر لیا گیا ہو۔ ایسی بے شرمی کہ اس کی باطل ساری عبادت اپنے حسب فضا اپنی
طرف سے بنا ڈالی گئی ہو۔ شاید ان درافض نے بھی مذکی ہوگی۔ معصیت اس مرغ جہون
اس افتر اس بہتان پر صلیب الوقت جبکہ اور اس کی ساری دیوبندی قوم اس کو شیخ اسکل
کبھی ترک کیا ہے اس افتر کو کذب ہی کا صلیب ہے۔ قرآنیت ہوگی کہ یہ معصیت سلطان و کاذبین۔
ازم المغز پرست ہے۔ اور ایسے قلع کا خاص چیت فرزند ہے
فیصلۃ اللہ والحمد للہ والصلوات والسلام علیہم اجمعین

پھر اس معصیت نے دیکھا کہ اس کا کس جہون افتر سے مبارک مخلوق ایمان کی صفائی
دہرے گی۔ گو کہ ہم عدد شہادت کو تو پڑا کر دیا جیسے کہنا اور اس افتر کو کذب ہی کا صلیب ہے۔

ٹانڈوی و قبال کا یہ مثال دجل نمبر ۲

جناب بندہ ورم ورنار صاحب کے دادا یعنی مولوی رضا علیخان صاحب
مدارۃ الاسلام مطبعہ مطبع صادق سیتا پور صوفی ۳۱۳ فرماتے ہیں۔ حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا۔ یعنی ذریعہ حق کے
تکلیف معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سبب کا حامل ہے اور علم غیب مطلق
و اوقات کا احتیاج نہ رکھتا یعنی الی العز ہے اور حق قلعی کے خلاف۔ اس میں تاویل

اور ہر پیر کے کرایے دین کا کام ہے لہذا یہ جہت صاحب اپنے والد صاحب
کی یہی غرض کریں وہ بھی سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور وہ اس قدر سے تو
گھر سے گئے۔ چنانچہ وہ فرید و دھرم صاحب کو آپ کے حریک عالم الغیب ہونے
میں کہہ رہے ہیں، یا غرض کہ اس رولنا مشافہی نے ایسا بھی ہوا اور ان کی تحریر
کا وہی مطلب ہے کہ جہت صاحب نے سمجھا ہے تو جب اپنے ہر والد و اول
کی غرض نہیں کرتا تو اولنا مشافہی ہر کوئی ہاتھ صاف کرتا ہے۔ (مقدمہ)

جواب یہ مسئلہ! معصفت کی بار بار کذب، مغتری، فردی شاہد کسی فرقہ میں بھی
درلے گئے، بیروز دھارائی نے شکر لیں کہیں، اور دیگر فرقہ باطلے نے تحریف میں کہیں کہیں
نے سب کے گنہ پر شکر کر دیا، سب سے اس تحریف میں سبقت لے گیا، اس کی ایک
تحریف کس قدر افزائوں کا مجرم بنے کہ بکمال عیبانی مغصرت عافی جون وقت، نامہ شہت
مولانا سموی رضائی خاں صاحب پر مولوی قدس حوزہ کے اکبر گڑھی سے ایک کتاب
تصنیف کر ڈالی اور بکمال بے غرضی اس کتاب کا نام بھی دیا تہ الاسلام گڑھ لیا، اور
بکمال بے غرضی اس کا مایہ بھی صفحہ صادق سیتا لہا سنے دل سے تراش لیا، اور بکمال
عیبانی اس کا صفحہ ۳۰ اپنی طرف سے تجویز کیا، پھر بکمال شیطنت اس کی یہ خدو کشیدہ
عبادت حسب طلب اپنے ناپاک دل سے مثل عبارت حفظا ایمان اخراج کر ڈالی، اور
پھر اس سلطان الکافین، امام المیزین کی انتہائی بے مانی دیکھنے کو خودی قراس کر گزرا
اور اپنے فہم کو کس وہیہ دہری اور شرابی چٹھی کے ساتھ مایہ دے کر اپنے کرتھ اپنے دوا
کی بھی تجویز کر ڈالی، عیب طلب گدھے گئے، مجتہد وغیرہ کہتا ہے ہی، اور یہ کتاب اپنے
دوا کی بھیج نہیں کہتے کرتھ تو ہی کی جی بھیج مرمت کرد، دیو دیو دیو، یہ معصفت کذب
کی ایسی ہی کشیدہ اور افزائوں کا مالک دماغ ثابت ہوا یا نہیں، کہ فرمودہ ہوا فرمودہ

حضرت جتہ کرورندی رحمہ اللہ ہی جتہ کرورانیے مغربی و کتاب کو اپنا شیخ بناتی ہے
 جس کے کتب و افکار کی بچہ برائی نہیں بلکہ بچہ برائی کوئی دستاویز نہیں فرماید جس کو درویشی کو
 دے ایسی جس سے اور ہے حضرت جتہ کرورانیے سنا۔ مغربی جتہ کرورانیے ہے جس کے کرورانیے
 کی بچہ برائی کوئی نہیں فرماید۔

دلو بند لیو۔ ○ — کیا تمہارا شیخ دی ہوتا ہے جو ایسے مرتد کذب پر ملائیے
ہستے افزا باوندے۔

○ — کیا تمہارا پیر دی ہوتا جیسا مکار ہو، اتنا فقیہی۔

○ — کیا تم ایسے ہی کو اپنا پیشوا بناتے ہو جو انتہاء درجہ کا تقویٰ والا اور بے حیا ہو۔

○ — کیا تم ایسے ہی کو اپنا معتد اظہر تے ہو جو اس قدر مکار اور غیور ہو۔

مسلمانوں! اس مصنف نے یہ دعویٰ اکثر اس میں کیا ہے کہ مہربان مسلمانوں
 کے ترحیم و شفقت اور اس کا کفر اس قدر عرصہ تک شاکر کی مصنفت کی خود مہربان مسلمانوں
 ہی اپنی حیات میں اس کی کفری الہی توحید و قائل و کفر کا سب سے بڑا کفر ہے جو یہ ہے
 اس مصنف نے اس کی جب کفری توحید و قائل و کفری توحید کے دو افسانے کے پر مبنی ہوا۔
 اور اس نے مسلمانوں کو یہی دو مہربان مسلمانوں کے دو افسانے کے پر مبنی ہوا۔
 اور یہ کہ لیا کہ وہی قوم پر قرآن اکابر پر ہند کا کفری توحید کے دو افسانے کے پر مبنی ہوا۔
 حقیقت کو کفر کے لئے۔ اور اس کو یہ کہ یہ کفری توحید کے دو افسانے کے پر مبنی ہوا۔
 اس کا کفری توحید کے دو افسانے کے پر مبنی ہوا۔ اور اس کو یہ کہ یہ کفری توحید کے دو افسانے کے پر مبنی ہوا۔

دلیو بندہ کو یہ عبارت حفظ ایدیان کا لمبہ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں اس کی ایسی تاویں ہیں جو اس کو گھڑے پھانسیے۔ جب ختم اس کے لیے انتہائی عرق ریز ہو کر ہیں۔ ایسی ہی کرشنشیں کر لیں ابری چوٹی کے زور رکاوٹیں شرمناک جنموٹ ہونے۔ جیسا زور افراط و بہتان ماندرہ لیے۔ انفرادی و اجتماعی عقیدیں کر لیں اور کسی طرح اس کا کفر سے آٹھ سبکدوشی طرح اس کی توہین عزت کسی توہید و تبارک و تعالیٰ لاؤ۔ انڈیا کے کسی توہین سے بچو۔ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گتہ خدوں سے بازو۔ اور ان کی ہولناکی

الابرار علیہم السلام کی پیروی اور ان کی تقلید سے بچو۔

مانندوی کا دلربندی قوم کو متی دینا

ہر معصفت نے خود کی عورت کو اگرچہ میں نے یہ اعتراض کیا لیکن اسکا جہان اور مذہب جوٹ جاتے گا۔ اماندہ علیہم السلام سے نقل ہائے گئی۔ قرآن کی آیتوں پر پروردگار نے اسے یہ کہتا ہے۔

اس کے مہر آپ خود کریں کہ جو بہتیں مولانا قاضی پر رکھی ہیں، کیا وہ خود ہیں یا نہیں دیکھئے۔ ملا میں نکھتا ہے، میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر و تکثیر یہ شخص کیسے برابری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور پیغمبر دجنا میں۔ اور یہ معصوم درود خالص نہیں تو کیا ہے۔ ہم نے معصوم ایمان کی تمام عبادت نقل کر دی ہے، آپ خود دیکھیں کہ میں یہ موجود ہے، کیوں نہیں عبادت مولانا کی دکھاتا ہوں۔

جواب :- اس نے یا معصفت کو شرم نہیں آتی مریض جوٹ برقعہ ہے۔ دن میں آفتاب کا انکار کرتا ہے اور شرفا نہیں کرتا مگر وہ صلا کی جو یہ عبادت نقل کر رہا ہے اس سے پہلے اصل معصوم ایمان کی عبادت موجود ہے جو ہم نے ابھی اُپر مرقی ترجیح کے نقل کی ہے اس اصل عبادت معصوم ایمان کے بعد اظہر ہے کہ فراتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر و تکثیر یہ شخص کیسے برابری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور پیغمبر دجنا میں، اس معصفت سے پوچھو کہ اظہر ہے کہ معصوم ایمان کی عبادت نقل کی وہ معصفت کی پیش کردہ عبادت معصوم ایمان میں بعینہہ و منتقلہ موجود ہے جو پہلے اس کے نقل معصمت صرف نقطہ نقاد معائنہ کرے، اگر معصوم نہ اُترے تو اظہر ہے کہ ہر بہت مولانا اور مذہب خالص لوٹ کا اہتمام ہے۔ جب اہل معصوم

اُتر کر نہ تو وہ بہت اور درود کی جلاسی معصفت پر تو دلایں اسے کی خود تو جوٹ ہوتی ہے اور دوسرے کی طرف نسبت کر لیتے کہ کیا کوئی معصمت اس میں ہے، یہ نہیں باقی وہی اظہر ہے کہ یہ عبادت میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر و تکثیر تو یہ نہ قاضی کی عبادت ہے نہ اظہر ہے یہ فرما ہے کہ یہ قاضی کی عبادت ہے بلکہ اظہر ہے اس عبادت منتقلہ ایمان کا مہر اپنے الفاظ میں ظاہر فرما رہے ہیں معصفت کا غریب اور معطل ہے کہ اصل منتقلہ عبادت معصوم ایمان کی تصدیق نقل کا مہر اس نہیں، اور اس عبادت کا مہر کہتا ہے کہ اس کو منتقلہ معصوم ایمان میں دکھا دو، یہ بالکل ایسا ہی جالانہ مطالبہ ہے جیسا پہلے براہین قاطعہ کے متعلق کر چکے ہیں، اور ہم نے اس جالانہ مطالبہ پر گفتگو کی ہے۔ مثلاً تو یہ دکھائے کہ یہ معصفت کے پاس عبادت معصوم ایمان کا جواب نہیں ہے ایسے ہی غریب اور معطلہ و کیر ادراک کر سیا کرتا ہے اسی طرح کا غریب یہ ہے۔

دوسرا اہتمام نبیوت دیکھئے اس میں تشریح کی کہ غریب کی باتوں کا سبب علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر نبی کے ارادہ ہر نبی کو ملے ہر مہر اور ہر نبی کے معاملہ ہے۔ آپ اس نبیوت عبادت کو خود نہ دیکھتے کہیں بھی پتہ نہیں جاتا اس معصوم کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دو سطر معصوم ایمان نقل کر دی ہے اور اگر پہلے عبادت حذف کر دی ہے تاکہ لوگوں پر اصل معصمت اور مقصد شرف مکمل نہ جاسے اور اس کے مہر اور بہتان کا ظہور نہ ہو جائے مثلاً ملہ

جواب :- معصفت کی کوئی بات کذب و فریب سے خالی نہیں ہوتی کہ نہایت صاف بات تھی اظہر ہے کہ معصوم ایمان کی اصل عبادت نقل کر کے اس کے معصوم کو صاف اظہار میں کہتا تھا کہ یہ معصمت محروم بہتان کہہ کر انصاف کا فرق کر رہا ہے، ہم نظر

کے فیصلے کے لیے ہر دو عبارات کو مقابلہ ہیں۔ بلکہ اس فرد و نکر کی دعوت دیتے ہیں کہ ان دو عباراتوں میں کیا فرق ہے؟ مضمون ہر دو کا ایک ہے۔ انہیں۔

اصل عبارت حفظ الایمان بلفظ

غلام مضمون عبارت حفظ الایمان بالفاظ العظمت قبلہ

اگر عین صلیبیہ فردا میں تو امیں	غیب کی باتوں کا بیباک علم رسول اللہ
مستند کی یہ شخصیت ہے الیہ السلام	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ہے الیہ
قرآن و حضور علیہ السلام کی جگہ	ہر شے کو ادا ہر حال کر بلکہ ہر حال
عین سیدنا و بہائم کے لیے ہی	ادھر ہر چہ پائے کو حاصل ہے۔

ہر دو درجہ ان دونوں عبارتوں کو لے کر یہ فیصلہ کرے گا کہ اصل عبارت حفظ الایمان میں ہر مضمون خاص خاص میں ہی باطل اسی مضمون کو مختصر الفاظ میں عین سیدنا و بہائم کی جگہ ہے مضمون میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ اسی مضمون کا اس غلام مضمون کے متعلق یہ لکھنا کہ اس کا لکھنا حفظ الایمان میں پتہ نہیں چلتا۔ کیسا امر عجیب و غریب ہے۔ نیز اس کا اس غلام مضمون کو رد و بہتان قرار دینا خود اس کے منکار اور بہتان طرز ہونے کی روشنی دلیل ہے۔ اب باقی رہا مضمون کا یہ کہنا کہ اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دو شرط حفظ الایمان نقل کر دی ہے۔ لہذا نہ کہ مستند نے یہ قواعد کو رد ہی کیا کہ ایک دو شرط حفظ الایمان نقل کر دی ہے تو خود اپنے ہی کلام کا رد کر دیا اور خود اپنے ہی منہ پر ٹھکر لیا۔ اب رہی یہ بات کہ ایک دو شرط حفظ الایمان کی نقل کی ہے تو حسب یہ غلام مضمون ہی ایک دو شرط کہنے کا اس سے ناز کا نقل کرنا غلام مضمون سے ناز ہو جانا اور اسکی حاجت

نہ : حفظ الایمان سے۔

ہی نہیں تھی کہ لکھ کر صرف اس عبارت پر ہے کہ تو میں شان رسالت تو اسی میں ہے کہ مستند کے علم شریعت کا بہتر پائل، جانوروں چوپایوں کے شاربہ و ہر فردا اب اس پر مستند کا یہ کہنا اگلی پہلی حذف کر دی ہے کہ مستند کا واقعہ اس کی اگلی پہلی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ منہ کی کو کوئی حاجت نہیں اگر مستند فخری لکھنا جانتا تو ایسی بے اہم بات نہ کہتا کہ پچھلے طلاق کے استغاثہ میں ایک دو درجہ ہر ہے ہر ہے اس اور حکم الیقین طلاق کا ایک قلم پر ہوتا ہے۔ اس میں اگلی پہلی عبارت کی منہ کی کوئی حاجت نہیں ہوتی۔ ان قلوب ہم مستند کو اس کی اعانت دیتے ہیں کہ تم اس کی اگلی پہلی غیب و دیگر مجال کو لڑی چلی کا زور لگا کر اس عبارت زیر بحث کے لکھ کر کو اگر حال کے ہو تو حال و دیگر کوئی صحیح توہم و ادول بتا سکتے ہو تو پیش کردہ اداس کے اصل منہ اور مستند کو کمر لگے ہو تو کمر لگاؤ۔

تخانی کی عبارت کے ٹانڈوی کا استدلال

پھر مستند خود تخانی ہی کی ایک عبارت کو اپنے استدلال میں اس طرح پیش کرتا ہے۔

تقدیراں حجازی اس رسالہ میں اور اسی بحث میں فرماتے ہیں کہ لکھ کر آپ ارجا واد الیہ و عالم کے سبب ہیں اور مستند نے کہیں کے سبب سے کوئی چیز ہوا کرتی ہے۔ یہ جوش نابع اور غیر مستند بلکہ بمنزلہ عبد و نظام کے ہوا کرتی ہے نہ کسی طرح اصل مقصد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے۔ پس یہ لکھ کر کہے گا کہ وہ مستند علیہ السلام کو برابر نہیں دیکھنا کے اعتقاد کریں۔ مفتاح علیہ

جواب : مستند کا یہ کلام بعض اسباب سے کہتا تو ہی جب حضور کو سبب لکھا اور تمام عالم کہتے ہیں تو آپ کو چیں و چلیں کی برابر کہہ سکتے ہیں اور وقت یہ ہے کہ کمالی حق

نہ : شباب تا قیام ص ۱۱۳۔

نے نگہدار حضرت علیہ السلام نہیں وچال کی برابر میں میں کہ عبادت زبردست سے عقاب رکھ
 تو مصفت کی ساری کوشش ہی بیکار اور ایشیاں ثابت ہو گئی اور مصفت کی اس تقریر
 سے ایک نئی بات مذہب و دیندیت کے خلاف یہ ثابت ہوئی کہ جب حضور علیہ السلام
 سبب ایمان و عالم ہونے قابل عالم مصفت کے محض وعدہ و قدام ہونے کو افرار و عالم اپنے آپ
 کو قدام تکرم قدام کہ قدام مصفت کے محض وعدہ و قدام ہونے کو افرار و عالم اپنے آپ
 افسوس اہمیت میں ہیں وہ اپنی اولاد کے یہ نام نگہدار میں مصفت کے نزدیک ان
 اسامی کی کوئی عظمت نہیں تو یہ مصفت اپنے امام الکاظم اسماعیل دہلوی کے حکم سے شریک
 و کافر ہو گیا درحقیقت قوتی الامایان وہ مصداق مصفت عقاری ہی کو چاہے کی سی
 کر رہا ہے۔ تجربہ نگار کہ وہ تو کفر سے فرار دسلا اور یہ خدا اپنے ہی امام کے حکم سے کافر
 و مشرک ہو گیا۔

پھر مصفت دعبے والے کی طرح جو تنکے کا سہارا تلاش کیا کرتا ہے یہ بھی اسی طرح
 حضور الامایان کی اس عبادت سے استفادہ کرتا ہے۔

دیکھئے کہ کی سلام میں فرماتے ہیں کہ میں اس لامتناہی معرفت اس قدر ہے
 کہ نہایت کے لیے جو علم لازم ضروری ہیں وہ آپ کو بتا دیا حاصل ہو گئے
 سے بلا اس عبادت سے کیا نکلیا ہے؟ کیا معلوم ہو جائے کہ معاذ اللہ حضور
 علیہ السلام اور ذیہ زکریا و یوسف و غیرہ کے علوم میں شاداد ہے یا بہت ہٹے
 فرق پر حضرت مولانا کی عبادت مراۃ دولت کر رہی ہے۔ اگر ہم تسلیم بھی کر
 میں کہ ان کی عبادت اسی بات پر ولادت کر رہی ہے۔ جو محمد صاحب نے
 ان کی نسبت لکھا ہے تو یہ عبادت اسی مصنف میں اس کے بعد ذکر
 ہے میں یہ سننے نکلنے کی طرح صحیح نہ ہو گئے اور زمان کے لاس کو کوئی
 دہرنگ کے ملامت بلے

جواب :- اس عبادت حضور الامایان سے بھی یہی نکل گئے اور یہی مسلم ہوتا
 ہے کہ حق تعالیٰ ہی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور ذیہ زکریا و یوسف کے علوم میں شاداد
 اور برابری ہو۔ اس لیے کہ علم لازم نہایت بیش علم میں کیا علم اگر بعض علم میں تو ان بات
 و سبب ایمان و عالم قوی ہونے کے حضور علیہ السلام کو بعض بات انات کو برکاتیں سکتے اب رہے ہیں
 علم الاماسلہ تو یہ لیمن علم الاماسلہ اور حضور علیہ السلام کی تو لیمن علم الاماسلہ اور ذیہ زکریا و یوسف
 و یوسف بلکہ جیسے بیانات اور ہمارے کے لیے بھی حاصل ہیں۔ تو لیمن علم الاماسلہ
 ہونے کی بنا پر بھی تنکے لای کی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور ذیہ زکریا و یوسف کو برکاتیں
 ہا زردی چر پاؤں میں مشاغل اور برابری لازم آگئی۔ تو حق تعالیٰ ہی کی اس عبادت میں
 بہت بڑے فرق پر مراۃ دولت کہیں ثابت ہوئی تو اب تو مصفت کو تسلیم ہی
 کرنا پڑے گا کہ حق تعالیٰ ہی کی عبادت اسی بات پر ولادت کر رہی ہے جو اللہ عزوجل نے
 فرم فرمایا ہے اور اگر تسلیم نہیں ہوئی تو اور بھی سن لیجئے۔

- اگر سعید یہ کہے کہ
- جیسا علم جناب انگوری صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کسے کو حاصل ہے۔
- جیسا علم جناب ناٹوری صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کسے کو حاصل ہے۔
- جیسا علم جناب حقاری صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کسے کو حاصل ہے۔
- جیسا علم جناب دہلوی کو تھا ایسا علم تو ہر کسے کو حاصل ہے۔

اور دوسرے یہ بتائے کہ ان انگوری و ناٹوری و حقاری۔ دہلوی کی بھی لیمن علم ہی
 تو ہر کسے کو حاصل ہے۔ اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ ان کی عبادت اسی مصنف میں اس کے بعد ذکر
 ہے میں یہ سننے نکلنے کی طرح صحیح نہ ہو گئے اور زمان کے لاس کو کوئی
 دہرنگ کے ملامت بلے

چھاپو۔ ادھاس پر اپنے الابر کے ہر دو مخلوق کا اور تو دنیا دیکھنے کی کر دینی کہ
تو دیکھ ایسی عبارت میں تو قرین نہیں مگر ایسا بنا پر گھٹنے اپنے الابر کے لیے اس
مہارت کو چھپا دیا۔ ادھاس پر اپنے ہر دو مخلوق کی کر دینے۔ درہم ہر شخص
یہ قرین کرنے کے لیے بڑھنے کہ جب تم ایسی عبارت کر اپنے الابر کے لیے چھپا دیا
شانہ کرنا گوارہ نہیں کرتے تو اس عبارت میں ضرور تو ہیں ہے۔ اور کوئی تاویل کوئی قرین
کوئی مفید اس کا تو قرین ہو تاویل نہیں سکتا۔ کوئی میل بہاد اس عبارت کو تو قرین سے
پاک ثابت نہیں کر سکتا۔ تو اسے کشمکش دلیہ بند کر دینے اس کے لیے ادب و تاب۔ یہی
ناپاک تو قرین آئیز عبارت کو مستند بنایا جس پر کیا احمد جیسے غرض صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی جنب میں تھکے ہر چھاپتے ہر شانہ کرتے ہر جب تم سے سلطان یہ مقابلہ کرتے
ہیں کہ اس عبارت میں سرکار رسالت کی تو قرین متعین شانہ ہے تو اس بات پر شاہد
ہوئے ہر کہ اس میں قرین نہیں ہے اس کی تاویل ہے یہ تو جب ہے۔ اور جو ہے بیان
کر کے اسے تفسیر کے پیچھے پڑے ہوئے ہر کہ اس میں متعین شانہ رسالت ہرگز
نہیں ہے۔ فلاں کر فلاں بند اس کی صفائی کر رہا ہے۔ لہذا اگر تم اپنے اس دعوے
میں چتے ہر کہ اس عبارت میں قرین علم نبوی نہیں ہے تو ایسی ہی عبارت اپنے الابر
کے نام سے کیوں نہیں چھاپتے۔ ایسی ہی عبارت اپنے ہر دونوں کے لیے کیوں نہیں
شانہ کرتے۔ تہذیبی و تہذیبی قرین آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں
قرین صفا ہیں۔ اور الابر دیونہ کے لیے صفائی نہیں۔ یہ شائع عبارت سید انبیا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے گالی اور تو قرین نہیں اور تہذیب سے الابر کے لیے گالیاں
اور تو قرین ہے۔ تو قرین ہر کوئی کہ جو عزت تہذیب سے دلوں میں اپنے الابر دیونہ کی ہے
وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز نہیں۔

آپ باقی رہا مصنف کا ناپاک عذر اور گندہ بہاد کہ یہ عبارت اسی صفائی اس
کے بعد کر رہے ہیں یہ سے نکالنے کی طرح سمجھ نہ ہوئے تو اس کی سید نے ایسی
صفائی چند سطروں کے بعد یہ گنگوی۔ تھانوی۔ دہلوی کے لیے ان کے ملوں

کر گئے۔ اگر تم سے ملوں سے تشبیہ دے کر عبارت گندہ ہی کی اگرچہ
ان صاحبان کو درسیات کا علم چھپا آج کی عزت کو درم و مستند رہے تھانوی
بقا صاحب حاصل مقاصد تہذیب کا قاعدہ سے گنگوی و تھانوی و تھانوی کے لیے
قرین کے معنی نکالنے کی طرح سمجھ نہ ہوئے۔ ادھر سید کے اس عبارت کے نکلنے کے
بعد اس کے دامن پر نہ کوئی دوسرے لگے ہوئے۔ تو مصنف صاحب اگر تھانوی کی اس
پہلی عبارت سے پہلی عبارت کی صفائی ہوتی ہے تو سید کی پہلی عبارت سے
یہی پہلی کی صفائی ہر جائے گی۔ تو آپ سید والی پوری عبارت اپنے الابر کے حق
میں دہی ان کے تین تین سطروں کے القاب و اوصاف لکھ کر چھاپو۔ شانہ کر دے مگر جہاں
دعوے ہے کہ تم اپنے الابر کے لیے سید کی عبارت پر عبارت حفظ الامان کا جرح
ہے ہرگز ہرگز نہیں چھپ سکتے کہ فقط جہاں سے خوب بلکہ تہذیب و شہادت دینا
کر سید والی عبارت کو تم اپنے الابر کے حق میں تو قرین جانتے ہو۔ تو بے ایسا تو
تھانوی کی عبارت کو آقا و مولا سید انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کیوں تو قرین
نہیں جانتے۔

محکم ہے مصنف کی ابھی مستی نہیں ہوئی ہر تہذیبی ہے۔ کہ دلیہ تھانوی
صاحب کر گئے حامی سنت حکیم الامتہ مودی اشرف علی صاحب اہم دامت
برکاتہم و ذریعہم قرطابا آپ اس سے ناراض تو نہ ہوں گے کہ وہ تھانوی صاحب
کے اوصاف و دوسرے کے قلم اقل میں بھی لکھ رہا ہے۔ اور آخر میں بھی لکھ رہا ہے
جس میں بلکہ ضرور ناراض ہوں گے کہ تھانوی صاحب گالی ہے اور گالی کو اس کی قرینیت کے
الفاظ نہیں میٹ سکتے بلکہ یہ قرینیت کے الفاظ تھانوی صاحب کے تو مصنف اپنے
اس قاعدہ کو کہ تو قرین کو قرینیت میٹ دیا کرتی ہے اگر خود بھی سمجھتا ہے تو اپنے
الابر کے کی سطروں القاب و اوصاف تھکے اور ان سے پہلے ایک لکھ گالی لکھی
لکھ کر چھاپے۔ شانہ کرے۔ اور اگر نہیں چھاپتا اور نہیں شانہ کرتا ہے تو ثابت ہر
جائے لکھ کر یہ قاعدہ صحت اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا

دیکھ کر کف کے لیے بنایا۔ اپنے اکابر و بلند کے لیے تیار نہیں کیا۔

وہابیوں ایسے ناپاک خدوہاں باطل تاریلوں سے تھاری کا کھڑا اٹھایا جاتے ہو۔ تہذیبی ان فسطاؤں سے ثابت ہو گیا کہ تہذیب سے پاس جہارت خفاہ بیان کی گئی ایسی تاویل نہیں جس سے اس کا کھڑا ٹھکے۔ تو جلد توہ کر د۔ اور ان کے خلاف اکابر و بلند کی پیروی چھوڑ دو۔ پھر معصفت نے ایک معصفت حکم کا ذکر کیا کہ میں کا ذکر بحوث جہارت خفاہ ایمان سے کوئی تعلق نہیں اور پھر معصفت نے اسی کے ضمن میں لکھا کہ آپ کو اس طرح تہذیب کی تفصیل کی ضرورت ہے تو معصفت امامت معصفت جناب مولانا اسلمیل صاحب شہید علامہ خزانہ میں اور پھر معلوم کریں کہ کس قدر عظمت انبیا علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور حضرت مولانا شہید اس طرح اعلیٰ درجہ کے معصفت انبیا علیہم السلام کے ہیں اور شہادت حیات قبل قضا۔ ہائیر شہید و خیر و غیرہ و سائل جناب مولانا توفیقی کے دیکھیں جن سے وہ علوم معنائیں معلوم ہو سکتے کہ جہاد معصفت صاحب کی سات پشت سے خطاب میں بھی حضور علیہ السلام کے فضائل کی ثابت نہ دیا گیا ہو گا۔

مولانا معصفت نے ایک معصفت علامہ تہذیب کے شمار میں ہی صرف کیا اور جہارت زیر بحث کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکا ہم نے جو یہ جہارت شہادہ ثاقب سے نقل کی ہے یہی بحث سے غیر متعلق ہے لیکن جو اس میں معصفت نے کئی مزید جھوٹ بوسے ہیں ان کا اظہار نا اور حقیقت واقعی کا کھڑا تھا ہرگز نا ضروری۔ لکھا حق اس بنا پر اس جہارت کو پیش کیا گیا ہے۔ معصفت کا پہلا دوسرا کتب ہے کہ اس نے یہ کہا منصب امامت میں کس قدر عظمت انبیا علیہم السلام اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا معصفت دہلی کی طرح اعلیٰ درجہ کا معصفت انبیا کا ہے۔ تو میں اس کی طرف ایک دو جہارت نقل کرتا ہوں۔ تاہم یہ غور لازم کریں۔

سہ۔ شہادہ ثاقب ص ۱۳۵۔

بقول امجد علی دہلوی جہاد اور علم مجرب اور کرامت زیادہ باکمال ہے

ایسا چیز است کہ ظہور آن از
مقبولین حق از قبول خرق عادت
شعر درین شعر و حالہ کمال جان
افعال بیک اقوی دلائل ازال ادب
سحر صاحب طلم عن الوقت باشد

اس منصب امامت میں امام اولیائے ثلاث کہ دیا اور دہلی عقیدہ کا اظہار کر دیا کہ کرامت اور مجرب کی بڑی بڑی لکھان۔ بڑا کہ بڑا دگر اور علم مالے دیکھتے ہیں تو دہلی عقیدے میں مجرب و تہذیب کی دلیل نہیں کہ اس سے کامل و تہذیبی روحا شب جہاد کر دیکھ سکتے ہیں تو دہلی سے نہ تو تہذیب ہی کو کہا نہ مجرب کو کہا۔ اور جب ہی کے نزدیکی جہاد کر حضرت انبیا کرام سے بڑا کہ جہاد ثابت دیکھ سکتے ہیں قرآن کے عقیدہ میں انبیا کرام کے مقابل میں زیادہ عظمت جہادوں کو حاصل ہو رہی قرآن و تہذیب نے جہاد کر دیکھ کے۔ تاہم میں حضرت انبیا علیہم السلام کی عظمت لکھا دی۔ تب معصفت کا مزید کتب۔ دیکھ کر کسی منصب امامت اور اس کے معصفت کے متعلق خلاف واقعہ یہ لکھتا ہے کہ اس میں کس قدر عظمت انبیا علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا معصفت دہلی اعلیٰ درجہ کا معصفت انبیا کا ہے۔ اس معصفت سے پوچھ کر تہذیب عقیدہ میں تو حضرت انبیا کرام کی عظمت سے ناگہ جہاد کر دیکھ سکتے ہیں کہ جہاد کر ان سے بڑا کہ جہاد ثابت دیکھ سکتے ہیں اور یہی تو تہذیب امام کا حضرت انبیا کرام کے متعلق اعلیٰ درجہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ پھر معصفت منصب امامت اور اس کے معصفت کی تہذیب اور عقیدہ کے خلاف لکھ کر صرف جہاد کر دیکھ سکتے ہیں۔ اور ان پر مزید لکھتا ہے ان کی تہذیب

سہ۔ منصب امامت معصفت دہلی منقول نقادی شہید ص ۱۳۵۔

ایچھا کر دیتا ہوں۔ اور فرمایا اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تم سے علماء دینوں کے نمک سے قودلا پیو۔ و تحمیر ان آیات میں یہ افعال حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے کہ وہ ہیں اور یہ افعال خداوند تعزت کی قدرت ہی سے تو ہیں۔ اور قبیلہ سے نزدیک کیا گیا کہ قدرت تعزت صفا نہیں ہوتی۔ تو تم ان آیات کے ٹکڑے ہوئے اور تھارے نزدیک یہ شرک کہ ہونے قودلا سوچو کہ یہ شرک کس کے ہونے۔ قرآن عظیم کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ العباد اللہ۔

میزر تباہ سے امام دہلوی نے یہ بھی کہہ لے کہ خدائی کو معجزہ کے اظہار کا حکم نہیں دیتا ہے کہہ کر بھی اس نے قرآن کریم کی تفسیر کی اور فرما کر قرآن کو جھٹلایا حضرت سیدنا
موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَأَضْرِبْ لَهُم مِّنْ طَرِيقَاتٍ مِّنَ الْبَحْرِ يَبَسًا.

ترجمہ: اے موسیٰ تم ان (بنی اسرائیل) کے لیے دریا میں سونکا راستہ نکال دو کہ بنی اسرائیل پار ہو جائیں۔

الحمد لله الذي ان سے فرماتا ہے۔

وَأَمَّا الْبُخْرَىٰ فَلَهُ الْفَاحِشَةُ الْغَرِيظَةُ

تق جملہ۔ اے مومنو! تم دریا کو پوچھیں کہلا پھر دوینا یا پانی نہ کر پانی ملا دوینا
کہ فرضی ڈھرنے والے میں۔ (یعنی وہاں میں) اس کے بعد پانی ملے اور وہ میں
و اما بعد و کھجور! ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی جو اہم چیزوں کا حکم دے رہا ہے یہاں
اہم نے ان دونوں آیات کی تفسیر کی کہ دریا میں خشک راستہ نکال دینا اور پانی
کو پانی نہ کرنے کے بعد بھی رکنا اگر اللہ تعالیٰ نے مومنوں علیہ السلام کو اس کی قدرت
میں وہی حق قرآن کے لیے حکم انہیں کیوں دیا۔ قرآن مجید کے نزدیک قرآن حکیم کے
یہ دو حکم ہیں۔

وہابیوں کو لو! اب اگر اپنے امام ابو ہادیہ دہلوی کی بات پر ایمان لاتے ہو تو قرآن کریم پھر کتاب ہے، رب العظیم سے تعلق کو کتاب ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے رشتہ قلعہ پر تانے۔ لہذا اس دہلوی ہی سے تعلق قرار دیا اور اس مصنف کے
فریب میں مذکور یہ سخت عجیب ثابت ہوا اور اس دہلوی کو اعلیٰ درجہ کا معتد انبیاء علیہم السلام
کہتے تھے۔ اگرچہ اہل انصاف اور اصحاب فہم کے لیے تو یہ منصب امامت کی درجہ تیس
کا نہیں لیکن دہلوی قوم کے لیے اعلیٰ اور بھی چند عیادت کا پیش کرنا ضروری ہے۔
تو ہم اسی امام کو امیر اکلیل دہلوی کی اور دیگر تصنیفات سے کچھ مددنی ڈالیں گے۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

۱۶۰۰

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

مجلس

سیاہ ہر قوم کا چہرہ ہری اور گناہوں کا زہیدار سران معنی کو ہر چیز میں اپنی اہمیت کا
سرور ہے۔

میں نے دیکھا۔

سب انساں اور اولاد اس کے دربر ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

— 14 —

مستحق ہے۔

ہر مخلوق پر ہدایت

ان باتوں میں بھی سب بندے ٹہرے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں۔

گورنر نادان۔

مفت پر ہے

اولیاد اور انبیاء اہم زادہ پیر شہید یعنی جنت الشک کے مقرب بندے میں وہ سب
انسان ہی ہیں اور جن سے عاجز اور ہمارے بھائی گرام کو اللہ نے ٹیڑھا ہی بنے۔ وہ
شر سے بھائی ہوئے۔

نہ سے عیانی ہوئے۔

صلوات پر ہے۔

ان کا دل میں سب بندے کے جیسے اور چہرے برابر ہیں، عاجز اور بے اختیار۔

صلوات پر ہے۔

اس کے وہاں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب ڈکچہ مکہ فرماتا ہے، وہ سب رعب میں اگر بے حواس ہو جاتے ہیں۔

مراد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر (فارسی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

غذا میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جتنا زیادہ آداب ہوں گئے ہی درجوں اپنے بیل اور گھسے کے تصور میں ڈوب جاتے سے بدتر ہے۔

اس امام انوار دہلوی کی یہ روش مبارک بلور نور کے پیش کی ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس نے دھڑا چڑھنے کے لئے چار گتے زیادہ ذلیل، بے شرم، نادان بڑے بھائی، عاجز، بے اختیار، بے حواس ان کی طرف خیال لے جانا، بیل اور گھسے کے تصور میں ڈوب جاتے سے بدتر ہے۔ ان کی سرداری کو مثل چوڑھری اور زمیندار کے کہہ کر اسی بنا۔

اب مصنف سے پوچھ کر لیا اس دہلوی گستاخ دے لو اب کو اعلیٰ درجہ کا معتقد ایضاً کہتا ہے اور اس شخص شان رسالت کرنے والے کو انبیاء کی اور ان کے علوم کی بڑی عظمت کرنے والا کہتا ہے۔ اور اسی طرح اس نافوتوی کو جو حضور علیہ السلام کی خدمت میں ہوا ملکہ ہے، اور حضرت انبیاء کرام کی شان میں یہ سخت گستاخی دے اب اپنی کتاب ہے کہ اپنے رسالہ تحذیر الناس میں لکھتا ہے۔

انبیاء اپنی نسبت سے گروہ ہوتے ہیں تو علم ہی میں سنا دہرے ہیں باقی را اعلیٰ میں بسا اوقات بظاہر انہی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑے جاتے ہیں۔

سہ :- تحذیر الناس ص ۱۰

مسلماً نوا یہ ہیں اس مصنف کے وہ دہلوی نافوتوی اکابر جو شان انبیاء علیہم السلام میں ایسے سخت گستاخ دے لو اب ہیں۔ اور نفسانی سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخانے والے ان کو مفری و کذاب مصنف اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء، مکہ کو صریح بھڑک اور اسے اور تمام کرم و شایعے اور پراس کی دیر دہلوی کی دیکھ کر کائنات قلبی لڑت

نسبت کر کے کہتا ہے کہ انہیں ان کی سات پشت نے نہ دیکھا ہوگا۔
وہاں جو اشراف انبیاء علیہم السلام میں ان گستاخوں کا یوں کا عظمت کی سات پشت ہی کیا بلکہ سارے ملت اور ان میں سلف صالحین، بھائی و بھائیوں کی نے نہ دیکھا ہوگا اس وقت ایسے گستاخ دے لو اب تو واجب القتل ہوتے تھے، اور ایسی بظاہر کہ میں تو دریا نڈر کروئی جانی تھیں۔

پھر مصنف ان علوم لازمہ نبوت کے سلا لکھو کو ختم کر کے پھر اصل مبحث کی طرف ترجیح کرتا ہے اور یہ لکھتا ہے۔

الحاصل جبکہ علوم لازمہ نبوت، بتماہم آپ کے واسطے حاصل ہیں اور اس کی تصریح خود حقانی ذکر فرما رہے ہیں تو اب کو ان کی حقوق آپ کے درجہ علی کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے، خود انبیاء علیہم السلام تو پیش ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر جو کہ بتماہم علوم کا جانا غفوس آپ ہی کیساتھ ہے۔

جواب :- مصنف اس کا حقانی ہی سے سوال کرتا کہ وہ معتقد علیہ السلام کے لیے سب جملہ علوم لازمہ نبوت گرفتار، مانتا تھا اور قبول مصنف یہ اعلیٰ درجہ کی کے ساتھ خاص حقانی کو خود انبیاء علیہم السلام ہی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتے اور کوئی مخلوق ہی آپ کے درجہ علی کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی تھی، تو اسے حقانی ہی کا جب سب کا ایک درجہ علی غفوس و حقانہ، مفرقہ باقی شریک اختیار تھا تو حقانہ

سہ :- شباب شاق ص ۱۰

جانتا ہے تو سائل صاف صاف ذریعہ کے اس عقیدہ کو پوچھتا ہے اور یہ نہیں پوچھتا کہ حضور خدا کی شان پر مکتوبات عالم الغیب کا اطلاق کیا جائز ہے یا نہیں۔

مقتاوی صاحب الیہ برے کر پڑھے کچھ انسان ہیں کوئی لائیتل یا اولیائے قرآن نہیں، کہ وہ جواب دیتے مکتوبات عالم الغیب کے اطلاق کے جائز ہونے اور نہ ہونے کا کہ سائل اس کو دیکھتا ہی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ سائل کو ذریعہ کے عقیدہ کو پوچھتا ہے تو مقتاوی صاحب اسی عقیدہ ذریعہ کے متعلق سمجھتے ہیں۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا،
دیکھو مقتاوی صاف حضور کے لیے حصول علم غیب میں بحث کرتا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ حضور کو علم غیب تو حاصل ہے مگر ان پر مکتوبات عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں۔ بلکہ کہتا ہے "اگر قبول ذریعہ صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔"

دیکھو مقتاوی صاف بواسطہ علم غیب کے حضور کو حاصل ہونے کو جو قول ذریعہ ہے صحیح نہیں، تا نہ کہ صرف مکتوبات عالم الغیب کے مکتوبات بنانا تھا۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ۔

اس غیب سے مراد میں غیب ہے یا کل غیب۔
ظاہر ہے کہ یہ تقسیم ہمیشہ حصول علم غیب کے ہے نہ کہ ہمیشہ اطلاق عالم الغیب کے۔ اس لیے کہ وہ کل غیب کے لیے آگے بڑھتا ہے۔

اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج ذریعہ قرآن کا اطلاق دلیل علی غیب سے ثابت ہے۔

قرآن مانی نے اس میں حضور کے لیے کل غیب کے حصول ہی کو تو باطل کیا ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب کو۔ اور بعض علم غیب کے لیے اسی طرح یوں کہتا ہے۔
مگر ہمیں معلوم غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ذریعہ ذکر و فکر نہیں بلکہ کتب و حیوانات و مہیاں کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس میں مختاوی صاحب نے باطل صاف ہی کہہ دیا کہ حاصل ہے یعنی علم غیب

حاصل ہے تو بحث حصول علم غیب میں ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب میں۔ درجہ معتق جتانے کو حاصل ہونے کے معنی پہلے جانا ہے یا اطلاق کیا جانا ہے۔ کس معنی میں ہے۔ مسئلہ نو بدیکھو مقتاوی نے اس مکتوبات ایمان کی ذریعہ بحث مہارت میں صاف صاف حصول علم غیب ہی کو طریقہ پیش کیا اور اس کی ہر دو قسموں میں حصول علم غیب ہی کی نفی کی تو مقتاوی اس عبارت میں حصول علم غیب ہی کی بحث کر رہا ہے۔ اب معتق کا اس عبارت میں یہ تحریف کرنا کہ مقتاوی صاحب اس میں اطلاق مکتوبات عالم الغیب کی بحث کر رہے ہیں یہ مختاوی کی حمایت اور دوستی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تہلیل و تحقیق کرنی ہے۔ یعنی مقتاوی اس قدر جاہل کہ سائل کے سوال ہی کو نہ سمجھا کہ سائل کو ذریعہ کے عقیدہ کو پوچھتا ہے۔ اور مقتاوی صاحب مکتوبات عالم الغیب کے اطلاق کا جواب دیتے ہیں۔ تو مشقت نے حمایت کے پردے میں مختاوی صاحب کی تحریف کی اور مکتوبات ایمان کی عبارت ذریعہ بحث کی یہ توجیہ ہوئی یا تحریف ہوئی۔

اب یہ بھی دیکھا دیا جائے کہ معتق نے اس ایک تحریف میں کیا کیا تصرفات کیے

اولاً :- سوال عقیدہ کو سوال مکتوبات بنایا۔

ثانیاً :- نفی حکم کو توجیہ حکم قرار دیا۔

ثالثاً :- تفسیر مراد میں کو بحث مکتوبات بنایا۔

رابعاً :- اطلاق مشافہہ کو تقسیم مشافہہ بنایا۔

خامساً :- دلیل ایمان سے کو دلیل مہارت مکتوبات بنایا۔

تو معتق نے اس توجیہ کو کہبت آپیل کر پیش کیا تو یہ توجیہ تو ہوئی نہیں بلکہ

نہایت مضرتناک تحریف ثابت ہوئی اور تحریف بھی ایسی کہ پانچ تحریفوں کا مجموعہ قرار پائی

معتق نے یہ بڑی کثرت کو تازہ کر دیا۔

پھر معتق نے جب یہ دیکھا کہ عبارت مکتوبات ایمان میں تحریف کرنے پر بھی اس

کا شکر نہ ادا کر سکا تو اس نے مکتوبات پر اس طرح غصہ مخرج کی۔

ٹانڈو جی ہٹائی بے بی میں یاواگو تیاں

حضرت مولانا عبادت میں لفظ ایسا درمار ہے جس لفظ ایسا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا یعنی جہالت نہیں تو اور کیا ہے اور اس سے بھی اگر نظر کریں تو لفظ ایسا کو کشیدہ کا ہے۔

جواب :- مصنف نے اس میں وہ باتیں کہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت مختلف الایمان میں لفظ ایسا کو کشیدہ کا ہے تو عبارت مختلف الایمان کا آپ یہ معقول ہوا کہ حضور علیہ السلام کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب تو زید و عمر کو یکہ ہر پنے اور باقی کو یکہ تمام جانوروں اور چ پائیوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو اگر اس عبارت میں عتازی حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بچوں یا غلوں یا جانوروں یا چ پائیوں کے علموں سے تشبیہ دے رہا ہے تو مصنف کے نزدیک حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بچوں سے تشبیہ دینے میں نہ قرین لازم آئے۔ نہ عتازی پر حکم کفر ہو سکے۔ تو زیر بحث عبارت مختلف الایمان سے کفر کفر بچلنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو کشیدہ مانا جائے اور اس کے معنی مثل ماندہ کے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت مختلف الایمان میں لفظ ایسا کو کشیدہ کا افراد میں اور اگر ایسا کہیے اس قدر اور اتنا کے خدو میں تو عبارت مختلف الایمان کا یہ معقول ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کا جیسا علم ہے۔ اتنا یا اس قدر علم غیب تو زید و عمر کو یکہ ہر پنے اور باقی کو یکہ تمام جانوروں اور چ پائیوں کے لیے حاصل ہے۔ تو اگر اس عبارت عتازی نے حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بچوں یا غلوں یا جانوروں

سلہ یہ شباب شائب مسئلہ۔

چ پائیوں کے علموں کے برابر کر دیا۔ تو مصنف کے نزدیک اس صورت میں تو قرین لازم آ جائے گی اور عتازی صاحب پر حکم کفر کا فتوے صحیح قرار پائے گا۔ تو عبارت مختلف الایمان میں لفظ ایسا کو اتنا کے معنی میں خداد ایسا جہالت مصنف نے اور عتازی کو کافر بنا دیا ہے۔ اور عتازی کو حکم کفر سے بچلنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو ایسے اس قدر اور اتنا کے پرگز نہ دیا جائے۔

بالکل مصنف کے نزدیک زیر بحث عبارت مختلف الایمان میں لفظ ایسا کو کشیدہ ہے جو معنی مثل اور ماندہ کے ہے۔ اور یہ لفظ ایسا کو کشیدہ نہیں جانتا اور اس کو کہیے اس قدر اور اتنا کے خداد ایسا ہے نہ معنی جاہل ہے اور عتازی کا کفر ہے۔ اور تو قرین کندیہ نشان رسالت ہے۔ لہذا جو اس عبارت میں لفظ ایسا کو کہیے اتنا کے کہیے نہ وہ معنی جاہل کا خداد اور کفر عتازی ہے۔

مشکل اور آخری مسئلہ کی لفظ ایسا کی گفتگو پڑھ لی۔ آپ عتازی صاحب کی وکالت کے مدعی مولوی مرتضیٰ حسن درجہ علی باطل شہ تبلیغ و پرہیزگی بھی تھے وہ اس زیر بحث عبارت مختلف الایمان کی صفائی میں اس مصنف شباب شائب کے باطل غلط اپنے رسالہ کو ختم ابیان میں اس طرح تحقیق فرماتے ہیں۔

عتازی کے دوسرے کلیل صفائی کی تحقیق

دامخ ہو کہ "ایہ کا لفظ لفظ ماندہ اور مثل ہی کے معنی میں متحمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنا کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ عبارت مختلف الایمان میں متعین ہیں (لاصفہ) اور اگر وہ جگہ تشریح کشیدہ علی بنیوہم زید و عمر ہے تو یہاں پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا کشیدہ کے لیے جو حوالہ کیساں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے صحت کا نام بلکہ صریح کلام کا (لاصفہ) عبارت متنازعہ دیا عبارت مختلف الایمان میں لفظ ایسا ہے اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کسی (لاصفہ)۔

اس عبارت میں درستی ہی سے بھی دو باتیں لکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ زبردستی عبارت مخطوطات ایام میں مضاف کیا کر تشبیہ برابر بیٹے مانند اور مثل کے بر تو علم نبوی اللہ علم زید و عمر، یحییٰ، یاکون۔ جادوں۔ جو پاؤں کے طوں سے تشبیہ ہو جائے گی۔ جس سے توہین شایان رسالت لازم آئے گی جو درجہ مخیر قاضی صاحب ہونے لیتا عبارت مخطوطات ایام کو توہین شایان رسالت و مخیر قاضی سے پہلے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں مضاف کیا کر تشبیہ نہ دیا جائے جو بیٹے مانند اور مثل کے ہونے تو درستی ہی کے نزدیک اس میں مضاف کیا کر تشبیہ کہتا اس کو بیٹے مانند اور مثل کے بیٹا غیبیہ اور کام کا سر کرنا ہے تو ان کے نزدیک جو شخص مضاف کیا کر تشبیہ کہہ کر بیٹے مانند و مثل کے عبارت مخطوطات ایام میں مضاف دیتا ہے وہ شکر اور لام کس کر کرنا ظہر ہے۔ اور وہیں کشف رسالت فرما دیا کہ یہ تو دعویٰ کا مکرر کرنا ہے تو دوسری بات یہ ہے کہ زبردستی مخطوطات ایام میں مضاف کیا بیٹے اس قدر اور اتنا کے ہونے لہذا عبارت مخطوطات ایام کو توہین اور درجہ مخیر سے پہلے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں مضاف کیا کر بیٹے اس قدر اتنا فرما دیا جائے تو درستی ہی کے نزدیک لیتا کہ بیٹے اس قدر اور اتنا فرما دیتے ہیں عبارت مخطوطات ایام کی صفائی بہت ہے اہل دعویٰ ہی مل کر غرض سے پختہ ہیں۔

مخالفی کے دونوں دلیل متاویلا فاسد کے مجتہدین

مسئلہ اول ان دونوں درستی جی اور مصنف شہاب ثاقب کا اختلاف و مخیر۔
اولاً یہ مصنف کہتا ہے عبارت مخطوطات ایام میں مضاف کیا کر تشبیہ بیٹے مثل و مانند کے ہونے دیتے (اتنا کے برابر نہیں) درستی کہتا ہے اس میں مضاف کیا کر تشبیہ نہیں بلکہ بیٹے اس قدر اور اتنا کہتا ہے۔
ثانیاً یہ مصنف کہتا ہے اگر مضاف کیا کر اس میں بیٹے اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں توہین شایان رسالت ہوگی۔ درستی کہتا ہے اگر مضاف کیا کر بیٹے اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں ہرگز کر توہین شایان رسالت نہ ہوگی۔

ثالثاً یہ مصنف کہتا ہے کہ حضور کے علم کو زیدوں کے طوں سے تشبیہ دینا کفر نہیں درستی کہتا ہے کہ حضور کے علم کو زیدوں کے طوں سے تشبیہ دینا کفر ہے۔
رابعاً یہ مصنف کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کہ بیٹے اتنا کے کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں پاؤں جادوں کے طوں کی برابر مان کر کافر ہوگا۔ درستی کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کہتا ہے اتنا کہ کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں پاؤں جادوں کی برابر مان کر کافر نہیں ہوا۔
خامساً یہ مصنف کہتا ہے کہ قاضی صاحب نے ایسا بیٹے مثل کے کر تشبیہ فرما دے کر نکھائے تو وہ کافر نہیں۔ درستی کہتا ہے کہ قاضی صاحب نے اگر ایسا کہتا ہے مثل کفر تشبیہ فرما دے کر نکھائے تو وہ بیٹا کافر ہوگا۔
سادساً یہ مصنف کہتا ہے قاضی صاحب نے ایسا کہ بیٹے اتنا فرما دیا ہے تو کافر ہوگا۔ درستی کہتا ہے قاضی صاحب نے ایسا کہ بیٹے اتنا کہ فرما دیا تو ہرگز کافر نہیں ہوئے۔
سابعاً یہ مصنف کہتا ہے جو عبارت مخطوطات ایام میں ایسا کہ بیٹے اتنا کہ کہتا ہے وہ معصی جاہل ہے۔ درستی کہتا ہے کہ جو اس میں مضاف کیا کر بیٹے اتنا کہتا ہے۔ وہ ہرگز جاہل معصی نہیں۔
ثامناً یہ درستی کہتا ہے کہ عبارت مخطوطات ایام میں ایسا کہ بیٹے اتنا اور اس قدر میں تین ہیں۔ مصنف کہتا ہے کہ اس میں مضاف کیا بیٹے اس قدر اور اتنا میں ہرگز تین نہیں بلکہ کر تشبیہ میں تین ہیں۔
ثانیاً یہ درستی کہتا ہے عبارت مذکور میں ایسا کہ بیٹے تشبیہ کے لینا غلط ہے مصنف کہتا ہے اس میں ایسا کہ بیٹے تشبیہ کے لینا غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔
ثالثاً یہ درستی کہتا ہے کہ اگر ایسا کہ بیٹے تشبیہ کے لینے میں کام کام کرنا کہتا ہے مصنف کہتا ہے اس میں ایسا کہ بیٹے تشبیہ کے لینے میں کام کام صحیح نہیں ہوتا ہے۔
○ قرآب ان دونوں میں کون سچا ہے۔
○ کون بھڑتا ہے؟

○ — کہن جن پہنہ اندرون باطل پر ہے ؟

○ — کہن کی بات سمجھ ہے ؟ اور کس کی غلط ہے ؟

دیوبندی گوروکھ دہندہ یعنی دہانی گشتی

یہ دیوبندی گوروکھ دہندہ ہے۔ اور دہانی گشتی ہے۔

میں سب مصنف ہی سے دریافت کروں کہ اس دیوبندی گوروکھ دہندہ اور دہانی گشتی کو آپ ہی بتائیے کہ آپ اور دہانگی صاحب کی مناقض باتوں مختلف مولودوں متقابل مکوں، مخالفت قریبوں میں کس کی بات صحیح ہے اور کس کی غلط ہے کس کی مراد درست ہے اور کس کی نادرست اور کس کا حکم حق ہے اور کس کا باطل ہے اور کس کی توجہ جتنی ہے اور کس کی جبری ہے۔ اور ہم میں ہر ایک نے دوسرے کی پینل و پیچز کی ہے تو انہم میں کون جاہل ہے اور کون غیر جاہل اور کون کافر ہے اور کون غیر کافر۔ سب دہانی گشتی جاہل دیوبندی قوم۔ یہ تو کیا آپ کے قدوں پر اگر غور ہے۔ یاد دہانی کے چرلے تھے۔ آپ کا اتباع کرے یا دہانگی کی پیروی کرے۔ اور چرلہ آپ کے قرنی کو حق جانے اور دہانگی کی بات کو باطل ماننے یا دہانگی کے قول کو صحیح جاننے اور آپ کے قول کو غلط جانے۔ نیز آپ کے ٹکڑی بنا پر دہانگی ہی کو آپ جاہل معنی اور کافر و مرتد مانے۔ یاد دہانگی ہی کے ٹکڑی بنا پر آپ کو مشرک اور کافر و مرتد مانے۔ اور قابل عمل آپ کا حکم ہے۔ یاد دہانگی کا حکم۔ اور اگر دیوبندی قوم اس انجمن اور گشتی کو تسلیم نہ کرے۔ تو دونوں کے اقوال کو مان لے۔ اور دونوں میں سے کسی کے حکم کو مسترد نہ کرے۔ یعنی دونوں کو جاہل غلط و کافر و مرتد مانے اور دونوں کے اقوال کو غلط و باطل مانے۔ ورنہ ان میں سے جس ایک کے قول کو ماننے کی دوسرے کے ٹکڑے سے کافر ہو جائے گی تو ایک کے اتباع میں خود کافر ہو جائے گی اور ان میں سے کسی کو ماننے کی قیاس کو گزرتے خود تو بھی جانے گی۔

آب باقی رہے متافوی ہی تو انہوں نے غلط ایمان کی عبارت میں اگر غلط ایسا کو اتنا اور اس قدر کے مستند میں استعمال کیا تو متافوی ہی مصنف کے حکم سے معنی جاہل اور

کافر اور توہین کنندہ شان رسالت ثابت ہوئے اور اگر متافوی ہی نے غلط ایسا سے کفر تشبیہ فرمادیا ہے تو متافوی ہی اپنے دلیل و دلیل کی کے حکم سے کافر اور توہین کنندہ شان رسالت قرار پائے۔ پھر اسے متافوی کے تشبیہ ہی میں جب کفر ہے تو وہ کفر سے کیسے بچ سکتا ہے یہ دونوں بہادر محتاج ہیں کہ اس کو گزرتے۔ چنانچہ کے لیے میدان یوں ترسے تھے آخر تنگ آکر انہوں نے بھی متافوی ہی کو کافر اور توہین کنندہ شان رسالت قرار دے ہی ڈالا۔

مسئلہ ثانی یہ مصنف متافوی ہی کو کفر سے چلانے کی فکر میں غلط ایسا کی توجہ اور سنے مراد کے واسطے ہوا تھا نتیجہ یہ برآمد ہوا متافوی کو کفر سے بچا سکا۔ نہ خود اپنے آپ کو کفر سے بچا سکا۔ پھر مصنف نے تشبیہ کی مثالوں میں ایک صغیر سے لاکھ لاکھ اور مثالوں میں ایک اپنی بے ادبی و گستاخ طبعیت کی بنا پر یہ مثال تشبیہ پر بھی لکھ دی۔

ٹانڈوی کی شان رسالت میں گشتی

دیکھے باری قتلے فرما کہتے قل انما اتنا بشر مثکم یومحلۃ
ای۔ یعنی کفار کو خطاب کر کے کہو کہ جہاں بیت کر میں تم جیسا بشر ہوں
مخبر پر وحی کی جاتی ہے اب دیکھو کہ کفار جن کی جناسات کا مزمع اعتبار
قرآن میں آگیا ہے۔ ان کی حماقت ظاہر کی جاتی ہے۔ مگر چونکہ یہ حماقت
فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی عرض و تعلق نہیں
ہے اس لیے کہ ان حماقت نہ ہوگا (چند سطروں کے بعد ہے لیکن بزمیر
مخبر نفس بشریت ضل کی گیا۔)

حواہب :- مصنف کا شان رسالت میں گشتی جس دہانگی سے کہتا ہے وہی دل نہیں بھرا تھا اسی بنا پر آیت اعتنا انما بشر مثکم پیش کر کے یہ تاہم استعمال کر ڈالا

سہ :- تشبیہ ناقص ہے۔

کہ حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاشرت کتنا سے فضیلت و عزت میں تھا مگر یہ جاری رہا
اور ہر جتنی نفسی لذت کے محل کہا گیا ہے کیا اس بے ادب مصنف کو یہ خبر نہیں
ہے کہ ہر کلمات براہ قاضی اپنی طرف نسبت کیے جاتے ہیں ان کو سبب بنا کر پیش کرنا
ان سے استدلال کرنا کسی بے ادب و گستاخا و دشمن کو کام چڑھتا ہے۔ شفا آپ کے یہی
اکابر براہ قاضی کہتے ہیں اس قدر شیعہ احمد اس قدر شریعت اس قدر اس شلیل احمد العبد المذنب
محمد قاسم اب کیا کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کے کلمات کو سبب بنا کر یہ استدلال
کرے کہ وہ شیعہ احمد سب سے زیادہ حقیر ہے اس قدر بھی بڑا حقیر کہ وہی ہے اور شلیل احمد
تر سب لوگوں سے زیادہ حقیر ہے اور محمد قاسم بھی کچھ کار بندہ ہے پھر یہ لوگ ہر جتنی
نفسی مصافحت کے جھگڑے چار و پیر و حقیروں کے مثل ہیں اور چونکہ وہ اس قدر خود کہتے ہیں
تو محکم چار و پیر سے زیادہ معتبر ثابت ہوئے تو مصنف کی اس کے استدلال سے ناخوش
تو نہیں ہوگا مگر وہ ناخوش ہوگا کہ وہ کس قدر مستی و مصنف اپنے اکابر کے لیے ایسے استدلال
سے تو ناخوش ہوتا کہ اپنے اور ان کے مصطفیٰ و سیدنا و محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
کلمات قاضی سے یہ ناپاک خود استدلال کر کے اپنے آپ کو اور کفار کو ان کا مثل ثابت
کرتا ہے۔

جاہل مصنف کی پیش کردہ آیت اکابر بن امت کی نفرت میں

اس نے پہلے اس آیت کریمہ کی تفسیر دی و کچھ دلی جہتی تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل
میں ہے۔

قُلْ اِنَّهَا اَنْتَ رَبُّنَا الَّذِي اَعْطَاكَ الْحَيَاةَ قَالِ اَيْنَ
مَنْ مَلَكَتْ اَيْدِيَّ فَتُكَلِّمُنِي اَنْتَ اَعْمٰی
مَنْ مَلَكَتْ اَيْدِيَّ فَتُكَلِّمُنِي اَنْتَ اَعْمٰی
مَنْ مَلَكَتْ اَيْدِيَّ فَتُكَلِّمُنِي اَنْتَ اَعْمٰی

ملہ :- تفسیر خازن و معالم التنزیل مسمیٰ ص ۱۱۲ :-

ان کفار سے ثابت ہو گیا کہ اس آیت کریمہ میں مصطفیٰ علیہ السلام کو قرآن کی تعلیم دینا
یعنی ہے۔ تو یہ مصنف کے کلمات قرآن سے ہونے لگتا ہے مگر یہ کلمات قرآن سے نہ ہوں
کہ کہ رسول علیہ السلام سے اپنی عداوت کا اظہار کرتا ہے۔ اگر اس کی ان کفار بنسب رسائی
نہیں تھی۔ اور عربی زبان کہنے کی قابلیت نہیں تھی تو فارسی زبان کی طراخ العیون ہی میں
دیکھ لیا ہوتا۔

از جانب نبوت مجبوریت و انکسارے
واقعات سے دیکھنے کے لئے ہر وہاں شیل
انما انما بشر شک و اندان و خود آید ملایا
بنیاد کردان و دل و نیم و شترک و بنیم و
انما انما نیم بکر بر حداب سکت و شاکتی
تو حق نام نیم خواہ دایر سکر بندہ خود جو
خواہ نیم و گند و سستہ و سستہ نایید
بندہ نیم یا خواہ بندگی و فرد تو نیم و گند
راچہ جان و دایر دایر انکھ درین مقام
در آید و دخل کند و از حد او سبب برون
دور و دایر مقام پائے نفرت بیا رے
او شفا و حجاب و شفا و شفا است
ملہ :-

حضرت علیہ السلام کی طریت اپنی بندگی اور
انکھ را در اختیار و ہر وہاں سکت کے کلمات
صادر ہوں جیسے انما انما بشر شک اور
اس کے مثل آیات و حدیث و کچھ
اس میں دخل دینا اور شرکت تلاش کرنا
اور روشی ظاہر نہ کرنا چاہئے کہ ہم حد
ادب اور سکت اور عیدگی کا اظہار
کریں، آقا کو اختیار ہے کہ وہ اپنے
بندے کو تو چاہے کہے اور کرے اور
علت و محنت کا اظہار کرے اور مقام
بھی اپنے آقا کے دایر بندگی اور شفا کا
کے کسی دوسرے کی کیا جال و طاقت
ہے کہ اس مقام میں کہ عداوت کرے اور شفا
سے باہر نکلے یہ مقام بہت سے فضیلت باطنی
کی نفرت کا لہر دایر سکت سے ثابت ل

حضرت شیخ علی بن محمد و دہلوی نے اس عبارت میں اس آیت کریمہ سے ثابت ل

ملہ :- دارالکتاب و مطبعہ مسمیٰ ص ۱۱۲ :-

کرنے والوں کا خاتمہ ہی کروا اور یہ بتا دو کہ باادب قرآنی آیات و احادیث میں حکمت پرستے ہیں اور مترادف پر رہتے ہیں کسی طرح کی دولت و استعداد نہیں کرتے اور ہمارے مستطاب جاہل ان سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں انہیں مداخلت کرتے ہیں اور استدلال کے شرک کا شکر کرتے ہیں اور یہی مقام، اچھے لغزش اور مزل کا ہے۔

قاس مصنف کے لیے ادب و جاہل ہونے پر حضرت شیخ نے زبہری کر دی کہ یہ اسی پر زبہری کے شرک کا استدلال کر رہا ہے اور نہ فقہ اہل ایمان کو بلکہ کفار کے کہ حضرت علیہ السلام کا مثل ثابت کر رہا ہے۔ اگر اس مصنف میں ادب کا کوئی جز بھی ہوگا اور ایمان کا کوئی شائبہ بھی ہوگا تو ہرگز ہرگز حضرت سے مائت اور باہری کا دعویٰ نہ کرتا مصنف انکار کرتا کہ عزت سے نیچے مرتبہ صحابیت کا ہے تو اگر عزت انبیاء علیہم السلام سے مالک کا دعویٰ کر سکتے تھے تو صحابہ کو کام کرتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان افراد و زبان

صحابہ کرام تو خود یہ فرماتے ہیں۔

لَسْنَا مِثْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ

اس سے ثابت ہو گیا کہ حضرت صحابہ کرام اپنے آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل نہیں جانتے تھے اور یہ حضرات یہ کیسے جانتے کہ انہوں نے خود حضور عیالات نام کی زبان نبی اکرم سے یہ سنا تھا۔

ایکھم مثلی (دفع روایت)

تم میں کون سا میری مثل ہے۔
(دوسری روایت میں ہے) میں
تمہاری مثل نہیں ہوں۔

۱۔ شرح شفاء شریف علی النہای ص ۳۳۶ - ۲۔ بہ ہمارے شریف جتانی ج ۱ (مستطاب)

اس مستطاب مصنف کو نہ تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ نظر آیا نہ بہ ہمارے شریف کی احادیث نظر آئیں کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیدر جان مالک کا منہ بند کر دیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں کون سا میری مثل ہے۔ یہ مصنف اگر حرج پر ہوتا اور مبالغہ علیہ و احصائی تھا تو ہرگز ایسی عزت کا دکان مصنف کی نظریں اگر احادیث کی عظمت اور اقوال صحابہ کرام کی عزت ہوتی تو ہرگز کسی مداخلت نہ ہوتی۔

لیکن مصنف نے قرآن پر بزرگوں کی سنت کو زندہ کیلئے اور اپنے پیشواؤں کا اقتدار کیا ہے جیسو قرآن کریم نے نقل فرمایا ہے۔

فَقَالُوا الْمَلَأْنَا فَلَئِنْ تَقُولُوا

مِثْلَ مَا نَقُولُ لَنَرْجُو

فَقَالُوا إِنَّمَا أَشْكُم بِلَا بَشَرَةٍ

بَشَرَةً بَلْ

ان آیات سے ظاہر ہو گیا کہ عزت انبیاء علیہم السلام کو کبھی مثل لیا کہ کفار کا قول ہے کہ وہ انبیاء کو اپنی مثل لیا کرتے تھے مصنف نے بھی انہیں اپنے بزرگ کفار کی سنت کو زندہ کیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کفار کی مائت ثابت کر کے اپنا سلاطین کو ظاہر کر دیا کہ وہ اپنے بزرگ کفار کے قول پر اور مسلک پر ہے۔ تو جب یہ مصنف کفار کا متبع ہے۔ ان کے قول پر ایمان لایا ہے تو ہر اس کو مذکور کی حدیث قائم پہنچا سکتی ہے۔
واقوال صحابہ کرام واقوال مصلحین مانع ہو سکتے ہیں۔ مگر مصنف انہیں تنبیہ کی مثالوں میں ایک مثال پیش کر کے حضرت امام مکرّم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان کرتا ہے۔

۱۔ سورہ بقرہ ص ۱۱۷ - ۲۔ سورہ بقرہ ص ۱۱۷ - ۳۔ سورہ بقرہ ص ۱۱۷

حضرت امام ابوہریرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایماں کا ایمان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے اور جعفر بن السوس میں ایمان الایمان مثل ایمان کے ایمان کے ہے فرمایا گیا، جو کہ امام دسٹہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فعل بیان میں تشبیہ دی اس لیے علیہ السلام اس کے کام کی تصدیق کی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حدیث اللہ حضرت امام اہل علم نے احادیث کو جبریل علیہ السلام اور انبیاء کے برابر کر دیا فعلی ایمان سب مومنین میں موجود ہے، اگرچہ ایمان انبیاء اور رسول علیہم السلام کا نہایت قوی برابر ہوا ایمان نہایت ضعیف تھا بلکہ

جواب :- مصنف کا ایک خریب یہ ہے کہ جس عبارت کو نقل کرتا ہے تو یہ نہیں ظاہر کرتا کہ کس کتاب میں ہے اور اس میں اس کا ترجمہ نہ کرنا کہ کس کتاب کا نام نہ دیا تو عبارت کی خیانت پڑی جاسے گی اور وہ چوری سب پر ظاہر ہو جائے گی تو اس بناء پر کہ کتاب کا نام ہی نہیں ملتا، اسی قول امام کا حال لینے کو وہ خود بھی مکتسبہ کے حضرت امام ابوہریرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، اب یہ ذکر نہیں کہ کس کتاب میں منقول ہے اور کون ناقل ہے، پھر یہ کہ ہے وہ فرماتے ہیں، ایماں کا ایمان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے، اس روایت کی تلاش کی گئی تو حضرت امام اہل علم صاحب کی فتہ الکبریٰ شرح جرح حضرت علی قاری علیہ الرحمۃ نے کی ہے میں یہ روایت بیحد مجہول ہے اور اس میں اسے الفاظ اور زائد ہیں، شرح فقہ اکبر میں ہے۔

روسی عن ابي حنيفة رحمه
الله انه قال ايمانى كما يان
جبريل عليه الصلوة والسلام
والقول مثل ايمانى جبريل عليه
الصلوة والسلام به

امام ابوہریرہ رحمۃ اللہ سے روایت بیان
کی گئی کہ انہوں نے فرمایا کہ میرا ایمان مانند
ایمان جبریل علیہ السلام کے ہے اور میں یہ
نہیں کہتا کہ مثل جبریل علیہ السلام کے
ایمان کے ہے۔

اس عبارت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ اس کو روای کے مصنف کے ساتھ ذکر کیا جو ضعف روایت پر دلالت کرتا ہے، دوسری بات یہ علی مصنف کے متفقہ الفاظ سے اسے الفاظ اور زائد ہیں، و اقوال مثل ایماں جبریل علیہ السلام یعنی میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرا ایمان مثل جبریل علیہ السلام کے ایمان کے ہے مستفہ نے ان الفاظ کو کیوں نقل نہیں کیا، یہ کسی شرمناک خیانت ہے جو مصنف نے جو ترجمہ کیا ہے اس کی مخالفت حضرت امام ان الفاظ میں خود فرما رہے ہیں، اسی وجہ سے مصنف نے ان الفاظ کو پیش نہیں کیا، یہ کیسی صریح خیانت ہے، علاوہ بریں علامہ شامی غماص سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

قال ابو حنيفة اكد ان يقول
الرجل ايمانى كما يان جبريل
ولكن يقول امنت بما آمن
بما جبريل عليه السلام

حضرت امام ابوہریرہ نے فرمایا میں ادا کی
اس بات کو تائید رکھتا ہوں کہ وہ یہ کہے
کہ میرا ایمان مانند جبریل کے ایمان کے ہے
لیکن وہ کہے کہ میں ان تمام چیزوں پر
ایمان لایا جن پر جبریل علیہ السلام ایمان لائے۔

تو حضرت امام اہل علم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت اس کے خلاف ہے اور یہ زیادہ قوی ہے کہ اس کو روای کے مصنف سے موقوف نہیں کیا، نیز اس کی تائید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرتا ہے۔

قال محمد رحمه الله اكد
ان يقول ايمانى كما يان جبريل
عليه السلام بل يقول امنت
بما آمن به جبريل عليه السلام

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس کہنے
کو مردود مانتا ہوں کہ میرا ایمان مانند جبریل
علیہ السلام کے ایمان کے ہے بلکہ ہوں
کہے کہ میں اس پر ایمان لایا جس پر جبریل
علیہ السلام ایمان لائے۔

قرابہ نہایت ہو گیا کہ غالباً امام صاحب کی صحیح روایت یہی ہے کہ جس کی تائید بھی موجود

ہئے اور مصنف نے جس روایت کو نقل کیا یا تو وہ صحیح روایت ہی نہیں ہے اور ہے
توضیحت ہے مگر مصنف نے قاسم میں بھی یہ ضیانت کی کہ پوری روایت کو نقل ہی نہیں
کیا اور کلمات اس کے مقصد کے خلاف تھے ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مصنف نے
لکھا اور بعض نسخوں میں لایمان الایمان دریا گیا۔ یعنی میرا ایمان، مثل انبیاء کے ایمان کے
ہوتے۔ اس میں مصنف کا فریب ہے کہ نہ قرآن بعض نسخوں کا ذکر کرتے نہ یہ بیان ہے
کہ اس کو کس نے نقل کیا۔ اس کو ایسی حرکت کرنے ہوتے شرم نہیں آئی جب کتابوں تک
رسائی نہیں ہوتی تو مصنف بنے گا کیا شوق خدا میں نے اس کو بہت تلاش کیا مگر اس کا نام
حاصل کا نقل ہر جا ہی ثابت نہیں کیونکہ اس کے خلاف اقوال ملتے ہیں۔

تلاکلی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

نحن نعلم قطعاً ان ایمان
أحاد الامت، ليس كما يمان النبي
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ولا كما يمان ابي بكر الصديق
رضی اللہ عنہ، باعتبار هذا
التحقيق و هذا معنى ما ورد في
ایمان ابي بكر الصديق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ جميع المعنيين
لجميع ایمانہ

نیز یہی علامہ علی قاری اسی شرح فقہ اکبر میں صاف تحریر کرتے ہیں۔
لا يجوز ان يقول احد ايمان

شرح فقہ اکبر میں۔

لا يمان الا نبیاء علیہم السلام
بل ولا يمانی ان يقول ايمانی
كما يمان ابي بكر وعمر
رضی اللہ عنہما وامثالہما۔
ان عبارات سے ثابت ہوگی کہ کسی شخص کو یہ کہنا جائز ہی نہیں ہے کہ میرا ایمان مثل
انبیاء کے ایمان کے ہے۔ لہذا اگر مصنف کا پیش کردہ قول واقعی امام صاحب کا قول تھا
قرآن عقیدین کی یہ حرأت نہیں تھی کہ اپنے ام کے قول کے خلاف کہہ دیں اور اپنے
امام کو بتا جائے تو اصل کام تکبیر بتائیں تو اس کو قول امام بتانا مصنف کا حضرت امام اعظم پر
افتراب ہے۔ پھر مصنف کا اس کے بعد یہ کہنا جملہ علماء نے اس کلام کی تفسیق کی ہے جملہ
علماء سے مراد وہی دیوبندی تھے جن کے کوئی حضرات انبیاء علیہم السلام سے مخالفت
کے مدعی ہیں۔ اور ان سے امتیاز کو اعمال میں جڑا ہوا مانتے ہیں۔ تو ایمان میں بھی امتیاز
کو انبیاء کی مثل ثابت کرتے ہوئے علماء اہل سنت کی تصریحات آپ دیکھ گئے ہیں کہ وہ امت اور
انبیاء کے ایمان کی مخالفت کو ناجائز قرار دیتے ہیں تو وہ اس کلام کی تصدیق کس طرح کر سکتے
ہیں۔ مصنف کا یہ علماء واقعی پر مروج افتراب ہے اس کتاب مصنف کے افتراب سے کوئی
نہ جتن کے کا حجتی کہ اس نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پر افتراب کر دیا۔
پھر مصنف تشبیہ کی مثال کو شتم کر کے دوبارہ اصل عبارت مختلہ ایمان کی طرف
وڑتا ہے۔ اور اس میں یہ تو بہر پیش کتاب کے تشبیہ فقط بعینیت میں ہے اس کو بیان
کہتا ہے۔

الحاصل نفس بعینیت سب کے علم میں اس قدر پر متفق ہوگی۔ ہاں اگر تمام
غیوب مراد ہوں تو البتہ بعض غیبی آپ کے علم میں متفق نہ ہوگا پس وہ تشبیہ
فقط ہی مصنف ہے۔ دوسری مستثنیٰ نہیں دیکھئے اصل عبارت مختلہ ایمان کا یہی

شرح فقہ اکبر میں

گفتگو پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص کو کسی دوسری ایسی بات کا علم ہو جائے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے اسی شخص کو بھی بعض منہیات کا علم ہو گیا۔ اس سے کوئی شق نہیں کہ ہندو اس کی جھڑپ اندام میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا۔ اور اسی سے اشارہ مفسر بعض کی طرف ہے وہ بعض پر گزرا نہیں جو رسول اللہ صلی علیہ السلام کو حاصل ہے۔ عرض سیاق و سباق دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعینیت میں تشبیہ ہے مقدار بعینیت میں نہیں ہے۔

جواب :- بقول معصفت کے ہی جس کو ازلے و درجہ عبارت دانی کا سلیقہ حاصل ہو گا وہ اس کی جہالت کو گھٹا کر کثرت اشخاص سے تاکہ معصفت تشبیہ کو بھی نہیں جانتا۔ اور وہ تشبیہ و مشبہ اور وہ تشبیہ کو بھی نہیں پہچانتا۔ ہم ناظرین کے لیے غلط فہمی کی اصل عبارت کو بیان نقل کریں تاکہ ہر ایک کو سمجھنے میں آسانی ہو عبارت یہ ہے۔
آپ کی ذات مقتدرہ پر علم غیب کا حکم کیا جائے اگر بعض زمین پر تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علم غیب سے مراد ہیں تو اس میں معصفت کی کیا تعلیم ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر مری و منون بلکہ جمیع حیوانات و نباتات کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس عبارت میں ظاہر ہے کہ کل غیب کی تقدیر پر تشبیہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہذا تشبیہ جو دی جا رہی ہے وہ بعض علم غیب میں ہے۔ زید و عمر پہنچنے والے مافوق علم مشبہ اور مقررہ مسئلہ اشارہ علیہ کو علم کامل شریف مشبہ میں اور مطلق علم بعض منہیات و مشبہ ہے ایسا تشبیہ ہے۔ تو اس میں صاف خود ہر ایک خود کو دوسرے فرد سے تشبیہ دی جا رہی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ہی کو زید و عمر اور دوسرے پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی ہے اور جو بعض مطلق علم غیبیات کو قرار دیا ہے اب

سہ :- غلط تشاہد ثاقب سہ :- سہ :- غلط بیان سہ :-

معصفت کی جہالت یا غیب یہ ہے کہ یہ مشبہ مطلق علم بعض علوم کو قرار دیتا ہے یعنی علم زید و عمر کو تشبیہ دیتا ہے۔ مطلق بعض علوم سے تو ان تک کسی علم کو احساس نے فرو کر مطلق سے تشبیہ دی ہے جسے کہیں کہیں نوری صاحب قرآن اے جیسا کہ آئی تو یہ صفت کی تجزیہ نہیں ہوئی بلکہ خود اپنی لاعلمی اور جہالت کا اظہار ہو گیا۔

تمام دیوبندی توحید میں اور تادمیوں کا بلو سہ

اب ایک ایسی تشبیہ کی مثال پیش کروں کہ جان کی ساری قومیں اور تادمیوں پر مشت ہونے لگیں۔

مولوی حسین احمد صاحب پر عالم ہونے کا اطلاق اور بلو لاجا ناگر قبل دہائی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں ان کی کیا تعلیم ہے ایسا علم تو ہر مری و منون بلکہ جمیع حیوانات و نباتات کے لیے بھی حاصل ہے۔ اگرچہ ان کو دریافت کا علم جتنا آج کی مولوی کہلاتے کو لازم و ضروری ہے تبہا حاصل ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کسی دوسری بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ ہر چیز اس کے کھانے کی ہے۔ تو مولوی حسین احمد صاحب میں اور بعضی چار اور انوکھے کہتے، سمویں و فرق بیان کرنا ضروری ہے۔

اولاً :- اس عبارت میں یہ بھی قریح موجود ہے کہ ان کو علم درسیات، فقہ و لازم و حروفیت تبہا حاصل ہے۔
ثانیاً :- اس میں گفتگو مولوی حسین احمد پر اطلاق غلط عالم میں ہے۔ ان کے علم اور مقدار میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے۔

ثالثاً :- اس عبارت میں غلط ایسا ہے فقہ اثنائے قرہ نہیں ہے اگر غلط آتا ہوتا تو یہ احتمال ہو تا کہ ان کے علم کو بھی چار آکر کہتے، گتے، سمرے کے برابر کر دیا۔
رابعاً :- غلط ایسا کہ تشبیہ کا ہے۔

خامساً :- اس جگہ ہر مری و منون نہیں کہ مقدار علم میں تشبیہ مقصود ہو۔

صاحب نفس بعبیت میں تشبیہ دی ہماری ہے مقدار عبیت میں نہیں ہے۔
 سابقہ آگے یہ عبارت کیونکہ انہیں سے ہر ایک کو کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ
 اس قدر کہ چہرہ کھلے گی کہ صاف طور پر دولت کر رہی ہے۔
 سنا سنا۔ لیکن علم میں ہے اس سے کوئی تعلق نہیں کہ اس کی مقدار اور جی میں
 میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا۔

شامشاہ نظر الیہ کو بعد بعض کے کہا ہے دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعض علم اور ہے
 تو اس میں ان کی کیا تفسیر ہے الیہا ظہور الیہ سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہے
 کہ اس میں گفتگو ہے۔

عاشق زادہ۔ لفظ الیہ سے دفع بعض ہرگز مراد نہیں جو مولوی حسین احمد کو حاصل ہے کہ
 اس کا تو کہیں ذکر بھی نہیں۔

وہابیہ۔ یہی یہ حلقہ الایمان کی عبارت ہے اور اس کو تو شمس نے اللہ تعالیٰ کے
 حبیب سیدان نبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا ہے اور
 تم اس پر ارشاد ہوئے ہو کہ یہ تو جہنم نہیں ہے اس میں کسی طرح کی کوئی گنتی نہیں
 ہے۔ ان تو جہنمیں تباہ ہیں۔ بہانوں سے اس کو بٹانے کے کچھ پڑے ہوئے ہوجم
 نے بالکل اسی عبارت کا پیرہ مولوی حسین احمد صاحب کے لیے لکھ دیا ہے تم اس کو
 بھی چھاپ کر حلقہ الایمان کی طرح اس کو بھی ہر مذہب کی تعداد میں شائع کرو۔ اس پر اپنے
 اس وقت کے تمام اکابر کے دستخط لکھو اور جو عبارت حلقہ الایمان میں تم نے یہ دس

ساتاویں تو جہنم بنائے۔ غرض صفا کی گزشتہ ہیں وہی دس کے دس اس مولوی سید احمد
 کے متعلق عبارت میں بھی جاری کر لینا کہ تمہارے نزدیک ان تو جہنمیں عذروں سے
 ان مولوی صاحب کے حق میں یہ عبارت تو جہنم میں ہو سکتی۔ لہذا اگر تمہارے اس
 دعوے میں صداقت کا شائبہ بھی ہے اور یہ دس عذر واقعی صفا کی گزشتہ کے لیے کافی ہیں تو
 ان کو جلد از جلد چھاپو اور مسلمانوں کے اس اشتقاق کو ختم کرو۔ اگر تم نے اس عبارت کو
 مولوی حسین احمد کے لیے چھاپ دیا اپنے اکابر کی اس پر مہربانی اور دستخط کرو اپنے تو

مسلمان روگن کو کھادیں گے کہ ہمارے مسلمانوں صاحب کو کہہ ہمارے ہی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے خاص عداوت نہیں تھی وہ ہندی قوم کی بولی ہی ایسی ہے۔ وہ اپنے بڑوں
 کو بھی ایسی ہی سمجھتے ہیں۔ دیکھو جیسے حلقہ الایمان کی عبارت ہے بالکل ایسی ہی عبارت
 انہوں نے مولوی حسین احمد کے لیے بھی صراحتاً اپنے اکابر کے دستخطوں مہربوں کے چھاپ
 دی اور اس کی طلب اشاعت کر رہے ہیں۔

مسلمان نوادہ۔ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کے لیے ہر گاہی
 ہر گستاخی ہر بے ادبی ان دیوبندیوں کو گوارہ تھی۔ ہر گستاخ ہر تباہی ہر بہانہ ہر مکر
 کی گالیوں گستاخوں کی صفائی کے لیے کافی تھا۔ لیکن ان دیوبندیوں کے سامنے اگر
 مولوی حسین احمد گنگوہی، دیوبندی، مشائخ صاحبان کی شان میں ایسی عبارتیں
 لکھی جائیں تو کہیں گے۔ سمجھتے تو ہیں کہ گستاخی ہے۔ اور کیا جوابی ہے کہ وہ ان کے
 لیے ایسی عبارت میں نہیں اور اس پر اگر کوئی انہیں خود انہیں کی پیش کردہ تاویلیں تو جہنمیں
 کے کسی طرح سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ یہ دیوبندی صاحب اپنے ان اکابر کے لیے
 ایک کوڑک نہیں بن سکتے تو یہ ایسی گندی عبارتیں تو کہیں طرح چھپا سکتے ہیں اور ان پر
 اپنے مہربوں دستخط کر سکتے ہیں اور ان کی اشاعت کیسے کر سکتے ہیں۔

لہذا آفتاب کی طرح ثابت ہو گیا کہ ان نادبوں تو جہنم میں ہوں عذروں کو وہ
 اپنے اکابر دیوبندیوں کے لیے کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں، حلقہ الایمان کی عبارت
 یہی عبارت وہ اپنے بڑوں کے لیے چھاپ کر شائع کرنے کے لیے راضی نہیں تو ثابت
 ہوا کہ اس عبارت میں مکرور تو جہنم اور گستاخی ہے۔ اور ان نادبوں تو جہنم سے ان
 کی صفائی نہیں ہوتی۔ ان بہانوں عذروں سے ان کی تو جہنمیں گستاخی کی گندگی نہیں ہوتی
 مسئلہ نوادہ۔ سوچو اور سوچو کہ ان دیوبندیوں کی نظر میں جس قدر اپنے دیوبندی اکابر کی
 عزت و عظمت ہے انہی میں کس پر کتنا ستیہ الایمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت
 نہیں ان نادبوں کے دل میں جتنی اپنے نادبوں کی عزت و عظمت ہے اس قدر
 سیدالرحمن خاتم النبیین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت نہیں۔ ہر شخص

جانتا ہے کہ عہد کا ایسا مفادہ تعاقب کرنے کے عوض پر اپنی طرح سمجھ میں آجائے۔
 ہم مصنف کو کچھ بھی نہیں دیتے ہیں کہ اگر اس کے نزدیک اس عبادت حضرت محمد الامین صلی
 قرین کرار رسالت نہیں ہے اور اس کی یہ توہینیں تا دلچسپی اس عبادت سے توہین و تمسخر
 علم نبوی کو کاٹ دیتی ہیں تو اپنے ان چاروں اکابر و بڑی سنگی بڑی ایشیائی حضار کی کہ نے اس
 عبادت کو اگر اس پر اپنے ہر دھڑکنا نہت کر کے چھاپے اور چاروں کی نقد و نشان
 کرے جب تو میرے دعوے میں صداقت ہے در در خوف جبر کا مذاب ہے مگر
 ہمارا یہ دعویٰ کہ مصنف اپنے اکابر کے لیے دایمی عبادت کو گوارا کر کے لازم کیا ناپاک
 تا دلچسپی ہوا کہ کون سے کلام - الاحمد الله على الصالحين -

فصل تاسع اور عبارت حفظ الایمان

معصیت جہلت معطل الایمان پر جو کچھ تاویلیں کر سکتا تھا اور جس قدر توحید میں کر سکتا تھا اور اس میں ہر معذور مضائقہ دے سکتا تھا وہ سب اس سے پہلے فصل میں دے چکا تھا کھو کھو کھانچا یہ بھی اس نے جو کچھ کہا اور کھا وہاں ان کے ذہن ناساکی پر یاد دہانی ہے جو کچھ معصیت جیسے کہ طمانیہ میں اتنی حلیت کمال ہے یہ سب اس نے تھا تو ہی کی ہے ساتھ سے یقین دہی کے موطر رسالے افندہ کیا ہے جو کچھ مقرر سام بیسط البیان و گفت البیان عن کتاب معطل الایمان ہے جس کے دو میں موطر کتاب و قعات السنان الی حلیت السما و بیسط البیان ۴ صفحات کی بریلی شریف میں ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی جس میں تھا تو ہی سے ایک سو تیس سوالات کیے گئے ہیں اور آخر میں ان کو جلیغ نامہ دو لکھا ہے پھر اس رسالہ البیان کی چند سطروں رو سے اس و قعات السنان میں باقی دو لکھتیں ان کے دو میں مستقل کتاب احتیال السنان الی الحلیت بیسط البیان نوشتے صفحات کی ۱۳۳۱ھ میں بریلی شریف میں پہلی اس میں ایک سرسرا خط کتابا کیے گئے اندر ہر دو لکھ ہیں و قعات السنان و داخل السنان تھا تو ہی صاحب کے اس رشتہ کی روکار دو دی گئیں تھا تو ہی صاحب ان کے پہنچ جانے کے بعد

برسوں بکھڑوں تک پہنچے لیکن ایک حرف ان کے جواب کے نام سے نہ لکھ سکے اور
 غلط سے ہی کے لیے تیار ہوئے ان کی قوم ایک مرتبہ فریب دے کر متنازعی صاحب کو
 مراد آباد کے آئی جی صاحب مراد آباد پہنچ کر متنازعی کی یہ معلوم ہو کر کہ یہاں متناظر نے پہنچا ہے
 اور حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ متناظر سے کے لیے تعریف لکھیں، ارکان جرنیل
 پین کو فریب گئے اور پالیس الوداد اسے دارو عہد خیانت کی فراد شروع کر دی کسی
 طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مقابلہ میں آئے کہ اور مراد آباد سے متنبہ کیجا کر بھاگے اور
 اپنے جبرائیل شکست فاضل کے نشہ طے فتنی سرزمین مراد آباد پر بہت کر دیئے۔
 معتمد نے اس فصل میں کسی نئی بات کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ انہیں کبھی جوئی
 باتوں کا اعادہ کر رہا ہے، جن اس میں اپنی قابلیت و علمیت کے اعتبار کے لیے بڑی بڑی
 ڈھینگیں، اہل بریں ناظرین نے معتمد کی قابلیت و علمیت کا کافی اندازہ آئی جی کتاب
 سے کر لیا ہوگا، لہذا اس فصل میں ہم مختصر گفتگو کر کے معتمد پر رہا ہے۔

کسی چیز کا نقصان اگر میں متحقق ہونا دوسری بات ہے اور اس پر کسی شخص کا
ظان کی مانند دوسری چیز سے لیا اوقات کوئی چیز متحقق ہوئی ہے مگر اس کے
اسم کا بولن ممنوع ہونا ہے۔ دیکھئے جملہ باتیں کا یہ دیکھنے والے خداوند کریم
ہے لیکن اس کو خالق العزۃ والحداد یعنی پیدا کرنے والا سرور و بندوں
کا کیا ممنوع ہوا ہے بوجہ شبہ امانت کے علیٰ نذر القیاس خود باری تعالیٰ
فرمایا ہے اَلَا تَعْلَمُ شَرِّیْ خُودَکَ اَمْ یَخْفٰی عَلَیْکَ مَا یَعْنٰی عَنِیْ لَوْ کَانَ
کُنْ مَنوع ہرگز کہ میں امانت ہے اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں کہ باقی
سننے کے صحیح ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا بولنا ذات خداوندی عزوجل کی باذات
اور انتساب علیہ السلام کے واسطے ممنوع ہونا ہے۔
جواب :- مصنف کی اتنی بات تو مسلم ہے کہ یہیت سے ایسے الفاظ بہت ہیں کہ وہ

باعتبار ہیئت کے صحیح ہوتے ہیں لیکن ان الفاظ کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اب باقی رہا اس پر الفاظ کا اطلاق کیا جاتا اس کی چند صورتیں ہیں۔

ایک قسم قرآن ہے جس کی مصنف نے دو مثالیں خالق المشرقہ والجننازیں اور ذابح پیش کریں ان الفاظ کا اطلاق شرعاً منوع ہے۔ مگر جرحاً منوع ہر اس کے منوع ہونے کے لیے کسی دلیل شرعی کی حاجت ہے۔ ان دونوں کے منوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ نقص و اکانت کے معنی پر ہی مشتمل ہے۔

ایک قسم وہ ہے کہ ان الفاظ کا اطلاق شرعاً منوع نہیں اس لیے اس کے منوع ہونے پر کوئی دلیل شرعی موجود نہیں لیکن عرف میں ان کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ جن کی شایہ مصنف نے یہ دی ہیں۔

مثلاً عالم کا لفظ ہر اس شخص پر بولنا جائز نہیں ہے کہ جو ایک شے کا جاننے والا ہو بلکہ اگر کسی نے کسی پتھر مسئلے یا دکر لیے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔ اگرچہ باعتبار نفست کے وہ عالم ہو گیا ہے۔ بلکہ انسانی ہر مالدار کو سید نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ

ایک قسم وہ ہے کہ ان الفاظ کے اطلاق کی منوعیت پر کوئی دلیل شرعی نہیں لیکن ان کا اطلاق بعض ادب کی بنا پر نہیں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر اسماء الی ایسے ہی ہیں کہ ان کا اطلاق خالق پر بھی آیا ہے اور مخلوق پر بھی وارد ہوا ہے۔

قاضی عیاض شفا شریف میں اور علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں

ان ما جاء من الاسم
والصفة مما اطلقه التشيع
في الكتاب والسنه على الخلق
جس نام اور صفت کا شریعت نے
کتاب و سنت میں کسی خالق پر
کبھی مخلوق پر اشتقاقی لغوی کی دنا

ملہ ۲۰ شہاب ثاقب ۱۴۰۰

ای مثالاً و علی المخلوقا
اخترط لهما بينهما

الا اشتقاق اللغوي فلا
تقتضيان بينهما في اللفظ

بل اطلاقاً علی غیرہ سبحانه
تعالیٰ اما هو بالطریق المجازی

ان صفات القديم ای الاذن الابدی
لان ما ثبت كعدم استعمال

عدم اختلاف صفات المخلوق
ای الشاهد حدوده بالذلیل

العقل والخلق فكما ان ذاته تعالى
لا تشبه الذوات ای وان وقع

المشترك في الخلق الذات
كذلك صفاته كالعليم والعلیم

والصبور والشكور والرحیم
والجلی والمرید والملك والقادح

تشیبه صفات المخلوقین ای من
جیع الجهات اذ صفاته ای

لحدوثها لا تنفك ای لا تنزول
عن الاحراض والاعتراض ای

عروضها وهو تعالى لا يشق عن ذلك
پر اطلاق کیا ہے۔ تو متقی سنت

میں ان سرود میں کوئی تشابہ نہیں

ہے بلکہ اس کا غیر خدا پر اطلاق صرف

بطریق مجاز ہے اس لیے کہ کچھ ایسی

امدی کی مستثنیٰ ہیں کا قدیم ہر ثابت ہو

اور معدوم ہر نامعنی ہر وہ خلق کی ان

صفتوں کے خلاف ہیں جن کا حادث

ہونا دلیل عقلی و نقلی کے مشابہ سے

ثابت ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ

کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں

ہے۔ اگرچہ نظریات کے اطلاق میں

اشتراك پایا جاتا ہے۔ اسی طرح مذکور

صفتیں جیسے علیم صبور و شکور و رحیم

بمعنی جی مرید و ملک و قادح و خلق

کی تمام جہات سے متعلق کے مشابہ

نہیں اس لیے کہ صفات مخلوق اپنے

حدوث کی بنا پر اعراض و اعتراض کے

عارض ہرے سے جدا نہیں ہوتیں اور

وہ اللہ تعالیٰ سے اس سے منزہ ہے

بلکہ وہ اپنے صفات و اسماء کیساتھ

ہر وقت متصف ہے۔

ملہ ۲۰ از شرح شفا معری ۱۴۰۰

حضور مآمل قاری اسی شرح شفا شریف میں اسماء الہی کے مخلوق پر اطلاق کر لیں
مذہبیاں شرکت کا رد فرماتے ہیں۔

لا یصور انشاء ذلک الخلق مع
الخالق فی نفس من النعمت
بحسب الوصف العتیق و انشاء
یکون بعمل حطة العتق المجازی
الطعن فی فاشہ سمیع بصیر علم
حی قدیر مرید متکلم وفد
اشبہت هذه الصفات الیائین
الخلقوات ولكن بینہما جود
بیوت۔

قرآن کریم بھی مسلک البتوت کا مؤید ہے

خود قرآن کریم نے بعین اسماء الہی کو انسان کے لیے اطلاق کیا ہے۔ چنانچہ کون
نہیں جانتا ہے کہ پیغمبر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔

خود قرآن فرماتا ہے۔
ان الله سمیع ذیہیوت
ان الله هو الشیخ الذی یخبر
بیشک اللہ شہنے والا دیکھنے والا ہے۔
بیشک وہی شہنے والا دیکھنے والا ہے۔

ان آیات میں پیغمبر اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن کریم نے بیان فرمائے۔ اب انہیں

ملہ :- شرح شفا صری ۱۳ ص ۱۵ - ۱۶ - سورہ حج۔

سہ :- سورہ اسراء۔

کا اطلاق قرآن کریم نے مطلق انسان کے لیے کر دیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔
ان الله خلقنا الانسان من نطفة
اشباح نبیلہ فخلقنا شیخا
یعبودنا۔
قرآن کریم نے اس آیت میں انسان پر سب دہیہ کا اطلاق کیا۔ اور حضرت انبیاء علیہم
السلام پر قرابت سے اسماء الہی کا قرآن کریم نے اطلاق کیا ہے۔ علامہ قاضی قیاض
نے ان کو کتب کیا ہے۔

قاضی قیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

ان الله قدالی خمس کثیرا من
الانبیاء بکلمة خلقها علیہم
من اسماء تسمیتہ السخی و
اسمعیل یعلیم وعلیم وابلہیم
یحلیم وروح یسکود وینے وینے
بہر و منہ بکرم و قوی دیوسف
بہنہ علیہم کما نطق بہ الکتاب
العدو یزف مواضع و کون۔
بیشک اللہ تعالیٰ نے بیت سے
انبیاء کو اپنے اسماء کی خدمت و کرامت
کیا اور مخصوص فرمایا جیسے حضرت اسحاق
و اسماعیل کا نام علیہم السلام
کا نام یہ حضرت روح کا ذکر حضرت
علیہ علیہ السلام حضرت مرثیہ کا کریم
و قوی حضرت یوسف کا یوسف علیہ السلام
کو قرآن کریم ان کے ذکر کے مواضع میں
ناظر ہے۔

اس عبارت میں حضرت قاضی قیاض نے بعین انبیاء علیہم السلام پر اسماء الہی
کا اطلاق جو قرآن کریم نے کیا ہے بیان فرمایا۔ اب باقی رہے جبارہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ نے ان کو افضل الانبیاء والرسولین بنایا تو انہیں تمام اسماء و صفات الہی سے

ملہ :- شرح شفا صری ۱۵ ص ۱۶ - ۱۷ - سورہ الحج۔

ملہ :- سورہ العنکبوت ۱۶ ص ۱۷ - ۱۸ - سورہ الحج۔

مستحق کر کے اپنا علم اور اساد و صفات کیا چنانچہ حضرت شیخ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ اس طرح شروع کرتے ہیں۔

شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

ہُوَ الْكَافِي وَالْكَافِيَةُ وَالْعَالِمُ
قَالَ بَلَدٌ وَهُوَ بَكِي عَجَبِي تَقْدِيم
اِسْ كَلَامَاتِ اَعْلَامِ سَلَامَتِ كَمِ تَسْتَلِمْ بِرَحْمَةِ
شَا اَلْهٰی سَلَامَتِ لَعَلَّهٗ وَتَقْدَسُ كَرَمَاتِ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دَوِّم
مُتَقَدِّمِنَ لَعَلَّہٗ وَتَقْدَسُ حُجْرَاتِ
پَاہِی سَلَامَتِ مَلٰئِکَتِہٖ عَلٰی عِلْمِہٖ وَکَرَمَاتِہٖ
کَرَمِہٖ سِیَمَا اَدْرَا اِذَا اَنْزَلَ سَمِیْعُہٗ
تَوْحِیْدِہٖ مُنَوَّدَہٗ وَتَقْدَسُ اَسْمَاعُہٗ حُجْرَاتِ
اَلْہٰی بَلْ شَاسَتْ کَرَمَاتِہٖ وَتَقْدَسُ حُجْرَاتِہٖ
حَبِیْبِہٖ خُورِدَا اِلٰی نَامِیْدَہٗ وَطِیْبِہٖ جِلَالِہٖ
مَلْ کَمَالِہٖ سَاخِہٗ اُکْرَدِیْ مَلِ اَللّٰہِ
طِیْبِہٖ وَکَرَمَاتِہٖ سِیَمَا اَسَادِہٖ وَصِفَاتِہٖ اَلْہٰی
مُتَقَدِّمِنَ وَتَقْدَسُ سَلَامَتِہٖ وَجَوْدَاتِہٖ
بِیَعْنِ اَزَالِہٖ مَخْصُوسِہٖ نَامِزِہٖ وَنَامِزِہٖ
عِلْمِہٖ اَسْتَشْشَلْ قُوْرَہٗ عَجَبِہٖ عِلْمِہٖ
عِلْمِہٖ مَوْجِہٖ مِیْمِیْنِہٖ وَطِیْبِہٖ دَوِّیْہٖ
رُفُوعِہٖ وَصَمِیْعِہٖ وَجَزَانِہٖ دَوِّیْہٖ اَسْمِ
اَدْلٰیہٗ وَآخِرِہٗ وَطِیْبِہٖ وَطِیْبِہٖ اَسْمِہٖ

ازراں تعلیمت۔

اور یہ سادہ اسم اقل۔ آخر باقی کتاب میں
اسی تعلیمت ہے۔

حضرت شیخ عبدالغنی محدث دہلوی نے تعریف فرمادی کہ حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تمام اساد و صفات الہی سے مستفیع ہیں اور ان میں سے ہر کلمہ اساد الہی کا اطلاق اس مقام
پر شمار کر دیا۔ اور اس کتاب میں ایک فعل مثبوت تحریر فرمایا جس میں یہ تیس اساد الہی و صفات
میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مستفیع فرمایا۔ جو یہ۔ رُفُوعِہٖ عِزِّہٖ
مَوْجِہٖ مِیْمِیْنِہٖ قُوْرَہٗ شَہِیْدِہٖ کَرِیْمِہٖ جَبَّارِہٖ خَبِیْرَہٗ فَخَّارِہٗ شَکُوْرَہٗ عِلْمِہٖ عِلَامِہٖ عَالِمِہٖ اَلْغِیْبِہٖ وَ اَلْشَّہَادَہٖ
اَوَّلِہٖ آخِرِہٖ قُوْرَہٗ ذَوَالْقُوْرَہٗ اَلتَّیْنِہٖ وَطِیْبِہٖ دَوِّیْہٖ اَسْمِہٖ مَوْجِہٖ مِیْمِیْنِہٖ رُفُوعِہٖ عِزِّہٖ
قُدُّوسِہٖ طَہُ۔ لَیْسِیْنِہٖ۔

انہیں اساد الہی کو حضرت کا صلی علیہ وسلم نے شاہ شریفین میں شائع کیا۔ لیکن کیا نے
عالم الغیب کے عالم الغیب و الشہادہ لکھا۔ حضرت امام متقی شیخ عبدالحکیم صلی شاہی علیہ
نے اپنی کتاب الانسان النکال میں تمام اساد الہی کا تفصیل اثبات کیا ہے۔

اب مستفیع کا وہ مثالوں کو پیش کر کے اور اطلاقوں کو اسی پر قیاس کرنا قیاس سے
الغادر ہے۔ کہ ان مثالوں کے مستفیع ہونے پر دلیل شرعی موجود ہے۔ اور دیگر الفاظ کے
اطلاقوں کی منوقت پر کوئی دلیل شرعی قائم کی ہے۔ اور بغیر دلیل شرعی کسی کو فرض اپنی طاعت
باقص سے منوع کہا مرتب دین میں مداخلت ہے۔ مصنف کی یہ حرکت ہے کہ فرض اپنی
فعل سے ناجائز ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور پھر جس کو بیاد پر یہ قوت دیکھی تھی اسکو کہتا ہے۔

ہیں مولانا تقاضی اس بحث میں نقطہ اس امر سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور
علیہ السلام پر فقط عالم الغیب کا اطلاق کر دیا اور یہ کہ مولانا یہ اساتذہ نے کیا نہیں۔ اس
میں کلام نہیں کر رہے ہیں کہ مصیبات میں سے کسی چیز کا علم آپ کو کیا حاصل
ہے یا نہیں۔ پس غلام مولانا کی بحث کا یہ ہے کہ فقط عالم الغیب کو کیا الہی ذات
مستفیع کے واسطے جائز نہیں ہے۔

جواب بد معصفت نے اس میں کوئی نئی ثابت نہیں کی ہے یہی بات اس سے پہلے
مضامین میں لکھی گئی ہیں ملاحظہ فرمائیے اور یہ ثابت کرو یا کہ قاضی کی عبارت
زیر میں اطلاق عالم الغیب کی بحث ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ متعین علم غیب کی بحث
ہو رہی ہے۔ علاوہ بریں وہ عبارت بحث اطلاق عالم الغیب کی بحث ہی نہیں ہو سکتی کہ
اس میں یہ ہے کہ

ایسا علم غیب قویہ و دغیر بلکہ ہر قسمی حیوانات و نباتات و بیہائم کے لیے بھی حاصل
ہے۔

قراقرض قاضی صاحب اس میں عالم الغیب کے اطلاق کی بحث کرتے تو اس عبارت
کو یوں سمجھتے۔

ایسا عالم الغیب ہونا قویہ و دغیر بلکہ ہر قسمی حیوانات و بیہائم پر بھی اطلاق
کیا جاتا ہے۔ یا پورا جاتا ہے۔

اور جب یہ نہیں لکھا تو ثابت ہو گیا کہ قاضی اطلاق عالم الغیب میں بحث ہی نہیں
کر رہے بلکہ اس کے الفاظ خود اعلان کر رہے ہیں کہ بحث متعین علم غیب میں ہے
کہ وہ صاف بکھر رہے کہ ایسا علم غیب تو ان کے لیے بھی حاصل ہے یعنی متعین علم غیب
ان کے لیے بھی ہے۔ اسی صاف اور وہ جس کو ہر فرد ذوال عقل سمجھتا ہو کہ یہ عبارت
مستعمل علم غیب کی بحث میں ہے معصفت کا اس کے خلاف یہ سمجھنا کہ بحث اطلاق عالم
الغیب میں ہے یا تو خود اس کے اردو نہ سمجھنے کی دلیل ہے یا قاضی کے اردو نہ جاننے
کی دلیل ہے کہ وہ حاصل ہے کہ جو بحث اطلاق کیا جاتا ہے یا پورا جاتا ہے جس اپنی حیات
سے لکھ گیا تو یہ لازم دروز میں جاہل کرکٹ ہے۔

معصفت نے اچھی تو جبر کی کہ قاضی کی یہ دلیل کر ڈالی اور خود اپنے آپ کو اردو سے
ناواقف اور نا آشنا ثابت کیا۔ اب باقی رہا یہ امر کہ حضرت علیہ السلام کی ذات پر عالم الغیب
کا اطلاق جائز نہیں تو معصفت کا یہ دھوئے ہی دھوئے بنے دلیل اس کی کچھ نہیں۔ اس میں
تو دلیل قائم کرنے کی کوئی اہمیت ہی نہیں خود قاضی ہی اس پر جب کوئی دلیل قائم نہ کر سکا

تو یہ ناچار معصفت کی دلیل پیش کر سکتا ہے اور جب اس پر کوئی دلیل نہیں تو یہ دلیل
ثابت کہ معصفت کی جاہل دلیل ہی قوم ہی مان گئی ہے۔ رہے اہل قراقرض ایسے دھوئے
کہ قابل دلیل نہیں سمجھتے جس پر کوئی دلیل پیش نہ ہو۔ اگر معصفت یہ گفتا کہ بلاط ادب کے
ہر محضر علیہ السلام علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں کرتے ہیں کہ حضرت میں یہ اللہ
تعالیٰ کے لیے زیادہ متعلیٰ بڑا ہے تو اس میں کوئی حجت نہیں عاقل خود کہ جس کو عام طور
پر حضرت علیہ السلام کے لیے استعمال کرنا نا پسند اور نا مناسب قرار دیتے ہیں۔ نہ بات کہ اس
کے معنی میں نہ ہوں۔ بلکہ اس کے معنی میں جس پر حضرت علیہ السلام کا بلاط ادب علم غیب حاصل
ہے کہ کثرت آیات و احادیث اس کی مثبت ہیں مدد اقوال صحابہ و تابعین و سلف صالحین
اسکو ثابت کر رہے ہیں حتیٰ کہ خود معصفت اور قاضی ہی بھی اس کو اس طرح مانتے ہیں۔

ہم نے معنیات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپ کو جتنا مفہوم کرادیتے
گئے علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو بتلائی گئیں۔ جن
کے ذکر سے احادیث بھر رہی ہوتی رہی۔

اگرچہ معصفت و قاضی حضرت علیہ السلام کو معنیات کا علم مان کر اپنے دہلوی دھڑکی کے
حکم پر شرک کر رہے ہیں کہ ان کی عبارت کے ہم نے تفصیل سے ثابت کر دیا ہے۔
لیکن معصفت نے خود اور قبل اس کے قاضی ہی سے بھی یہ لکھ دیا ہے کہ حضرت علیہ السلام
کو معنیات لازمہ نبوت سب کے سب اور غیر لازمہ نبوت بہت سے بتلا دیئے گئے تو
جب علم غیب آپ کو حاصل ہوا تو اس عقد کے سنے کیوں نہ صریح ہونے غیری قاضی قیاس
اور شرع گفتگو کی تقریبات سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اہم عالم الغیب و ارشادہ
سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معرفت فرما دیا ہے۔ تو یہ معصفت کا اس کو نا جائز
قرار دینا کیا طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر معصفت کے پاس اس کے ناما تو ہونے کی کوئی دلیل
ہوتی تو اس کو خود پیش کرنا۔ اور جب اس نے تمام اثبات میں کوئی دلیل پیش نہیں کی

لے۔ شہادہ ناقب ص ۳۰

قرابت ہو گیا کہ دوسرے با دلیل ہے۔
دوسرے با دلیل قبول نہ نہیں

ٹانڈوی متادوبندی قوم کو ایک دم و حوکہ دیتے ہیں

پھر مصنف اپنی دوبندی قوم کو یہ فریب دیتا ہے کہ شافعی جی صرف عالم الغیب ہی کے اطلاق کی بحث کرنا ہے وہ اس طرح نقل کرتا ہے۔

اس کے لیے دو دلائل نقل فرمائیں اول یہ کہ حسب قول صاحب مشور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالیٰ ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہنے میں جس کا علم ذاتی اور اصلی غیر اس علم کے ہوا اور اسی وجہ سے خداوند تعالیٰ اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لیے مشور علیہ السلام کو یہ فضل کیا امتیاز پہنچا دیا۔

جواب :- مصنف کی یہ خیانت ہے کہ متفلا الایمان میں جواب سوال سرم کو بحث اطلاق غیب ہی سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ اس میں ہے۔

جواب سوال سرم مطلق غیب سے فراد اطلاق شریعہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل محکم نہ ہو اور اس کے اور گاہ کے لیے کوئی واسطہ اور سیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وکنتم اعلم الغیب وغیرہ فرمایا اور جو علم واسطہ ہوا اس پر غیب کا اطلاق محتاج قریب سے تو بلا قریب فلفظی پر علم غیب کا اطلاق موجب شرک ہونے کی وجہ سے منوع یا جائز ہو گا۔

اس عبارت متفلا الایمان سے ظاہر ہے کہ شافعی جی اصل بحث علم غیب میں کرتا ہے اور عالم الغیب کا ذکر مضافاً کیا تاکہ مصنف کی تلمیح عبارت کہیں متفلا الایمان میں تو نہیں

ہے اسی طرح دلیل دوم کی بحث حصول علم غیب ہی سے شروع کرتا ہے یہاں پہلے ہم نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ تو مصنف کا ان دو دلیلوں کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ شافعی صرف اطلاق عالم الغیب میں بحث کرنا ہے مرصع فریب اور جو بحث ہے اس کو جو بحث کہتے ہوئے اور اپنے الفاظ پر پافخر کرتے ہوئے بھی تو نرم نہیں آتی۔ پھر مصنف نے سیخ اور عالم کے دو چرے اس عبارت متفلا الایمان پر نلکے لگا کر شافعی کی ہنر لکھ دیں وہ ان کو صحیح طور پیش کرنا قرآن و حدیث کے صحیح چرے موافق عبارت متفلا الایمان کے ہم سے سینے اور پھر عبارت متفلا الایمان کے قرین اکبر ہونے کا انداز دیکھئے اولاً :- خالد پر سیخ و مالدار ہونے کا حکم کیا گیا اگر بقول زید مجھ پر ہو تو ریافت طلب ہے اگرچہ اس مال سے مراد بعض مال ہے بالکل مال اگر بعض مال مراد ہے تو اس میں سیخ خالد کی کیا تخصیص ہے ایسا حال تو ہر جنگی چار بیکہ تمام فقیہوں میں جوں کے بیلے بھی حاصل ہے۔

ثانیاً :- شافعی صاحب پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول فیض آبادی ہادی ثانی صحیح ہو تو ریافت طلب ہے اگرچہ اس علم سے مراد بعض علم ہے بالکل علم اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں شافعی صاحب کی کیا تیس ہے۔ ایسا علم تو ہر جنگی چار بیکہ ہر چے اور بالکل بیکہ تمام کثرتوں سوئروں کو بھی حاصل ہے۔

لہذا آپ برادر و خواں خود ہی فیصلہ کرے گا کہ ان سیخ خالد اور شافعی عالم کی قرین ہوئی ہے یا نہیں۔ اور اگر مصنف اب بھی اس میں قرین نہیں جھٹکتے تو وہ اپنے چٹا شافعی صاحب کو ایسا لکھ کر چھاپ کر شائع کرے۔ تو ہر عالم فیصلہ کرے گا کہ مصنف اچھی بھی قابضیت نہیں رکھتا کہ خود کو کچھ کہے۔ اور پھر دوبندیوں کو بھی بھادے کہ اس میں شافعی صاحب کی قرین نہیں ہوئی کہ اس میں اطلاق عالم کی بحث ہے اور میں نے بہت سے لوگوں کو یہ عبارت دکھائی کہ کسی کے خیال میں ہے یا نہ اس میں عبارت میں شافعی صاحب کو جنگی چار۔ بچوں پاگوں۔ گوہر و کثرت کے برابر کر دیا۔ اور بے قتل بے شعور میں۔ شافعی صاحب کے نہ مریدین نہ متسلین جو اس کو تو قرین سمجھ کر وہ بات ادراک کرتے

میں ہیں کہ کوئی مسجد اور آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ قرآن میں جو اس پر اعتراض کرے۔ وہ وبال
فوقہی ہے اور سخت جہنمی ہے مکمل ہے۔

لیکن مُصَنَّفِ قاضی جی کے لیے مرکز ہر گز ادا نہیں ہو سکتا قرآنی باب سے زیادہ
روحش طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ تاویلیں، توحیدیں، غدار بہانے اس کی قویں کو نہیں دیتے
سکتے۔

قرآن و عثمانی مُصَنَّفِ قاضی اللہ تعالیٰ علیہ السلام اس عبارت حضرت عثمان الانصاری کو کیوں
قویں و تنقیص شان رسالت نہیں مانتے اور کیوں ایسی کرکیک تاویلیں توحیدیں کو دیاں
پیش کرتے ہوئے قرآن ثابت ہو گیا کہ مرکز ہر گز عبارت حضرت عثمان الانصاری میں مرکز بالضرورت
شان رسالت ہے اور اس کا مصنف قاضی جی قویں کلمہ شان رسالت ہے اور
وہ حقاً جو مانا کہ وہ کہتے ہیں۔

پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عبارت تمام المرحومین کو پیش کر کے اس پر اعتراض
کر کے اپنی جہالت ظاہر کرنا ہے اور اعلیٰ حضرت کو ان گستاخانہ الفاظ کے ساتھ ذکر کرنا
ہے۔

اب اس کے بعد ہر عالم دنیاوی کے فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا قاضی
کی کجی میں یہ بات نہ آئی کہ ظلم زید و عمر و غیرہ کا عیب کے ساتھ نہیں ہوگا۔
ظلم ظلمات جہالت ہے کیوں صاحب مہیکہ علم بالاساطہ و التعلیم آپ کے
شروع عیب ہے تو حقے، مضیبات کی موقوفیں جی آدم کو منہ دہا مومنین
کو حاصل ہوں گی۔ وہ ظن ہی میں یقین نہیں رہا۔ اگر یہ بات ہے تو یہ پتا چلے
اور متیقن کے ایمان کو سنبھالیے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس دار دنیا میں
ہو رہا ہے مولانا مومن مہ مضیبات میں سے ہے پس آپ کو اور آپ
کے متیقن کو ان کا ظن ہی فقہ ہے یقین نہیں اس لیے بقول خود آپ
کا فرمایا ہے۔ اور چونکہ ہم علم بالاساطہ کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہتے اور
جو کچھ جس کو علم برحق تعلیمی انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے ایا اسے عقل

میں معلوم ہوا ہے وہ شیخا افاضہ علم کا دستیاب ہے۔ اس لیے جماعے ایمان
کا آفتاب نہایت اونگھل کمال پر رہے گا۔

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو دنیاوی فہم ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے
معلوم عیوب مضیبات ہیں ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ علوم فہم کی شہرت و ثبوت کی دلیل
اور ان کے صدق رسالت کی علامت ہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانی کو اسباب الغیب میں علامت
اور ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

فکل ما دود عندنا علیہ الصلوٰۃ
والسلام من الانبیاء المبعوثۃ
عن التیوب لیس ہو الامن
اعلام اللہ لہ یہ اعلام
علی شہید نبوتہ وہ دلائل
علی صدق رسالتہ

تو حضرت علی الصلوٰۃ والسلام سے عیوب
کی خبروں سے جو کچھ بھی دائرہ ہوا
تو وہ سب اللہ کی تعلیم ہی سے ہے
جو ان کو حاصل ہوئی اور ان کی ثبوت
کے ثبوت پر علامت ہے اور ان
کی رسالت کی صداقت پر دلیل ہے۔

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں

والذی یحب الایمان یدان
رسول اللہ یشغل من
الدنیاحی اعلمہ اللہ عجیب
المغیبات اللہی تحصل فی الدنیا
والاخرۃ فهو یعلم کما صح

وہ بات کہ جس پر ایمان لانا واجب
ہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا سے متعلق نہ رہے یہاں تک کہ
انہ سے ان کو وہ تمام غیب سکھا
دیئے جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونے

لہ :- غرض انہ شبہ بر ثابت مسلم :- لہ :- شرح الواسطی القندیہ مصری ۱۳۵۹ھ

عین یقین لہذا وہ وقت لی دنیا
فانا انظر فیہا کما انظر الی کفی حدیثاً
تو حضور ان کو عین یقین کے ساتھ
جانتے ہیں کیونکہ حدیث میں وارد
ہوایا ہے کہ دنیا کو نہ دیکھا گیا کہ نہیں نے
اس پر صلح غزلی طرحت میں اپنی اس
تشکیل کی رت دیکھتا ہوں۔

علامہ ابن حجر فتاویٰ حدیث میں فرماتے ہیں

اما انتقاد علم الغیب عندہ
علیہ السلام تغیر ضروری ہل
شہرتہ لہ من جملۃ المعجزات
وفیہ ایضاً شہر اعلام اللہ تعالیٰ
للانبیاء والادباء وبعث الغیب
مکمل لا یشک فیہ محالاً لوجوبہ
فانتقاد و دفعہ عناد ومن
البداهۃ انہ لا یؤدی
الی مشارکۃ شہو لہ
تقلیل فیما یفرض دیدہ من
العلم الذی یشہج بہ
وانقصت بہ فی الاذل یتلہ

لیکن حضور علیہ السلام سے علم غیب کی
نئی قزو ضروری نہیں بلکہ نبوت
علم غیب، حضور کے منجملہ معجزات سے
ہے پھر اسے تسلط کا انبیاء و ادباء
کے لیے نہیں مقرر کیا جاتا لیکن نبوت
کی وجہ سے عمل کو مستلزم نہیں
تو تعلیم علم غیب کے دوزخ کا انکار
کرنا مناسب ہے۔ اول بات یہ ہے
کہ ان کی مثال سے اس عالم میں مشاکوت
کی طرف نہیں بڑھتا۔ جس میں وہ
مستور قرار ہے اور اس کے ساتھ
ازل میں اس نے اپنی طرح درمیں
کی۔

۱۔ تفسیر صادی جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔

۲۔ فتاویٰ مدنیہ صفحہ ۲۲۲۔

اور علامہ قسطلانی موابہب الدین میں فرماتے ہیں۔

النبیۃ حب الاطلاع علی الغیب۔

یعنی نبوت کے لئے ہی غیب پر مطلع ہونا ہے۔

قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ معجزات انبیاء و معصومین استیجاب رسالتی اللہ تعالیٰ
میں علم غیب کے منیات حاصل ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان کو علم غیب
بتکلیف الہی حاصل میں مان کے ثبوت نبوت کی دلیل اور صدق رسالت کی علامت
ہیں اور منجملہ معجزات کے ایک معجزہ ہیں۔ اور ان میں ان کا علم عین الیقین کے مرتبہ کا ہے
اور جو ان کے لئے معجزی علم غیب کا انکار کرتا ہے۔ فہو محنت معاند ہے ایک معجزہ کا
منکر ہے بلکہ ان کی نبوت ہی کا منکر ہے۔

پھر انہیں علم غیب سے محروم ہیں انہیں علم غیب میں شیطان نہیں کہیں مگر قرآن مجید میں تصریح ہے کہ ان
میں کسی طرح کے شک اور شبہ نہیں۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

و کذا لا یصح ان
یتصور لہ الشیطان فی
مسودۃ الملک ینبئ علیہ
لا فی اول الرسالۃ ولا بعدہا
والاعتقاد فی ذلک دلیل
المعجزۃ بطل لا یثبوت
النہی ان مایا تہ من
اللہ الملک و رسولہ حقیقۃ
اما یعلم ضروری یثبوتہ
اللہ تعالیٰ لہ ادیبہ ان
فیظہرہ لدیہ لتسم

اور نبی کے معصوم ہونے کی طرح اس
کیلئے شیطان کا تصور نہ فرشتہ تصور
ہونا اور اس پر تسلیم خداوندی نہیں کر
دیتا صحیح نہیں۔ نہ اس کے رسالت
میں نہ بعد میں اور اس پر اٹھاد کرنا
معجزہ کی دلیل ہے بلکہ نبی اس کی
اس بات میں شک نہیں کرتا کہ
فرشتہ جو خدا کی جانب سے آیا ہے
ہرگز وہ حقیقت ہے قرآن پر اٹھاد
کرنا ہے کہ اس علم ضروری سے جو
اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پیدا فرما

حکمتہ دہلک صدقہ عدلا
لا مبدل یسکھاتہ
وہ اپنے یا الہی برہان سے جو اس کے
نزدیک ظاہر کر دے تاکہ اللہ کا موصوفہ
وعدہ پورا ہو جائے اور اس کے کلمات
کا کوئی بدلے والا نہیں۔

اس عبارت سے صفا پر ہو گیا کہ نبی اپنی ابتداء سے رسالت میں ہی تعلیم الہی
میں تھیں شیطان سے معصوم بنے جو اس کے علوم معجزہ ہونے کی بنا پر ایسے یقینی ہیں کہ ان
میں کسی طرح کے شک اور تردد کو راہ نہیں۔ لہذا حضرت انبیا علیہم السلام کے معنیات
تو یقین کا افادہ کرتے ہیں ان پر ایمان لانا تو واجب ہے اور ان کے بعد حضرت اولیاء
کرام کے معنیات میں لیکن وہ نہ یقین کا افادہ کریں نہ ان پر ایمان واجب کیونکہ ان میں
تیس شیطان کو راہ ہے کو وہ معصوم نہیں چنانچہ حضرت قطب دہلوی سیدی عبدالوہاب
شرانی میزان الشریعہ میں فرماتے ہیں۔

سیدی عبدالوہاب شرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

لیس عدم الیجاب العمل
بعدم الکشف من حیث
متمنعها وتقصاها فحسب
حیث عدم عمدة الأخذ
لذلك العلم فقد یحکون
دخل کشفه التبیین من
ابلیس فان الله تعالی
قد اقدر ابلیس منما یستل

علوم کشف پر عمل کا واجب نہ ہونا
ان کے ضعف و نقص کی بنا پر نہیں
ہے بلکہ اس علم کے لینے والے کے
معصوم نہ ہونے کی بنا پر ہے کبھی
اس کے کشف میں تیس شیطان
کا دخل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے شیطان کو اس پر قدرت دی
ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کے معنیات پر ایمان تو کیا بل
بھی واجب نہیں کہ ان میں تیس شیطان کا احتمال ہے اور اولیاء کو معرفت حاصل نہیں
قرآن کے معنیات میں ان کا افادہ کرتے ہیں تو حسب علوم اولیاء کرام ہی ان کا مفید و ذمہ
و غیر ذمہ کے علوم بھی بطور علم حاصل ہونگے نہایت ہو گیا کہ امور غیب پر
علم یقینی تو اصابت خاص حضرات انبیا علیہم السلام کو حاصل اور غیر انبیا کرام کو ہر علوم
سے ایسے غیب پر اطلاع حاصل ہونے کی ہے تو حضرت قدس سرہ کا قول بالکل صحیح
سنت صالحین کے موافق ہے تو مشفق کا اس پر اعتراض کہ با حقیقتہ اقوال ملعت
پر اعتراض کرنا ہے جو مصنف کی نہ صرف جہالت بلکہ گمراہی کی دلیل ہے۔

پھر مصنف کی انتہائی حیالت اور غلطی واضح ہو کر وہ کہتے ہیں۔
ا کیوں صاحب جب کہ علم بالواسطہ و التعلیم آپ کے نزدیک علم غیب ہے۔
جابل کو یہ خبر نہیں کہ حضرات انبیا و اولیاء کرام علم غیب پر تعلیم الہی بواسطہ وحی
کے انبیا و کرام بواسطہ الہام کے اولیاء کے لیے ہر اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

شرح عقائد نفی میں و شرح فقہائے اہل بیت

یا قہرہ فَا تَعْلَمُ یَا غَیْبُ اَشَدُّ
فَقَدْ ذَرَبَہُ اللہُ تَعَالٰی لَاسِیْلَ اِلَیْہِ
یَدِیْہِ وَاِذْ یَاۤءِلْہِ اَیُّہُ تَعْلَمُ اِلَیْہِ
یَعْلَمُ یَقِیْنُہُ اَلْمُحْجَبُ کَ اَوَّلِکَ اَمَّا

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب الہی
اگرچہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ
منفرد ہے نہ بدل کو اس کی طرف راہ
نہیں مگر اسی کے علم دینے والا ہمارے
کرنے سے بلکہ معجزہ و اکرامت کے۔

خود ہی تھانوی صاحب بھی اپنی کتاب ہشتی زیور میں عقائد اسلام میں یہ عقیدہ
لکھتے ہیں۔

اعتقادِ غیر مسلم ۳۳۰۔ غیب کا حال اس لئے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا
البتہ جیسا کہ وہی سے اور دلوں کو کشفِ اہلِ ایمان سے اور عام لوگوں کو
انکشافِ غیب سے یعنی بابتِ معلوم ہو جاتی ہیں بلکہ

توحضراتِ انبیاء علیہم السلام کو علمِ غیب، تسلیمِ الہی واسطہ دہی کے اور اولیاءِ کرام کو
علمِ غیب تسلیمِ الہی واسطہ کشفِ دالہام کے مٹاؤں کے نزدیک حاصل ہے۔ اور یہ مقام
اسلام میں سے ایک حقیرہ ہے جس کا انکار اس کا پیشوا متنازع ہی کرتا ہے۔ مصنف کو
نہ اہل اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا نہ اسلام سے کوئی واسطہ اسی بنا پر وہ لکھتا ہے کہ آپ
کے نزدیک علمِ غیب ہے تو وہ مسلمانوں کا بھی مخالف اور حقاً غیر مسلم کا بھی
اپنے قول سے بنا۔ اس لیے ایمانی پر اس کو غیر ہے شرم نہیں مانی کہ ہمارے
ایمان کا آفتاب مہارت اورچ کمال پر ہے کہ تم اللہ رسولِ مصلیٰ اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی شافوں میں مستغنیان کرو خدا کو لا ذب بائس کہ جو معشرہ کے علمِ شریعت
کو بچوں یا گلوں جانوروں کے مٹوں سے تشبیہ و تادار تمہارا ایمان باقی رہ سکتا ہے
ایمان کا آفتاب مہارت اورچ کمال پر نہیں کا رہے گا۔ جوازِ قطع کے لیے کہ غیب
کو محال جانتیں اس کے رسول کے علمِ شریعت کو سارے عالم سے زلجہ وسیع اعتقاد رکھنا
فلعنہ اللہ علیٰ الکاذبین

پھر مصنف کا جاہد الامام دیکھتے وہ کہتا ہے جو حقیتِ غیبیات کی معرفت بنی آدم
کو خصوصاً مومنین کو حاصل ہو چکی وہ علم ہی نہیں، اس لیے علم سے فوجیہ کو
مومنین کو بہنِ غیبیات کی معرفت بنی کے بتانے سے حاصل ہوئی ہے۔ دیکھیں کس طرح
سکتی ہے بلکہ وہ ان کے لیے یقینی ہے کہ چونکہ وہ غیبیات انبیاء ہیں تو وہ ان مومنین
کے غیبیات کسب ہوئے۔ ہاں میں پر ان کو خود واقعیت حاصل ہو وہ علمی ہیں کہ یہ مومنین
ہیں۔ نہ تیس مشیطان سے پاک ہیں تو ان کے ایسے معلومات یقیناً علم میں اس جاہل

سے یقینی زورِ راستہ اولیٰ مطہرہ جلالی سیم پر لیں سا دھوہہ ۳۳۰۔

کی حیالت ملاحظہ کیجئے کہ یہ جاہلانہ بات لکھتا ہے۔
معموماً مومن بہد غیبیات میں سے ہیں پس آپ کو اللہ آپ کے مبین
ان کا علم ہی فقط ہے یقیناً نہیں۔

تو اس جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ ہر غیبیات ہر مومن ہیں وہ تو نبی کے غیبیات یعنی
میں اللہ ہی کے بتانے سے وہ آفت کو ملے ہیں تو ان پر تو یقین ہی حاصل ہوتا ہے
ان میں علم کی مداخلت کیسی اس شخصیت سے کہہ کیا اسی حیالت پر تعریف کرتے
اور کسی عالم پر اعتراض کرنے کا شرع ہے کیا اسی حیالت پر انکار ہے کیا اہل علم ایسے
ہی جاہلانہ الزامات دیا کرتے ہیں۔

جب شخصیت کے نزدیک بھی عموماً مومن بہ غیبیات ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا
متروری۔ اور ایمان تصدیق بجا جا رہا ہے الہی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور تصدیقِ علم ہے
تو علم غیبیات ہر مومن کے لیے حاصل ہوا۔ تو یہ پتہ ہی قسم تو اولیاءِ کرام و انبیاء علیہم السلام
ہی کے لیے ترک کہتے تھے۔ اس طرح تو ہر مومن کو غیبیات ملاحظہ حاصل ہو چکی۔
تو اب بولو وہاں جو ایک اب بھی اپنے ایک اور کو مانو گے کہ ان کی کھربکات سے
ایمان بھی مشرک قرار پاتا ہے اور ہر مومن مشرک مقرر ہوتا ہے۔ فلعنہ اللہ علی
الظالمین۔

پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید حیالت کا اس طرح اظہار کرتا ہے اور اعلیٰ حضرت
پر نہایت جاہلانہ اعتراض اس طرح کرتا ہے۔

جاہلِ مصنف کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جاہلانہ اعتراض

اُس کے حل کو آپ یدیان کہتے ہیں کہ علمِ یقینی تو اساتذہ انبیاء علیہم السلام
والت کو ملاحظہ ہے اور غیر انبیاء کو بہنِ پیروں کا یقین حاصل ہوتا ہے
وہ فقط یدِ مہدیہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے
انہیں خبر کو آپ کی کج فہمی سے سنتِ تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ ماسوا

انبیاء کے علم کو ظن میں صحر کر آئے تھے اور ہر اچھی اس کے خلاف فرما رہے
میں بلکہ

جواب :- یہ لوگ کثیرہ عبادت معصیت سے مقام اعرین سے نقل کی۔

پہلی خیانت تو یہ کہ کر شریعت میں یہ لفظ چھڑ دیا۔ امر غیب پر

دوسری خیانت یہ کہ یہ لفظ خاص کو لفظ اساتذہ کے بعد چھڑ دیا۔

تیسری خیانت یہ کہ یہ جیسے جن امور غیب پر کہ جن چیزوں کا اپنی طرف سے

لکھ دیا۔

چوتھی خیانت یہ کہ یہ جیسے انبیاء ہی کے بتائے سے ملتا ہے علیہ السلام والک
کے اپنی جانب سے وہ لفظ بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے بنا کر لکھ

دیا۔

پانچویں خیانت یہ کہ یہ جیسے نہ اور کسی کے اپنی طرف سے اور کسی ذریعہ سے

انہیں بدل کر لکھ دیا۔ تمام اعرین کی عبادت باطل ہے۔ جس کو لہذا تقابلی درجہ
کیا جا جائے۔

امور غیب پر علم یعنی تو اساتذہ خاص انبیاء علیہم السلام کو بتائے اور غیر انبیاء

کو جن امور غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتائے سے ملتا
ہے علیہم السلام و اسلام نہ اور کسی سے

معصیت کی تہذیب و داری ملاحظہ ہو کہ وہ سب کی عبادت کے نقل کرنے میں باوجود خیانتیں
کر دلائل تو یہ معصیت اسی خیانت کذب۔ افزا۔ غریب۔ کید ہی کرتے دلوں کا ترش

بنا ہوا ہے اور یہ عبادتیں فقط اس لیے ہیں کہ انحضرت قبلہ پر یہ امر جن کو کرنا تھا آپ اس

انبیاء کے علم کو ظن میں صحر کر آئے تھے پھر اس کے خلاف فرما رہے ہیں۔ اور یہ اعتراض
حب اصل عبادت ملے سے ہر تو وارہی نہیں ہوتا کہ انحضرت صاف فرماتے ہیں

ملہ :- از شہاب ثاقب ص ۱۳۴ ۔ ملہ :- تمام اعرین ص ۱۱۰ ۔

خیر انبیاء کو جن امور غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے۔ وہ انبیاء ہی کے بتائے سے ملتا ہے

یہی انبیاء کے بتائے سے ہر امور غیب خیر انبیاء کو ملے میں وہ تو یقین ہیں اور غیر انبیاء

کو ہر امور غیب حاصل ہوں اور وہ انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وہ یقین نہیں ہیں

ملی ہیں۔ تو دونوں باتوں میں مخالفت کیا ہے۔ معصیت انا جاہل ہے کہ یہ لکھ ہر افرق

یہی اس کی کجی میں جس کا کہ غیر انبیاء کو امور غیب ہر حاصل ہوتے ہیں۔ وہ دو طرفہ

کے میں ہر ان کو انبیاء کے بتائے سے ملے ہیں وہ یقین ہیں اور انبیاء کے بتائے

ہوئے نہ ہوں وہ ملی ہیں۔ کس قدر روشن فرق ہے اور اس کی فہم میں نہ آیا

تو اسی جہی پر دوسرے کی فہم کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

پھر یہ معصیت اس کے بعد اپنی اور ہر دست جہالت اور نہ فہمی کا اظہار کرتا

ہے اور انحضرت کی عبادت پر یہ جاہلہ و اعراض کرتا ہے۔

اس عبادت کے تحریر کرنے سے آپ کو کون سا فائدہ ہوا۔ انبیاء علیہم السلام

کا علم لائق شکر ہے۔ لیکن ان کو بھی تو ذریعہ دہی دلائی حاصل ہوا ہے ذاتی

نہیں ہے کیونکہ وہی عبادت اقامہ جب الہ کو بتائے والی ہوتی تو ان کا بھی

علم ہوا ہے اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ موجود ہوا چاہے ایک واسطہ

ہو یا زیادہ تو یہی علم غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق

کر رہے ہیں ایسے ہی غیر ہر کوئی نہیں کرتے۔ ہاں اگر کوئی مقدار واسطے کی

آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم واسطہ

یہی غیب ہے تو ہر علم یقینہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وہ بھی غیب ہونگے۔

پھر آپ کی اس طرح عبادت کے کیا سنی ہوں گے۔ مجتہد صاحب الٰہی ملہ

فتح نہیں دیتا ہے ہر ش میں کہیں اور موضح لکھ کر بائیں کیجئے ملہ

جواب :- اس کی فہم معصیت کی کجی میں انحضرت قبلہ کی عبادت کا فائدہ ہی نہیں

ملہ :- شہاب مستطاب ۔

داخل ہوا۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ غیر انبیاء کو غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی مگر بعض
بعض مفسرین حاصل ہوگی۔ تو ممکن تھا مصنفت جیسا کہ ہم یہ کہہ دیتا کہ جب ان کو غیب یا من
بطور جن ہی حاصل ہوتا ہے تو جو امور غیب انہیں انبیاء کے بتانے سے ملے وہ بھی بطور
من ہونے لگے اس کی بھی کے انزال کے لیے یہ عبارت ملکہ کہ یہ افادہ فرمایا کہ غیر انبیاء کو جو
امور غیب انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں تو وہ بطور یقین کے حاصل ہونے لگے لیکن یہ افادہ
اس کا ہم کی ہم میں نہیں اسکا۔ اب کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے۔
تو جب مصنف حضرت انبیاء علیہم السلام کا امور غیب پر علم یقینی تسلیم کرتا ہے۔ تو یہ اگرچہ
اس کے مذہب کے خلاف ہے جسے اس کے الابر کی تصریحات کے خلاف ہے حتیٰ کہ
وہ اپنے اس قول پر اپنے الابر کے حکم سے منکر ہو گیا۔ خبر یہ تو وہ جانے اور اپنے
منکر ہونے پر خوش ہے۔ تو یہ کہتا ہے کہ جب مصنف نے امور غیب پر انبیاء
کا علم یقینی مان لیا۔ تو بقول اس کے ذاتی تو ہے نہیں تو بواسطہ وحی و ملائکہ کے
حاصل ہوا ہے۔ مگر نہ وہی کچھ اقامہ جب ان کو بتانے والی ہوئی تو ان انبیاء کا یہ علم
بواسطہ ہوا تو اب مصنف کے نزدیک بھی علم بواسطہ غیب ثابت ہو گیا۔ دکھانا یہ ہے کہ
علم بواسطہ کے غیب ہونے پر مصنف نے جس قدر جاملانہ احتیاطات ہم پر کیے تھے وہ
سب کے سب اسی کی طرف لوٹ گئے خود ہی اپنے منہ پر منکر لے۔ اور باہوش
ہو کر فرمے اور سوچ کر بات کرے۔ بلکہ اپنے الابر سے متورہ لے کر زبان کو لے لگاؤ
ہر جس کی ہم حضرت انبیاء و نظام اور غیر انبیاء کے واسطوں میں فرق نہیں جانتا حضرت
انبیاء کو تعلیم الہی سے علوم حاصل ہوئے ہیں چاہے وہ وحی ملی سے ہو یا سختی سے
ہوں۔ اور غیر انبیاء کے لیے حضرت انبیاء واسطہ ہیں کہ ان کو بواسطہ انبیاء کے نہیں ملتا۔
علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح۔

لا یحصل لاحد علم الا بواسطہ کسی کو کوئی علم بغیر واسطہ انبیاء کے
الانبیاء فالانبیاء و واسطہ نہیں ملتا تو انبیاء اپنی امتوں کے لیے

لامحمد بن علی شافعی

قراب مصنف ان واسطوں کے فرق کو سمجھے اور اپنی لہجہ باتوں سے حضرت انبیاء
علیہم السلام کے علم یقینہ کو غیر انبیاء کے علم یقینہ سے برابر کرنے کی سعی و فکر سے اور
یقینہ و یقینہ کے دشمن فرق کو سمجھ کر لے۔ اظہار قدس شہداء کی عبارت صاف ہے
کچھ فی مصنف کی جی کرانی کو علمی کی بنا پر اس کو کج نہ سکا۔
نائدوی کی کچھ فی۔

میر مصنف اپنی اور زید جہالت کا غربت پیش کرتا ہے اور عبارت تمام الحریں
پر اپنی کچھ فی کا اظہار کرتا ہے۔

اگر ہم اس عبارت کو تہا ما مان بھی لیں تو آپ نے جو اپنے عقائد میں لایا
اللہ کے واسطہ بھی غیب ثابت کیا ہے۔ اس کی کیا سیل ہوگی جن اولیاء
کو حضور علیہ السلام سے ملنے سے ظاہر ہی کی فہم ہی نہ آتی ہو اور ان کو
بذر لیا انبیاء علیہم السلام کے علم غیب ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے اشارت لال
مطلب کے واسطہ آیت و کائن اللہ یطیعکم و علیکم الخ لا ید
کو ذکر کیا ہے۔ خدا میری فو کا تفسیر کی کہ ہوں کہ ملائکہ کے لیے اور تفسیر
استدراک و لکن اللہ الایہ کا دیمان کہ کہ ہم براستہ لال کریں حاکم
مع ان معافی کے جو کر کہ اپنے لیے میرا نام ہو کہ فی خلافت قائم نہیں آتا اور
آپ ہی کا گھر و مایا مہا ہے۔

جواب۔ ہم اوپر شرح عقائد و شرح فہم کرتے ہیں کہ عقائد فی جی کی بہشتی زبور کی
عبارات پیش کر کے یہ ثابت کیے ہیں کہ امور غیب پر زید نہ کشف و الہام کے حضرت
اولیاء کو ملے ملاحظہ ہوتا قائم اہل اسلام کا عقیدہ ہے شرح عقائد و شرح فہم کو عقائد کی
مشہور کتاب میں ہیں ان کی تصریحات کے باوجود کسی اور کتاب کی مابیت نہیں ملتی۔ مگر

لے۔ تفسیر صاوی مصری ۱۱۱۔ لے۔ شہاب بن تائب مصری۔

فی الحقیقت کے انکار اور دلچسپی قوم کی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو عبارات ایسی پیش کی جاتی ہیں جو خود چند عبارات پر مشتمل ہیں۔

علامہ قسطلانی اور علامہ نرنی قانی کا موقف

علامہ قسطلانی مراد میں علامہ نرنی قانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔
 اعلم ان علم الغیب ای ما غاب
 عننا یختص بالله تعالى علام
 الغیوب وما وقع منه علی لسان
 رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وعلی لسان غیر من انبیاء و
 الصالحین ضمن اللہ تعالیٰ اما
 یوحی الانیام والانعام بغیرہم وانما حد
 لهذا ای الدلیل علیہ قولہ قل
 عالم الغیب ما عاب عن العباد
 قلنا فی ظہر یطیع علی
 غیبہ احدنا من الناس
 الا من ارفض من رسول
 لیکون العلم به محققا لہ
 وکرامات الاولیاء الخ صلی
 باطلہم علی الغیبات انما کن
 برویا اللہ لکنہ کا خلق اظہر علی
 علی احوال الاحیاء ای

علما بہا بنی سبط الانبیاء علیہ
 قزو پر مطلع ہونا کہ ہم انکو انبیاء کے
 توسط سے جانتے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں

من استقصیٰ قتال اعدائہ
 بقولی المومن یعلم الغیب
 ان یعن الاولیاء وقد یعلمہ
 اللہ ببعض الغیبات قبل منہ
 ذلك لانہ جاہل عقلا وواقع
 فتلا اذھو من جملۃ الکرامات
 الخارجۃ عن الحمۃ الخ
 قبضہم یعلمہ بكتاب و
 بعضہم یعلمہ بکشف حجاب
 وبعضہم یكشف لہ عن اللوح
 المحفوظ حتیٰ یبدا لا یدکن
 بذلك ما اخرجہ القرآن
 عن العنصر یتا علی اللہ ولی
 واما جابر بن عبد اللہ الصمدی رضی
 اللہ عنہ اللہ اخرجہ عن حل امرہ
 اللہ ذکرہ کان كذلك وعن عمرو
 رضی اللہ عنہ اللہ کشف عنہ

ملہ۔ شرح مراد میں مسمی ۱۹۸۵ء

سابقہ دجیدہ و ہم باجمہ
 قتال معی منہ بالبدینہ و هو
 یخطف یوم الجمعۃ یا سادۃ
 الجبل یخذل الذکین الذی
 اراد استیصال المسلمین و ما صح
 عندہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
 قال فی حق عمر بنی اللہ قتال
 عند اللہ من المصدقین
 ای المصدقین و فی دساتر التفسیر
 و عوارف التفسیر عدی و غیرہا
 من کتب التوفیق و غیرہم ما لا
 یحصی من المعانی اللغویۃ
 فیہا الخباہر الاولیاء بالقریبات
 کقول بعضہم انا غذا موت
 و دفن انظروا مکان کذا لک
 و امثال ذلک من الاولیاء
 لا تحصی و یکفی دلایل
 قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فی خباہر الصحیح ان قر
 امتی صلحہم اذ محمد بن
 و متبعہ عمر و قولہ صلی
 اللہ علیہ وسلم التوافقا سۃ
 الخو من فاشہ یخطی بدور اللہ

کہ انہوں نے اپنی زوجہ کے محل کی خبر
 دی کہ وہ لڑکا ہوگا اور وہ لڑکا ہی ہوا
 اور عمر رضی اللہ عنہ سے عرو کی کہ انہوں
 نے ساریہ اور ان کے شکر کا مال کا ہر
 کیا اور وہ عجم میں تھے تو انہوں نے عجم
 کے دن ہجر پر چل پڑے ہرے مرین
 میں فرمایا اے ساریہ پہاڑ سے پناہ
 لے۔ وہ ان کو اس دشمن سے بچانے
 تھے جو اہل اسلام کے استیصال کے
 ارادہ سے گھات میں بیٹھا تھا۔ اور
 حضور علیہ السلام سے صحیح روایت
 میں ہے کہ حضور نے فرمائی اللہ عز
 کے حق میں فرمایا کہ وہ اللہ والوں
 سے ہے اور رسالہ شریفی اور عوارف
 سہروردی اور ان کے علاوہ قوم
 اور غیر قوم کی کتابوں میں پیشا راہیے
 واقعات ہیں۔ جن میں اولیاء
 کی خبروں کی خبریں ہیں جیسے بعض
 اولیاء کا یہ قول کہ میں کل کلمہ کے وقت
 مرد نکلا اور اولیاء ہی واقعہ ہوا اور اولیاء
 کے پیشا راہیے واقعات ہیں۔ اور
 ہمارے لیے کافی دلیل حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کی یہ صحیح حدیث ہے کہ

و سئل بعضہم عن
 الغراسۃ فقال ادواح
 متقلب نے المتکدرت
 فتشرف علی الغیوب
 فتشعلق عن اسود الغلق
 نطق مشاہدۃ و عیان
 لا نطق ظن و حسابان
 فغصا بلہ
 بیٹھ میری امت میں الہام والے
 ہر کچھ اور انہیں میں سے کہیں ہیں۔
 اور حضور کا یہ فرمان ہے من کی
 فراست سے بچ کر وہ اللہ کے در
 سے دیکھتا ہے۔ بعض سے فراست
 کو پوچھا گیا تو کہا کہ در میں عالم میں ہر
 میرا کہ خبریں پر مطلع ہر مائی میں پس
 مخلوق کے پوشیدہ حالات دیکھ کر شاد ہوا
 کہ کہ بیان کی کہ میں نہ کہن اور گمان سے
 کہتی ہیں۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کو کام کشف والہام سے اور غیب
 پر مطلع ہیں اور اس کے واقعات نہ فقط اقوال سلف صالحین سے بلکہ احادیث صحیحہ اور
 قرآن کی آیات کریمہ سے بکثرت ثابت ہیں۔ معنی کو جو کہ در عقائد اسلام سے کوئی تعلق
 نہ ہو سکتا سلف صالحین سے کوئی واسطہ درامداد پیشہ صحیحہ کی پیروی سے کوئی غرض نہ
 آیت تفرائی کی اجماعت سے کوئی مطلب تو اولیاء کو کام کشف علی الغیوب ہونے کے
 حقیقہ سے اس کو کیا مطلب و غرض یہ تو سلفان کا عقیدہ ہے۔ معنی کا یہ عقیدہ
 کہ جس طرح ہر کلمہ ہے جب کہ آیت و امام و سلف اس کی دلیل ہیں اس کا عقیدہ تو وہ
 ہر جا جو شوق و فرمان و حدیث ہر عقائد سلف صالحین کے اکل و سلف ہر
 معنی کو یہ بتانے کہ یہ معرفت اللہ عز و جل سے ہر کلمہ کا ہی عقیدہ انہیں ہے بلکہ تمام
 سلف صالحین معارف و امامین کا عقیدہ ہے۔ قرآن و حدیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے
 اس بات پر کہ میں کہتا رہا ہری کی ذہن نہیں آتی اس کو واسطہ ہی کیسے لا تو

حضرت اولیاء کی اردان کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھا ہر ماہ کا ہے وہ
اسی میں کسب علوم کر دیا کرتے ہیں۔

قطب شغرائی اور علامہ سیوطی کا موقف

چنانچہ حضرت قطب و ربانی سیدی عبد الوہاب شغرائی میرزا ان الشریعہ میں حضرت
مقامہ رجال الدین سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اس شخص سے جو ان کی بادشاہ
تہ سفارش پایا تھا فرمایا۔

اعلم یا اخب امتی قد اجمعت
بیرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الی ذلک هذا
خمساً وسبعین مرة یقفہ
و مشافہہ ولولا خوف
من احتیاجہ علی اللہ علیہ
وسلم عنی بسبب دعوی
للولاۃ لطلعت القلعۃ
و شغعت قیلعت السلطان
وافرجل من خدام
حدیثہ علی اللہ علیہ وسلم
واحتاج الیہ فی تصحیح الاحادیث
اللتی شغفہا المحدثون من
طل یتبعو ولا شک ان نفع
ذلک ارجح من نفعک

ماورائے مہمانی میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے دیہار میں اس وقت
تک بیماری میں بالمشافہہ پچتر بار
حاضر ہونے کا ہوں اگر مجھے سلام کے
در بار و نہیں حاضر ہوتے تو پناہ حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مجاہد فرما
لیتے کہ خوف نہ ہو تلوں نغمہ میں جا جا
اور تیرے لیے بادشاہ کے پاس بخارش
کرا اور میری امارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے خدام میں سے ایک شخص ہوں اور
میں حضور کو ان امارت کی تسبیح میں غنا
ہوں میں کہ تیرے میں نے اپنے ملوکین
سے منیعت قرار دیا ہے اور
بے شک یہ نفع تیرے نفع سے زیادہ
راہج ہے۔

ملہ: میرزا ان الشریعہ ص ۱۵۱

نیراسی میں ہے۔

قل اشتہد عن کثیر من
الادلیاء انہو کانوا یخضعون
بیرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کثیراً و یستقدم
اہل عصرہ علی ذلک
رغم ذلک اسما انہم و جماعۃ
ذکناہم فیکتب لہم الادلیاء
فراشے۔

نیراسی میں ہے۔

وقد بلغنا عن الشیخ ابن
الحسن الشاذلی و تلمیذہ
الشیخ ابی العباس المریمی و
غیرہما انہم کانوا یقولون
لوا حتمت ہذا دعیۃ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
طرفۃ عین ما اعدونا لغنا
من جعلۃ السلمین فاذا
کان ہذا القول کاعاد لا دلیا لغنا
الیستعدن اولیٰ ہذا المقام

شیخ ابی اسحاق شاذلی اور ان کے شاگرد
شیخ ابی العباس مریمی اور ان کے تلامذہ
اولیاء کا قول ہم تک پہنچا کہ وہ فرماتے
تھے کہ اگر ہم سے ایک مارنے کی مقدار
حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
رویت مجرب ہو جائے تو ہم اپنے
آپ کو مخالفہ سلمین کے شمار ہو کر ہی تو
جب یہ قول آگاہ اولیاء کا کہتے تو
اگرچہ ہمیں ترس مقام سے بھی بااثر
ہوتے۔

ان عبارات سے ثابت ہے کہ اگر حضرت اولیاء کو ام کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے اجتماع اور تقاریر بیوانی میں بالمشافہہ کام ہوتا ہے اور یہ کسب علوم کر

ملہ: میرزا ان الشریعہ ص ۱۵۱

لینے میں عرض معروض کر یا کہ تم میں معصفت اپنی جے ملی کی بنا پر ادا قف ہے
پڑھتے ہے کہ او یا کہ حضور علیہ السلام سے علم غیب کیسے حاصل ہوگا۔ لہذا اس بات کو
معلوم ہو گیا کہ ایسے حاصل ہوگا۔ اگر کوئی پڑھ لیتا علم سکیر لیا کر اس کو سوال کی حاجت ہی
پیش نہ آتی۔

مناوی نے حفظ الامان کی عبارت زیر بحث کے بعد یہ کہا تھا۔

نبی غیر نبی میں فرق میان کرنا ضرور ہے۔

قرآن حضرت قدس سرہ نے ان دو آیات کو پیش کر کے فرق بیان فرمایا ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَكَ عَلَى
الْغَيْبِ ذِكْرًا إِنَّهُ يُخْطِبُ

عَلَيْكَ اللَّهُ ذِي الشَّانِ نَبِيٍّ كَرَّمَ كَرَامَتَهُ

وَمَنْ ذُكِّرَ بِهِ شَيْءٌ مِنْ

أَمْرٍ أَوْ غَيْبٍ فَلَا يُلْقِ بِهِ

عَقِبًا أَحَدًا وَلَا يَنْفَعُ

عَرِيقًا وَشَوْكًا إِنَّهُ

مَعْتَصِفٌ أَنْفُسَ الْوَالِدِ فِي

أَسْرِهِ لَمَّا هَلَكَ نَبِيٌّ

تفسير جلالین میں ہے۔

فِي مَطْلَعِ غَيْبِ

حَمَا أَطْلَعَ النَّبِيَّ

اللَّهُ تَعَزَّوْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَرَامَتَهُ

غَيْبِ پر مطلع کیا جیسا کہ حضور کو

سہ بہ آل مران :- سہ بہ شہرہ میں :-

علیٰ حال المستحقین :- متفقین کے حال پر مطلع کیا۔

تفسیر صاوی میں ہے۔

وَقَوْلُهُ وَذِكْرُ اللَّهِ اسْتِذَاكَ

عَلَيْ مَا تَقْدُمُ فِي قَوْلِهِ وَمَا

كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَكَ عَلَى الْغَيْبِ

كَانَ قَالَ الْأَلَسْ لِمَنْ هُنَا

يُظْهِرُكَ عَلَى الْغَيْبِ

تفسیر جلالین میں ہے۔

هَذَا اسْتِذَاكَ عَلَى مَعْنَى

الْمُقَدِّمِ لِمَا تَقْدُمُ لِمَا قَالَ وَمَا

كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَكَ بَوَهِمْ إِنَّهُ لَا يُظْهِرُ

إِحْدَا عَلَى غَيْبِ لَعَمْرُوه

الْخَطَابِ قَاسِمًا لِدَارِ

بِالرَّسْلِ وَالْخَبَرِ وَذِكْرُ اللَّهِ

تَحْتَاجُ أَنْ يُصْطَفَى مِنْ

وَسَلَهُ مَنْ يَشَاءُ

فِي مَطْلَعِ الْغَيْبِ ثُمَّ

مَنْ لَمْ يَقْبَلْهُ فِي الْمَحَلِّ

لیکن یہ نام پر استدراک ہے قرآن کی

قرآن میں ہے کہ اللہ کی شان نہیں کہ

تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے مگر

وہ اللہ بات شک و شبہ کو غیب پر

مطلع کرتا ہے۔

یہ کام مہم پر استدراک ہے ایسے

کہ جب یہ فرمایا کہ اللہ کی شان نہیں

کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے تو تم

پر استدراک کر دے اپنے غیب پر کسی کو مطلع

نہیں کرے گا ورنہ خطاب مہم ہے تو

رسول کیا ہوتا استدراک کیا اور معنی یہی

لیکن اپنی مشیت کے موافق اپنے

دشمنوں کو یہ بتا ہے کہ ان کو غیب

پر مطلع کرتا ہے تو یہ سب میں اپنے

باقی کی شدت ہے۔

سہ بہ تفسیر صاوی صریح :-

سہ بہ جمل صریح :-

تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

(وَلَكِنَّ اللَّهَ يُخَيِّبُ مَن دَسَلَهُ)
مَنْ يَشَاءُ يُضْلِعْهُ عَلَىٰ بَعْضِ
عِلْمِ الْغَيْبِ نَظِيرَ قَوْلِهِ تَعَالَى
عَلَّمْنَا الْغَيْبَ فَلَا يُلْهِمُهُ
بَعْضُ غَيْبِهِ أَحَدًا
مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ شَيْءٌ

تفسیر غازان میں ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُعْطِيهِ وَيَخْتَارُ
مَنْ دَسَلَهُ مَنْ يَشَاءُ
يُضْلِعُهُ عَلَىٰ مَا يَشَاءُ مَنْ
غَيْبِهِ شَيْءٌ

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُرْسِلُ الرُّسُولَ فَتُحْيِي
الْيَمَ وَيُخْبِتُهُ فَإِنَّ الْغَيْبِ
كَذَّاءَ إِنَّ فَلَانًا فِي قَلْبِهِ التَّنَاقُ
وَفَلَانًا فِي قَلْبِهِ الْاِخْتِلَافُ فَعِلْمُ
ذَلِكَ مِنْ حِجَةِ الْخَبَرِ اللَّهُ لَا
مِنْ حِجَةِ نَفْسِهِ شَيْءٌ

طہ : معارف مصری ج ۱ صفحہ ۳۸۲۔

شہ : غازان ص ۱ ج ۱ صفحہ ۳۲۸۔

شہ : مدارک مصری ج ۱ صفحہ ۳۲۸۔

تفسیر عرسل البیان فی حقائق القرآن میں ہے

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُخَيِّبُ مَن دَسَلَهُ
مَنْ يَشَاءُ يُضْلِعْهُ عَلَىٰ بَعْضِ
عِلْمِ الْغَيْبِ نَظِيرَ قَوْلِهِ تَعَالَى
عَلَّمْنَا الْغَيْبَ فَلَا يُلْهِمُهُ
بَعْضُ غَيْبِهِ أَحَدًا
مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ شَيْءٌ
هُوَ الْغَاثِي مِنَ الرِّسَالَةِ الْمُتَمَعِّقِ
بِأَوْصَافِ الْعَقْلِ وَبِإِنِّ الْغَيْبِ
بَعْضُ الْغَيْبِ ظُهُورُ الْغَيْبِ عَلَى
اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ وَلَكِنَّ
اللَّهَ يُخَيِّبُ مَن دَسَلَهُ مَن
يَشَاءُ يُضْلِعْهُ عَلَىٰ بَعْضِ عِلْمِ
وَسَلَّمَ وَذَلِكَ حَكْمُهُ بِأَلْفِظِ
وَحُكْمُهُ عَلَى الْغَيْبِ بِتَقْدِيرِهِ
عَشْرَةٌ مِنْ تَقْدِيرِ تَفْهِيمِ
وَمِثْلُ مَا اخبر به عن
اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَمَنْ أَمَرَ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةَ شَيْءٌ

طہ : معارف مصری ج ۱ صفحہ ۳۲۸۔

اس آیت کریمہ کی یہ سات تفسیریں پیش کیں اور ان میں تفصیل استدراک بھی ہے۔ لہذا محکمین علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان آیات سے استدلال کر سکتے ہیں۔ بلکہ ان آیات نے اہل ان کی تفسیر نے علم نبی و فریدی میں کیا ہیں شرقی و غربی اور تصافری حیران میں برابر ہی ثابت کرنا چاہتا تھا اس کا رد فیض فرما دیا حضرت کو محض اپنی لاعلمی کی بنا پر ان کا اپنے خلاف ہونا نظر نہیں آتا۔

پھر اظہرت قدس سرہ نے عبارت حضرت علی علیہ السلام پر اللہ المستدین سے اعتراض کیا تھا وہ عربی میں تھا اس کا ترجمہ تمام المومنین میں اس طرح لکھا گیا۔

پھر خیال کرو اس نے (مخافہ) کہ چونکہ مطلق علم اور علم مطلق میں تضرع کر دیا اور ایک دوسرے جانتے اور ان تلوں میں جن کے لیے حد و شمار کو فرق نہ مہیا تھا اس کے نزدیک فضیلت اسی میں تضرع ہوئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تفصیل غریب مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا اور علم غیب میں جاری ہر ملے سے مطلق علم میں اس کی تقریر نبیہ کا مہاسی ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور کے لیے بعض اشیاء یا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علم غیب حاصل ہونے سے ناظر و کسطن ہے بلکہ

یہ ناوار حضرت عربی عبارت کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن انہوں تو یہ ہے کہ اس کی سمجھ میں اس کا اندوہ کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ مگر اپنی دیوبندی جاہلی قوم کو ٹوٹ کر کرنے کے لیے اپنی مطلق دانائی کو دیکھیں مانتا ہے اہل معقول دانائی کی حالت زاد یہ ہے کہ شاید اس نے مغربی کبریٰ کی بھی سمجھ نہیں دیگی ہو۔ اظہرت قدس سرہ کی شان میں شرم نہ لیا کہ مطلق جان لینے کو مستلزم نہیں ہے۔ اور اگر گایاں کیجئے کہ نام

ملہ بہ مقام المومنین ص ۱۳۰

ای مطلق دانائی مثلاً ایہ ہے تو معصیت سے زیادہ مطلق بشیرا یا کو کفر و کثابت ہوگا۔ اب معصیت کی مطلق دانائی کا کمال ملاحظہ ہو کہ بجائے جواب کے خود کمال کرتا ہے۔

یہ تو جیسے کہ آپ علم خلق کے خارج از عدد و حد ہو گئے یا نہیں کیا شہابی احاطہ غیر شہابی کا کر سکتا ہے یا نہیں احصی حد شے اور حدہ ہذا کے کیا معنی ہیں و ان کا میر کو ملاحظہ کریں بلکہ

جواب معلوم ہوتا ہے کہ معصیت نے خلق کو پر حجابی نہیں ہے اور شہابی و غیر شہابی کے الفاظ کسی سے سن لیے ہیں یہ ناوار نہ تو ان کے منہوں سے واقع معلوم ہوتا ہے اور غیر شہابی کے اقسام کی اس کو کچھ خبر ہے اور جب وہ ان امور کو ہی نہیں مہیا تھا تو اس کو کیا معلوم ہو سکتا ہے۔

کون سا غیر شہابی علم خلق کے ساتھ خاص ہے۔

اور کون سا غیر شہابی علم مخلوق کے ساتھ خاص ہے۔

اور کون سا غیر شہابی ہے جو علم مخلوق احاطہ نہیں کر سکتا۔

معصیت نے کسی سے سن کر سوالات تو کر لیے لیکن اگر وہ اپنے سوالات کو خود ہی سمجھتا ہے تو یہ بتائے کہ۔

اس نے علم خلق میں علم سے کوئی علم مراد لیا ہے مطلق یا علم المطلق اور پھر اجالی مراد ہے یا تفصیلی پھر تمام مراد ہے یا ناقص۔

اور حد سے علی سبیل الاموال مراد ہے یا علی سبیل التفصیل۔

اور حد سے اگر لغوی معنی مراد ہیں تو حد یعنی مراد ہے یا لا یعنی۔

اور حد سے ہی بتائے کہ علم اہل و کلام خارج از عدد و حد ہے یا نہیں اور خلق کو یہ علم حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں اور احاطہ سے تادم مراد ہے یا ناقص پھر تفصیلی مراد ہے یا اجالی۔

فیروزہ احاطہ دفعہ واحدہ ہو یا علی سبیل التفصیل و التدریج۔

ملہ بہ شباب شاقب ص ۱۳۱

مستغنی کے یہ سوالات محض اس کے لئے ہوئے ہیں اور اگر اسی کے ہیں تو اپنے سوالوں کی تفصیل کر کے بھیجیے۔ ساری معقول دانی کی حقیقت آشکارا ہو جائے گی اور وضاحت دیکھ لے گی کہ آسان کی طرف تو محض کتاؤں سے ہی مشہور ہو کر گرا۔ اور انسانی دانی کی فنی و بال جان بن گئی۔ جب آپ کے سوالات کی تفصیل معمولی ہو چکی تو پھر اچھی کھل شش اور عدد ۵ عدد ۵ کے معنی خود ہی ظاہر ہو جائیں گے۔ اگر ان کے لئے کی جلد ضرورت ہے تو اہمیت کے درجہ کے کسی طالب علم سے مستغنی دریافت کر لے۔ لیکن جب یہ طے کیا یہ حال ہے کہ ان کا ترجمہ بھی نہیں معلوم ہے تو پھر وہ لوگ ہیں کیوں اپنا نام درج کرنا چاہئے۔ اور کتاب مکمل کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی اور پھر اس حیات پر الہی علم سے متاثرہ کاشفی۔

پھر یہ مستغنی ایک منظرہ دیتا ہے اور منظرہ انبیاء کی عبارت کی تائید یہ گہرا ہشتا کی کرتا ہے۔

ہم آپ کی خدمت کھڑکت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ علوم خارجہ جن السدوالہ احاطہ نامہ اور استراق عینی سے خارج ہیں یا نہیں۔ اگر خارج نہیں ہیں بلکہ میں احاطہ نامہ اور استراق عینی ہے تب تو یہ ان کے دلائل عقلیہ و نقلیہ قائم ہی ہیں اور خود آپ ہی تسلیم کرتے ہیں درجہ معارفہ شادات علم خالق و مخلوق برقی ہے اور اگر داخل نہیں تو استراق انسانی اور احاطہ نامہ ہوگا۔ اس کے کب سوانا تھا تو خالق ہو سکتا ہے۔ آپ میری ذرا کراہی صغیر منظرہ انبیاء کی اشد ہر ہی سر کر ملاحظہ کر لیجئے۔ کہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کو ایسے انسان سے شرف واقع ہو گیا ہو کہ وہ میں داری کی روایت سے حضور علیہ السلام کا ارشاد نہ کر رہے فعلت صاف السننات دالامی پس حضور علیہ السلام کے اس درجہ پر منیبات کے علم میں ان کو مرکز کلام نہیں ہے۔

جواب :- حضور نبی کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم اگرچہ اس قدر ہیں جن کی تحدید بنے نہ شمار ہے لیکن باوجود اس کے وہ محدود اور متناہی ہیں کہ وہ دلائل و مانعین کے علم علوم ہیں۔ اولیٰ علم سے آخری دم تک کی حد میں محدود ہیں اور ان کو علوم الہی کہنا خود نسبت بھی نہیں جو ایک فکر کے سرسند کے ساتھ کفر و نفی کے خلاف علوم کو خالق کے غیر خدای علوم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے تو ہر علم مخلوق نہ احاطہ نامہ کہ کتاب ہے نہ اس میں استراق عینی کا ذمہ ہو سکتا ہے۔

اب باقی راجعہ کا یہ منظرہ کہ منظرہ خدای حضور علیہ السلام کے استراق انسانی اور احاطہ نامہ کا ذکر نہیں ہے اور اس سلسلہ میں منظرہ انبیاء کی عبارت کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکلتا کہ خدای حضور علیہ السلام کے لیے اس درجہ پر منیبات کا علم نقاب ہے یہ مستغنی کا کھلا ہوا کتب اور مرتبہ فریب ہے کہ جب اہم الہامیہ و ہدی اور محدود و مانع ہوگی کے یہ اقرار ہیں۔

اہم الہامیہ داری اور مجتہد و مانعہ گنگوہی کے اقوال

اور یہ نتیجہ نکلتا کہ آپ کو علم خدای خدایہ شرک ہے فقہانہ۔
علم غیب خاص معقول تامل کا ہے اس فقہ کو کسی تاویل سے دوسرے بالملاق
کہنا آپ شرک سے خالی نہیں ہے
پھر خواہ لیں گے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے
سے عرض اس مفید سے مطر شرک ثابت ہو جائے۔

جواب :- جب پیشہ ان داریہ حضور علیہ السلام کے لیے منیبات کا علم نہیں مانتے اور بتعلیم الہی دانی مانتے کو بھی شرک قرار دیتے ہیں تو خدای حضور علیہ السلام کے

یہ منشیات کا علم ثابت کر کے کیا اپنے ابراہم کی مخالفت کرے گا اور ان کے لیے منشیات کا علم مان کر کیا خود مشترک بنے یا حقیقت میں یہ منصف کی مثال ناواں طرفدار کی سی بنے کہ تصادی کی حمایت کے لیے چاہے اور اس کو مشترک بنا ڈالے اور اگر حق فاسی حضور کے لیے علم منشیات کا تھا تو ان کے علم شریعت کو بچوں یا مغلوں سے تشبیہ دیتا۔ اگر حقاری کی نظر میں اس علم فاسی علیہ السلام کی درست فاسی ہوئی تو وہ ان کے علم کو ہاتھوں کے علم کے برابر کر دیتا۔ اور وہ بعین اکثر جو بے حد دیکھتے تھے اس کو بعض اہل کے سادی کر کے اس کی خصوصیت کی نفی کر دیتا اور بعین اکثر بعین قلیل وغیرہ کے روشن فرق کر دیتا۔ لہذا منصف کا یہ مزید کتب اور زبردست خریب ہے۔

پھر منصف اس کے بعد اپنی مزید جہالت پیش کر کے عوام کو ایک اور ضابطہ اس طرح دیتے ہیں۔

اب اس کے بعد آپ ہی فرمائی کہ یہ درجہ علم غیب کا مطلق اعظم میں داخل ہے یا اسلم المطلق میں؟ اگر ثنائی میں ہے تو یہ بھی ابطلان ہے اور اگر اول ہی میں ہے تو مولانا نے کیا قصور کیا؟ باقی آپ کا یہ رد ان کے نزدیک منصف تصدیق نہیں وہ دشمن میں ہے۔ یہ بعین آپ کی جتنی جتنی ہے۔ وہ بیان پر فضیلت بخیر اور کمال علی سے کشت نہیں کر رہے ہیں اور خود اعلیٰ عبارت میں کہ عرض کر آیا ہوں آپ کے کمال علی پر جرح وال ہے ان کا مقصد اس بیان سے قطع نظر عالم الغیب کا اطلاق کرنے کی بحث ہے کہ کیا اس قدر علم کے اسطر پر کرنا منشیات بہت زیادہ اور مجرب خلاق ہے اکثر میں شریعت جزائرت کو مریخ اور نہ بانہات حاصل کیا مشور علیہ السلام کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں غافل ہے

تو اب :- اگر وہ درجہ علم غیب کا علم مطلق اجمالی ہے تو یہ بھی ابطلان کس طرح ہے

مختلف اپنے سب ادا ہو رہے ہیں کہ اس کا یہ بھی ابطلان ہو تا بہت کر دے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دے کہ علم مطلق اجمالی اللہ عزوجل کے عنایت میں سے ہے۔ جب اس جہالت کو یہ بھی شریعتیں کو علم خالق کو ان سب سے اور علم غنی کو ان سب سے تو اس علمی پر کتب منصف کا شوق کیوں ہو گیا تھا اور اسی مقولہ والی پر دیکھیں مانتا تھا کہ مانتا تھا علم مطلق کو یہ بھی ابطلان قرار دے دیا اور مقولہ کرنا مقولہ بنانا تھا۔ یہی علم کا نتیجہ تھا کہ اس نے اس کو یہ بھی ابطلان کہہ کر اور اپنے لیے مزید کتب کو اضافہ کر دیا۔ اگر تو منصف کے قریب میں ہی ہے تو وہ اس میں اضافہ کرنا ہی دیتا ہے۔ اب باقی درجہ علم غیب کا مطلق اعظم میں حقاری کا قصور اور غلطی ہے کہ اس نے بلا رسالت و بالیقین کے اختیار کو سب دیا۔ اور مسترد اور مذکورہ برابر کر دیا اور شریعت کے فرق کو مسترد کر دیا۔ اور حضور علیہ السلام کے علم غیب کو بچوں یا مغلوں یا فسادوں کے علوم کے برابر کر دیا۔ تو ان ایمان کے نزدیک قرآنی کا یہ رد قصور ہے جس کی بنا پر وہ کافر و مرتد ہو گیا۔ اور وہ بے ہوشی قوم کا سبب غریب ہی تو ہیں و تفتیش شان رسالت والو حقیقت ہے تو ان کے نزدیک شہادتی کا یہ کیا قصور ہو تا اور انہیں اس کی یہ غلطی کی کیا نظر آتی۔

عبارت زیر بحث حفظ الایمان کو دیکھ کر اور اس میں قرین و تفتیش شان رسالت کا خیال کر کے اہل ایمان کو قرنی و ملتہ رد نہ ہی آتا ہے کہ رب العزت جلی جلالہ جس عیب پاک کے کیسے گلزار دنا کے گرد و زار کے جو حضرت ابہام توہم پر مشتمل تھا اور یہ شہادتی شہادتی اس خالق عالم کی زمین پر رہ کر اس کی پیدائی ہوئی نعمتوں سے پرورش پا کر اس کے عیب مطلق اللہ تعالیٰ علیہ السلام کو کہیں مریخی کا لیاں دیتے ہیں اور اس پر مشتمل توہم کر رہے ہیں کہ ان کے علم شریعت اور دین کو بچوں یا مغلوں یا فسادوں کے علوم سے تشبیہ دے رہے ہیں تو شہادتی مطلق علیہ السلام کی علیہ السلام کو علم خالق کو ان سب سے اور علم غنی کو ان سب سے ہی آتا ہے۔ اور اس میں قرین شان رسالت کو دیکھ کر قرنی اور شریعت والو بے ہوشی عدالت و مروت کے سنوں میں مومنین ہئے اور حقیقت کے نزدیک اہل عقل قرنی و ملتہ شان قوم ہے جو قرین شان رسالت پر خورشیاں کر دے اور نہ ہر ایک حضرات انبیاء علیہم السلام

کو گائیاں جسے کہ اسی توہین انبیاء کا نام تو اس نے عقیدہ ہی رکھا ہے۔
 اس نزہت بحث جہالت و غفلت الایمان میں ہم شرح و بطورے اوپر یہ ثابت کر چکے
 ہیں کہ بحث الملاحی عالم الغیب پر ہمیں ہے بلکہ بحث حصول علم غیب کی ہے تو قیاس
 نے اس میں غیبت نبوی اور کمال مطلق کی جی کا انکار کیا ہے کہ حضور کے علم شریف کو
 بچوں یا گھون جانوروں کے علموں کی برابر کیا ہے مصطفیٰ کی یہ بات کہ اس میں فقط
 فقط عالم الغیب کے الملاحی کی بحث ہے بالکل غلط اور باطل ہے اور اس کلام کی تحریف
 ہے۔ اور مصنف نے غفلت الایمان کی جس عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے اس پر بھی فصل
 گفتگو ہم نے کر دی ہے کہ نتیجہ اس کا بھی پھر میری بعین علم قرار پاتا ہے۔ اور پھر وہ بچوں
 یا گھون یا جانوروں کے علموں کے برابر نہیں ہوتا ہے اور کمال ملکی کو ختم کرنا ہے۔ اور مصنف
 جب حضور علیہ السلام کے علوم کوئی قسما بہت زیادہ اور جملہ خلافت سے اکثر کہہ رہا ہے
 اگر اس کا عقیدہ یہ بھی ہوتا تو اس علم شریف کی بچوں یا گھون جانوروں کے علموں سے
 تشبیہ و بیگانہ قرار دیتا اور قسائی کو لا فرم کرنا کہتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا
 عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ بعض عوام کو غریب و سچے کے لینے سے منع کیا ہے اس کا کلام
 خود اس کی تکذیب کرنا ہے۔ پھر مصنف نے اپنے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالا اور اس
 کے چھپانے کی بہت کوشش کی مگر آخر میں اس کو یہ کہنا ہی پڑ گیا کہ اگر ہم علوم مصطفیٰ
 بہت زیادہ اور جملہ خلافت سے اکثر سہی مگر جملہ جزئیات کو مدعیط میں نہ باوقات حاصل
 ہوئے تو ان میں کچھ غیبت نبوی اور کمال مطلق نہیں اور وہ بعض ہی تو ہو گا اور جب
 بعین ہے تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا تو بچوں یا گھون جانوروں سب
 کو حاصل ہے۔ تو مصنف کی یہ ساری تقریر خبط ہو گئی اور بات نہ بن سکی اور قسائی کا
 کہنا اپنے حال پر باقی رہا ہے۔ البتہ اس میں غیبت کی کھلی کھلی گئی اور اس کی جہالت اور
 زیادہ چمک گئی۔

تا نذر وی و جلال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی:

پھر مصنف کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی ملاحظہ ہوا کہ عالم الغیب کی تشریح کرنے میں

اس کی جہالت و ناقاہیت و دیگر۔

ہم آپ سے اس کی تشریح کرتے ہیں کہ غفلت عالم الغیب اور عالم غیب میں
 اللہ لام اور انصاف جہا استعمال سے غافل نہیں یا برائے عبد خارجی ہو گا
 یا برائے غیبت یا استغراق یا بعد از غیبی اگر عبد خارجی ہے تو اس کا بطلان
 بدیہی ہے کہ چونکہ غافل کوئی یقین ان غیبتات کی واقع نہیں ہوتی آپ کا
 یہ فرمانا کہ غافل من اللہ والہ یہ بالکل غلط ہے غافل منہ سے غافل نہیں ہے نہ یقین پر
 دلالت ہے بل آپ کوئی حد ذکر کر دیں تو اس وقت میں یہ ارادہ بھی ہو سکے گا۔
 اور اگر استغراق حقیقی شراب سے تو مر تبہ عالم المطلق کا ہے جس کا بطلان صریح ظاہر
 ہے اور اگر استغراق انسانی شراب سے تو اگرچہ آپ کے علم میں وہم ہے لیکن بوجہ
 اسہام اس فقط کا اطلاق ناجائز ہوا اور اگر غیبت یا بعد از غیبی ہے تو دونوں ارادہ
 بعض احوال کو مستلزم ہیں جس کو غافل فرما دے تفسیر کرتے ہیں اور یہی شنی قول اور
 مرتبہ مطلق اصل ہے غرض کہ مولانا کی تقریر جملہ وجوہ غفلت کو حادی ہے۔ احتمال
 عبد خارجی کو بوجہ بدیہی بطلان ہونے کے جبر و ملکہ ہے۔ مگر عقیدہ صاحب کو
 اشتباہ کہ اس خراس کو نہیں ملے

جو اس پر یہ ضعف نے الغیب کی اللہ لام کی بحث کی اور اس کی جزئیات میں جنسی
 استغراقی عبد خارجی عبد خارجی کو شمار کر کے ہر ایک کا انکار کرنا ہے۔ اللہ لام عبد خارجی
 کے متعلق کہتا ہے اس کا بطلان بدیہی ہے کہ چونکہ غافل کوئی یقین ان غیبتات کی واقع
 نہیں ہوتی اس نائینا کو ان غیبتات کی یقین اس حدیث میں نظر نہ آئی۔

حدیث نمبر ۱۱:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم لیلۃ العلاج
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 شبہ علاج میرے علم میں ایک

شبہ شایق ص ۱۳۲

قطعت ف حلقی قطعاً
فعلت ماکان و ماسکون بے
حدیث نمبر ۲ :-

سے بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغیر و معد النیر
فقطبتا حے حصوت الظہر
فنزل فصل ثم معد المنیر
فقطبتا حے حصوت العصور
ثم نزل قطعت ثم معد المنیر
فقطبتا حے غروب الشمس
فاخرج بما کان دیمما
هو کائناتہ
حدیث نمبر ۳ :-

قام قینا الذی علی اللہ علیہ
وسلم مقاماً ما خبرنا عن
مبدأ الخلق حتی دخل اهل
الجنة منان لهم و اهل النار
منازلهم
ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام
ماکان و ماسکون کے علوم ازل و اوم سے یا اوم قیامتہ حاصل تھے تو ان منیبات کی یہ تفسیر خود

۱۔ از تفسیر روح البیان - ۲۔ صحیح مسلم شریف مولوی ج ۲ صفحہ ۳۹۰ -
۳۔ بخاری شریف از مشکوۃ شریف صفحہ ۳۹۰ -

احادیث میں موجود ہے بلکہ تمام ماکان و ماسکون کے منیبات کی تفسیر قرآن کریم کی
آیات میں بھی ہے۔

مفسرین کرام آیت کریمہ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ کے تحت فرماتے ہیں

پنا چرا نام ہی المستشرق تفسیر معالم التنزیل میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں :-
قال ابن کثیر خلق الانسان
یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ماکان و ماسکون
لانہ کان دیمین عن
الاولین و الاخرین و عن
ایم الدین
علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں :-
هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لانہ الانسان اکمل و المعاد
بالبیان علم ماکان و ما
یکون و ما هو کائناتہ
اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ الْبَيِّنَاتِ

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کریم کریم
انسان کامل ہیں اور بیان سے جو کچھ
ہو گیا تھا اور جو ہر دماغ سے اور ہر
دماغ سے مراد ہے۔
ہم نے تم پر یہ قرآن آدرا کر مبرا چیز
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ الْبَيِّنَاتِ

۱۔ عالم مصری ج ۲ صفحہ ۳۹۰ - ۲۔ از تفسیر صاوی ج ۲ صفحہ ۳۹۰ -

يُكَلِّمُ شَيْئًا

لا روشن بیان ہے۔

علامہ صادی کتاب کی تفسیر کرتے ہیں

الكتاب هو اللوح المحفوظ والعقارب
 لا تعمل لنا لكتاب في اللوح المحفوظ
 من علم ما كان وما يكون وما
 هو كائن في الدنيا والاخرة فمن
 اعطى شيئا من اسرار
 العقارب فلا يحتاج للاطلاع
 على اللوح المحفوظ
 بل ياخذ منه ما اراد لا
 كتاب له روح محفوظ في القرآن
 ہمارے لیے تفسیر کرنے والا ہے اس
 کی جراح محفوظ میں ہوگی ہرگز اور جو
 ہر راز ہے جو ہر نے دالہ ہے دنیا و
 آخرت میں سب کا علم رکھتا ہے تو جس
 کو کچھ اور قرآن سے دیا گیا تو اس کو
 لوح محفوظ پر اطلاع کی حاجت نہیں
 بلکہ وہ قرآن اور اس کے اس سے اخذ
 کر لے گا۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

كانت معارفه عليه الصلاة
 والسلام الحسنا ما علمه
 الله تعالى واطلعه عليه من
 علم ما يكون وما كان و
 عجائب قدرته وعظيم ملكوته
 قال الله تعالى دَعَلَمَلْتُ
 مَا كُنْتُ تَكُنُ تَكُنُ وَكَانَتْ
 محفوظ علیہ السلام کے معارف زیادہ تھے
 مع ان تمام علوم و فنون کے جو اللہ تعالیٰ
 نے آپ کو تسلیف فرمائے اخبار گذشتہ
 اور آئندہ عجائب قدرات اور عظیم
 ملکوت رب العزت کے جن پر کو اس
 سب سے زیادہ تھے آپ کو مطلع فرمایا۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آپ کو وہ

ملہ - سورہ غل -

تہ - صادی ج ۱ ص ۱۹۱ -

فَقُلْ اللَّهُ عَلِيمٌ دَعَلَمَلْتُ

سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور
 آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (عیم لاری)

قرآن کریم کی ان عین آیات کی تفسیر سے بھی یہ ثابت ہوگی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کے منیبات عطا فرما دیئے گئے اس معنی میں کہ ہر احادیث
 شریفہ اور کائنات کے کسب نظر و آئین اور ان منیبات کی تفسیر کا واقع ہر زمانہ و مکان و حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منیبات کی یہ حد آیات و احادیث ہی ہے مقرر فرمادی۔ تو
 وہ اپنے اقارب کی بربط مع مان کر اپنے پڑ پڑ پر خود ہی شکوک لے اور اس کو یہ بھی بطلان
 کہتا ہے جو دوسرے اور انیاب میں اللہ لام عبد قادر ہی کا مان لے۔
 اب رہا معنوی اسانی قرآن ہر ہے کہ جب تمام ماکان و مایکون کے منیبات کو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عطا ہے تو مستند اس کا احکام اس لئے کہ کتاب نے اب باقی رہا اس کا
 ایہام کی وجہ سے ناجائز کہنا تو یہ معنی اس کی راستے ہے کہ یہاں ایہام کا تو شائبہ بھی نہیں
 کہ ماکان و مایکون کے علم شناسی اور اللہ تعالیٰ کے علم غیر شناسی نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے علم عطا ہی ممکن لہذا یہ حادث۔ غلوئی ہندو۔ جائز افتاء ممکن التبدیل اور اللہ تعالیٰ
 کے علم ذاتی۔

الذی ابدی قدیم غیر مخلوق غیر محدود۔ واجب البقاء۔ متبع التبعہ قرآن قدر و جہ
 فرق کے باوجود بھی اس کو ایہام ہر تاجہ تو اسے چاہئے کہ اپنا علاج کرانے اور دماغی
 توازن صحیح کرانے۔ اگر معنی میں ہی قدیم ہستی باقی رہی تو یہ وہ اپنی ساری دیوبندی
 قوم کو موجود۔ سینا و دھیر میں کہ جسے ہم نے ایہام کر کے گا اور ان کو معدوم۔ پہلے اندھا
 پاگل کہنے کو ایمان قرار دے گا۔

اب باقی رہا اللہ لام منشی یا مہدی نہ بعض افراد کو مستزم ہے تو بتاؤ ہی نے
 اس کو دیر و عمر و بچوں یا بچوں کا زوروں کے برابر کر کے حضور کی ضرورت کی کمیٹ ویا تو

ملہ - از شرح شفا صریح ج ۱ ص ۱۹۱

تفاوتی ہے نہ جہ خارجی کو مانا نہ استزاق انسانی کو مانا نہ جنسی کو مانا نہ عہد و ہستی کو مانا
تو اس نے تمام درجہ مختلک سے انکار کر کے حضور علیہ السلام کے لیے علم غیب کا باطل ہی
انکار کر ڈالا۔

پھر مصنف نے اپنی کم علمی کو فحشی کا ثوب منظر کر دیا اور اپنی ناقصیت کا اس طرح
اظہار کیا۔

اس تقریر کو جو در علم میں جاری کرنا مضیٰ طرح ہے کیونکہ وہاں اطلاق کسی فعل کا
جس میں استزاق وغیرہ موم ہوں نہیں ہے بلکہ

جواب :- مصنف اس قدر کم فہم ہے کہ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ تقریر مطلق
علم میں کیے جاری ہوگی۔ اگر کچھ نہ سمجھا ہوتا تو جاری کر دیتا۔ اس قدر مصنف کی بی علمی
ہے اور سچی کتنی دانتا ہے بغیر علم اس مطلق علم کو جاری کر کے دکھاتے ہیں سو مصنف
کی ذات پر مطلق علم کا حکم کیا سنا، اگر بقول دیوبندی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ
اس علم سے مراد محض علم ہے یا کل علم اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مصنف کی کیا شے
ہے ایسا علم تو نہ دیکھ کر کہہ رہے اور یا کل علم تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بھی
حاصل ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو
اس کا بطلان دلیل قطعی و عقل سے ثابت ہے اس تقریر میں اطلاق فقط عالم کی بحث
ہی نہیں ہے بلکہ محض مطلق علم کی بحث ہے اور یہ تقریر مطلق علم میں ظاہر اس لیے کہ ہر
آدمی و جانور کے لیے بعض اشیا کا مطلق علم حاصل ہوتا ان کو علم غیب حاصل ہونے سے
تفاوت روشن ہے۔ مصنف نے اس کو طے کر کے خود اپنے لیے اوردے علم ہونے کا ثبوت پیش
کر دیا۔

پھر اس کے بعد مصنف اپنی مزید جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔
اور آپ کا اس تقریر کو قدرت باری عزوجل میں جاری کرنا نہایت کافری

اور کم علمی پر دلالت کرتا ہے۔ اولاً میں کہہ چکا ہوں کہ اطلاق فقط علم
ہے انصاف سمجھ سے کوئی تعلق ہی نہیں اور اگر اس سے نفع نظر کی بات
و کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص زید و عمرو و کبریا قدرت کسی علم کی بات
کرے کیا قدرت خلق کسی فرد میں کسی فرد میں کسی تعلق ہے کیا مذہب علماء
شنت یہی ہے۔ ہرگز نہیں اور اگر قسم بھی کیا جائے تو قدرت تمام کے یہ
ہے کہ وہ ذاتیات ذاتیہ و صفات ذاتیہ سب کے ساتھ تعلق
ہو سکے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ صفات ذاتیہ سے جس کا تعلق ناشر ہو سکتا ہے

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اللہ تعالیٰ میں اس ذریعہ عبارت خدا تعالیٰ
کے متعلق تھائی کہ یہ الزام دیا ہے کہ تھائی نے حضور علیہ السلام کے علوم خفیه و سیمیه
کیف و کوزید و عمرو پر پڑا اور یا کل علم مراد اور چوپائے کے علوم صغیرہ ذلیلہ کے
برابر کر دیا اور مشد کی خصوصیت کے بننے کے لیے فقط بعض کے مصادیق ہو جانے کو
برابری اشد شیعہ کے لیے کافی قرار دے دیا۔ تو تھائی کے نزدیک جب فقط فقط
بعض مصادیق ہوتا ہی تھائی اور یا کل کے لیے اشد خصوصیت کی نفی کے لیے کافی ہے
تو وہ قدرت میں یہ ہی تقریر جاری کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو زید و عمرو کہہ کر
بیچے اور چوپائے کی قدرتوں کے برابر ہونے کا منکر کرے۔ کیونکہ تمام حیرات بعض افعال
اور کسی کی حرکت پر قدرت رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کی قدرت جامعہ بہشت و جہنم
خلق و ایجاد میں کچھ موثر نہیں ہیں لیکن قدرت کامدادی ہوتا یا گیا اور اللہ تعالیٰ اپنی
ذات اور صفات قدیمہ پر قادر نہیں اور خدا کی ذات و صفات ہی متعدد و مختلف ہیں
مکن و حادث قرار پائی ہیں اور خود اپنے ہر گاہ و قریب ہی بعض ہی مصادیق ہوا کہ ذات و
صفات قدرت داخل نہ ہوتے۔ لہذا تھائی کی تقریر کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی قدرت
اور زید و عمرو کی قدرتوں میں تسادی اور برابری لازم آگئی۔

معاوضی کی تپاک مقرر ہوئے کہ وہ جس میں پہلے کل یا بیسین کو دیکھتا ہے اور
بیسین بھرنے کی ضرورت میں وہ برابر ہو ثابت کر دیتا ہے پھر اس کی شرح قریل کار فرما
کرتا ہے زائل اور بیس کا امتداد کرتا ہے۔ عظمت اور ضمانت کا اظہار کرتا ہے اور کوئی
ضرورت کے بغیر رکھتے ہے قاس کے نزدیک فیئیت صرفت کے حاصل ہونے میں
ہے اور بیس کے حاصل ہونے میں کچھ فیئیت نہیں۔ مگر وہ بیس جو ہزاروں یا لاکھوں کو ڈھونڈ
ہی کیوں نہ ہوں۔ اس میں کی برابر ہے جو ایک دو سو۔ یہ ہے اس معاوضی کا انصاف
اور فرق مراتب کا پتہ۔

و اعظم قدرت قدس سرہ کا یہ معصوم اور اللہ لازم مقرر زبان میں ہے معصیت اپنی جہالت اور
عربی سے ناواقف اور میرا پسند فوجی دھم کی کی تباہ اس کو کہہ نہ سکا اور ملحق قدرت کو
قدرت علیہ الفلق کی گویا اس نے جان بوجھ کر یہ تعریف اور اخراج کیا کہ ملحق قدرت کو قدرت علیہ
الفلک بنا دلا اور یہ تعریف و افتخار معنی اس پہلے کیا ہے کہ ملحق قدرت میں شافی کی تعمیر
جاری ہو رہی تھی اور اس پر یہ نتیجہ مرتب ہو رہا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور
مفوق کی قدرت کا بار بار ہر نام لازم کرتا تھا۔ جس کو بھی جواب معصیت کے پاس نہیں تھا تو
اس نے حوام کی انھوں میں وصول جوہر کے کہے یہ تعریف کیا کہ اس ملحق قدرت کو قدرت
علیہ الفلق بنا دلا اور یہ درجہ سوا کہ کوئی ناخود غائب سلطان بھی کسی غیر خدا میں قدرت علیہ الفلق کا مقید
نہیں رکھتا تو کوئی عالم ایسی بات کی طرح کہہ سکتا ہے۔ تو قدرت علیہ الفلق کا اعتراف قدرت
نہیہ نہ تو کر ہی نہیں کیا یہ معصیت کا کھلا جواہر جہالت اور مرتکب الخراب ہے۔
اعظم قدرت قدس سرہ یہ صاف فرما رہے ہیں۔

فان الحيوانات جميعا قاعده
على بعض الاضال والحركات
وان لم تكن قد تعاقبوا
في الخلق والاياد باجماع
اهل السنة والجماعة

رقیہ (رضی اللہ عنہا) دلیس للعبد من
 الخلق شیء جملة واحدة وما
 یعی فی نفسه من قدرته
 واداء و اعتیاد فاما خلقها لله
 تعالیٰ فی الابد

اپنے اندر قدرت اور ارادہ اور اختیار
 محض کرتا ہے تو اس کا کائنات
 ہونے اس میں پیدا ہوا ہے

تو مصنف کا اب اعظمتِ قہر انہما اور میانِ باندھا ظاہر ہو گیا تو مصنف نے
قدردانی کے لئے یہ کرچوکھڑا اور نصرتِ صفا اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر دیا اس کا اعظمت
قبیلہ کوئی اثر نہیں سدا کی جو بات کی کوئی حاجت رہی کہ اس کا کوئی قائل ہی نہیں
ہوئے۔ وہی مطلق قدردانہ مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کے عطا ہوئے حاصل ہے نہ قدرت
عطا کر سائے نہ کرنا ملے

خَاتَمَةُ الْكِتَابِ

الحمد للہ اس زبرد جواب نے شہاب ثاقب کی تمام فریب کاریوں، انفرادیوں
بہتان طرائق، طعنائیوں، سکاریوں کو طشت از باطل کردیا اور حضرت کی
عزیز ترین جہریں کا دلیل اور نامقول تہذیبوں کو خاک میں ملادیا۔ سچ کی طرف تازی، باطل
کی حمایت کا پردہ چاک کردیا، لہٰذا یہ تائید، قومن شان الہیت و رسالت کی طرح کلامی کا
پردہ فاش کردیا اور ہمارے دین کی ناپاک عمارت پر جو مہفت نے روح خارا قلعہ صا
ان کی ناقابل مجمل تاویل میں جس میں ان سب کی حقیقتوں کو آشکارا کر دیا اور یہ ثابت کر
دیا کہ یہ عبادت اپنے گھری سے میں متین و متین ہیں، کوئی تاویل کوئی تہذیب الہی
نہیں جو ان سے ٹکرا کر اٹھ دے کوئی نہایت سے نہایت احتمال ایسا نہیں جو ان میں کوئی
دعویٰ ایسا کر دے، وہ نہ ہوں گے انتہائی عزیز ہیں کر لیں، وہ ہوں گے ان میں ایسا

کوشش کریں لیکن نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ ان کا فہم اور ادراک درست نہیں ہوگا اور کوئی دوسرا ایمان کی پیروی نہ ہوگی اسی بنا پر علماء دین شرعیین نے ان عبارات کو شکی رسالت میں نہیں تسلیم فرما دیا۔ لیکن ان کے مصنفین رشیدیہ احمد گھڑی تمام باتوں کی بنیاد احمد امینی، اشرفی، صفائی اور کفر کے قصے سے صادر فرمائے۔ امدان کو ایسا مرد و کافر مکرر ایمان میں مبتلا کرتے ہیں۔ دعدا یہ قصہ کھنڈ جہان کے کلام مذہب میں مشک کے تر و تازہ کافر ہو گیا اور ایسے کافروں کے حق میں جو کتب کفر و فساد، رافضی، آقا بہر دور، مکرر، فساد سے خیر و برکت پر ہیں احکام میں بتائے۔

بحر الرانی میں ہے۔

من حسن کلامہا اهل الاواء
ادقال معنوی او کلام لم یصف
صحيح النکان ذلک کفرا
من القائل کفر
المعن من تلفظ
بلفظ الکفر یکن کفرا
وکل من استحسن او معنی به یکنف

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہو گیا جس کو کفری بات کو صحیح کہے یا اچھا بتائے۔ یا اس پر مصافحہ کرے۔ یا یہ کہے کہ اس کے کفر اور بدیہوں کے وہ بھی کافر ہے۔

اعلقت قدس تر نے ان الاہر و بند کی یہ ناپاک عبارات اور اس پر قسے کو کر علماء دین شرعیین کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی۔ ان کے چچا کا نام سید احمد علی بن سید حبیب اس کتاب کو ترجمہ کے ساتھ کیا گیا تو اس مستغنی نے اس کے جواب میں یہ کتاب درجہ المذنبین علی دین الشاہدین لکھی جس کا مشہور نام الشہاد الشاہد علی المسترق الکاذب رکھا جس میں اس نے مدعا افزا کیے مدعا

جوڑت ہوئے مدعا فریب دینے مدعا مکر فریب کیے۔ مدعا افزا باتیں کہیں کہیں ہاتھوں تاملیں گزریں کتنے قابل قبول مدعا تھے کتنے میلے حوالے تھے لیکن کوئی بات قابل قبول نہ بن سکی کوئی تاویل صحیح ثابت نہ ہو سکی کوئی کلام میران شریعت پر نہ اثر کیا۔ کوئی قول سیار سنت کی موافقت نہ کر سکا۔

تو کیا کسی سے مذہب کی ایسی ناپاک کتاب پر کشتی ہے؟
کیا کسی حق مسلک کی ایسی ٹوک تہ تا نیر کشتی ہے؟

اور جو معتقد کی ایسی دیر و دہی کیا اہل حق کی حقانیت پر پردہ ڈال گئی ہے؟
اس کی ایسی گالی گورچ کیا اعلیٰ حضرت قبل کی صداقت کو سبٹ کشتی ہے؟
اس کی ایسی گندی گستاخی با حق کیا اس کی اور اس کے الاہر کی محنت پیدا کر سکتی ہے؟
اس کی ایسی سوزناک سب و تہم کیا اس کی شرافت کی دلیل بن سکتی ہے؟
تاقرون نے خود ہی فیصلہ کر لیا ہو گا کہ۔

- گایاں وہی دیا کرتا ہے جو واقعی جواب دینے سے عاجز ہو۔
- افترا دی کیا کرتا ہے جو سچی بات کہنے سے مجبور ہو۔
- فریب وہی دیا کرتا ہے جس کے پاس حق نہ ہو۔
- جھوٹ وہی دیا کرتا ہے جس کے پاس حیح نہ ہو۔
- باطل کی حمایت وہی کیا کرتا ہے جس کا قلب مگر ای سے برتر ہو۔
- ناحق کی تائید وہی کیا کرتا ہے جس کا دل مخالفت سے پر ہو۔
- بلکہ جو حق کا علم دار ہو نہا ہے۔
- زہیڑت ہو گئی ہے نہ افترا کرتا ہے۔

○ ولایت کا حال فریب دیتا ہے نہ ایمان کے گایاں کرتا ہے۔
مسئلہ نو! ختم نے یہ شہاب ثاقب کا رد دیکھا اس میں اس گندی کتاب شہاب ثاقب کی کالی گورچ، سب و تہم کو چھڑ کر بربر بات کا جواب دیا گیا۔ اکثر دین شرع و اہل بیت اہلسنت کی متعدد دستہ کتابوں کے جوابات سے دیکھئے کہ اندر حق کا استحقاق اور باطل کا

ابوالآقاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا گیا اور شہاب ثاقب کی گامیاں
 (۹۴) اس کے نبوت اور اقتدار (۱۲۱) اس کے غریب اور کید (۱۰۵) پیش کر دیئے
 گئے۔ جو اس کے مصنف میں بلکہ اس کی ساری دیہندی قوم میں جیاد و غیرت، عزت
 و جہت اور علم و قابلیت ہے۔ سچائی اور صداقت اور اعلائے عقانیت ہے۔ قرابک سال
 کے اندازہ میری اس کتاب کا جواب دیں اور جس طرح میں نے ہر بات کا جواب
 حوالہ کے دیا ہے اسی طرح مدلل جواب ہر ہر بات کا ملکہ کر نشان کر دیں تو ہر شخص حق باطل
 کا امتیاز کر سیکر کر سکا اور یہ بھی فیصلہ کر سکا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ اور کون
 اپنی حق ہے اور کون اپنی باطل۔ اور کس میں علم و قابلیت ہے اور کس میں فاسی اور جاہلیت
 ہے اور اگر سال بھر میں اس کا جواب شائع نہ ہوا تو دنیا بھاری صداقت و راست سبازی
 اور اعلائے عقانیت و قابلیت کے متعلق خود ہی راستے قائم کرنے کی اور دنیاوی شیخیوں
 اور فیصلوں سے واقف ہو جائے گی۔

مسلم! نو! ائمہ ان کا پروردگار کی شانوں میں گستاخیاں یہ لوبیا
 گامیاں دیکھیں۔ ان کی وہ گندی گھونٹی وہ پاپاک قرین و متعین کی جہالت پر حین اور
 یہ بھی دیکھ لیا کہ ساری دیہندی قوم کے پاس ان فحش عبادت کی نہ کوئی بیخ تو میر
 تاویل نہ کوئی واقعی گذر ہے نہ جواب۔ تو ان کے دشمنان خدا و رسول بل خدا و رسول اللہ
 تعالیٰ پر کلمہ پڑنے میں کیا شک باقی رہا اللہ شافک کوئی۔

- تمہارے ماں باپ اللہ دو پیر کو گامیاں دے۔
- تمہارے ماں باپ کی شہرت کو بند کر دو۔ گھٹے سے گھٹے مہر کی مہر توں سے تشبیہ دے۔
- تمہارے استاد و پیر کے علم سے دانشمندی بھار کے لیے علم نہایت کرے۔
- تمہارے ان بزرگوں کو خیر اور کرباب بال فعل کہے اور انہیں ملکہ کاہر کہہ چاہیے

شائع کرے۔

کیا تم اس کا ساتھ دو گے! اس سے جہت کرو گے! اس کی عزت کرو گے! اس
 کی ان گامیوں کی تاویل کرو گے! اس کی اس نکوس سے جے بہرہ بر کر اس سے

بات بہت کرتے رہو گے اس کے پاس نشست برخواست کرتے رہو گے ہرگز نہیں
 ہرگز نہیں۔ اگر تم میں انسانی عزت و وقیت ہے ماں باپ کی عزت و اعانت تمام ہشتان
 ہی دکھائی گئے۔ جسے تو اس بزرگی شہرت سے عزت کرو گے اس کے ساتھ دور جان کر
 گے اس کا نام شکر چہ و شہرت چہ لہے گا۔ جو ان گامیوں کی تاویل کرے گا اس کے بھی
 فوٹن ہر ماں گے۔ پیر خدا کے لیے ماں باپ کی عزت و وقیت استناد و پیر کی غفلت و اعانت
 کو ترازو کے ایک پل میں رکھو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و وقیت اور اس کے جہت و پیر
 تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و اعانت کو دوسرے پل میں رکھو۔ اگر سچے مسلمان ہوں تو ماں باپ کی
 استناد و پیر کی عزت و وقیت کو خدا و رسول کی عزت و عظمت و اعانت کے مقابلہ میں
 ناچیز اور حقیر جانو گے۔ تو واجب بلکہ صدہا بزرگ نا دا جہوں سے واجب ترکستان خدا
 رسول سے جہت و عزت و وقیت و فوٹن فضا اور جہاں پر ماں باپ استناد و پیر کے گستاخوں کے ساتھ
 اس کا ہزاروں مرتبہ ہر جب تو پیر کو ایمان کامل ہے اللہ و رسول جلی نگار و رسول اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے عزت و عظمت و وقیت سب پر غالب علم ہے اور سب کی عزت
 اور شہرت ان کے مقابلہ میں پتھر میں اور اللہ کی بات حاصل نہ ہو تو خود ہی فیصلہ کر کر تمہارا
 مسلمان ہونے کا دعویٰ معنی نہ پاتی ہے۔ دل میں اور دل کی عزت و وقیت مانع ہے
 اس میں کسی مٹی کے فوٹے کی حاجت نہیں۔ بلکہ تمہارا قلب اس کا خود معنی ہے تو اپنے
 قلب ہی سے اس تقابل میں فوٹے نہ۔

وَرَفَعَ اللَّهُ قَلْبَهُ بِحُجَّةٍ حَبِيبَةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْمَانًا صَحِيحًا
 وَحُجَّةٍ كَامِلَةٍ وَالْعَلَّةُ سَادِقَةٌ وَابْتِغَاءُ عَلَى مَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ
 وَالْجَمَاعَةِ وَابْتِغَاءُ عَلَى حَبِيبِهِ وَحُجَّةٍ حَبِيبَةٍ وَابْتِغَاءُ تَعْتِ لِرِوَايَةِ
 وَارْتِقَانِ شَاقَّةٍ وَسُؤْلِهِ سَيِّدًا تَعْمَدُ عَلَيْهِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْمِ وَ
 أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ قَمَّتْ بِالْعِلْمِ

مولوی حسین احمد شیل آبادی مصنف شہناشاہ قبکے جدید کفریات

مصنف شہناشاہ قبکے اپنے اکابر علماء دیوبند کے تمام کفریات کی طرز فکری و کلیات کر کے اعلان پر اپنی رسالت کو حقین کر کے ان تمام کفریات کو ان کے کفر کا رد و رد کر ثابت ہو گیا مگر چونکہ اس کو شیخ علماء دیوبند جناح صاحبنا پر اس نے اپنے اکابر کے خاص ذکر کو توہین و مستحقین شایہ رسالت میں جدید کر کے امتیازی کارنامہ کیا اور اپنی دشمنی سرکار رسالت کے جذبات کے طاقت یہ جدید کفریات کہے۔

واقعہ یہ کہ اگر مشعل میں ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۵۴ء میں یہ مصنف حسین احمد شیل آبادی کے جلسہ میں (جو مسرت پاک کے نام سے مشہور تھا) شریک ہوا اور اس نے ہزاوا کے مبلغ عام میں مسرت پاک صاحب نولک سنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فقر کر کے ہوئے یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مساعی کا قدیم یہ تھا کہ آپ اہل مکہ کی اجمیت پر حکم کیا پر اہل مکہ نے اور حضرت کے کہیں کی نیرت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ نے دومرتبہ تاج کی مجلس میں حرکت کی لیکن آپ کو اس مجلس میں شہناشاہی، ان دونوں واقعات سے شہر میں شور مچ گیا۔ پھر لوگ حضرت حاضی سنن، مامی فنی سلطان النظارین سند التفتین فیما مملو مولانا مولوی الحاج لکھنؤ شاہ صاحب مفتی اعظم مشعل کے پاس آئے، اور ان ہر دو واقعات کو دریافت کیا، پھر مولوی حسین احمد کا حکم پڑھا، تو حضرت مفتی صاحب نے یہ کمال امتیاز کی کہ ان الفاظ کا سوال کارکنان جلسہ دیوبند سے ٹھہرا کر سخت ذکر کر کے اس لاد قومی اس سوال پر فتویٰ لکھ دو تھکا، تو لوگ اخیر میں مگر کم کارکن سے سوال لکھوا کر لائے اور سالانہ ہر بھی آیا، اور حضرت مفتی صاحب کے دو مرتبہ اس نے سوال پر دستخط کیے تو حضرت مفتی صاحب نے یہ فتویٰ فرمایا کہ لکھ دو، یہ فتویٰ دیوبند دہلیہ و جہڑ بغرض کہ اب صحیحاً لکھا اور کئی کاروبار دانی کے لیے روانہ کیے لیکن اب تخریبات تین سال ہو گئے کوئی جواب رسول نہیں ہوا اب چند مقامات سے یہ خبر رسول کو پہنچی ہے کہ مولوی حسین احمد ان واقعات

کو بار بار بیان کر رہے ہیں تو بغرض ابھی عوام اس سوال اور جواب کو غلط نقل کر کے شایع کیا جا رہا ہے۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین نہی و مذہب میں بیان کیا۔
نہی :- ہر کار و دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخرت پر حکم کیا پر ان میں اور بھی فرمایا کہ ہر نبی نے کیا بیان پڑائی ہیں :-
نہی :- آج کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دومرتبہ کہیں میں ایسا اتفاق پیش آیا کہ آپ تاج تھامنے جاتے کی مجلس میں تشریف لے گئے، لیکن وہاں پہنچ کر خداوند تعالیٰ نے آپ کی اس طریقہ پر مخالفت کی کہ آپ کو نہایت اگلی اور برخواستہ مجلس کے بعد تک آپ سرتے ہی رہے۔

نہی :- اور مگر یہ علماء میں یہ بیان کیا کہ یہ ہر دو واقعہ مذکورہ بالا غلط ہیں ان دونوں سے قرہین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کی ہے، ایسا کہنے والا اور سمجھنے والا دونوں کا فریب۔

اب در وقت طلب امر یہ ہے کہ ان چالیسے اور دوسرے کے لیے کیا حکم ہے۔
مکتبہ اختر حسین بکرم خود غلط و پاس کے ۱۹ دسمبر ۱۹۱۹ء۔

سوال نہی :- الخواب :- اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر ایسا امر جو مخلوق کے لیے باعث لغزت ہو جیسے کتبہ، جہلی، غیبت، وغیرہ اور ایسا فعل جو وجاہت و حرمت کو مخافت ہو جیسے فہم کیسی، وغیرہ احکامات وغیرہ اور ایسا امر جو وجاہت و حرمت کی وجہ سے عوام پر ہیضہ اور آجرت پڑ جائے اور ایسا فعل کام اور پیشہ جو باعث تنگ و دھار ہو اور سبب حیب و نقص ہو جیسے جہالت اور آجرت پڑ جائے اور ایسا فعل کام اور پیشہ جو باعث تنگ و دھار ہو اور سبب سب سے مخزن دیا گیا ہیں، مثلاً ان کی نہایت شہر مشہور کتاب، مسایید اور اس کی شرح ماصورہ میں ہے۔

و شروط التوبة والسلامة من
و نداء الانذار من غصنا الامهات
اور توبہ کی شرط چنی نسب اور اتہام
انہاد اور سنت دلی سے سلامتی

ومن العسوة والسلامة من
العيوب المنفعة كالبرص والحذام
ومن قلة الميرة كالأكل على
الطريق ومن دثامة الصنعة
كالجمامة لان النبوة اشرف
مناصب الخلق مقنة الغاية
لاجلال الانكس بالمخلوق
فيعتبر بها انتفاع ما يتناف
ذلك لغضا به

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

قد اختلفت في معتقدها في الدنيا
من المعاصي قبل النبوة فنعها
توحد وجوها اخرون والمعجم
تتخذهم من كل
عيب و عصمتهم من
كل يوجب العيوب. غلظا به
اور یہ ظاہر ہے کہ اجرت پر کربوں کا چرنا ایسا ذلیل پیش ہے کہ جو باعث شک و
عار اور سبب عیب و نقس ہے۔ اسی بنا پر شارح شجرۃ شریف حضرت علامہ علی قاری
شرح شفا شریف میں خاص اسی مسئلہ میں تصریح فرماتے ہیں۔
قال المحققون انه عليه الصلاة والسلام
اور عقین فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

والسلام عليه من احد بالاجرة
وانصاع غفم
فمن هذا المديون
عيا في قوله

اس عبارت نے آفتاب کی طرح ثابت کر دیا کہ متقیین آفت کے نزدیک مقصود
نہی کر کوئی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی کی کربیاں اجرت پر نہیں چرائیں۔ اب باقی رہتی ہے وہ
حدیث جس کو بخاری و مسلم شریف اور ابن ماجہ و دیگر کتب حدیث نے روایت کی کہ اس
کے بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں میں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ کنت ادعا علی
خدا و بیط لا اهل مكة قرآن کلمات میں نہ تو کہیں اجرت کی تصریح ہے نہ اجرت پر
و کلات کرنے والا کوئی کہہ نہ حدیث شریف میں خدا و بیط کا ایک نقش ہے جس سے
بعض کاشتیاں ہو گیا ہے اور چاندی سونے کے سکڑ کے کسی بڑ کو کھو لیا ہے مارا کہ
قرا و بیط سے اس حدیث میں یہ سننے فرما لینے غدا اور غدا ہیں۔ چنانچہ علامہ علی قاری
اسی حدیث کی شرح میں شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

قال محمد بن ناصر لفظا وسويد
في تفسير القيد بالذهب
والفتحة اذ لم يرد في النصوص على
الله تعالى عليه وسلم لاحد
يا حجة قطه اذ كان بينهم
الغنم. مله والمعجم ما فسر
مبا ابراهيم بن ابي حنيفة
الامام في الحديث والفتحة